رام چرت مانس

تلسی داس

ترجمہ : نورالحسن نقوی

مجلس اشاعت ادب، دہلی

رام
چرت
مانس

وزارتِ ہند،
حکومتِ ہند
کے تعاون سے
شائع ہوئی۔

مقدّمہ

تلسی کے رام چرت مانس کو شمالی ہندوستان کا مقدس وید کہا جائے تو بجا ہے اور اسے ملک کا ایک اعلیٰ ادبی کارنامہ قرار دیا جائے تو درست ہے۔ اس کی تصنیف کو چار سو سال (سمبت ۱۶۳۱/ ۱۵۷۴ء) کا عرصہ گزر چکا لیکن اس کی مقبولیت میں آج تک کوئی کمی نہیں آئی۔ بالخصوص عوام میں جو قدر اس کی ہوئی وہ بالمیک کی راماین کی نہ ہو سکی۔ شمالی ہند کے ہندو عوام اپنے دکھ درد میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن حال ہی میں مانس کی چوتھی صدی منائی گئی اور تلسی کے کارناموں کا نئے سرے سے تنقیدی جائزہ لیا گیا تو یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ مانس کو مذہبی ادب میں اعلیٰ مقام حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ادب میں بھی اونچا درجہ حاصل ہے۔

مانس کا مرکزی کردار رام ہیں اور ان کی حیثیت محض اودھ کے راجا کی نہیں بلکہ وہ تلسی کے نزدیک مردِ کامل بھی ہیں اور بھگوان کا انسانی روپ بھی۔ کہیں وہ نرگن (ذاتِ مطلق) ہیں تو کہیں سگن (ذاتِ متصف)۔ تلسی سے پہلے بھی ہندوستانی

لیتھو کلر پرنٹرس، اچل تال، جی ٹی روڈ، علی گڑھ فون نمبر ۴۱۸۵۔

لوٹتا ہے اور واپس آ کر رام کی کھڑاؤں تخت پر رکھ دیتا ہے اور جو بوجھ اس کے کندھوں پر آ پڑا ہے اسے کسی نہ کسی طرح نباہتا ہے۔ آخر بارہ برس کی مدت پوری ہونے پر رام واپس آ کر حکومت سنبھالتا ہے اور شادی کر لیتا ہے۔ کچھ جاتکوں میں رام کی واپسی کا ذکر نہیں بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ رام نے ہمالیہ کے جنگلوں میں ہی زندگی گزار دی اور وہیں شادی کی۔ انامک جاتک میں لکھا ہے کہ رام اپنے ماموں کے خوف سے جنگل کی طرف چلے گئے اور اس کی موت کے بعد واپس آئے۔ راون کے بجائے اس میں ایک اژدہے سے رام کے مقابلے کا ذکر کیا گیا ہے۔

بعض محققین بودھ کتھاؤں کو قدیم تر خیال کرتے ہیں لیکن جو انھیں بعد کا مانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بودھوں نے رام کتھا میں یہ تبدیلیاں دانستہ کی ہیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ دونوں کے ماخذ جدا جدا ہوں۔ بہر حال اس سلسلے میں وثوق کے ساتھ کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

اتر پران (مصنفہ گن بھدر) جنوبی ہندوستان میں تصنیف ہوا۔ یہ بات بالکل طے ہے کہ اس میں مندرج رام کتھا بھی مختلف ہے۔ اس کے مطابق راون برہمنوں کی پوجا میں خلل انداز ہوتا تھا۔ چنانچہ مندودری کے بطن سے منمتی پیدا ہوئی اور راون کا قتل ضروری ہو گیا۔ راون نے منمتی کو ایک صندوق میں بند کرا کے راجا جنک کے علاقے میں دفن کرا دیا [illegible] کسان نے ہل چلاتے ہوئے اس صندوق کو باہر نکال لیا اور اس بچی کو جو ابھی زندہ تھی راجا جنک کے محل میں پہنچا دیا۔ اس واقعے کے علاوہ اتر پران کی باقی رام کتھا پئو چریو کے مطابق ہی ہے۔

پرانوں میں دی ہوئی رام کہانی کا بیشتر حصہ والمیکی کی رامائن کے مطابق ہے۔ پرانوں کے انداز میں کئی رامائنیں تصنیف ہوئیں۔ ادھیاتم رامائن انھیں میں سے

ادب میں رام کتھا موجود تھی اور تلسی نے جگہ جگہ اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ وید، پران، راماین، مہابھارت اور اپنشد رام کتھا سے معمور ہیں۔ اس سے گمان ہوتا ہے کہ یہی ان کی تصنیف کا ماخذ رہے ہوں گے لیکن ویدوں میں رامچندر جی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔[1] بلاشبہ ویدوں میں ایک سے زیادہ رام موجود ہیں[2] لیکن ان میں سے نہ تو کوئی راجا دشرتھ کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اوتار یا ایشور۔ اسی طرح دو سیتا موجود ہیں مگر جانکی سے ان کا کوئی علاقہ نہیں۔ دشرتھ کا ذکر ایک بہادر اور جنگ جو راجا کی حیثیت سے ہوا ہے[3] اور جنک ایک عالم راجا کی حیثیت سے پیش کئے گئے ہیں[4] مگر وہ بھی رام کتھا کے جنک سے مختلف ہیں۔

مہابھارت میں جو خطبات ملتے ہیں وہ والمیکی کی راماین کے بعد کے ہیں۔ جاتکوں میں رام کہانی ذرا مختلف شکل میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً دشرتھ جاتک کے مطابق بنارس کے راجا دشرتھ کے دو بیٹے ہیں۔ رام اور لچھمن، اور ایک بیٹی ہے سیتا۔ ان کی ماں کے مرجانے کے بعد راجا دوسری شادی کرلیتا ہے۔ اس بیوی کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوتا ہے جس کا نام بھرت رکھا جاتا ہے۔ بھرت کی ماں رام کے بجائے اپنے بیٹے کو راجا کا جانشین بنانا چاہتی ہے۔ باپ کے اشارے پر رام اور لچھمن بن کی راہ لیتے ہیں۔ دشرتھ یہ غم برداشت نہیں کر پاتا اور نو برس بعد مر جاتا ہے۔ بھرت راج کو سنبھالنے سے انکار کر دیتا ہے اور اپنے بھائیوں کو لینے جنگل جاتا ہے لیکن ناکام

---

[1] دھریندر ورما و رجیشور ورما: ہندی ساہتیہ۔ ص ۳۰۰۔

[2] رگ وید: ۱۴-۹۳-۱۰ اور ترتیہ براہمن: ۳۴-۲۷-۷ اور ششت پتھ براہمن۔

[3] ششت پتھ براہمن: ۷-۱-۶-۴۔

[4] رگ وید: ۱-۱۲۴-۴۔

شونپچ ، درد ، کھس ، یوَن ، جڑ ، پامر ، کول ، کرات
رام کہت پاون پرم ہوت بھون وکھیات

بلکہ ان ذاتوں کے لوگ جنھیں سماج میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، تلسی کے رام کو اپنی اولاد کی طرح عزیز تھے :۔

ویدبچن مُنی من اگم تے پر بھو کرنا عین
بچن کراتن کے سنت جمی پتو بالک بین

تلسی داس کے بعض کرداروں کی زبان سے جا بجا ایسے الفاظ ادا ہوئے ہیں جن میں اس عہد کے عام معتقدات یا خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ ان میں تلسی داس کا نقطۂ نظر نہیں جھلکتا۔ مثلاً تلسی داس کی ایک چوپائی ہے :۔

ڈھول، گنوار ، شودر ، پشو ، ناری
سکل تاڑنا کے ادھیکاری

اس کے پیش نظر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تلسی کی نظر میں عورت کا کوئی قابلِ عزت مقام نہ تھا بلکہ اسے کم عقل خیال کیا جاتا تھا۔ نیز یہ کہ پیشہ ور قوموں کو وہ برابری کا درجہ نہ دیتے تھے۔ حالانکہ ان کی تصانیف کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معاملہ اس خیال کے برعکس نظر آتا ہے۔ اہلیہ، جٹایو، بھیل، بھالو اور راکشش سب تلسی کے رام کی عنایت سے نجات حاصل کرتے ہیں :۔

سلا، گیدھ، کَپی ، بھالو ، راتی چر
کھیال ہی کرپال ، کینھے ، تارن ترن

کول اور کرات کو بھی رام کمتر خیال نہیں کرتے اور ان کے لئے اپنے دل میں محبت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ گرو وششٹ رام کے سکھا (دوست) نشاد راج کا جس طرح استقبال کرتے ہیں اسی طرح وہ رام کے بھائی سے بھی نہیں

ایک ہے۔ اس کی رام کتھا میں بھکتی واد اور اوتار واد کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ آنند راماین پر ادھیاتم راماین کا اثر صاف طور پر واضح ہے۔ ادبھت راماین اور والمیکی کی راماین میں بھی بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس میں راون کا قتل سیتا کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔

رام کتھا کئی ڈراموں اور طویل نظموں کا موضوع بھی رہی ہے۔ پرتما اور ابھیشک میں رام چندر جی کے بن باس کا بیان ہے۔ یہ دونوں ڈرامے بھاس سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ بھوبھوت کا مہاویر چرت اور اتر رام چرت ونگ ناگ کا کندمالا، مراری کا انورددھ راگھو، راج شیکھر کا بال راماین، ہنومان کا مہاناٹک اور جے دیو کا پرسن راگھو اسی زمرے میں آتے ہیں۔

رام چرت مانس کی تخلیق اُس عہد میں ہوئی جب عوام و خواص کی زبان پر بھکتی اور پریم کے گیت تھے۔ صوفیا کے ملفوظات ہندو مسلمانوں میں یکساں طور پر مقبول تھے۔ یہ اکبر کا دور تھا۔ اس کے ایما پر راماین اور مہابھارت کے فارسی ترجمے بھی ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ادھیاتم رامائن کے خطوط پر رام چرت مانس کی تصنیف ہوئی۔ لیکن وید اور پران کے اثرات، ناتھ یوگیوں کی روایات اور فلسفۂ وحدت الوجود کا پرتو بھی اس میں نظر آتا ہے۔

تلسی داس سے پہلے کبیر اور نانک ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض طور طریقوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کر چکے تھے لیکن تلسی داس نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ انھوں نے محبت اور بھگتی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں گھر کیا۔ یہ بھگتی ہی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ تلسی کی تخلیقات کا مرکزی کردار رام ہیں۔ اور رام سرتاپا محبت ہیں۔ رام اونچ نیچ اور ذات پات میں یقین نہیں رکھتے۔ اُن کے چرن چھوکے اور ان کی شرن میں آکے سب ہی پوتر ہو جاتے ہیں:-

تلسی کو اپنے عہد کی عورت سے یہ شکایت ضرور ہے کہ اسے سیرت کی عمدگی اور کردار کی پختگی کا جو نمونہ پیش کرنا چاہیے وہ نہیں کرتی :-

گگن ، مندر ، سندر پتی تیاگی — بھنجہی ناری پر پورش ابھاگی
سوبھاگنی بھبوشن ہینا — ودھون کے سنگار نوینا

بلکہ بات یہاں تک پہنچی ہے کہ :-

کلِ کال بہال کیے منوجا
نہی مانت کوو انوجا تنوجا

تاہم وہ عورت کی آزادی کے قایل تھے ۔ ان کے اس خیال کی ترجمانی پاروتی کی شادی کے موقعے پر مینا نے اس طرح کی ہے :-

کت بدھی سرجی ناری جگ ماہی
پرادھین سپنیہوں سُکھ ناہی

اس معاملے میں تلسی داس مساوات کا حق ادا کرتے ہیں ۔ وہ عورت سے "پتی ورتا" ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں تو دوسری طرف مرد کو بھی " ایک ناری ورت " دیکھنا چاہتے ہیں :-

ایک ناری برت رت سب جھاری
اے من کرم بچ ، پتی ، ہٹ کاری

گورو نانک دیو کی طرح تلسی داس بھی اپنے عہد کی برائیوں سے بیزار تھے اور اسے کلجگ سے تعبیر کرتے تھے :-

ڈرت ہوں دیکھی کلِ کال کو کہرد
(قہر)

تلسی داس اس تاریک عہد کی ایک ایک برائی کو تفصیل کے ساتھ بیان

ملتے ۔

جیہی لکھی لکھنوں تے اَدھک ملے مُدت منی راج

تلسی کے عہد میں کمزور طبقوں کی حالت بہت خستہ تھی۔ دولت مند بہت دولت مند تھے اور غریب بے حد غریب۔ ایک سیاح کے الفاظ میں :

> " بادشاہوں کے باورچی خانے طرح طرح کی نعمتوں سے بھرے پڑے تھے اور اصطبل میں بے شمار تنومند گھوڑے بندھے تھے لیکن کھیتوں میں بھوک سے دم توڑنے والوں کی لاشیں سڑ رہی تھیں ۔"

تلسی داس کی تحریریں گواہ ہیں کہ یہ صورتِ حال ان کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور وہ اونچ نیچ کے اس فرق کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ چھوت چھات کو ختم کرنے کے لئے تلسی نے سرجو کے ساحل پر ایک ایسے گھاٹ کی تعمیر کی جس میں چاروں برن (برہمن چھتری، ویش، شودر) کے لوگ ایک ساتھ غسل کر سکیں۔

البتہ بدکردار عورتوں کو تلسی داس نے سخت سزا کا مستحق قرار دیا ہے۔ اس طرح کے احکامات بیشتر مذاہب میں موجود ہیں۔ چنانچہ تلسی داس نے عورت کے بارے میں ایک طرف اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے :۔

ناری سہج ، جڑ ، اگیہ ، ایلا   ابل ، ہج ، جڑ جاتی
ادھم تے ادھم ادھم اتی ناری   ناری سوبایا ، پرگٹ
اوگن مول ، سول پرد ، پرمدا سب دکھ کھانی

تو دوسری طرف یہ بھی کہا ہے کہ نیک کردار عورت بغیر تپ کے " پرم پد" یعنی اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہے۔

بنُ شرم ناری پرم گت لہئی
پتی ورت دھرم چھاڑی جل گہئی

کو پوجنے لگے ہیں جو پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ پھر یہ کائنات کے دریا کو کیسے پار کر سکتے ہیں "۔

—— نانک بانی : بہاگڑے کی بار ، اشلوک/۲۔

مذہب کے نام پر سماج میں جو خرابیاں راہ پا گئی تھیں تلسی داس ان کی طرف محض اشارے کر کے رہ جاتے ہیں۔ نانک ان پر بھرپور وار کرتے ہیں۔ قرآن کریم کا احترام کرنے اور وحدانیت پرست ہونے کے باوجود وہ مسلمانوں کی خامیوں کا ذکر بھی اسی صاف گوئی کے ساتھ کرتے ہیں۔ انھیں مشورہ دیتے ہیں کہ " عوام کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو، ہمدردی کی مسجد تعمیر کرو، عقیدت کا مصلیٰ قایم کرو۔ حق کی کمائی کو قران جانو۔ بُرے اعمال کی طرف سے شرم کے جذبے کو سنّت قرار دو۔ حِلم کو روزہ سمجھو۔ عملِ نیک کو کلمہ مانو اور انھیں باتوں کو تسبیح سمجھو جو اللہ کو عزیز ہیں "۔

—— نانک بانی : ماجھ کی بار ، اشلوک/۱۰۔

اسی طرح ہندوؤں کو مشورہ دیتے ہیں کہ " روحانیت کی ایسی جنیو پہنو جس کی کپاس ہمدردی ہو، جس کا سوت طمانیتِ قلب ہو اور جس کی گرہ اعتدال ہو، اے پنڈتو! اگر تمھارے پاس اس طرح کا جنیو ہو تو میرے گلے میں پہنا دو۔ یہ جنیو نہ کبھی گندہ ہوتا ہے نہ ٹوٹتا ہے اور نہ جلتا ہے "۔

—— نانک بانی : اسا کی بار ، اشلوک/۲۹۔

تلسی داس نے دیگر عقائد پر نکتہ چینی سے احتراز کیا ہے۔ انھوں نے وشنوی مسلک کو اس کی پابندی کے ساتھ ساتھ بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ ان کا وشنو دھرم رامانج اور رامانند کے وشنو دھرم سے ذرا مختلف تھا۔

رام چرت مانس کی ایک اور خصوصیت قابلِ توجہ ہے۔ سولھویں صدی میں جبکہ

کرتے ہیں :۔

کلِ کال گھٹن اڑ گاری   پاپ پرائن سب نر ناری ....
مارگ سوئی جاکہوں جوئی بھاوا   پنڈت سوئی جو گال بجاوا
متھیارمبھ دمبھ رتھ جوئی   تاکہوں سنت کہی سب کوئی
سوئی سمان جو پَردھن ہاری   جو کردمبھ سو بڑ آچاری
جو کہاں جھوٹھ مسکھری جانا   کل جگ سوئی گن ونت بکھانا
جاکے نکھ اُر جٹا بسالا   سوئی تاپس پرسدھ کل کالا

اس وقت ناتھ یوگیوں کا سماج پر زبردست اثر تھا۔ تاریخ سے اس کا جا بجا ثبوت مل جاتا ہے کہ تغلقوں کے زمانے سے لے کر مغلوں کے عہد تک حکومت بھی ناگ یوگیوں سے متاثر رہی ہے۔ ابنِ بطوطہ کا بیان ہے کہ اس نے محمد بن تغلق کے دربار میں ایک یوگی کو ہوا معلق اٹھتے دیکھا تھا۔ بابر کے زمانے میں گورکھتری نام کا ایک غار تھا جو ناتھ یوگیوں کا ایک مرکز تھا۔ ۲۶ مارچ ۱۵۱۹ء کو جب بابر اس مقام پر پہنچا تو اس نے یہاں بڑی مقدار میں سر اور داڑھی کے مونڈے ہوئے بال پائے تھے۔ امرت کنڈ کے ترجمے (بحر الحیات) سے بھی ناتھ یوگیوں کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

گورو نانک اور تلسی داس کے رویے میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ تلسی داس جوگیوں کی اخلاقی پستی پر طنز کرتے ہیں لیکن وشنو سماج جملہ روایات کا احترام کرتے ہیں۔ برہمنوں کے طور طریق کو وہ تنقیدی نظر سے دیکھتے ضرور ہیں۔ ان کے برعکس گورو نانک دیو تنقید کے معاملے میں بہت بیباک ہیں۔ مسلمان صوفی ہو یا ہندو پنڈت وہ ہر ایک کے عیب پر بے جھجک انگلی رکھ دیتے ہیں۔ وہ مورتی پوجا کو بے معنی خیال کرتے ہیں۔ انھیں ہندوؤں سے شکایت ہے کہ وہ نارد کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ " اندھے بہرے لوگ اس پتھر

سبھی ہیں۔ بھگتوں کا عقیدہ یہی رہا ہے کہ بھگوان طرح طرح انسان کے روپ میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ ظاہری شکل کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن اصلیت ایک ہی ہے:۔

سب کر پرم پرکاسک جوئی
رام انادی اودھ پت سوئی

یہی بات جائسی نے اکھراوٹ میں سرور کائنات کے بارے میں کہی ہے:۔

گگن ہیا نہ مئہ ہوتی، ہوتے چند نہی سور
ایسے ہی اندھ کوپ ما رچا محمد نور

منجھن مدھومالتی میں کہتے ہیں:۔

پرگٹ نانوں محمد گپت جو جانہی سوئی

اور اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ نظر نہ آنے والے خدا کے سب متلاشی ہیں اور جب وہی پیغمبر کی شکل میں نمودار ہوتا ہے تو اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

کرتا گپت سبھے پہچانا
پرگٹ محمد کا ہو نہ جانا

رام چرت مانس کے تین مرکزی کردار ـــــ رام، لچھمن اور سیتا، ستیم، شوم، سندرم (صداقت، خیر اور حسن) کی تجسیم ہیں۔ سیتا صداقت کی علامت ہیں، رام شو کی حیثیت رکھتے ہیں اور لچھمن حسن کا مجسمہ ہیں ـــــ رام چرت مانس کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ انھوں نے وہ زبان اختیار کی ہے جو بول چال کی زبان کے قریب ہے۔ اسی لیے انھیں عوامی شاعر کی حیثیت حاصل ہوئی۔ تشبیہوں اور استعاروں کا سہارا انھوں نے ضرور لیا ہے لیکن اس کا خیال رکھا ہے کہ وہ دور از کار اور ناقابل فہم نہ ہوں۔

رام چرت مانس کے اردو میں ترجمے ضرور ہوئے لیکن یا تو وہ منظوم و مختصر

صوفیوں اور یوگیوں کو ملک میں مقبولیت حاصل تھی اور چاروں طرف بھگتی کے نغموں کی گونج سنائی دے رہی تھی تلسی نے اپنی اس تصنیف کے لیے جنگ کے موضوع کا انتخاب کیا اور باطل کی طاقتوں کو کچلنے کے لیے حق کی قوت سے مسلح رام کا انتخاب کیا۔ سنسکرت عالم پنڈت راج جگن ناتھ کی طرح "دلّیش ورووا، جگدیش ورووا" کی آواز بلند کرنے کے بجائے "پاڑو مہا شایک چارد چاپم" کی پیروی کیوں کی۔ "اتولت بل دھامم، ہیم شیلا بھ دیہم" کو کیوں لایق احترام سمجھا۔ ظاہر ہے وہ حکومت وقت سے مطمئن نہ تھے اور کسی ایسے راجا کے راج کے آرزو مند تھے جو رام کی طرح رحم وکرم کا مجسمہ ہو اور جس کی رعایا دھرم شاستروں میں بتائے ہوئے راستوں پر چلتی ہو۔

تلسی کے ان خیالات کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی اور غور کے بغیر انھیں ہندووں کا شاعر قرار دیدیا گیا۔ مغربی ناقدین اس میں پیش پیش رہے۔ کامل بلکے، گراؤز، پروفیسر آلچن اور واران نکود کے علاوہ کسی نے تلسی کے کلام کا گہری نظر سے مطالعہ نہیں کیا۔ پروفیسر ولسن (ہندووں کے ہندی فرقے، مشمولہ رایل ایشیاٹک سوسائٹی جنرل، شمارہ ۱۸۵، ۱۸۳۱ء) نے انھیں محض ہندووں کا مذہبی رہنما قرار دیا۔ گریرسن نے انھیں صرف ہندومت کا عالم ٹھہرایا۔ میکنی نے اصرار کیا کہ ان کے کارنامے مذہبی تصانیف ہی قرار دیے جاسکتے ہیں۔ (تلسی کی رامائن یا شمالی ہندوستان کی انجیل، ص ۱۶) کارپنٹر نے بھی اپنی کتاب 'تلسی داس کا نظریہ' میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ دلچسپ بات یہ ہے کہ تلسی داس نے اپنی تمام تصانیف میں کہیں بھی لفظ ہندو کا استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ ان سے بہت پہلے کبیر، دادو دیال اور نانک وغیرہ اس لفظ کا برابر استعمال کرتے رہے ہیں۔ بہرحال اصلیت یہ ہے کہ تلسی کے مخاطب ہندو مسلمان

رام
چرت
مانس

تھے یا پھر ایسی مشکل اور سنسکرت آمیز زبان میں تھے (رسم خط بلاشبہ اُردو تھا) کہ اُردو کے قارئین کے لیے ان کا سمجھنا مشکل تھا۔ زیرِ نظر جلد میں صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ دوسری جلد صرف متن پر مشتمل ہوگی۔

نورالحسن نقوی

شعبۂ اُردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ۔

پہلا حصّہ : بچپن

گویائی کی دیوی بانی اور ونائک یعنی شری گنیش کے آگے میں عقیدت سے سر جھکاتا ہوں کیوں کہ انھوں نے حروف کی آوازیں اور آوازوں کے معنی متعین کیے۔ انھوں نے شعروں کے اوزان مقرر کرکے شاعروں کو جذبات کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔ میں پرنام کرتا ہوں پاروتی دیوی اور بھگوان شنکر کو جو بالترتیب احترام اور عقیدت مندی کے مجسمے ہیں۔ اور ان دونوں چیزوں کے بغیر بھگوان کو پانا ممکن نہیں، حالانکہ وہ ہمارے دلوں کے اندر موجود ہے۔ شاعروں کے سرتاج والمیکی اور بندروں کے سردار ہنومان کو، جو سری رام اور سیتاجی کی عظمت کے گیت گاتے ہیں، میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اور دنیا کے دکھوں کو خوشیوں میں بدل دینے والے سری رام کی شریکِ حیات سیتاجی کو میری بندگی۔

میں پوجا کرتا ہوں شری ہری کی جنھوں نے سری رام کے روپ میں جنم لیا، جو سب سے برتر و اعلیٰ ہیں، جن کی مایا کا ساری دنیا اور دیوتاؤں پر راج ہے اور جن کے قدموں کی دھول سب کا بیڑا پار لگاتی ہے۔ اپنے گناہوں کی معافی کے خیال سے

سب ہی ان کے اوصاف بیان کرتے ہیں مگر کر نہیں پاتے۔

* * *

پربھو کی عظمت سے سب واقف ہیں لیکن اسے بیان کوئی نہ کر سکا۔ ویدوں سے پتا چلتا ہے کہ بھگوان جو واحد ہے، خواہشوں سے آزاد ہے، جس کی کوئی شکل نہیں، جس کا کوئی نام نہیں، جو کبھی پیدا نہیں ہوا، جو سراسر صداقت ضمیر رحم و کرم ہے، جو بلند اور برتر ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ وہ بھگوان کبھی کبھی کوئی شکل اختیار کرکے زمین پر اترتا ہے اور زبردست کارنامے انجام دیتا ہے۔ یہ کام وہ اپنے عقیدتمندوں کی بھلائی کے لئے کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ رحم و کرم والا ہے اور مدد مانگنے والوں کی مدد کے لیے ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اسے اپنے بندوں سے پیار ہوتا ہے اور وہ انھیں اپنا سمجھتا ہے۔ جس پر وہ ایک بار مہربان ہو جائے پھر کبھی ان پر اس کا غضب نازل نہیں ہوتا۔ جس کا کچھ کھو جائے اسے وہ چیز فراہم کرنے والا وہی ہے۔ غریبوں کا سہارا وہی ہے۔ رگھو راؤ طاقت ور لیکن کریم آقا ہے۔ اس حقیقت کو جانتے ہوئے سمجھدار لوگ ہری کی پوجا کرتے ہیں اور اس طرح اپنی قوتِ گویائی کا بہترین صلہ پاتے ہیں۔ یہی بات میرے ذہن میں ہے جو میں رگھوپتی کے گن گانے اور اس بھانت ان کے آگے سر جھکانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ پہلے بھی منیوں نے سری ہری کی عظمت کے راگ گائے ہیں۔ ان کے نقشِ قدم پر چلنا آسان ہوگا۔ اگر راجا بڑے دریاؤں پر چوڑے پل بنوائیں تو ننھی سے ننھی چیونٹی بھی اسے آرام سے پار کر سکتی ہے۔

* * *

یہ بات دل میں رکھ کر میں رگھوپتی کی دل کش کہانی بیان کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ ویاس اور دوسرے بلند پایہ شاعروں نے شری ہری کی عظمت بیان کی ہے۔ میں

تلسی داس، سری رام کی کہانی اور اُن کے کارنامے بیان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے اپنی نظم کی بنیاد ان واقعات پر رکھی ہے جو ویدوں، پرانوں اور تنتروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ والمیکی کی رامائن سے بھی اس نے استفادہ کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ شری گنیش، شنکر اور بھگوان ہری میری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائیں، اور اپنی خوشنودی کا صلہ عطا فرمائیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ مجھے شعر گوئی کا سلیقہ نہیں۔ مجھے اس فن میں مہارت نہیں لیکن میری عقیدت مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کر رہی ہے۔

وہ لوگ جو کالی کے اس بھیانک عہد میں پیدا ہوئے ہیں، جو کوے کی خاصیت رکھتے ہیں اور ہنس کی شکل بنائے رکھتے ہیں، جو ویدوں کے راستے کو چھوڑ کے بدی کے راستے پر چلتے ہیں، جو کالی کے اس زمانے میں پاپ اور جھوٹ کی مورتیاں ہیں، جو سری رام کے بھگت (عقیدت مند) ہونے کے دعویدار ہیں مگر ہیں بہروپیے، جو دھن دولت غصہ اور ہوس کے غلام ہیں اور جو بدکار ریاکار اور سازشی ہیں۔۔۔۔ ان سب میں پہلا مقام مجھے حاصل ہے۔ اگر میں اپنی برائیوں کی داستان لکھنے بیٹھوں تو یہ قصہ بہت طول پکڑ جائے گا اور اختتام کو پھر بھی نہ پہنچ پائے گا۔ اس لیے میں نے ان میں سے چند کا ذکر کر دیا۔ عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہے۔ جو یہ سمجھ لے گا کہ میری یہ تصنیف ایک طرح کی دعا ہے وہ عیب نہ نکالے گا۔ پھر بھی اگر کوئی ایسا کرے تو یہ اس کی عقل کا فتور ہے۔ نہ میں شاعر ہوں نہ مجھے کوئی فنکاری کا دعویٰ ہے۔ میں تو بس اپنی بساط کے مطابق سری رام کے گن گاتا ہوں۔ سری رام کے اوصاف اور ان کے کارنامے ایسے عظیم ہیں جن کا بیان میرے امکان سے باہر ہے۔ کوئی بتائے کہ تیز آندھی جس کے آگے میرو پہاڑ نہیں ٹھہر سکتا اس کے سامنے ہلکی پھلکی روئی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ جب میں سری رام کی عظمت بیان کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میری ہمت جواب دے جاتی ہے علم کی دیوی سرسوتی، سومنہ والا ناگ دیوتا، شیش شیو، برہما، تنتر، وید اور پران

میں بیڑا پار لگا دیتے ہیں۔ سارے دیوتاؤں، رشی منیوں اور برہمنوں عقل مند لوگوں کو ہاتھ جوڑ کے پرنام کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔

سرسوتی دیوی اور مقدس دریائے گنگا۔ دونوں کو میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس مقدس دریا میں جو اشنان کرے اس کے گناہ دُھل جاتے ہیں اور سرسوتی دیوی اپنے پجاریوں کی جہالت کو دور کر دیتی ہے۔ شیو دیوتا اور بھوانی دیوی (پاروتی)، میرے گرو میرے ماں باپ، اچھے برے دوست، نوکر، مالک، سری رام کے عقیدت مند اور تلسی داس کے محسن —— ان سب کے آگے میں ماتھا ٹیکتا ہوں۔ ہر طرف بدی کو فروغ ہوتے دیکھ کر شیو اور پاروتی نے ایک منتر جال تیار کیا تھا جس کی زبان ناقابل فہم لیکن اثر حیرت انگیز تھا۔ پاروتی کا یہ سوامی مجھ پر مہربان ہے۔ وہی میری اس کہانی کو خوشی اور برکت کا ذریعہ بنا دے گا۔ شیو اور پاروتی کا آشیرباد حاصل کرنے کے بعد میں عقیدت بھرے دل کے ساتھ سری رام کی زندگی کے واقعات اور ان کے کارنامے بیان کرتا ہوں۔ جس طرح چاند اور ستاروں کی روشنی سے کالی رات جگمگا اٹھتی ہے اس طرح شیوجی کی عنایت سے میری شاعری بھی روشنی بکھیرے گی۔ جو لوگ محبت، عقیدت کے ساتھ اور غور کر کے سری رام کے اس قصے کو پڑھیں گے ان کے دل سے اس کلی یگ کے عیوب دور ہو جائیں گے اور انھیں پربھو کے چرنوں سے سچا پریم ہو جائے گا۔ اگر ہر اور گوری (شیو اور پاروتی) میرے حال پر کرم کرتے ہیں تو وہ سارے تعریفی جملے جو میں نے نادانی سے اپنی شاعری کے بارے میں لکھ دیے ہیں، سچے ہو جائیں گے۔

ان سب کے کنول جیسے قدموں پر سر جھکاتا ہوں۔ ان کے طفیل میں بھگوان میرے بھی دل کی مراد پوری کرے۔ کالی کے عہد کے بھی بہت سے شاعروں نے رگھوپتی کے انگنت اوصاف بیان کیے ہیں۔ میں ان کو بھی آداب بجا لاتا ہوں۔ سنسکرت کے علاوہ پراکرت میں بھی ایسے شاعر گزرے ہیں جنھوں نے بول چال کی زبان میں شری ہری کی مدح و ستائش کی ایسے شاعر آج بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی آئیں گے میں ان کو بھی خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اور اس میں کسی ریا کاری کو دخل نہیں۔ بھگوان کرے کہ میری یہ شاعری نیک لوگوں کی محفلوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے۔ ایسی شاعری کرنا بیوقوفوں کا کام ہے جسے نیک اور عقل مند لوگ پسند نہ کریں۔ صرف وہی شاعری، شان اور فیاضی اچھی ہے جو پوتر دریا کی طرح بہتی ہو اور جس سے سب کا بھلا ہوتا ہو۔ سری رام کے کارنامے اور ان کی شان واقعی بہت دلکش ہے۔ اور میری شاعری بہت غیر دلچسپ مجھے ڈر ہے، کہ کہیں کہیں یہ مہمل بھی نہ ہو جاتی ہو۔ لیکن بھگوان کا کرم ہو تو یہ عیب خوبیوں میں بدل سکتے ہیں۔ بیل بوٹے ٹاٹ کو بھی خوبصورت بنا دیتے ہیں۔

عقل مند لوگ صرف اسی شاعری کو پسند کرتے ہیں جو سہل اور رواں ہو اور اس کی کردار نگاری بے داغ ہو ایسی کہ دشمن سنے تو وہ بھی اپنی دشمنی کو بھول کر تعریف کریں۔ ایسی شاعری اعلیٰ دماغ کے بغیر ممکن نہیں اور یہ چیز مجھے میسّر نہیں۔ شاعر اور عقل مند لوگ جو سری رام کے کارناموں کی مان سرد جھیل میں خوب صورت ہنسوں کی طرح تیرتے رہتے ہیں۔ وہ میری یہ بچکانہ نظم سنیں تو میرے اوپر عنایت کی نظر رکھیں۔

بالمیکی نے رامائن لکھی تھی جو ہر طرح دلکش اور پر اثر تھی میں اس کے کنول جیسے قدموں پر اپنا سر رکھتا ہوں چاروں وید میرے لیے مقدس ہیں جو اس فانی زندگی

جس کی بہادری کو خود سری رام نے سراہا۔ ہنومان جو پون دیو کا بیٹا تھا، عقل کی مورتی تھا، جو فریب اور شرارت کے جنگل کے لئے آگ کی حیثیت رکھتا تھا اور جس کے دل میں سری رام مع تیر و کمان کے براجمان تھے۔

بندروں کا راجا سگریو، ریچھوں کا سردار جمباوان، دیوؤں کا راجا وبھیشن۔ یہ سب نچلے طبقوں میں پیدا ہوئے لیکن سری رام کی غلامی کی مان سب کو میں آداب بجا لاتا ہوں۔ سکا، سنکا، نارد اور دوسرے منیوں کا میں احترام کرتا ہوں۔ رام کے مقدس نام کا میں جاپ کرتا ہوں۔ جس کا ایک ایک حرف ر۔ ا۔ م۔ برہما، شیو اور وشنو کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اے تلسی داس اگر تو اپنے من میں اجالا چاہے تو تو اپنی زبان پر اس نام کو لکھ لے۔

اپنے بھگتوں کی بھلائی کے لیے سری رام نے انسان کا روپ اختیار کیا۔ اور نیک لوگوں کی تکلیف دور کرنے کے لیے خود تکلیفیں اٹھائیں۔ اس نام کا جاپ کرنے سے خوشی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ جب اہلیہ نے سری رام کا نام لیا تو انھوں نے اس کی مدد کی۔ وشوامتر کی خاطر انھوں نے سکیتو کی بیٹی ٹاڈکا اس کی فوج اور اس کے بیٹے سباھو کو تباہ کیا۔ انھوں نے شیو کی کمان توڑی اور ان کا نام انسان کو آواگمن کی تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ ان کا نام لینے سے کل جگ کی ساری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ انھوں نے اپنے وفادار خادموں جیسے سبری اور گدھ جٹایو کو لافانی کر دیا۔ سگریو اور وبھیشن کو انھوں نے پناہ دی۔ انھوں نے بندروں اور ریچھوں کی ایک فوج جمع کی اور تکلیف اٹھا کے لنکا تک ایک پل بنایا انھوں نے راون کو مارا اور سیتا جی کو واپس لے آئے اور پھر اجودھیا پہونچ کر

میں بندگی کرتا ہوں اس مقدس شہر کو جس کا نام اجودھیا ہے اور جس کے نزدیک سرجو دریا بہتا ہے۔ وہ سرجو دریا جس میں اشنان کرنے والا کل جگ کے عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے شہر کے نواسی جنھیں پربھو کا بہت سا پیار حاصل ہے۔ انھیں بھی میرا پرنام۔ اسی شہر میں وہ لوگ بھی رہتے تھے جو سیتا جی کے بن باس کا سبب بنے لیکن بھگوان نے انھیں غموں سے نجات دیکر سورگ میں جگہ دی۔ راجا دشرتھ کی سب سے بڑی رانی کوشلیا جی، جن کی نیک نامی کا شہرہ ساری دنیا میں ہے، انھیں تسلیم! ان کی حیثیت اس افق کی سی ہے جس سے سری رام اس پندرھویں کے چاند کی طرح طلوع ہوئے جو کنول کو پالے سے نجات دلاوے۔ راجا دشرتھ اور ان کی نیک رانیوں کا میں صدق دل سے غلام ہوں۔ سری رام جن کے خود برہما نے گن گائے، ان کے ماں باپ مجھے اپنا سمجھ کر میرے حال پر دیا کریں۔ اجودھیا کے راجا کو میرا سلام جنھوں نے سری رام کی محبت میں جان دیدی اور اپنی جان کو ایک تنکے سے بھی حقیر سمجھا۔

راجا جنک اور ان کے کنبے کو میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کے دل میں سری رام کی محبت پوشیدہ تھی۔

سری رام کے بھائیوں کے آگے بھی میں سر جھکاتا ہوں —— سب سے پہلے بھرت کے قدموں پر جس نے فرض شناسی کا ثبوت دیا اور جو سری رام سے گہری عقیدت رکھتا تھا —— پھر لچھمن کے قدموں پر جو نرم خو اور خوش اطوار تھا۔ ان کی نیک نامی ایک مستول کی طرح تھی جس پر سری رام کی عظمت کا پرچم لہرا رہا تھا۔ دراصل وہ ہزار منہ والے ناگ دیوتا شیش کا انسانی روپ تھا جو دنیا کو خوف سے پاک کرنے آیا تھا۔ سمترا کا یہ بیٹا میرے حال پر کرم کی نظر رکھے۔ میں شتروگھن کے قدموں پر سر جھکاتا ہوں جو بہادر بھی ہے اور درست مزاج بھی۔ ہنومان کو میرا پرنام ہے

کی کہانی تفصیل کے ساتھ سنائی اور دیوتا نے بہت خوش ہو کر سنی۔ کئی دن یہ کہانی سننے کے بعد وہ اپنی قیام گاہ کیلاش کی طرف لوٹ گئے اس وقت بھی شری ہری دنیا کے مصائب کم کرنے کے لیے انسان کے روپ میں اس سنسار میں موجود تھے۔ انھوں نے رگھو خاندان میں راجا دشرتھ کے گھر جنم لیا تھا اور باپ کا قول پورا کرنے کے لیے بن باس لیے ہوئے تھے۔ واپس جانے کے بعد شیو کے دل میں بس یہی خیال رہا کہ میں کیسے پرتھوی پر جا کے سری رام کو انسانی روپ میں دیکھ لوں۔ راون نے برہما سے یہ وردان مانگا تھا کہ وہ انسان کے ہاتھ سے مارا جائے اور اب سری رام یہ وعدہ پورا کرنے والے تھے۔ وہ سوچنے لگے اگر میں اس وقت زمین پر نہیں جاتا تو یہ موقع میرے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ وہ اسی سوچ وچار میں تھے کہ راون نے ماریچ کو ہرن کی شکل میں اپنے ساتھ لیا اور سیتا جی کو ہر لے گیا۔ اس احمق کو سری رام کی اصلی طاقت کا اندازہ ہی نہ تھا۔ جب وہ اپنے بھائی لچھمن کے ساتھ لوٹے تو انھوں نے کٹیا کو خالی پایا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دونوں ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

اسی وقت شمبھو (شیو) نے سری رام کو دیکھا اور ان کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا۔

دیوتا بھومی، خوفزدہ تھے۔ ان کی التجا سننے کے بعد آسمان سے ایک گمبھیر آواز سنائی دی۔ " منیو، سدھو، اور اندر! خوف زدہ نہ ہو۔ تمھاری خاطر میں انسانی شکل اختیار کروں گا۔ بلند مرتبہ سورج ونشیو میں میں جنم لوں گا۔ منی کشیپ اور اس کی پتنی نے اپنا تپ پورا کر لیا ہے اور میں نے انھیں وردان دے دیا۔ وہ دونوں اجودھیا شہر میں راجا اور رانی کے روپ میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان کے نام

تخت پر بیٹھے۔

سری رام کی دل کش کہانی جاگ بلک نے منی بھاردواج کو سنائی۔ میں اسی کو تفصیل سے لکھوں گا۔ یہ کہانی شمبھو (شیوجی) کو سوجھی انھوں نے یہ اُما (پاروتی) کو سنائی ــــ کاکا بھوسنڈی ایک منی تھا جو کوّے کے روپ میں تھا اور سری رام کا بھگت تھا ایک بار اس نے بھی یہ کہانی شیوجی سے سنی۔ پھر اسے جاگ بلک کو سنا دیا اور اس نے یہ بھاردواج کو سنائی۔ میں نے بھی یہ کہانی سکر کھیت کے مقدس مقام پر اپنے گورو سے سنی لیکن اس وقت میں بچہ تھا اس لیے پوری طرح میری سمجھ میں نہ آسکی۔ میرے گورو نے یہ کہانی مجھے بار بار سنائی تو میں کسی حد تک اس کو سمجھنے لگا اب میں اسے آسان زبان میں لکھ رہا ہوں تاکہ لوگوں کا بھی بھلا ہو اور میں بھی اس سے لطف اندوز ہوں۔ بھگوان شیو کی کرپا سے تلسی داس کو رام چرت مانس لکھنے کی توفیق ہوئی۔

منی بھاردواج پریاگ میں رہتا تھا۔ سری رام سے اسے عقیدت تھی ماگھ کے مہینے میں لوگ زیارت کے لیے پریاگ جاتے۔ گنگا جمنا اور سرسوتی میں اشنان کرتے وہاں کے برگد کے متبرک درخت کو چھو کر سب کے بدن میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ منی بھاردواج کی کٹیا میں بڑے بڑے سنت آتے رہتے تھے۔ سب مل کے پوجا پاٹ کرتے اور دھرم کی باتوں پر غور کرتے۔ ماگھ کا مہینہ ختم ہونے پر سب لوگ لوٹ جاتے۔ منی جاگ بلک کو بھاردواج روک لیتے اور ان سے رام چندر جی کی کتھا سنتے۔ منی بولے: ترتیا جگ میں ایک بار منی اگستیا کے پاس گئے۔ ستی دیوی ان کے ساتھ تھیں۔ منی نے ان کی پرستش کی۔ منی جی نے رام چندر جی

چاروں طرف ناچ رنگ گانا بجانا ہونے لگا۔ پوجا پاٹ کی رسمیں ادا کی گئیں اور برہمنوں کو قیمتی تحفے دیے گئے۔ اس دن سارا شہر دلہن بنا ہوا تھا۔

کیکئی اور سمترا نے بھی پیارے پیارے سے ایک ایک بیٹے کو جنم دیا۔ اس دن کی خوشی شاردا کے بیان سے بھی باہر ہے۔ ہر طرف ویدوں کا پاٹھ ہو رہا تھا وہ دن ایک مہینے کے برابر ہو گیا اور سورج اپنے رتھ کو روکے کھڑا رہا۔ اور گرجا! ایک اور دلچسپ بات سنو میں اور منی کاگ بھسنڈی انسانی شکلوں میں وہاں موجود تھے۔ راجا اتنا خوش تھا کہ اس نے لوگوں کو تحفے تحائف سے مالا مال کر دیا۔ ہر ایک کے دل کی مرادیں پوری ہوئیں۔ سب نے دعائیں دیں کہ راجا دشرتھ کے چاروں بیٹے اور تلسی داس کے سوامی جگ جگ جئیں۔ کچھ دن اسی طرح گزر گئے۔ پھر راجا نے منی وششٹ سے نام رکھنے کے لیے کہا۔ منی نے کہا "نام تو طرح طرح کے ہو سکتے ہیں لیکن ان کے نام میں وہ رکھوں گا جو بھگوان مجھے بتائے گا۔ تمھارا بڑا بیٹا جو سارے سنسار کو خوشیاں اور چین دینے والا ہے اس کا نام رام ہوگا۔ تمھارا دوسرا بیٹا جس پر دنیا کا دارو مدار ہے بھرت کہلائے گا۔ اور تیسرا جس کا نام ہی دشمنوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کافی ہے شتروگھن ہوگا اور چوتھا جو بہت سی نیکیوں کا مالک ہے اور جسے سری رام کا بیحد پیار حاصل ہے لچھمن کے نام سے پکارا جائے گا۔"

سری رام کی سانولی مورت نیل کنول اور بارش سے لدے بادل کی طرح تھی اور اس کی خوبصورتی پریم کے لاکھوں دیوتاؤں کو مات کرتی تھی۔ اس کے کنول سے پیروں کے ناخن ایسے تھے جیسے پھول کی پتی میں موتی جڑ دیے ہوں۔

ہیں دشرتھ اور کوشلیا۔ ان کے گھر میں چار بھائیوں کے روپ میں جنم لوں گا۔ نارد منی نے جو کچھ کہا ہے میں اسے سچ کر دکھاؤں گا۔ اور اپنی بے مثال طاقت کے ساتھ زمین پر اتروں گا۔ میں جلد ہی زمین کو مصیبتوں سے نجات دلا دوں گا۔" یہ سن کر سب مطمئن ہو گئے۔ برہما نے دیوتاؤں کو حکم دیا کہ وہ بندروں کی شکل اختیار کر کے زمین پر پہنچیں اور شری ہری کے قدموں میں جگہ لیں۔ سب دیوتا اپنے اپنے علاقوں کو چلے گئے اور برہما کا حکم بجا لائے۔ پہاڑوں پر پہنچ کر وہ ہری کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

اجودھیا میں رگھو ونش کا انمول موتی راجا دشرتھ ویدوں نے جس کی تعریف کی ہے، راج کر رہا تھا۔ وہ بہت ہوشیار اور انگنت خوبیوں کا مالک تھا۔ وہ وشنو کا بھگت تھا۔ کوشلیا اور اس کی دوسری رانیاں اس پر جان نثار کرتی تھیں اور وہ سب شری ہری سے دلی عقیدت رکھتی تھیں۔ راجا دشرتھ کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لیے ایک دن وہ بہت اداس ہوئے۔ وہ اپنے گورو کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پیروں پر گر کر منت سماجت کرنے لگا۔ اس کے گورو وششٹ نے دلاسا دیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ راجا کے چار بیٹے ہوں گے جو ساری دنیا میں نام پیدا کریں گے۔ اس کے بعد گورو نے منی سرنگی کو بلایا اور ایک یگیہ (قربانی) کا اہتمام کیا۔ یگیہ کے دوران آگ کا دیوتا نمودار ہوا اور اس نے راجا کو تبرک دیا اس نے ہدایت کے مطابق یہ تبرک اپنی چاروں رانیوں میں تقسیم کر دیا۔ سب رانیاں حاملہ ہو گئیں اس وقت شری ہری نے رحم میں جنم لیا۔ چیت کے مہینے میں انھوں نے جنم لیا۔ ان کے جنم کا دن نہایت پاک اور مبارک تھا۔ زمین آسمان خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔ بچے کا رنگ سانولا تھا۔ رانیاں بچے کی پیدائش کی خبر سن کر خوش ہوئیں اور دوڑی دوڑی آئیں۔ راجا بھی اس خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

ان کے دل کش اور معصوم کھیلوں کا شاردا، شیش، شمبھو اور ویدوں نے ذکر کیا ہے جو کوئی ان کے کھیلوں کا ذکر خوشی سے نہیں سنتا وہ بھگوان کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔ جب چاروں بھائی ذرا بڑے ہوئے تو انھیں جنیو پہنا دیا گیا۔ اب رگھوپتی اپنے گورو کے گھر پڑھنے جانے لگے۔ جلدی ہی وہ سارے علموں کے ماہر ہو گئے۔ کیسے مزے کی بات ہے کہ شری ہری جن کے احکامات سے چاروں وید بھرے پڑے ہیں وہ خود پڑھنے کے لیے جانے لگے۔ اب وہ کھیل کھیلتے تو تیر کمان لے کے راجا بنتے۔ انھیں اس روپ میں دیکھ کر سارے جاندار اور بے جان ان پر قربان ہو ہو جاتے۔ جس گلی کوچے سے یہ چاروں بھائی کھیلتے کودتے نکل جاتے وہاں لوگوں کی بھیڑ لگ جاتی اور سب انھیں تکتے رہ جاتے۔ اجودھیا کے سارے باسی، مرد عورت بچے بڑے سب انھیں جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔

اپنے سوتیلے بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ یہ روز شکار کھیلنے جنگل کو جاتے۔ وہ صرف انھیں جانوروں کا شکار کرتے جن کے شکار کی ویدوں نے اجازت دی ہے اور شکار کا تھیلا لاکر راجا کو دکھاتے۔ جن جانوروں کا وہ شکار کرتے وہ مرنے کے بعد سیدھے بیکنٹھ پہنچ جاتے۔ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ کھیلتے اور ماں باپ کا کہنا مانتے۔ وہ ہمیشہ ایسی ترکیبیں کرتے جس سے شہر کے رہنے والوں کو خوشی حاصل ہو۔ وہ بڑی توجہ سے ویدوں اور پرانوں کو سنتے اور اس کی باتیں اپنے چھوٹے بھائیوں کو سمجھاتے۔ وہ صبح سویرے اٹھ کر اپنے ماں باپ اور گورو کو پرنام کرتے اور ان کی اجازت لے کر شہر کے کاموں میں لگ جاتے۔ راجا ان کی یہ باتیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ اس طرح وہ جو ہر جگہ موجود ہے، نرگن ہے، جس کا کوئی نام اور روپ نہیں، جو تمام خواہشوں

اس کے لمبے بازو خوبصورت اور شیر کے بازو کی طرح مضبوط تھے ۔ غرض جسم کا ایک ایک انگ ایسا تھا جس کی تعریف نہیں ہو سکتی ۔ ماں پیار سے کبھی انھیں کلیجے سے لگا لیتی اور کبھی جھولے میں لٹا دیتی ۔ ایک دن کوشلیا جی نے انھیں نہلا کر جھولے میں لٹا دیا ۔ پھر انھوں نے خود اشنان کیا اور پوجا پاٹ کے لیے گئیں وہاں انھوں نے چڑھاوا چڑھایا ۔ انھوں نے دیکھا کہ ان کا بیٹا وہ چیزیں کھا رہا ہے ۔ وہ گھبرا کر وہاں پہونچیں جہاں وہ اپنے بچے کو چھوڑ آئی تھیں اور وہاں انھوں نے اسے سوتا پایا ۔ یہ دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گئیں ۔ ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ ایک ساتھ دو بچے کیسے دکھائی دیے ۔ تب سری رام نے انھیں اپنے بے شمار روپ دکھائے جن کے ایک ایک پور میں لاکھوں دنیائیں آباد تھیں ، انگنت چاند سورج چمک رہے تھے ۔ بے شمار پہاڑ جنگل دریا دکھائی دیتے تھے ۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور زبان بند ہو گئی ۔ آنکھیں بند کر کے انھوں نے اپنا سر سری رام کے قدموں میں رکھ دیا ۔

سری ہری طرح طرح کے بچوں کے سے کھیل کھیلتے اور سب کو خوش کرتے ۔ کچھ دنوں کے بعد چاروں بھائی شیر خواری کی عمر سے گزر گئے ۔ برہمنوں کو تحفے تحائف دیے گئے ۔ رگھوپتی جن کے بھیدوں کا جاننا مشکل ہے وہ راجا دشرتھ کے آنگن میں کھیلتے پھرتے جب انھیں کھانے کے لیے بلایا جاتا تو وہ اور دور بھاگ جاتے ۔ آخر وہ انھیں زبردستی پکڑ لاتیں ۔ ان کا جسم سارا گرد میں اٹا ہوتا ۔ اور پھر راجا مسکراتے ہوئے انھیں اپنے بازوؤں میں لے لیتے ۔ جب وہ کھانا کھانے بیٹھتے تو بھی ن کا دماغ بے چین ہوتا وہ بھاگنے کا موقعہ ڈھونڈتے رہتے اور جب کبھی موقعہ ملتا وہ خوشی سے چیختے ہوئے بھاگ جاتے ۔ ان کا منہ دہی اور چاولوں سے سنا ہوتا ۔

چاند کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ راجا نے منی کا بہت شکریہ ادا کیا اور ان کے آنے کا سبب پوچھا۔ وہ بولے " اسُر (دیو) مجھے ستاتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کی مدد لینے آیا ہوں۔ سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی وہاں چلے جائیں تو ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ راجا! ان دونوں کو مجھے لیجانے دو اس سے تمھارا بھی بہت بھلا ہوگا"

تکلیف دینے والی یہ بات سن کر راجا کا دل لرزنے لگا اور اس کے چہرے کی چمک پیلے رنگ میں بدل گئی۔ بولے " بھگوان نے مجھے بڑھاپے میں یہ چار بیٹے دئے ہیں۔ تم نے غور کئے بغیر یہ مطالبہ کر دیا۔ مجھ سے زمین، مویشی، سامان اور خزانہ کچھ بھی مانگ لو میں خوشی سے دیدوں گا بلکہ میری جان بھی حاضر ہے لیکن میں رام کو تمھیں نہیں دے سکتا۔ ظالم اور بے رحم دیووں کا یہ کم عمر بچے کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں"۔ راجا کا جواب سن کر وشوامتر دل میں بہت خوش ہوئے۔ لیکن راجا سے طرح طرح بحث کی۔ آخر ان کے دل کے سارے شک جاتے رہے۔ راجا نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور منی سے کہا کہ میرا سب کچھ یہی بیٹے ہیں یہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اب تم ہی ان کے محافظ ہو۔ بیٹوں نے اپنی ماؤں کو پرنام کیا اور رخصت ہو گئے تاکہ منی کو خوف سے نجات دلا سکیں۔

پربھو کی آنکھیں سرخ تھیں، ان کا سینہ کشادہ اور بازو لمبے تھے۔ ان کا رنگ نیل کنول یا تمال کے درخت کی طرح سانولا تھا۔ انھوں نے اپنا ترکش کپڑے کی ایک پیلی پٹی سے کمر میں کس لیا اور ہاتھوں میں تیر کمان لے لئے۔ منی کو جب ایک گورا ایک سانولا لڑکا مل گیا تو ان کو ایسا محسوس ہوا جیسے دنیا کا خزانہ ان کے

سے آزاد ہے اور جو ناقابل تقسیم ہے۔ وہ اپنے طرح طرح کے کارناموں سے اپنے بھگتوں، عقیدت مندوں کو خوش کرتے۔

سنو اب آگے کیا ہوا۔ منی وشوامتر ایک جنگل میں رہتے تھے۔ وہ اسے مقدس مقام خیال کرتے تھے۔ وہاں وہ جاپ، لوگ اور یگیہ میں لگے رہتے تھے۔ لیکن وہ دیو ماریچھ اور سباھو سے خوف زدہ رہتے تھے۔ یہ دیو اُن کی تپسیا کو بے کار کر دینا چاہتے تھے۔ منی جانتے تھے کہ شری ہری کی مدد کے بغیر ان راکششوں سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا۔

انھوں نے سوچا "پربھو اس دنیا میں جنم تو لے ہی چکے ہیں۔ مجھے ان راکششوں کی شکایت کے بہانے جاکر ان کے قدم چھونے چاہئیں۔ اور دونوں بھائیوں سے یہاں آنے کی درخواست کرنی چاہیے۔ اس طرح میری آنکھیں ان کے درشن سے روشن ہو جائیں گی۔ یہ سوچ کر انھوں نے سرجو ندی میں اشنان کیا اور راج محل کی اور چل دیئے۔

راجا کو جب منی کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ برہمنوں کو ساتھ لے کر ان کے سواگت کے لیے باہر نکلے۔ انھیں ڈنڈوت کر کے راجا انھیں اپنے ساتھ محل میں لائے اور انھیں اپنے تخت پر بٹھا دیا۔ ان کے آنے کو وہ اپنی خوش قسمتی سمجھ رہے تھے۔ راجا نے ان کی خوب خاطر تواضع کی۔ ان کے چرن چھونے کے لیے راجا اپنے چاروں بیٹوں کو بھی لائے۔ منی نے سری رام کو دیکھا تو ہوش و حواس کھو بیٹھے ان کا وہ حال ہوا جو چکور کا

ہے۔ اس کے حال پر کرم کرو"۔

سری رام نے اس چٹان کو جب اپنے قدموں سے چھوا تو اس سے اہلیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ رکھے تھے اور عقیدت اس کے دل سے امڈی پڑ رہی تھی۔ اس کے سارے جسم کے رونگٹے کھڑے تھے اور منہ سے ایک لفظ نہ نکل رہا تھا۔ آخر اس نے جھک کر سری رام کے قدم چھو لیے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آخر وہ بولی "پربھو! تم بے سہاروں کا سہارا ہو۔ تم مصیبت کے ماروں کو مصیبت سے چھٹکارا دلاتے ہو۔ اپنے بھگتوں کو آواگون کے خوف سے نجات دلاتے ہو۔ میرے پتی نے مجھے شراپ دے کر ٹھیک ہی کیا تھا۔ اس طرح مجھے تمھارے چرنوں کے درشن کرنے کا موقع ملا۔ مجھے تم سے صرف ایک ہی درخواست کرنی ہے۔ مجھے بس یہ دعا دو کہ میرے دل میں ہر وقت تمھارے قدموں کی یاد قائم رہے۔ شری ہری میرے سر پر وہ قدم رکھیں جن سے دریائے گنگا نکلا ہے جو شیوجی نے اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے"۔ اس کے بعد وہ بار بار اُنکے قدموں پر گرتی رہی اور پھر اجازت لے کر اپنے پتی کی رہائش گاہ کی طرف خوش خوش چلی گئی۔ شری ہری ایسا رحیم و کریم ہے۔ تلسی داس! سارے کپٹ اور جنجال تج کر اس کی پوجا کر۔

سری رام اور لچھمن منی کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے پہنچے۔ وہ دریائے گنگا جو ساری کائنات کو پوتر کرتی ہے۔ گادھی کے بیٹے وشوامتر نے اس مقدس دریا کے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح زمین پر اترا۔ پربھو نے منیوں کے ساتھ اشنان کیا۔ برہمنوں کو طرح طرح کے تحفے دیے گئے۔ سادھوؤں کے قافلے کے ساتھ سری رام نے خوش خوش اپنا سفر جاری رکھا اور ودیہاؤں کی راجدھانی

ہاتھ آگیا ہو۔ جب وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لیے تو منی کو یقین ہو گیا کہ یہ برہمنوں کے بڑے ہمدرد ہیں۔ راستے میں منی نے ان دونوں لڑکوں کو تاڑکا دیونی دکھائی۔ جب اس کی نظر ان دونوں پر پڑی تو وہ برہم ہو کر بھاگی۔ رگھو نے ایک ہی تیر میں اس کی جان لے لی۔ منی نے ان لڑکوں کو بھوک پیاس پر قابو پانا اور جسم کی طاقت بڑھانا سکھا دیا۔ اپنی کٹیا میں لے جا کر انھوں نے انھیں پھل مول اور کند کھانے کو دیئے۔

صبح کو رگھورائی نے منی سے کہا "اب تم جا کر بغیر کسی خوف کے یگیہ کرو۔" منیوں اور سادھوں نے یگیہ کی کارروائی شروع کی اور وہ خود ان کی حفاظت کرتے رہے۔ یہ خبر سن کر سادھوؤں کا دشمن ماریچھ غصّے سے بھر گیا اور ایک زبردست فوج لے کر وہاں آیا۔ سری رام نے اسے ایک بے پھل کے تیر کا نشانہ بنایا اور وہ آٹھ سو میل دور جا گرا۔ دوسرے تیر میں انھوں نے سباہو کو نشانہ بنایا۔ اُدھر لچھمن نے فوج کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح انھوں نے برہمنوں کو پریشانی سے نجات دلا دی۔ دیوتاؤں اور سادھوؤں نے ان کی بہادری کے گن گائے۔ چند دن اور وہاں رہ کر سری رام نے برہمنوں پر اپنی مہربانی کا اظہار کیا —— وہ کیا بات ہے جس سے وہ بے خبر تھے لیکن برہمنوں نے اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے پران کی بہت سی کہانیاں انھیں سنائیں۔ منی ایک کمان یگیہ میں جانے لگے تو سری رام نے بھی ان کے ساتھ جانا چاہا۔ راستے میں انھیں ایک خالی کٹیا دکھائی دی۔ وہاں صرف ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ سری رام نے اس کے بارے میں جاننا چاہا تو منی نے اس کا سارا قصہ سنایا۔ بولے "یہ گوتم کی پتنی ہے جسے ایک شراپ (بد دعا) نے پتھر کی سل میں بدل دیا۔ اب یہ تمھارے قدموں کی دھول کی محتاج

بڑے بڑے اصطبل تھے جن میں عمدہ گھوڑے ہاتھی اور رتھ موجود رہتے تھے۔ راجا کے منتری اور فوجی افسر بہت بہادر تھے۔ ان کے محل شاہی محلوں کی طرح تھے۔ شہر کے باہر جھیلوں اور دریاؤں کے کنارے بہت سے راجکماروں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ منی کوشک (وشوامتر) نے وہاں آم کے درختوں کا ایک جھنڈ دیکھا اور راجکماروں سے کہا "مجھے یہ جگہ بہت پسند ہے آؤ یہیں ٹھہر جائیں۔" سری رام راضی ہو گئے اور سادھوؤں کے ساتھ وہاں ٹھہرے۔ متھیلا کے راجا کو وشوامتر کے آنے کا پتہ چلا تو وہ اپنے منتریوں، بہادروں، برہمنوں، خاندان کے سردار اور اپنے گورو ستیہ آنند کو ساتھ لے کر ان کے سواگت کو وہاں آیا۔

راجا نے منی کو پرنام کیا اور ان کے قدموں پر سر رکھا۔ جواب میں منی وشوامتر نے اسے دعائیں دیں۔ اس کے بعد انھوں نے برہمنوں کو بندگی کی اور اپنی خوش قسمتی کا ذکر کیا کہ یہ لوگ اس کے مہمان ہوئے۔ وشوامتر نے بار بار راجا کی خیریت پوچھی اور پھر انھیں اندر لا کے بٹھایا۔ دونوں سوتیلے بھائی جو اسی وقت باغ کو گئے تھے۔ ان میں ایک سانولا تھا دوسرا گورا۔ عمریں دونوں کی کم تھیں۔ وہ تو دونوں کو خوش حال دیکھنا چاہتے تھے۔ جب وہ آئے سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں بھائیوں کو دیکھ کر سب خوش ہو گئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دوبارہ راجا نے انھیں دیکھا تو اس کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اس نے منی کے قدموں پر سر جھکایا، اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا:۔

"کہو ناتھ! کیا یہ دونوں خوبصورت لڑکے منی کے خاندان کا زیور ہیں

متھیلا کے پاس جا پہونچے۔ دونوں بھائی اس شہر کی خوبصورتی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہاں چھوٹے بڑے کنویں، دریا اور تالاب تھے جن کا پانی امرت کی طرح میٹھا تھا۔ اس تک پہونچنے کے لیے جواہرات کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں اور رنگ برنگی چڑیاں چہچہا رہی تھیں کنول کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی نرم اور خوشبودار ہوا چل رہی تھی جو سرور بخشتی تھی۔ جگہ جگہ درختوں کے جھنڈ، چمن اور باغات تھے۔

شہر کی خوبصورتی بیان سے باہر تھی۔ وہاں کا ایک ایک چپّہ دل کو موہ لینے والا تھا۔ خوبصورت بازار، قیمتی پتھروں کے بنے ہوئے شاندار برآمدے ایسے خوب صورت تھے جیسے بھگوان نے انھیں اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ جگہ جگہ بیوپاری اپنا سامان سجائے بیٹھے تھے۔ ان کی دولت دھن دولت کے دیوتا کبیرا کی پونجی سے ٹکر کھاتی تھی۔ سڑکوں اور چوراہوں پر عطر ملے پانی کا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ لوگوں کے گھر پوری طرح سجے ہوئے تھے۔ شہر کے لوگ خوبصورت، عقل مند اور نیک دکھائی دیتے تھے۔ راجا جنک کا محل اس قدر خوبصورت تھا کہ دیوتا بھی اسے دیکھیں تو حیران رہ جائیں۔ لوگوں کو حیرت میں ڈالنے کے لیے اس شاندار محل کی چار دیواری ہی کافی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس چار دیواری نے دنیا بھر کی خوبصورتی اپنے اندر سمیٹ لی ہو۔ سفید سفید محلوں پر سونے کا کام ہو رہا تھا۔ اور سیتا جی جس محل میں رہتی تھیں اس کی خوبصورتی تو بیان سے باہر ہے۔

اس محل کے دروازے بہت خوبصورت تھے۔ ان کے کواڑ ہیرے کے بنے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے امیر، فن کار، شاعر، قصیدہ گو وہاں موجود تھے۔

سے کچھ کہا نہیں۔ سری رام سمجھ گئے کہ لچھمن کے دل میں کیا بات ہے اور اپنے ایک بھگت (عقیدت مند) کا لحاظ پاس دیکھ کر خوشی سے ان کا دل بھر آیا۔ گورو سے بولے "لچھمن کا دل شہر دیکھنے کو چاہ رہا ہے لیکن آپ کے ڈر سے بول نہیں رہا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اسے شہر دکھا کر لوٹ آؤں"۔ یہ سن کر منیوں کے سوامی وشوامتر نے کہا "یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ تم اتنے خوش اطوار ہو۔ بیٹے! تم حسنِ اخلاق کے رکھوالے ہو اور اپنے داسوں کو اپنے پیار سے خوشی بخشتے ہو۔ جاؤ، تم دونوں شہر کی سیر کر آؤ۔ لیکن جلد ہی لوٹ آنا تاکہ تمھارا پیارا چہرہ دیکھ کر سب کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

دنیا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والے دونوں بھائی منی کو پرنام کر کے روانہ ہو گئے۔ دونوں اتنے پرکشش تھے کہ انھیں دیکھ کر شہر کے بچے ان کے ساتھ ہو لیے۔ دونوں بھائی گیروا لباس پہنے تھے۔ کپڑے کی پٹی سے ترکش کمر میں کسے تھے اور ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ ایک کا رنگ سانولا اور دوسرے کا گورا تھا۔ اور بدن پر صندل کا لیپ تھا۔ ان کی آنکھیں کنول کے پھولوں کے مانند تھیں اور ان کے چاند سے چہرے دنیا کی فکروں سے آزاد کرنے والے تھے۔ کانوں میں بندے جو دیکھنے والوں کا دل موہ لیتے تھے۔ ان کے ماتھوں پر تلک کی ریکھائیں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ ان کے بال کالے اور گھنگریالے تھے اور سروں پر تکونی ٹوپیاں تھیں۔

جب شہر کے رہنے والوں کو خبر ملی کہ دونوں راجکمار شہر دیکھنے آئے ہیں تو سب اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر انھیں دیکھنے کو جمع ہو گئے جیسے مفلس دولت

یا کسی راجا کے گھر کا چشم و چراغ ؟ یا برہما جس کے بارے میں ویدوں نے 'نیتی' کہا ہے۔ ان دونوں کے روپ میں زمین پر اتر آیا ہے۔ مجھے انھیں دیکھ کر ایسی خوشی ہو رہی ہے جیسے چکور کو چاند دیکھنے سے ہوتی ہے۔ مجھ سے کوئی بات چھپاؤ مت۔" منی نے مسکرا کر کہا "پربھو! تم نے ٹھیک ہی کہا تمھاری بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں جتنے لوگ ہیں وہ ان لڑکوں سے پیار کرتے ہیں۔ یہ دونوں راجا دشرتھ کے بیٹے ہیں۔ رام اور لچھمن ان کے نام ہیں۔ یہ نیک بھی ہیں، خوبصورت بھی، اور طاقت ور بھی۔ راجا نے انھیں میری مدد کے لیے بھیجا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ انھوں نے راکششوں کو شکست دی اور میرے یگیہ کو محفوظ رکھا۔"

راجا نے کہا "پہلے بھی جب کبھی میں نے تمھارے قدم دیکھے ہیں، میں بتا نہیں سکتا مجھے کتنی تسلی اور کتنا فائدہ ہوا ہے۔ یہ دونوں بھائی — سانولا اور گورا — ایسے ہیں جن سے خوشی کو بھی خوشی نصیب ہو۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے بہت پیار ہے۔ ایسا سچا پیار جیسا برہما اور جیو میں ہے۔" یہ کہہ کر راجا سری رام کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا اور اس کے دل سے خوشی پھوٹتی رہی۔ پھر وہ منی کی منتیں کر کے اپنے شہر میں لے گیا اور رہنے کے لیے ایک خوبصورت محل دیا جس میں ہر طرح کے عیش و آرام کا سامان موجود تھا۔ پھر منی سے اجازت لے کر راجا اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سری رام اپنے بھائی کے برابر بیٹھ گئے۔ ایک چوتھائی دن ابھی باقی تھا۔

لچھمن کے دل میں جنک کی راجدھانی دیکھنے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن وہ سری رام سے ڈرتے تھے اور منی کا لحاظ کرتے تھے اس لیے زبان

چاند کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ راجا نے منی کا بہت شکریہ ادا کیا اور ان کے آنے کا سبب پوچھا۔ وہ بولے "اسُر (دیو) مجھے ستاتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کی مدد لینے آیا ہوں۔ سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی وہاں چلے جائیں تو ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ راجا! ان دونوں کو مجھے لیجانے دو اس سے تمھارا بھی بہت بھلا ہوگا۔"

تکلیف دینے والی یہ بات سن کر راجا کا دل لرزنے لگا اور اس کے چہرے کی چمک پیلے رنگ میں بدل گئی۔ بولے "بھگوان نے مجھے بڑھاپے میں یہ چار بیٹے دیے ہیں۔ تم نے غور کیے بغیر یہ مطالبہ کر دیا۔ مجھ سے زمین، مویشی، سامان اور خزانہ کچھ بھی مانگ لو میں خوشی سے دیدوں گا بلکہ میری جان بھی حاضر ہے لیکن میں رام کو تمھیں نہیں دے سکتا۔ ظالم اور بے رحم دیووں کا یہ کم عمر بچے کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔" راجا کا جواب سن کر وشوامتر دل میں بہت خوش ہوئے۔ لیکن راجا سے طرح طرح بحث کی۔ آخر ان کے دل کے سارے شک جاتے رہے۔ راجا نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور منی سے کہا کہ میرا سب کچھ یہی بیٹے ہیں یہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اب تم ہی ان کے محافظ ہو۔ بیٹوں نے اپنی ماؤں کو پرنام کیا اور رخصت ہو گئے تاکہ منی کو خوف سے نجات دلا سکیں۔

پربھو کی آنکھیں سرخ تھیں، ان کا سینہ کشادہ اور بازو لمبے تھے۔ ان کا رنگ نیل کنول یا تمال کے درخت کی طرح سانولا تھا۔ انھوں نے اپنا ترکش کپڑے کی ایک پیلی پٹی سے کمر میں کس لیا اور ہاتھوں میں تیر کمان لے لیے۔ منی کو جب ایک گورا ایک سانولا لڑکا مل گیا تو ان کو ایسا محسوس ہوا جیسے دنیا کا خزانہ ان کے

لوٹنے کو دوڑ رہے ہوں۔ انھیں دیکھ کر سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ لڑکیوں نے گھروں کے موکھلوں سے سری رام کی خوبصورتی کو دیکھا اور آپس میں ایک دوسرے سے ان کی خوبصورتی کی باتیں کرنے لگیں۔ وہ کہتی تھیں کہ کوئی دیوتا ان کی خوبصورتی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے بارے میں جس کو جو تفصیل معلوم تھی وہ اس نے دوسری کو بتائی۔ اکثر کو ان کے کارناموں کا پتہ تھا۔ انھوں نے دوسروں کو بتائے۔

سری رام کی خوبصورتی کو دیکھ کر ایک لڑکی نے دوسری سے کہا " یہ راجکمار ایسا خوبصورت ہے کہ جانکی کا دولہا بننے کے لائق ہے۔ میرا خیال ہے اگر راجا اسے دیکھ لے تو اپنا قول بھول کر ان دونوں کا بیاہ کرنے کو راضی ہو جائے۔" دوسری نے کہا " راجا نے انھیں دیکھ لیا ہے۔ منی اور راجکماروں کا سواگت کرنے وہ خود شہر سے باہر گیا تھا۔ وہ اپنا قول چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اور بیوقوفی سے اس پر جما ہوا ہے۔" تیسری بولی " اگر قدرت انصاف کرتی ہے تو جانکی کو یقیناً یہی دولہا ملے گا اگر ایسا ہو جائے تو ہر ایک کے دل کی مراد پوری ہوگی۔ میرا دل کہتا ہے ایسا ضرور ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم اس راجکمار کو پھر نہ دیکھ سکیں گے۔ اچھے کام پچھلے کرموں کا پھل ہوتے ہیں۔" ایک اور لڑکی بولی: " سکھی تو نے ٹھیک کہا۔ یہ کام ضرور ہوگا۔ شنکر کی کمان کو موڑنا آسان نہیں لیکن اس نازک بدن سے لڑکے نے یہ کام کر دکھایا۔" ایک اور بولی " اس نوجوان کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہے تو کم عمر مگر ہے بہت طاقت ور اور بڑی روحانی طاقت والا۔ اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے اہلیا پھر پتھر سے عورت بن گئی۔ سیتا جسے بھگوان نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اس نے ضرور اس سانولے

ہے۔ اس کے حال پر کرم کرو۔"

سری رام نے اس چٹان کو جب اپنے قدموں سے چھُوا تو اس سے اہلیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ہاتھ جوڑ رکھے تھے اور عقیدت اس کے دل سے امڈی پڑ رہی تھی۔ اس کے سارے جسم کے رونگٹے کھڑے تھے اور منہ سے ایک لفظ نہ نکل رہا تھا۔ آخر اس نے جھک کر سری رام کے قدم چھو لیے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آخر وہ بولی "پربھو! تم بے سہاروں کا سہارا ہو۔ تم مصیبت کے ماروں کو مصیبت سے چھٹکارا دلاتے ہو۔ اپنے بھگتوں کو آواگون کے خوف سے نجات دلاتے ہو۔ میرے پتی نے مجھے شراپ دے کر ٹھیک ہی کیا تھا۔ اس طرح مجھے تمھارے چرنوں کے درشن کرنے کا موقع ملا۔ مجھے تم سے صرف ایک ہی درخواست کرنی ہے۔ مجھے بس یہ دعا دو کہ میرے دل میں ہر وقت تمھارے قدموں کی یاد قایم رہے۔ شری ہری میرے سر پر وہ قدم رکھیں جن سے دریائے گنگا نکلا ہے جو شیو جی نے اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے۔" اس کے بعد وہ بار بار اُنکے قدموں پر گرتی رہی اور پھر اجازت لے کر اپنے پتی کی رہائش گاہ کی طرف خوش خوش چلی گئی۔ شری ہری ایسا رحیم و کریم ہے۔ تلسی داس! سارے کپٹ اور جنجال تج کر اس کی پوجا کر۔

سری رام اور لچھمن منی کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے پہنچے۔ وہ دریائے گنگا جو ساری کائنات کو پوتر کرتی ہے۔ گادھی کے بیٹے وشوامتر نے اس مقدس دریا کے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح زمین پر اترا۔ پربھو نے منیوں کے ساتھ اشنان کیا۔ برہمنوں کو طرح طرح کے تحفے دیے گئے۔ سادھوؤں کے قافلے کے ساتھ سری رام نے خوش خوش اپنا سفر جاری رکھا اور ودیہاؤں کی راجدھانی

ہاتھ آگیا ہو۔ جب وہ اپنے ماں، باپ کو چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لئے تو منی کو یقین ہو گیا کہ یہ برہمنوں کے بڑے ہمدرد ہیں۔ راستے میں منی نے ان دونوں لڑکوں کو تاڑ کا دیوی دکھائی۔ جب اس کی نظر ان دونوں پر پڑی تو وہ برہم ہو کر بھاگی۔ ربھو نے ایک ہی تیر میں اس کی جان لے لی۔ منی نے ان لڑکوں کو بھوک پیاس پر قابو پانا اور جسم کی طاقت بڑھانا سکھا دیا۔ اپنی کٹیا میں لے جا کر انھوں نے انھیں پھل مول اور کند کھانے کو دئے۔

صبح کو رگھورائی نے منی سے کہا "اب تم جا کر بغیر کسی خوف کے یگیہ کرو۔" منیوں اور سادھوں نے یگیہ کی کارروائی شروع کی اور وہ خود ان کی حفاظت کرتے رہے۔ یہ خبر سن کر سادھوؤں کا دشمن ماریچ غصّے سے بپھر گیا اور ایک زبردست فوج لے کر وہاں آیا۔ سری رام نے اسے ایک بے پھل کے تیر کا نشانہ بنایا اور وہ آٹھ سو میل دور جا گرا۔ دوسرے تیر میں انھوں نے سباہو کو نشانہ بنایا۔ اُدھر لچھمن نے فوج کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح انھوں نے برہمنوں کو پریشانی سے نجات دلادی۔ دیوتاؤں اور سادھوؤں نے ان کی بہادری کے گن گائے۔ چند دن اور وہاں رہ کر سری رام نے برہمنوں پر اپنی مہربانی کا اظہار کیا ـــــ وہ کیا بات ہے جس سے وہ بے خبر تھے لیکن برہمنوں نے اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے پران کی بہت سی کہانیاں انھیں سنائیں۔ منی ایک کمان یگیہ میں جانے لگے تو سری رام نے بھی ان کے ساتھ جانا چاہا۔ راستے میں انھیں ایک خالی کٹیا دکھائی دی۔ وہاں صرف ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ سری رام نے اس کے بارے میں جاننا چاہا تو منی نے اس کا سارا قصّہ سنایا۔ بولے "یہ گوتم کی پتنی ہے جسے ایک شراپ (بددعا) نے پتھر کی سل میں بدل دیا۔ اب یہ تمھارے قدموں کی دھول کی محتاج

بڑے بڑے اصطبل تھے جن میں عمدہ گھوڑے ہاتھی اور رتھ موجود رہتے تھے۔ راجا کے منتری اور فوجی افسر بہت بہادر تھے۔ ان کے محل شاہی محلوں کی طرح تھے۔ شہر کے باہر جھیلوں اور دریاؤں کے کنارے بہت سے راجکماروں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ منی کوشک (وشوامتر) نے وہاں آم کے درختوں کا ایک جھنڈ دیکھا اور راجکماروں سے کہا "مجھے یہ جگہ بہت پسند ہے آؤ یہیں ٹھہر جائیں"۔ سری رام راضی ہوگئے اور سادھوؤں کے ساتھ وہاں ٹھہرے۔ متھیلا کے راجا کو وشوامتر کے آنے کا پتہ چلا تو وہ اپنے منتریوں، بہادروں، برہمنوں، خاندان کے سردار اور اپنے گورو ستیہ آنند کو ساتھ لے کر ان کے سواگت کو وہاں آیا۔

راجا نے منی کو پرنام کیا اور ان کے قدموں پر سر رکھا۔ جواب میں منی وشوامتر نے اسے دعائیں دیں۔ اس کے بعد انھوں نے برہمنوں کو بندگی کی اور اپنی خوش قسمتی کا ذکر کیا کہ یہ لوگ اس کے مہمان ہوئے۔ وشوامتر نے بار بار راجا کی خیریت پوچھی اور پھر انھیں اندر لا کے بٹھایا۔ دونوں سوتیلے بھائی جو اسی وقت باغ کو گئے تھے۔ ان میں ایک سانولا تھا دوسرا گورا۔ عمریں دونوں کی کم تھیں۔ وہ تو دونوں کو خوش حال دیکھنا چاہتے تھے۔ جب وہ آئے سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ ان دونوں بھائیوں کو دیکھ کر سب خوش ہوگئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور سب کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ ودیہا راجا نے انھیں دیکھا تو اس کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اس نے منی کے قدموں پر سر جھکایا، اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا :-

---

"کہو ناتھ! کیا یہ دونوں خوبصورت لڑکے منی کے خاندان کا زیور ہیں

متھیلا کے پاس جا پہونچے۔ دونوں بھائی اس شہر کی خوبصورتی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہاں چھوٹے بڑے کنویں، دریا اور تالاب تھے جن کا پانی امرت کی طرح میٹھا تھا۔ اس تک پہونچنے کے لیے جواہرات کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں اور رنگ برنگی چڑیاں چہچہا رہی تھیں کنول کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی نرم اور خوشبودار ہوا چل رہی تھی جو سرور بخشتی تھی۔ جگہ جگہ درختوں کے جھنڈ، چمن اور باغات تھے۔

شہر کی خوبصورتی بیان سے باہر تھی۔ وہاں کا ایک ایک حصہ دل کو موہ لینے والا تھا۔ خوبصورت بازار، قیمتی پتھروں کے بنے ہوئے شاندار برآمدے ایسے خوب صورت تھے جیسے بھگوان نے انھیں اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ جگہ جگہ بیوپاری اپنا سامان سجائے بیٹھے تھے۔ ان کی دولت دھن دولت کے دیوتا کبیرا کی پونجی سے ٹکر کھاتی تھی۔ سڑکوں اور چوراہوں پر عطر ملے پانی کا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ لوگوں کے گھر پوری طرح سجے ہوئے تھے۔ شہر کے لوگ خوبصورت، عقل مند اور نیک دکھائی دیتے تھے۔ راجا جنک کا محل اس قدر خوبصورت تھا کہ دیوتا بھی اسے دیکھیں تو حیران رہ جائیں۔ لوگوں کو حیرت میں ڈالنے کے لیے اس شاندار محل کی چار دیواری ہی کافی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس چار دیواری نے دنیا بھر کی خوبصورتی اپنے اندر سمیٹ لی ہو۔ سفید سفید محلوں پر سونے کا کام ہو رہا تھا۔ اور سیتا جی جس محل میں رہتی تھیں اس کی خوبصورتی تو بیان سے باہر ہے۔

اس محل کے دروازے بہت خوبصورت تھے۔ ان کے کواڑ ہیرے کے بنے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے امیر، فن کار، شاعر، قصیدہ گو وہاں موجود تھے۔

سے کچھ کہا نہیں۔ سری رام سمجھ گئے کہ لچھمن کے دل میں کیا بات ہے اور اپنے ایک بھگت (عقیدت مند) کا لحاظ پاس دیکھ کر خوشی سے ان کا دل بھر آیا۔ گورو سے بولے "لچھمن کا دل شہر دیکھنے کو چاہ رہا ہے لیکن آپ کے ڈر سے بول نہیں رہا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اسے شہر دکھا کر لوٹ آؤں" یہ سن کر منیوں کے سوامی وشوامتر نے کہا "یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ تم اتنے خوش اطوار ہو۔ بیٹے! تم حسنِ اخلاق کے رکھوالے ہو اور اپنے داسوں کو اپنے پیار سے خوشی بخشتے ہو۔ جاؤ، تم دونوں شہر کی سیر کر آؤ۔ لیکن جلد ہی لوٹ آنا تاکہ تمھارا پیارا چہرہ دیکھ کر سب کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

دنیا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والے دونوں بھائی منی کو پرنام کرکے روانہ ہو گئے۔ دونوں اتنے پرکشش تھے کہ انھیں دیکھ کر شہر کے بچے ان کے ساتھ ہو لیے۔ دونوں بھائی گیروا لباس پہنے تھے۔ کپڑے کی پٹی سے ترکش کمریں کسے تھے اور ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ ایک کا رنگ، سانولا اور دوسرے کا گورا تھا۔ اور بدن پر صندل کا لیپ تھا۔ ان کی آنکھیں کنول کے پھولوں کے مانند تھیں اور ان کے چاند سے چہرے دنیا کی فکروں سے آزاد کرنے والے تھے۔ کانوں میں بندے جو دیکھنے والوں کا دل موہ لیتے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر تلک کی ریکھائیں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ ان کے بال کالے اور گھنگریالے تھے اور سروں پر تکونی ٹوپیاں تھیں۔

جب شہر کے رہنے والوں کو خبر ملی کہ دونوں راجکمار شہر دیکھنے آئے ہیں تو سب اپنے کاروبار چھوڑ کر انھیں دیکھنے کو جمع ہو گئے جیسے مفلس دولت

یا کسی راجا کے گھر کا چشم و چراغ؟ یا برہما جس کے بارے میں ویدوں نے 'نیتی' کہا ہے۔ ان دونوں کے روپ میں زمین پر اتر آیا ہے۔ مجھے انھیں دیکھ کر ایسی خوشی ہو رہی ہے جیسے چکور کو چاند دیکھنے سے ہوتی ہے۔ مجھ سے کوئی بات چھپاؤ مت۔" منی نے مسکرا کر کہا "پربھو! تم نے ٹھیک ہی کہا تمھاری بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ دنیا میں جتنے لوگ ہیں وہ ان لڑکوں سے پیار کرتے ہیں۔ یہ دونوں راجا دشرتھ کے بیٹے ہیں۔ رام اور لچھمن ان کے نام ہیں۔ یہ نیک بھی ہیں، خوبصورت بھی، اور طاقت ور بھی۔ راجا نے انھیں میری مدد کے لیے بھیجا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ انھوں نے راکششوں کو شکست دی اور میرے یگیہ کو محفوظ رکھا۔"

راجا نے کہا "پہلے بھی جب کبھی میں نے تمھارے قدم دیکھے ہیں، میں بتا نہیں سکتا مجھے کتنی تسلی اور کتنا فائدہ ہوا ہے۔ یہ دونوں بھائی — سانولا اور گورا — ایسے ہیں جن سے خوشی کو بھی خوشی نصیب ہو۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے بہت پیار ہے۔ ایسا سچا پیار جیسا برہما اور جیوں میں ہے۔" یہ کہہ کر راجا سری رام کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا اور اس کے دل سے خوشی پھوٹتی رہی۔ پھر وہ منی کی منتیں کرکے اپنے شہر میں لے گیا اور رہنے کے لیے ایک خوبصورت محل دیا جس میں ہر طرح کے عیش و آرام کا سامان موجود تھا۔ پھر منی سے اجازت لے کر راجا اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سری رام اپنے بھائی کے برابر بیٹھ گئے۔ ایک چوتھائی دن ابھی باقی تھا۔

لچھمن کے دل میں جنک کی راجدھانی دیکھنے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن وہ سری رام سے ڈرتے تھے اور منی کا لحاظ کرتے تھے اس لیے زبان

لڑکے کو اسی کے لیے بنایا ہے۔" سب سن کے بولیں "کاش ایسا ہی ہو۔" یہ دونوں جہاں کہیں گئے سندر چہروں اور چمکدار آنکھوں والی لڑکیوں نے ان کے اوپر پھول برسائے۔ ہر جگہ ان راجکماروں کے جانے سے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

دونوں بھائی گھومتے پھرتے شہر کے پورب میں جا نکلے۔ یہاں کمان یگیہ کے لیے سب تیاریاں مکمل تھیں۔ ایک صاف ستھری جگہ کے بیچوں بیچ چڑھاوے کا چبوترہ بنا ہوا تھا۔ چبوترے کے چاروں کونوں پر راجکماروں کے بیٹھنے کے لیے چار پائے بنے ہوئے تھے۔ چاروں طرف بیٹھنے کی خوبصورت جگہ بنی تھی۔ عورتوں کے لیے ایک الگ گیلری بنی تھی۔ شہر کے بچوں نے بڑے پیار سے یہ جگہیں ان کو دکھائیں۔ جب یہ بچے کسی طرح ان کا بدن چھو لیتے تو ان کی خوشی بے حساب ہوتی۔ اور ان کے دل خوشی سے لبریز ہو جاتے۔

سری رام نے جو جو جگہ دیکھیں ان کی تعریف کی۔ بچوں نے جہاں جہاں چاہا انھیں لیے پھرے اور وہ بھی خوش رہے۔ رام چندر جی اپنے بھائی کو چیزیں دکھاتے اور ان کے بارے میں سمجھاتے رہے۔ آخر دونوں بھائی اپنے گورو کے پاس لوٹ آئے۔ دیر ہو جانے کی وجہ سے لوگ ان کی طرف سے فکرمند تھے۔ یہ دونوں گورو سے اجازت لے کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ رات ہونے پر منی نے سب سے پوجا پاٹ کو کہا اور پھر انھوں نے پرانی کتھائیں سنائیں۔ اس کے بعد سب سونے کے لیے لیٹ گئے۔ دونوں بھائی عقیدت سے اپنے گورو کے پاؤں دبانے لگے۔ گورو کے بہت کہنے کے بعد سری رام سونے کو لیٹے۔ لچھمن نے ان کے پاؤں اپنے سینے سے لگائے۔ ان کے بہت کہنے سننے سے لچھمن بھی سونے کو لیٹ گئے۔ صبح

لوٹنے کو دوڑ رہے ہوں۔ انھیں دیکھ کر سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ لڑکیوں نے گھروں کے موکھلوں سے سری رام کی خوبصورتی کو دیکھا اور آپس میں ایک دوسرے سے ان کی خوبصورتی کی باتیں کرنے لگیں۔ وہ کہتی تھیں کہ کوئی دیوتا ان کی خوبصورتی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے بارے میں جس کو جو تفصیل معلوم تھی وہ اس نے دوسری کو بتائی۔ اکثر کو ان کے کارناموں کا پتہ تھا۔ انھوں نے دوسروں کو بتائے۔

سری رام کی خوبصورتی کو دیکھ کر ایک لڑکی نے دوسری سے کہا "یہ راجکمار ایسا خوبصورت ہے کہ جانکی کا دولہا بننے کے لائق ہے۔ میرا خیال ہے اگر راجا اسے دیکھ لے تو اپنا قول بھول کر ان دونوں کا بیاہ کرنے کو راضی ہو جائے۔" دوسری نے کہا "راجا نے انھیں دیکھ لیا ہے۔ منی اور راجکماروں کا سواگت کرنے وہ خود شہر سے باہر گیا تھا۔ وہ اپنا قول چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اور بیوقوفی سے اس پر جما ہوا ہے۔" تیسری بولی "اگر قدرت انصاف کرتی ہے تو جانکی کو یقیناً یہی دولہا ملے گا اگر ایسا ہو جائے تو ہر ایک کے دل کی مراد پوری ہو گی۔ میرا دل کہتا ہے ایسا ضرور ہو گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم اس راجکمار کو پھر نہ دیکھ سکیں گے۔ اچھے کام پچھلے کرموں کا پھل ہوتے ہیں۔" ایک اور لڑکی بولی: "سکھی تو نے ٹھیک کہا۔ یہ کام ضرور ہو گا۔ شنکر کی کمان کو موڑنا آسان نہیں لیکن اس نازک بدن سے لڑکے نے یہ کام کر دکھایا۔" ایک اور بولی "اس نوجوان کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہے تو کم عمر مگر ہے بہت طاقت ور اور بڑی روحانی طاقت والا۔ اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے اہلیا پتھر سے عورت بن گئی۔ سیتا جسے بھگوان نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اس نے ضرور اس سانولے

اس نے کہا " دو راجکمار جن کی عمریں کم ہیں اور جن میں سے ایک سانولا اور ایک گورا ہے، باغ میں ٹہل رہے ہیں وہ اتنے پیارے ہیں کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ سیتاجی کی سہیلیوں میں سے ایک کو ان کے دل کی حالت کا اندازہ ہوگیا اس نے کہا " شاید یہ وہ دونوں ہوں گے جو کل منی کے ساتھ آئے ہیں اور جنھوں نے شہر کے سب ہی لوگوں کا دل موہ لیا ہے۔ چلو ہم سب بھی انھیں چل کر دیکھیں" سیتاجی یہ تجویز سن کر بہت خوش ہوئیں مگر کسی کو یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ ان کا پیار پرانا ہے۔ نارد کے الفاظ یاد کرکے ان کا دل معصوم محبت سے لبریز ہوگیا اور ان کی بےچین آنکھیں حیران ہرنی کی طرح چاروں طرف گھومنے لگیں۔

سری رام نے چوڑیوں کی جھنکار، کمر کے گھنگروؤں کی آواز اور پازیب کی جھنکار سن کر چونکے اور لچھمن سے بولے " یہ آواز ایسی سندر ہے جیسے محبت کے دیوتا نے گھنٹیاں بجا دی ہوں" یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ان کی نظر سیتاجی کے چہرے پر پڑی تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ ان کی وہ حالت ہوئی جیسے چکور کی چاند کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ ان کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دل ان کے حسن کی تعریف کر رہا تھا لیکن زبان سے ایک لفظ نہ ادا ہو رہا تھا۔ سوچنے لگے اس حسن کے آگے شاعروں کی ساری تشبیہیں بیکار ہیں۔ میں انھیں کس سے تشبیہ دوں۔ وہ لچھمن سے بولے " بھیّا ہو نہ ہو یہ راجا جنک کی بیٹی ہے۔ جس کے لیے کمان یگیہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گوری دیوی کی پوجا کرنے آئی ہے۔ میرا دل اس کے حسن سے بہت متاثر ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے یہ تو صرف بھگوان ہی جانتا ہے۔ لیکن بھیا میری داہنی طرف کے عضو پھڑک رہے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہیں کہ مجھے کوئی فائدہ پہنچنے والا ہے۔ سورج ونشی کسی بُری

کو مرغ کی آواز سن کر دونوں اٹھ بیٹھے۔

اگلی صبح کو دونوں بھائی سب کاموں سے فارغ ہو کر پھول چننے کے لیے گئے۔ راج باغ کو انھوں نے بہت ہی خوبصورت پایا۔ شاید بہار اس کی خوبصورتی سے ایسی متاثر ہوئی کہ وہیں رہ پڑی۔ خوبصورت پیڑوں پر دل کش بیلیں چڑھی ہوئی تھیں، اور ان میں رنگ برنگے پھول کھل رہے تھے۔ چانک، کوئل، طوطے، چکور، باغ کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے اور مور بہت پیارے انداز میں ناچ رہے تھے۔ باغ کے بیچوں بیچ ایک خوبصورت یاں تھی جس کی سیڑھیاں قیمتی پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ اس کے چمکدار پانی میں رنگین کنول تیر رہے تھے۔ رام چندر جی اور لچھمن اس باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دنیا کو خوشی دینے والے سری رام جس باغ کو دیکھ کر خوش ہوئے وہ واقعی بہت خوبصورت رہا ہوگا ادھر ادھر سیر کرنے کے بعد خوش ہو کر پھول پتیاں جمع کرنے لگے۔ اسی وقت سیتا جی بھی وہیں آ پہنچیں۔ انھیں ان کی ماتا جی نے گرجا کی پوجا کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ ان کی سہیلیاں جو بہت سندر اور ذہین تھیں ان کے ساتھ تھیں۔ وہ سریلی آواز میں گانے گا رہی تھیں۔ جھیل کے کنارے گرجا کا مندر تھا جو بہت خوبصورت اور دل کو موہ لینے والا تھا۔ جھیل میں اشنان کرنے کے بعد سیتا جی نے مندر میں جا کے پوجا کی۔ انھوں نے دیوی سے پرارتھنا کی کہ انھیں ان کے لائق بر مل جائے۔ ان کی سہیلیوں میں سے ایک باغ میں گھومتی رہ گئی تھی۔ اس نے باغ میں دونوں بھائیوں کو ٹہلتے ہوئے دیکھا اور خوش ہوتی ہوئی مندر میں آئی۔ سب نے اس لڑکی کو خوش دیکھا تو خوشی کا سبب پوچھا۔

لیتی تھیں۔

سیتا جی نے شیو کی اس کمان کا تصور کیا جسے سری رام نے موڑ دیا تھا تو ان کے دل میں ایک بہادر، طاقت ور سری رام کی تصویر ابھری۔ ادھر سری رام نے جنک کی بیٹی کی تصویر اپنے دل کے اندر بسا لی۔ سیتا جی نے بھوانی کے مندر میں جا کر ان کے قدموں پر سر جھکایا پھر ہاتھ جوڑ کے پرارتھنا کی۔

"او پہاڑ کے راجا کی بیٹی! تیری جے ہو۔ ہاتھی کے سر والے گنیش کی ماں اور چھ سروں والے کارتیکے کی ماں! تیری جے ہو۔ تیری نہ کوئی شروعات ہے، نہ وسط اور نہ خاتمہ۔ تیری بے حساب عظمت ویدوں کے تصور سے بھی باہر ہے۔ تو دنیا کے وجود میں لانے، برقرار رکھنے اور تباہ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ تو دنیا کو تحیر کر کے اپنا عمل جاری رکھتی ہے۔ ماں! وہ ساری عورتیں جو اپنے پتیوں کو دیوتاؤں کی طرح پوجتی ہیں ان میں تیرا رتبہ بلند ہے۔ تیری شان وہ ہے جس کا بیان نہ ہزار شاردائیں کر سکیں نہ ہزار شیش۔

زندگی کے چاروں انعام ـــ مذہبی تقدس، دنیوی دولت، عیش و آرام، آزادی۔ سب تیرے ذریعے حاصل ہوتی ہیں۔ تو شیو کو پیاری ہے اور وردان عطا کرنے والی ہے۔ تیری پوجا کرنے والے اپنے دل کی مراد پاتے ہیں۔ ہر ایک کے دل میں تیرا گھر ہے۔ اس لیے تو ہر ایک کے دل کا راز جانتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے دل کی بات کہی نہیں۔" یہ کہہ کر ودیہا کی بیٹی نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔ بھوانی پر اس کی منت کا اثر ہوا اور مورتی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

چیز کو پسند نہیں کرتے۔ سری رام لچھمن سے باتیں کر رہے تھے اور ان کا دل سیتا جی کی محبت میں کھویا ہوا تھا۔ سیتا جی نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ ان کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ دونوں راجکمار کدھر چلے گئے۔ جدھر جدھر سیتا جی کی نظر پڑتی ایسا لگتا کہ ادھر کنول کے سفید پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اتنے میں ان کی سہیلیوں نے ادھر اشارہ کیا جہاں بیلوں کے پاس دونوں خوبصورت بھائی کھڑے تھے۔ ایک سانولا دوسرا گورا ۔ سیتا جی نے انھیں محبت کی نظروں سے دیکھا اور ایسا لگتا جیسے انھیں کھویا ہوا خزانہ مل گیا ہو۔ سری رام کا حسن دیکھ کر ان کی آنکھیں جم کر رہ گئیں۔ رام چندر جی کی تصویر کو اپنی آنکھوں میں جما کے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اتنے میں دونوں بھائی درختوں کے جھنڈ سے باہر نکل آئے یوں لگا جیسے بادلوں سے دو چاند ایک ساتھ باہر نکل آئے ہوں۔

سیتا جی کی سہیلیوں میں سے ایک چالاک لڑکی نے ان کا ہاتھ پکڑ کے کہا "گوری کا دھیان پھر کر لینا۔ اِس وقت تو راجکماروں کو دیکھ لو۔" سیتا جی نے شرما کر آنکھیں کھولیں۔ رگھوونش کے دو بہادر شیر ان کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ سیتا جی نے رام کے قدموں کو دیکھا پھر آہستہ آہستہ نظر اٹھا کے ان کے چہرے پر دیکھا۔ اتنے میں انھیں اپنے باپ کا عہد یاد آیا اور وہ پریشان ہو اٹھیں۔ اتنے میں ایک شریر لڑکی بولی "اس وقت دیر ہو چکی ہے چلو اب چلیں کل پھر اسی وقت آئیں گے۔" یہ کہہ کے وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔ سیتا جی اس چالاکی کی بات پر شرما گئیں۔ انھیں اپنی ماں کی ناراضگی کا خیال آیا۔ کیوں کہ کافی دیر ہو چکی تھی۔ انھوں نے رام چندر جی کی تصویر کو دل میں بسایا اور گھر کو روانہ ہو گئیں۔ کبھی کسی پیڑ کے بہانے، کبھی کسی ہرن کے بہانے وہ لوٹ لوٹ کر انھیں دیکھ

چہرے سے تیرا مقابلہ کرے وہ غلطی پر ہے۔" اپنے دل میں یہ سوچتے ہوئے وہ اپنے گورو کے پاس جا پہنچے۔ ان کو پرنام کرنے اور ان سے اجازت لینے کے بعد وہ سونے کے لیے چلے گئے۔ جب رات ختم ہونے کو آئی تو سری رام اپنے بھائی سے یوں بولے "لو بھیا! دن نکل آیا۔ کنول، چکوا چکوی اور ہر ایک کے لیے یہ خوشی کا پیغام ہے۔" لچھمن جی یہ سن کر یوں بولے "دن نکل آیا۔ کمد کے پھول مرجھا گئے ستارے ماند پڑ گئے۔ ان کا حال ایسا ہی ہوا جیسے تمھارے آنے کی خبر سے سب دوسرے راجکمار بے حیثیت ہو جائیں۔"

صبح کے کاموں سے فارغ ہو کر دونوں بھائی گورو کے پاس جا بیٹھے۔ اس اثنا میں راجا جنک نے اپنے گورو ستیہ نند کو وشوامتر کے پاس بھیجا کہ یہ لوگ کمان یگیہ میں شرکت کریں۔ منی بولے "ہم چل کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ سیتا کیسے اپنا پتی چنتی ہے اور قدرت کسے یہ عزت بخشتی ہے۔ سری رام اور ان کے سب ساتھی اس تقریب میں شرکت کرنے کے لیے گئے۔ جب دونوں بھائیوں کے وہاں پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی تو سارا شہر انھیں دیکھنے کے لیے امنڈ پڑا۔ سب کو مناسب جگہ پر بٹھایا گیا — دونوں بھائی وہاں ایسے لگ رہے تھے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں دو چاند۔ ہر ایک انھیں دیکھ کر خوش ہوا اور پلک جھپکائے بغیر انھیں دیکھتا رہا۔ راجا جنک کی خوشیوں کا بھی کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ راجا نے منی کے پیر چھوئے اور انھیں سارا انتظام دکھایا۔ منی نے اسے پسند کیا اور منی کی پسند نے راجا کو مطمئن کر دیا۔ منی وششٹ اور دونوں راجکماروں کو سب سے عمدہ جگہ بٹھایا گیا۔

جس طرح پورے چاند کو دیکھ کر ستارے ماند پڑ جاتے ہیں اسی طرح سری رام

بولی "سن، سیتا! تیرے دل کی مراد پوری ہوگی۔ نارد کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ جو بر تیرے دل نے پسند کیا ہے وہ تجھے مل کے رہے گا۔ سانولے رنگ کا لڑکا تیرا پتی ہوگا۔ ہر بات کا گیان رکھنے والے پربھو کو تیرے دل کی خبر ہے اور وہ تیری عقیدت اور تیری وفاداری سے آگاہ ہیں۔" گوری کے منہ سے یہ سن کر سیتا کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا۔ تلسی داس کہتے ہیں کہ سیتا جی نے بار بار بھوانی دیوی کے آگے سر جھکایا اور خوش خوش لوٹ گئیں۔ گوری کو مہربان پاکر ان کا دل باغ باغ تھا۔

دل دل میں سیتا جی کی خوبصورتی کو سراہتے ہوئے دونوں بھائی لوٹ کر اپنے گورو کے پاس چلے گئے۔ سری رام نے کوشک کو سب کچھ بتا دیا کیونکہ انکا دل معصوم اور چھل کپٹ سے پاک تھا۔ منی نے پھول لے کر پوجا کی اور دعا دی۔ "بھگوان تمھاری خواہش پوری کرے۔" سری رام اور لچھمن یہ دعا سن کر بہت خوش ہوئے۔ کھانا کھانے کے بعد روشن ضمیر منی نے پرانی کتھائیں سنائیں۔ اس اثنا میں مشرقی افق سے چاند نمودار ہوا۔ سری رام کو اس میں سیتا جی کے چہرے کی شباہت نظر آئی اور اسے دیکھ کر انھیں مسرت ہوئی لیکن انھوں نے سوچا کہ کھارے سمندر سے پیدا ہونے والا، بھائی کو زہر دینے والا، سورج کی روشنی میں ماند پڑ جانے والا اور داغ رکھنے والا چاند سیتا جی کی برابری کیسے کر سکتا ہے؟۔

"ایک بات یہ بھی ہے کہ چاند گھٹتا بھی ہے اور گہناتا بھی ہے اور راہو اسے نگل جاتا ہے۔ پھر چکرواک (چکوا) کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے اور کنول کمھلا جاتے ہیں۔ اے چاند! تجھ میں بہت سے عیب ہیں۔ جو ددیھا کی بیٹی کے

پریشان تھا مگر زبان کسی کی نہ کھلتی تھی۔ سیتا جی کی سہیلیوں اور سمجھدار لوگوں نے دل میں دعا مانگی " اے بھگوان! جنک کو سمجھ دے دے۔ وہ اپنی ضد چھوڑ دے اور سیتا جی کا ہاتھ سری رام کے ہاتھ میں دیدے"۔ جنک نے اپنے نوکروں کو بلایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ چاروں طرف گھوم کر اس کے عہد کا اعلان کر دیں۔ انھوں نے اعلان کیا " راجکماروں کی طاقت چاند کی مانند ہے۔ اور شیو جی کی کمان راہو کی طرح۔ سب جانتے ہیں کہ یہ مضبوط اور نہ مڑنے والی ہے۔ راون اور باناسُر جیسے بہادر اس کمان کو دیکھ کر چپکے سے کھسک گئے۔ آج جو کوئی اس کمان کو توڑ دے گا، سیتا کا ہاتھ بے جھجک اس کے ہاتھ میں دیدیا جائے گا۔ اور وہ فاتح کہلائے گا"۔ یہ سن کر سارے مجمعے میں کھلبلی مچ گئی جو اپنے آپ کو بہادر سمجھتے تھے جھنجلا گئے۔ بعض لوگ اٹھ کر آگے بڑھے اور انھوں نے غصے کی نظر سے کمان کو دیکھا بہت کوشش کے باوجود کمان کو جنبش ہی نہ ہوئی۔ جو راجکمار ہوشیار تھے وہ کمان کی طرف بڑھے ہی نہیں۔

جب یہ کمان کسی سے نہ اٹھی تو ہزاروں راجا مل کر اسے اٹھانے لگے مگر وہ ہلی بھی نہیں۔ اور ان راجاؤں کی جگ ہنسائی الگ ہوئی۔ سب سے ہار کر اور مایوس ہو کر لوٹ آئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر راجا جنک غصے سے بھرے ہوئے اٹھے اور بولے "میرے اعلان کو سن کر دور دور سے راجا مہاراجا آئے تھے دیو اور دیوتا بھی انسانی روپ میں آئے۔ ایسا لگتا ہے کہ برہما نے ابھی وہ آدمی پیدا ہی نہیں کیا جو اس کمان کو موڑ سکے اور انعام حاصل کر سکے۔ اسے موڑنا اور توڑنا تو درکنار کوئی اس کمان کو اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں سکا۔ اگر میں یہ کہوں کہ کوئی ویر اس دنیا میں نہیں رہا تو کسی کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ اب آپ لوگ اپنے اپنے گھر جائیے۔ بھگوان کو یہ منظور ہی نہیں کہ سیتا کا بیاہ ہو۔ اور اگر میں اپنی

کو دیکھ کر سارے راجے مہاراجے فق پڑ گئے۔ سب کو یقین تھا کہ کمان کو یقیناً سری رام ہی توڑیں گے اور اگر وہ نہ ٹوٹ سکی تو بھی سیتا انھیں کے گلے میں ہار ڈالے گی۔ سب آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے لیکن کچھ راجا جو عقل کے اندھے تھے انھیں اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ کچھ تو سیتا جی کے لیے موت سے بھی لڑنے کو تیار تھے۔ ہوشیار راجے سری رام اور سیتا جی کا رتبہ سمجھتے تھے۔ آسمان میں دیوتا یہ منظر دیکھنے کو جمع ہو گئے اور پھول برسانے لگے۔ اتنی دیر میں جنک نے سیتا جی کو بلالیا، وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ بڑی آن بان سے آئیں۔

دنیا کی ماتا سیتا جی حسن کا مجسمہ تھیں۔ انھیں کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی، جو دنیا کی فانی حسین چیزوں سے انھیں تشبیہ دے گا وہ نقصان ہی اٹھائے گا۔ دیویوں سے بھی ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ گویائی کی دیوی محض باتونی ہے۔ بھوانی صرف آدھا ہی جسم رکھتی ہے۔ رتی اپنے پتی کی طرف سے پریشان رہتی ہے۔ اس لیے یہ سیتا جی کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہیں۔ سیتا جی کی سہیلیاں سریلی آواز میں گانا گاتی ہوئی انھیں لے کر آئیں۔ وہ ساڑی پہنے ہوئے تھیں جسم کی پور پور زیور سے آراستہ تھی۔ جب انھوں نے میدان میں قدم رکھا تو سب ہی نے ان کے حسن کو سراہا۔ دیوتاؤں نے ان کی تعریف کی۔ سیتا جی کے ہاتھ میں جے مالا جگمگ کر رہی تھی۔ انھوں نے سارے راجکماروں پر نظر ڈالی تو ہر ایک کا دل دھڑکنے لگا مگر وہ سری رام کی متلاشی تھیں۔ آخر انھوں نے رگھوبیر کی تصویر آنکھوں میں جمالی اور اپنی سہیلیوں کی طرف دیکھنے لگیں۔

سری رام اور سیتا جی کا حسن دیکھ کر لوگ آنکھیں بند کرنا بھول گئے۔ ہر ایک

اور وہ شرما گئیں۔ وشوامتر اور رگھوپتی لچھمن کی ان باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ سری رام نے اشارہ سے انھیں بٹھا دیا۔ اسی وقت وشوامتر نرم لہجے میں بولے "اٹھو رام! شیو کی کمان توڑ دو اور جنک کو تکلیف سے نجات دلا دو۔" سری رام اٹھے ان کے دل میں نہ کسی طرح کی خوشی تھی نہ غم۔ سارے راجاؤں مہاراجاؤں کا غرور خاک میں مل گیا۔ سری رام نے اپنے گورو کے قدم چھوئے، بزرگوں سے اجازت لی اور بڑے وقار سے آگے بڑھے۔ گورو نے ان کی کامیابی کے لیے دل ہی دل میں پرارتھنا کی۔

سیتا جی کی ماں بہت پریشان تھیں۔ وہ بولیں "سب تماشا دیکھ رہے ہیں کوئی منی وشوامتر سے یہ نہیں کہتا کہ اس بچے کو روکو۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے وہ کمان جسے راون اور باناسر دیکھ کر لوٹ گئے اور جو بڑے بڑے بہادروں سے ہل نہ سکی وہ یہ ننھا سا نازک سا راجکمار کیسے توڑ سکے گا۔" لیکن کسی نے انھیں سمجھایا "بھگوان کے بھید ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جسے ہم چھوٹا سمجھ رہے ہیں وہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ ایک ننھی سی آر ایک بہت بڑے ہاتھی کو قابو میں کر لیتی ہے۔ رانی! رام اس کمان کو ضرور توڑ دے گا۔" سیتا جی ٹکٹکی باندھے سری رام کو دیکھتی رہیں اور پھر ان کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ ان کی آنکھوں میں محبت کے آنسو تھے اور بدن کے رونگٹے کھڑے تھے۔ پھر سیتا جی کو باپ کے قول کا خیال آیا تو صدمہ ہوا۔ اس نے سوچا کہ انھوں نے اچھائی برائی کا خیال کیے بغیر یہ فیصلہ کر لیا۔" منتری بھی خوف زدہ ہیں اور ٹھیک صلاح دیتے ڈرتے ہیں۔ ایک طرف نہ مڑنے والی کمان ہے اور دوسری طرف سانولے سری رام کا جسم نازک ہے۔ اے بھگوان! میرے دماغ کا توازن کیسے برقرار رہے گا۔ پھول کی پتی ہیرے کو کیسے کاٹ سکتی ہے۔ اس وقت سب کی عقل گم ہے۔ اس لیے اے بھگوان!

شرط واپس لے لوں تو یہ میری بدعہدی ہوگی"۔ جن لوگوں نے جنک کے یہ الفاظ سنے اور سیتاجی کو دیکھا انھیں صدمہ ہوا۔ لیکن لچھمن غصّے سے بے قابو ہوگئے۔ ان کی بھنویں تن گئیں۔ ہونٹ کانپنے لگے اور آنکھوں سے آگ برسنے لگی۔ جنک کے الفاظ ان کے کلیجے کے پار ہوگئے تھے لیکن وہ سری رام کے ڈر سے کچھ نہیں بولے۔ آخرکار انھوں نے رگھوپتی کے قدموں پر سر جھکایا اور بولے :

"اس مجمعے میں جہاں رگھو خاندان کا کوئی فرد موجود ہو کسی کو ایسے الفاظ ادا کرنے کی جرأت نہیں کرنی چاہیے جیسے الفاظ اس وقت یہاں راجا جنک نے ادا کئے۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ رگھو خاندان کا چشم و چراغ سری رام یہاں موجود ہے"۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائی سے مخاطب ہوکر بولے "رگھوپتی! میں تم سے سچ کہتا ہوں اور اس میں شیخی بالکل شامل نہیں ہے کہ اگر مجھے آپ اجازت دیدیں تو کمان تو چیز کیا ہے میں زمین کے گولے کو آپ کی دیا سے ایک گیند کی طرح اٹھا لوں اور کچی مٹی کی ہنڈیا کی طرح پھوڑ ڈالوں۔ میں میرو پہاڑ کو مولی کی طرح توڑ سکتا ہوں۔ یہ بچاری پرانی کمان کس گنتی میں ہے۔ اس لیے مجھے اجازت دیجیے اور پھر دیکھئے میں کیا کمال دکھاتا ہوں۔ میں اس کمان کو کنول کے ڈنٹھل کی طرح اٹھا لونگا اور اسے لیکر کم سے کم آٹھ سو میل دوڑ لگاؤں گا۔ میں اسے گگن دھول (سانپ کی چھتری) کی طرح توڑ دوں گا اور میں اگر ایسا نہ کرسکا تو آپ کے چرنوں کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ پھر کبھی تیر کمان ہاتھ میں نہ لوں گا"۔

لچھمن کی زبان سے یہ لفظ سن کر زمین تھر تھر کانپنے لگی۔ جتنے لوگ اور جتنے راجکمار وہاں موجود تھے سب دہشت زدہ ہوگئے۔ لیکن سیتاجی کو بہت خوشی ہوئی

ہے تو وہ خوشی سے چیخ پڑے۔ شنکر کی کمان ایک کشتی کی طرح تھی اور سری رام کے بازو کی طاقت ایک سمندر کی طرح تھی۔ جس نے اس کشتی کو منزل تک پہنچا دیا۔

سری رام نے کمان کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے زمین پر پٹخ دئے۔ جس نے بھی یہ منظر دیکھا وہ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ وشوامتر اس طرح کھڑے تھے جیسے محبت کے پانی سے بھرا اتھاہ سمندر۔ ان کے دل میں اس طرح خوشی کی لہریں اٹھ رہی تھیں جیسے پانی کی موجیں اچھلتی ہیں۔ آسمان میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ برہما دوسرے دیوتا سدھ اور سادھو رشی اور منی سب انھیں دعائیں دینے لگے اور ان پر رنگ برنگے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ سری رام کی جے جے کار دنیا کے کونے کونے میں گونج گئی۔ شاعروں، بھاٹوں، قصیدہ گویوں نے ان کی تعریف کے گیت گائے۔ لوگوں نے اس مبارک موقع پر ہاتھی، گھوڑے اور دھن دولت خیرات کیے۔

ہر طرف [illegible]، مردنگ، سنکھ، شہنائی، ڈھول تاشے بجنے لگے۔ لڑکیاں خوشیوں کے گیت گانے لگیں۔ رانی ایسی خوش تھیں جیسے سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا ہو۔ راجا جنک ساری فکروں سے آزاد ہو گئے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی تھکا ہارا تیراک کنارے سے آ لگا ہو۔ جو راجے مہاراجے وہاں موجود تھے کمان ٹوٹنے کے بعد ان کے چہرے لٹک گئے جیسے دن نکلنے پر چراغ مدھم ہو جائیں۔ سیتاجی کی خوشی ایسی تھی جیسے گرمی کے موسم میں چاتک (ایک پرندہ) کے منہ میں بارش کی پہلی بوند پڑ گئی ہو۔ لچھمن اپنے بھائی کے چہرے کو ایسے گھور گھور کے دیکھ رہے تھے جیسے چکور چاند کو دیکھتی ہے۔ ستیانند نے سیتاجی

میری ساری آس تجھی سے ہے۔ جب سری رام اس کمان کو چھوئیں تو اس کا وزن انکی برداشت کے مطابق ہلکا ہوجائے۔" سیتا جی نے سوچا۔ اس وقت سیتا جی کی عجب حالت تھی۔ ایک ایک پل سو سو جگ کے برابر ہوگیا تھا۔

بات ان کے منہ میں اس طرح قید ہوکر رہ گئی تھی جیسے شہد کی مکھی کنول کے پھول میں۔ شرم نے زبان بند کردی تھی۔ آنسو پلکوں پر لرز رہے تھے۔ انھوں نے دل میں سوچا کہ اگر ان کی محبت سچی ہے تو وہ ہستی جو زمانے کو خوشیاں عطا کرتی ہے مجھے بھی خوشی دے گی۔ سیتا جی نے سری رام پر نظر ڈالی اور طے کیا کہ وہ ان کی محبت کے لیے جان کی بازی بھی لگا دیں گی۔ سری رام نے سیتا جی کے دل کی بات سمجھ لی پھر کمان کو اس طرح دیکھا جیسے وہ بھاری کمان نہ ہو بلکہ کوئی چھوٹی سی چڑیا ہو۔ جب وہ کمان کے قریب پہنچے تو بہت سے نیک لوگوں نے اپنے کرموں کا واسطہ دے کر دیوتاؤں سے ان کی مدد کے لیے پرارتھنا کی۔ سری رام نے چاروں طرف جمع لوگوں کو دیکھا سب ایسے دم سادھے کھڑے تھے جیسے آدمی نہ ہوں تصویریں ہوں۔ پھر انھوں نے سیتا جی کی طرف دیکھا اور انھیں بہت تکلیف میں پایا ان کے لیے ایک ایک پل بھاری تھا۔ اگر کوئی پیاسا مر جائے تو امرت کی جھیل مرنے کے بعد اس کے کس کام کی۔ کھیتی سوکھ جانے کے بعد بارش سے کیا حاصل۔ سری رام نے دل ہی دل میں وشوامتر کو پرنام کیا اور ایک جھٹکے سے کمان کو اٹھالیا اور پھر آسمان کی طرف اٹھا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اس کے ٹوٹنے کی خوفناک آواز ہر طرف گونج اٹھی۔ سوریہ دیوتا کے گھوڑے اپنے راستے سے بھٹک گئے۔ زمین لرز گئی اور دیوتاؤں راکششوں اور منیوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ کوئی سمجھ نہ پایا کہ یہ کاہے کی آواز تھی۔ تلسی داس کہتے ہیں کہ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ دھنش کے ٹوٹنے کی آواز

خوشیوں کا دور دورا تھا اور یہ شہرہ تھا کہ سری رام نے دھنش توڑ دیا اور سیتا جی کو جیت لیا۔ شہر کے لوگ دونوں کی آرتی اتار رہے تھے اور اپنی حیثیت کے مطابق خیرات کر رہے تھے۔ دونوں کا جوڑا ایسا لگ رہا تھا جیسے محبت کا دیوتا اور حسن کی دیوی ایک جگہ انسانی روپ میں جمع ہو گئے ہوں۔ ان کی سہیلیوں نے ان سے کہا کہ اپنے پتی کے پیر چھو لو مگر وہ ان کے پیروں کو ہاتھ لگاتے ڈرتی تھیں۔ انھیں گوتم کی پتنی اہلیہ کا قصہ معلوم تھا اس لیے وہ ان کے چرنوں کو ہاتھ نہ لگانا چاہتی تھیں۔ سری رام ان کا یہ مقدس پیار دیکھ دل ہی دل میں مسکرائے۔

بہت سے راجاؤں نے سیتا جی کی طرف دیکھا تو ان کے دل میں انھیں اپنانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ وہ احمق اور بدنصیب لوگ گستاخی پر آمادہ ہو گئے۔ وہ سیتا جی کو طاقت کے زور سے لے جانا چاہتے تھے۔ کسی نے کہا "سیتا کو زبردستی لے جاؤ اور دونوں راجکماروں کو قیدی بنا لو۔ صرف کمان توڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارے ہوتے ہوئے اس راجکماری سے کون شادی کر سکتا ہے۔ اگر جنک ان راجکماروں کی مدد کو آئے تو اس کا بھی مقابلہ کرو۔" جو نیک راجا وہاں موجود تھے وہ بولے "راجاؤں کی اس محفل میں تو شرم بھی آتے ہوئے شرماتی ہے۔ تمھاری طاقت، بہادری، شان اور شہرت سب اس کمان کے ساتھ ٹوٹ چکے۔ جس طاقت کی تم شیخی بگھار رہے ہو وہ وہی پچھلی طاقت ہے یا اب کہیں سے کوئی نئی طاقت تمھارے ہاتھ لگ گئی ہے۔ یہ تمھاری ذہنیت ہی ہے جس کے سبب بھگوان نے تمھارے منہ پر کالک لگا دی۔ بہتر یہ ہے کہ حسد چھوڑ کر رام کو محبت کی نظر سے دیکھو۔ لچھمن کا غصہ ایک دہکتی ہوئی آگ کے مانند ہے۔ اس سے بچو ورنہ آگ میں کیڑے کی طرح جل جاؤ گے۔

کو بلایا۔ سیتا جی آگے آئیں۔ ان کی خوبصورت اور ہوشیار سہیلیاں ان کے ساتھ تھیں اور مبارکباد کے گیت گا رہی تھیں۔ سیتا جی بہت دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہی تھیں اور بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

اپنی سہیلیوں کے درمیان سیتا جی ایسے کھڑی تھیں جیسے آسمان سے اپسرا اُتر آئی ہو۔ ان کے ہاتھ میں جے مالا تھی اور شرم سے ان کا بدن سمٹا جا رہا تھا۔ دل میں ایسی محبت تھی جیسے ہر کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ قریب آ کر جب انھوں نے سری رام کی خوبصورتی کو دیکھا تو وہ ایسے کھڑی رہ گئیں جیسے مورت ہو۔ ان کی چالاک سہیلی نے ان کے دل کی بات سمجھ لی۔ اس نے سیتا جی سے جے مالا سری رام کے گلے میں ڈالنے کو کہا۔ سیتا جی نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے پھر محبت کا ان پر اس طرح غلبہ ہوا کہ ان کے ہاتھ اٹھے کے اٹھے رہ گئے۔ یہ سماں جس نے دیکھا اسے یہ محسوس ہوا کہ کنول کی دو شاخیں چاند کو ہار پہنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت ان کی سہیلیاں گیت گانے لگیں اور سیتا جی نے وہ ہار سری رام کے سینے پر سجا دیا۔ دیوتاؤں نے سری رام کو جے مالا پہنے دیکھا تو ان پر پھول برسائے۔ راجاؤں کی صورت ایسی ہو گئی جیسے سورج نکلنے پر کمد کے پھولوں کی۔

شہر میں چاروں طرف باجے بج رہے تھے۔ آسمان میں بھی خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔ دشمنوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ نیک لوگ اور دوست خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ دیوتا، کنّار، انسان، ناگا اور بڑے بڑے رشی منی جے جے کار کر رہے تھے اور دعائیں دے رہے تھے۔ برہمن ویدوں کا پاٹھ کر رہے تھے اور شاعر تعریف کے گیت گا رہے تھے۔ چاروں طرف

پر تبر تھا۔ وہ دیکھنے میں سادھو لگتا تھا مگر اس نے ظالمانہ کام انجام دیئے تھے۔

پرسورام کی بارعب صورت دیکھ کر سب راجا اور راجکمار اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب نے اپنا اور اپنے پتا کا نام بتایا اور اس کے آگے دوزانو ہو گئے۔ پرسورام نے جس پر دوستانہ نظر ڈالی اسے یہی محسوس ہوا کہ اس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ جنک آئے تو انھوں نے منی کو پرنام کیا اور سیتاجی کو بھی نمسکار کرنے کو کہا۔ جب اس نے دعائیں دیں تو سیتاجی کی سہیلیاں خوش ہوئیں اور وہ چالاکی سے انھیں اس جگہ لے گئیں جہاں اور عورتیں موجود تھیں۔ پھر وشوامتر آئے اور انھوں نے دونوں راجکماروں سے منی کو پرنام کرایا اور بتایا کہ یہ راجا دشرتھ کے بیٹے ہیں۔ رام اور لچھمن ان کے نام ہیں۔ منی کی نظریں سری رام کی خوبصورتی پر جمی رہیں۔ منی کو پتہ سب کچھ تھا لیکن اس نے انجان بن کر ودیہا سے دریافت کیا کہ یہ بھیڑ کیوں جمع ہے۔ یہ پوچھنے کے ساتھ غصے سے اس کا سارا جسم کانپنے لگا۔

جنک نے اسے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ راجا اور راجکمار کیوں جمع ہوئے تھے۔ یہ سن کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس نے ایک طرف ٹوٹی دھنش کے ٹکڑے پڑے دیکھے وہ غصے میں بھر گیا اور بولا " بتا جنک یہ کمان کس نے توڑی؟ جس آدمی نے یہ کمان توڑی ہے اسے فوراً میرے سامنے پیش کر ورنہ میں اس زمین کو الٹ دوں گا، جس پر تو راج کرتا ہے"۔ راجا خوف زدہ ہو گیا اور کچھ بول نہ سکا۔ بدطینت راجا دل دل میں خوش ہوئے دیوتا، سادھو، ناگ اور شہر کے لوگ سب فکرمند ہو گئے۔ سیتاجی کی ماں یہ سوچ کر غمزدہ ہو گئیں کہ سب کچھ کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔ سیتاجی نے پرسورام کا غصہ دیکھا تو آدھا پل پورے جگ کے برابر ہو گیا۔ رگھوبیر

جس طرح کوّا اس چیز کو لے اڑنا چاہے جو پرندوں کے راجا گروڑ کے لیے رکھی گئی ہے ، جیسے خرگوش شیر کا حصہ چھیننا چاہے ، جیسے بے بات ناراض ہونیوالا خوشیاں حاصل کرنا چاہے ، جیسے شیو کا دشمن دھن دولت پانا چاہے ، جیسے لالچی اور حریص انسان نیک نامی حاصل کرنا چاہیے ، جیسے شری ہری سے عقیدت نہ رکھنے والا مکتی حاصل کرنا چاہے ۔ اے راجاؤ ! ستیاجی کو حاصل کرنے کی خواہش کچھ اس قسم کی خواہش ہے "۔ شور وشغب سن کر ستیاجی خوف زدہ ہوگئیں ۔ انکی سہیلیاں انھیں ان کی ماتاجی کے پاس لے گئیں ۔ سری رام اپنے گورو کے پاس گئے لیکن ان کے دماغ میں کسی طرح کی الجھن یا پریشانی نہ تھی ۔ رانیاں اور ستیاجی پریشان تھیں کہ دیکھیے اب کیا ہونے والا ہے ۔ لچھمن سری رام کی طرف سے پریشان تھے ۔ وہ ادھر ادھر نظریں دوڑا رہے تھے مگر منہ سے کچھ کہہ نہ سکتے تھے جس طرح جنگلی ہاتھیوں کے غول کو دیکھ کر شیر اس پر جھپٹنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح لچھمن نے بہت غصے سے راجکماروں پر نظر ڈالی ۔

شور سن کر شہر کی سب عورتیں پریشان ہوگئیں اور راجاؤں کو کوسنے لگیں ۔ اسی لمحے منی پرسو رام بھی آپہنچا ۔ یہ بھرگو خاندان کے کنول کے لیے سورج کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کو کمان کے ٹوٹنے کی خبر مل گئی تھی ۔ اسے دیکھ کر سب راجا اور راجکمار اس طرح دبک گئے جیسے باز کو دیکھ کر تیتر ۔ اس کے سر پر بندھی ہوئی تھیں اور اس کا چاند سا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا جسم پر بھبھوت بہت اچھا لگ رہا تھا ۔ خوبصورت پیشانی پر تری پونڈ بہادر دکھا رہا تھا ۔ اس کے کندھے مضبوط اور سینہ کشادہ تھا ۔ اس کے بدن پر ہرن کی کھال اور سوت کی ڈوری (جنیؤ) تھی ۔ کمر سے ترکش بندھے تھے ہاتھ میں تیر کمان اور کندھے

دلائی ہے اور اس دنیا کو برہما کے سپرد کیا ہے۔ اس تبر کو دیکھ اس نے سہہ سبا ہو (ہزار ہاتھوں والے کارتوریہ) کو بارہا زیر کیا ہے۔ ایسے ماں باپ کو دکھ دینے کا سبب نہ بنی۔ میرے بے رحم تبر نے بچوں کا ماں کے رحم میں خاتمہ کر کر دیا ہے۔"

لچھمن مسکرا کے بولے مہامنی اپنے آپ کو بڑا جنگ جو سمجھ رہے تھے۔ وہ اپنا تبر بار بار ہوا میں اس طرح لہراتے ہیں جیسے کوئی پہاڑ کاٹ ڈالیں گے۔ میں نے تو تمھارے ہاتھ میں تبر اور تیر کمان دیکھا تو اس لیے اس طرح بولا۔ اب مجھے پتہ چلا کہ تم بھر گو کی اولاد ہو اور تمھارے گلے میں مقدس دھاگا دیکھا تو اپنے غصے کو دبا لیا اب تم جو چاہو کہو۔ ہمارے خاندان میں دیوتاؤں، برہمنوں، سری رام کے بھگتوں اور گائے کے خلاف غصے کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ ان کو مارنے سے آدمی گنہ گار ہوتا ہے۔ اگر تم ہم پر حملہ بھی کرو تو ہمیں خود کو تمھارے قدموں پر گرا دینا چاہیے اس لیے تم نے یہ تیر تبر اور کمان خواہ مخواہ اٹھا رکھے ہیں۔ مہامنی! اگر میں نے تمھارے ہتھیار دیکھ کر کوئی بری بات کہدی ہو تو معاف کر دیجیے۔"

یہ سن کر بھر گو نسل کا موتی غصے میں یوں بولا "سنو وشوامتر! یہ لڑکا بیوقوف بھی ہے اور گستاخ بھی۔ یہ خود موت کے پنجے میں ہے اور اپنے خاندان پر بھی تباہی لائے گا۔ یہ ایسا ہے جیسے چاند کے اوپر داغ۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اس کی موت کے لیے مجھے کوئی الزام نہ دے۔ اگر تم اس کی جان بچانا چاہو تو اسے بتاؤ کہ میرا رتبہ کتنا بلند اور میرا غصہ کتنا خراب ہے۔" لچھمن نے کہا منی جی جب تک تم خود موجود ہو کسی اور کو تمھارے بارے میں بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے اپنے منہ سے اپنی خوبیاں خود بیان کر دیں۔ اور بار بار کر دیں۔ اگر اب بھی

نے سب کو پریشان پایا اور جنک کو فکرمند دیکھا تو وہ بیچ میں بول پڑے۔ اس وقت ان کے دل میں نہ کوئی خوشی تھی اور نہ غم۔

"مہاراج تمھارے غلاموں میں سے ہی کوئی ہوگا جس نے یہ کمان توڑی۔ اب بتاؤ کیا حکم ہے" اس پر وہ اور زیادہ غضب ناک ہوگیا۔ بولا "خادم وہ ہے جو خدمت کرے، جو دشمنی کرے اس سے جنگ کرنی چاہیے۔ جس نے شیو کی یہ کمان توڑی ہے وہ میرا دشمن ہے۔ جس نے یہ حرکت کی ہے اسے سب لوگوں سے ہٹ کر کھڑا ہوجانا چاہیے، نہیں تو سب ہی ختم کر دیے جائیں گے۔ لچھمن یہ سن کر مسکرائے اور پرسورام کی توہین کرنے کے لیے بولے "میں نے بچپن میں بہت سی کمانیں توڑیں پر تم کبھی ناراض نہ ہوئے اس پر بھرگو نسل کا سردار غصّہ سے بولا "راجکمار تو موت کے پنجے میں ہے اس لیے تجھے اپنی زبان پر قابو نہیں۔ معمولی دھنش اور شیو کے اس دھنش میں جو سارے عالم میں مشہور ہے کوئی فرق نہیں؟"

لچھمن نے مسکرا کے کہا "سنو دیو! میری رائے میں تو سارے دھنش ایک جیسے ہیں۔ ایک پرانی کمان توڑ دینے سے کیا نفع نقصان ہوسکتا ہے۔ سری رام نے اس کو نیا سمجھا اور چھوا تو اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اس میں رگھوبر کا کوئی قصور نہیں۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے" اپنے تبر پر نظر ڈالتے ہوئے پرسورام نے جواب دیا "او احمق لڑکے! کیا تو نے کبھی میرے غصّے کے بارے میں نہیں سنا۔ میں تجھے یہ سوچ کر قتل نہیں کر رہا کہ تو بچہ ہے۔ کیا تو مجھے احمق سمجھتا ہے؟ میں برہمچاری ہوں اور دنیا جانتی ہے کہ میں چھتریوں کا دشمن ہوں۔ میں نے اپنی طاقت کے زور سے بارہا دنیا کو راجاؤں سے نجات

واقف نہ ہو؟ ۔ تم نے اپنے ماں باپ کا قرض پہلے ہی چکا دیا (منی نے اپنی ماں کو قتل کر دیا تھا۔ یہ طنز اس طرف ہے) اب تم اپنے گورو کا قرض چکانے کے لیے پریشان ہو۔ قرض کو بہت مدت ہو گئی اس لیے اس کا سود بھی بہت چڑھ گیا۔ اب تم قرض دینے والے کو بلاؤ میں اس کا قرض ابھی چکا دوں گا۔" یہ سن کر پرسورام نے اپنا تبر اٹھایا اور سب ہائے ہائے پکار اٹھے۔ لچھمن پھر بولے "اے بھرگو خاندان کے سردار! تم اب بھی مجھے اپنے تبر سے دھمکا رہے ہو۔ میں نے تمھیں اس لیے چھوڑ دیا کہ تم برہمن ہو۔ ابھی جنگ میں تمھارا کسی بہادر سے واسطہ نہیں پڑا۔ تم اپنے چھوٹے سے گھر میں اہم بن بیٹھے ہو۔" سب لوگوں نے کہا کہ یہ بات مناسب نہیں۔ رگھوپتی نے لچھمن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ پرسورام کے غصّے پر لچھمن کے الفاظ آگ پر تیل کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسی باتیں کہیں جنھوں نے آگ پر پانی کا کام کیا۔ بولے "ناتھ! لچھمن تو ابھی ایسا بچہ ہے جس کے منہ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔ اگر اسے آپ کی بزرگی اور طاقت کا اندازہ ہوتا تو یہ ایسی بیوقوفی کی باتیں کیوں کہتا۔ بچوں کی شرارت پر بڑے خوش ہوا کرتے ہیں۔ آپ اسے اپنا بچہ یا نوکر سمجھ کر معاف کر دیجیے۔ آپ تو ایک روشن ضمیر اور بردبار آدمی ہیں۔" سری رام کے ان الفاظ سے منی کسی حد تک ٹھنڈا پڑا لیکن لچھمن پھر مسکرا دیا۔ منی کو پھر غصہ آگیا اور بولا۔ رام! تیرا بھائی بڑا پاپی ہے۔ یہ رنگ کا گورا مگر دل کا کالا ہے۔ اس کے منہ سے ماں کے دودھ کی نہیں زہر کی بو آتی ہے۔ یہ برا ہے اور تمھارے اوپر نہیں ہے اور نہ یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔

لچھمن مسکرا کے بولے "منی راجا! میں تو تمھارا غلام ہوں مجھ پر دیا کرو۔ غصّے

تم کو اطمینان نہ ہوا ہو تو کچھ اور بتاؤ۔ اور اپنے غصے کو دبانے کی کوشش مت کرو۔ تم جیسے بھاری بھرکم آدمی کے لیے گالیاں دینا اچھی بات نہیں۔ سورما بہادری کے ساتھ لڑتے ہیں۔ اپنی تعریفیں بگھارتے نہیں پھرتے۔ لڑائی کے موقعہ پر اپنی تعریف نامناسب ہے۔

" ایسا لگتا ہے کہ موت تمھارے اشاروں پر ناچتی ہے اور تم اسے بار بار میری وجہ سے تکلیف دیتے ہو۔" لچھمن کے یہ سخت سست الفاظ سن کر پرسورام نے اپنے خوفناک تبر پر اپنی گرفت مضبوط کردی۔ بولا " اس کے بعد کوئی مجھے الزام نہ دے۔ یہ تیز زبان لڑکا قتل کر دیئے جانے کے لائق ہے۔ میں اب تک اسے بچہ سمجھ کر چھوڑتا رہا لیکن اب اس کی موت یقینی ہے۔" وشوامتر بولے " اس کا قصور معاف کر دیجیئے سادھو لوگ بچے کی اچھائی برائی کو اہمیت نہیں دیتے۔" میرا تبر دھار دار ہے میں بے رحم اور غصہ ور ہوں۔ میرے سامنے وہ آدمی ہے جس نے میرے گورو کا اپمان کیا ہے۔ میں اس کی گستاخی اے وشوامتر تمھاری وجہ سے معاف کرتا ہوں۔ ورنہ میں نے اپنے تبر سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہوتے۔ اور اپنے گورو کا قرض چکا دیا ہوتا۔" گادھی کے بیٹے وشوامتر دل ہی دل میں مسکرائے اور سوچنے لگے۔ " پرسورام کو ہر چیز ہری دکھائی دیتی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھ رہے کہ ان کے سامنے فولاد کی تلوار ہے گنّے سے نکلی ہوئی شکر نہیں۔ افسوس ہے کہ وہ بات کو سمجھتے نہیں اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔"

لچھمن بولے " ساری دنیا میں وہ کون ہے جو تمھاری خوش اطواری سے

"میرا دل غصّے سے بھرا ہوا ہے لیکن میرا ہاتھ نہیں اٹھ رہا۔ میرا تیر جس نے انگنت بادشاہوں کا کام تمام کر دیا۔ آج کند ہو گیا ہے ورنہ میرا دل تو رحم کرنا جانتا ہی نہیں آج میرے دل میں یہ نرمی کہاں سے آگئی!" یہ الفاظ سن کر سمترا کے بیٹے نے مسکراتے ہوئے سر جھکا دیا بولے "تمھارے کرم کی ٹھنڈی ہوا تمھارے جسم سے مطابقت رکھتی ہے۔ تمھارے منہ سے الفاظ اس طرح نکل رہے ہیں جیسے درخت سے پھول جھڑتے ہیں اور جب تم غصّے ہوتے ہو تو بس بھگوان بچائے!" منی پھر بولا "جنک! یہ بیوقوف لڑکا نرک جانا چاہتا ہے۔ اسے میرے سامنے سے ہٹا کیوں نہیں لیتے؟ یہ دیکھنے میں چھوٹا ہے لیکن ہے بڑا پاپی۔" لچھمن پھر بول اٹھے "اپنی آنکھیں بند کر لو ساری دنیا تمھارے آگے سے اوجھل ہو جائے گی!" پرسورام کا دل غصّے سے کھول اٹھا۔ بولا "شمبھو کی کمان توڑنے کے بعد تو مجھے سبق پڑھانے چلا ہے؟۔"

"یہ تمھاری ہی ڈھیل ہے کہ تمھارا بھائی میرے لیے ایسے طنزیہ لفظ استعمال کر رہا ہے اور تم جھوٹ موٹ ہاتھ جوڑ کے معافی مانگ رہے ہو یا تو تم مجھ سے لڑو یا پھر ہمیشہ کے لیے اپنا نام بدل دو۔ شیو کے دشمن! کوئی چھل فریب کئے بغیر میرا مقابلہ کرو۔ نہیں تو میں تمھیں اور تمھارے بھائی کو مار ڈالوں گا!"

یہ کہہ کر پرسورام اپنا تیر اٹھائے غصّے سے اچھلنے لگا۔ رام دل ہی دل میں مسکرائے اور منی کے آگے سر جھکا کے بولے "قصور تو لچھمن کا ہے اور منی غصّہ میرے اوپر کر رہا ہے۔ کبھی کبھی انکسار سے برائی کو بڑھاوا ملتا ہے۔ ٹیڑھے

سے ٹوٹی ہوئی کمان نہیں جڑ سکتی ۔ اب بیٹھ بھی جاؤ تمھاری ٹانگیں دکھنے لگی ہونگی ۔ اگر تمھیں یہ کمان اتنی ہی پسند ہے تو کوئی ترکیب بتاؤ کس طرح اس کی مرمت ہو سکتی ہے "۔ لچھمن کی باتیں سن کر جنک ڈر گئے ۔ بولے " بس اب چپ رہو ایسی باتیں مناسب نہیں "۔ شہر کے لوگ تھر تھر کانپنے لگے اور سب نے دل ہی دل میں کہا کہ یہ چھوٹا راجکمار بہت ہی شریر ہے ۔ پرسورام لچھمن کی یہ بات سن کر آگ بگولا ہو گیا لیکن اس کی طاقت گھٹ گئی ۔ اس نے سری رام سے کہا " میں اس لڑکے کو یوں چھوڑے دے رہا ہوں کہ یہ تمھارا چھوٹا بھائی ہے ۔ یہ بدن کا گورا اور من کا کالا ہے یہ ایسا ہے جیسے زہر سے بھرا کوئی سونے کا برتن "۔ یہ سن کر لچھمن پھر ہنس پڑے مگر سری رام نے انھیں غصّے سے گھورا تو وہ چپ ہو کر اپنے گرو کے پاس چلے گئے ۔

سری رام نے ہاتھ جوڑ کے بہت نرمی سے کہا " ناتھ ! میری آپ سے پرارتھنا ہے کہ آپ اس بچے کی باتوں پر دھیان نہ دیں آپ تو ہوشیار ہیں ۔ بچہ اور بھڑ کی خاصیت ایک سی ہوتی ہے سادھو لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ۔ دوسرے یہ کہ بچے نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا ۔ آپ کا غصہ یا پیار جو بھی ہو مجھ پر ہونا چاہیے ۔ میں وہ کرنے کو تیار ہوں جس سے آپ کا غصّہ دور ہو سکے "۔ منی بولا " رام ! میرا غصّہ کیسے دور ہو سکتا ہے ۔ تمھارا بھائی اب بھی شرارت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ رہا ہے ۔ جب تک میں اپنے تبر سے اس کا گلا نہیں کاٹ دوں گا اس وقت تک میرا غصّہ دور نہیں ہو سکتا ۔ میرے بے رحم تبر کے کارنامے سن کر رانیوں کے حمل گر جاتے ہیں ۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ یہ تبر میرے پاس ہے پھر بھی یہ راجکمار میرا دشمن زندہ ہے ۔

کرلیا ہے تیری گستاخی کی حد ہوگئی ہے۔" سری رام بولے "منی! بولنے سے پہلے سوچو تمھارا غصہ میرے قصور سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کمان اتنی پرانی تھی کہ میرے ہاتھ لگانے سے ٹوٹ گئی جس میں میرے غرور کی کیا بات ہے۔ میں تمھیں برہمن سمجھ رہا ہوں ورنہ دنیا کا کون سا سورما ہے جس کے آگے میں یوں سر جھکا دوں۔

"کوئی دیوتا ہو، دیو ہو، راجا ہو یا کوئی جنگ جو۔ طاقت میری برابر ہو یا مجھ سے زیادہ۔ اگر مجھے کوئی للکارے گا تو میں ضرور اس کا مقابلہ کروں گا۔ چاہے وہ خود موت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی چھتری لڑنے سے گریز کرتا ہے تو وہ اپنے باپ دادا کے نام پر کلنک لگاتا ہے۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ رگھو کی اولاد موت سے بھی لڑنے سے نہیں ڈرتی۔ لیکن برہمنوں سے ڈرتا ہے وہ سارے ڈروں سے نجات پا لیتا ہے۔ برہمنوں کا رتبہ ہی ایسا بلند ہے۔" رام کی سچی اور نرم باتیں سن کر پرسورام کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کے پاس جو وشنو دیوتا کا دھنش تھا وہ اس نے سری رام کے حوالے کر دیا۔ جب پرسورام نے کمان بڑھائی تو وہ خود بخود رام کے پاس چلی گئی اور پرسورام حیران رہ گیا۔ پرسورام نے سری رام کی شکتی کو سمجھ لیا اور خوشی سے ان کا سارا جسم لرزنے لگا اس نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا۔

"جے ہو سری رام کی جو دنیا کو اس طرح خوشی دیتے ہیں جیسے سورج کنول کو۔ جے ہو اس اگنی کی جو راکشسوں کے جنگل کو جلا کے راکھ کر دیتی ہے۔ جے ہو اس کی جو دیوتاؤں، برہمنوں اور گایوں کا بہی خواہ ہے۔ جے ہو اس کی جو غرور، اگیان اور حرص و ہوس کو دور کرنے والا ہے۔ اس کی جے ہو جو انکسار، ہمدردی، دوستی اور محبت کا سمندر ہے اور جس کی باتیں سکھ پہنچانے والی ہیں۔ اس کی جے ہو جو اپنے بھگتوں اور اپنے

آدمی سے سب ہی ڈرتے ہیں۔ ہلال کو راہو نہیں نگل پاتا۔" رام بولے "مہامنی! غصہ ختم کرو۔ تیر تمھارے ہاتھ میں ہے اور میرا سر تمھارے آگے ہے۔ جس بات سے تمھیں سکون ملے کرو اور مجھے اپنا غلام سمجھو۔ آقا اور غلام کے درمیان جنگ کیسے ہو سکتی ہے۔"

"تمھارے پاس تیر کمان اور تبر دیکھ کر اس بچّے نے تمھیں سورما سمجھا اور اس کا خون بھی جوش میں آ گیا۔ وہ تمھارا نام ضرور جانتا تھا مگر تمھیں پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ اس کے خون کا اثر تھا۔ اگر تم ایک سادھو کی طرح آئے ہوتے تو اس نے تمھارے چرنوں کی دھول اپنے ماتھے سے لگائی ہوتی۔ جو جانتا نہیں اس کی خطا معاف کرو۔ ایک برہمن کے دل میں تو دیا ہونی چاہیے۔ سوامی! میرے تمھارے درمیان کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ کہو سر پیر میں کیا برابری میرا نام رام ہے اور تمھارا نام پرسورام۔ میری کمان میں ایک دھاگا ہے اور تمھاری میں نو مقدس دھاگے۔ میں ہر طرح تم سے کمتر ہوں۔" رام بار بار منی کی خوشامد کرتے رہے لیکن پھر بھی منی کا غصہ برقرار رہا اور وہ رام سے بولے "تو بھی ایسا ہی بُرا ہے جیسا تیرا بھائی۔"

"تو سمجھتا ہے کہ میں صرف برہمن ہوں میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کیسا برہمن ہوں۔ کمان میری پوجا پاٹ ہے تیر میرا اشنان اور غصہ مقدس آگ میں نے اس تبر سے راجاؤں کو کاٹ کاٹ کے آگ میں جھونک دیا ہے۔ اس طرح میں نے اَنگنت یگیہ کیے ہیں۔ تو میری عظمت کو نہیں جانتا اور صرف مجھے برہمن سمجھتا ہے تو دھنش توڑ کر یہ سمجھ رہا ہے کہ تو نے ساری دنیا کو فتح

نے اس حکم کی اسی وقت تعمیل کی اور حکم دیا کہ شہر، بازار، گلی، کوچے، مکانات اور مندر سب سجائے جائیں۔ پھر اس نے خوبصورت بارہ دریں بنوانے کا حکم دیا جن کے پائے سونے کے تھے۔ ہیرے جواہرات کی پھول پتیوں سے انھیں آراستہ کیا گیا۔ پیدا کرنے والا بھی یہ تیاریاں دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ یہاں لکشمی دیوی بھی عورت کے روپ میں آ موجود ہوئی تھیں۔ شاردا اور شیش بھی شہر کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتے۔

جنک کے دوت اس مقدس شہر میں پہنچے جو سری رام کی جنم بھومی ہے۔ راجا دشرتھ کو جب ان کے آنے کا علم ہوا تو انھوں نے ان لوگوں کو طلب کیا۔ دونوں نے راجا جنک کا رقعہ پیش کیا اور راجا دشرتھ نے اسے بہت احترام کے ساتھ وصول کیا۔ خوش خبری پڑھ کر ان کے آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ رام اور لچھمن کی تصویر ان کے دل میں تھی، رقعہ ان کے ہاتھ میں تھا، اور زبان خاموش۔ پھر وہ سمجھے اور رقعہ پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ سب ہی بہت خوش ہوئے اور ان کی خیریت پوچھنے لگے۔ ان کے بھائیوں کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ راجا اور سب لوگوں نے دوتوں سے ان کے شہر کی خبریں اور راجا جنک کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کیں۔

دوتوں نے دونوں بھائیوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور وہاں کے قصّے سنائے۔۔ انھوں نے دھنش یگیہ کی بھی ساری کہانی سنائی کہ کس طرح بڑے بڑے راجا مہاراجا نے منہ کی کھائی۔ اور بتایا کہ وہ راون جس نے کیلاش پہاڑ کو ہتھیلی پر اٹھا لیا تھا کس طرح وہ بھی ناکام لوٹ گیا پھر انھوں نے بتایا کہ بھرگو نایک غصّے میں بھرے آئے لیکن آخرکار سری رام کو پہچان کے دھنش ان کے حوالے

خادموں کا محافظ ہے اور جس کی خوبصورتی، محبت کے لاکھوں دیوتاؤں کو شرمندہ کرتی ہے۔ میں ایک زبان سے کیسے تمہارے وصف بیان کر سکتا ہوں۔ اس کی جے ہو جو شیوجی کے دل کی مان سرور جھیل میں کلیلیں کرتا ہے۔ میں نے ان جانے میں بہت سی نامناسب باتیں کہہ دیں۔ تم دونوں بھائی جو نور در گذر کے پتلے ہو مجھے معاف کر دو۔" یہ کہہ کر بھرگوپتی جنگل کو چلے گئے اور وہاں تپسیا کرنے لگے۔ جو راجا اور راجکمار وہاں جمع تھے خوف زدہ ہو گئے اور مختلف سمتوں کو بھاگ گئے۔ دیوتاؤں نے خوشی کے باجے بجائے اور پربھو پر پھول برسائے۔ شہر کے سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ ان کے دلوں سے غم اور پریشانی دور ہو گئے۔

چاروں طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ خوبصورت کنواری لڑکیاں گیت گا رہی تھیں۔ جنک کی خوشی بے حساب تھی جیسے کسی پیدائشی فقیر کو خزانہ مل گیا ہو۔ سیتاجی بہت خوش تھیں۔ سیتاجی کے دل سے خوف جاتا رہا وہ اس طرح خوش تھیں جیسے چاند نکلنے پر چکور۔ جنک نے کوشک کو پرنام کیا اور کہا "سوامی! یہ تمہارا کرم تھا کہ سری رام کمان کو توڑ سکے۔ میری مراد پوری ہوئی۔ اب بتائیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟" منی بولے "سنو راجا! شادی کا دار و مدار کمان ٹوٹنے پر تھا۔ انسان دیوتا، ناگ سب جانتے ہیں کہ جیسے ہی کمان ٹوٹی شادی خود بخود ہو گئی۔ پھر بھی اپنے خاندان کے رواج کے مطابق اور ویدوں میں دیئے ہوئے طریقوں کو ذہن میں رکھ کے، برہمنوں سے صلاح کر کے اور اپنے خاندان کے بزرگوں اور اپنے گرو سے مشورہ کر کے ضروری انتظامات کرو۔

اپنے دوت اجودھیا شہر کو روانہ کرو اور راجا دشرتھ کو یہاں مدعو کرو۔" جنک

سے آراستہ تھے اور بہت اچھے لگ رہے تھے۔ ان رتھوں کے اوپر رنگ برنگے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ گانے بجانے کی آوازیں آرہی تھیں اور رتھوں میں اسلحہ بھی سجا ہوا تھا۔ ہاتھی الگ شان بڑھا رہے تھے۔ ان پر شاندار ہودج کسے ہوئے تھے۔ پالکیاں اور طرح طرح کی دوسری سواریاں بھی اس میں شامل تھیں۔ ان پالکیوں میں برہمن سوار تھے۔ ہر علم اور ہر فن کے جاننے والے اس جلوس میں موجود تھے۔ سامان اٹھانے کے لیے گدھے اور خچر بھی ساتھ تھے۔ نوکروں کی ایک پوری فوج ہمراہ تھی۔ ایسا شور تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ راجا وششٹ کے ساتھ اس طرح لگ رہا تھا جیسے اندر دیوتا برہسپتی کے ساتھ ہو۔ عورتیں چھتوں پر چڑھ چڑھ کر جلوس کو دیکھ رہی تھیں۔ دیوتا بھی اس خوشی میں برابر کے شریک تھے۔ ان کو دعائیں دے رہے تھے اور پھول برسا رہے تھے۔ غرض یہ کہ جلوس کی شان و شوکت بیان سے باہر ہے۔ نیک شگون بار بار دکھائی دیتے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ایک عورت ایک بغل میں گھڑا اور دوسری میں بچہ لیے جا رہی تھی۔ ایک لومڑی بار بار سامنے آتی تھی اور ایک گائے اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ ہرنوں کا جھنڈ بار بار داہنی طرف سے گزرتا تھا۔ بائیں ہاتھ کو ایک درخت پر شیاما چڑیا دیکھی گئی۔ سامنے سے ایک آدمی دہی مچھلی لیے آرہا تھا۔ سامنے سے برہمن بغل میں کتابیں دبائے چلے آتے تھے۔ یہ سب اچھے شگون تھے اور اس بات کی علامت تھے کہ دلوں کی مرادیں پوری ہوں گی۔

یہ نیک شگون کیوں نہ ظاہر ہوتے راجا دشرتھ کا قافلہ چلا آرہا تھا جس کے بیٹے کے روپ میں بھگوان نے جنم لیا تھا۔ یہ قافلہ ان کے بیاہ میں شرکت کے لیے جارہا تھا۔ راستے میں جگہ جگہ دریاؤں پر پل بنوا دیے تھے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سرائیں تعمیر کرا دی تھیں۔ ان سراؤں میں ہر طرح کے آرام کا سامان موجود تھا۔

کر گئے۔ انھوں نے سری رام کی طاقت اور بہادری کا بہت احترام کے ساتھ ذکر کیا۔ راجا نے گورو وششٹ کے پاس جا کر انہیں سارا واقعہ سنایا اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا اور راجا کو اس کے بیٹوں کے کارناموں پر مبارکباد دی۔

راجا نے محل کے اندر جا کے سب رانیوں کو جمع کیا اور خط پڑھ کر سنایا۔ باقی باتیں انھوں نے زبانی سنائیں جو دوتوں سے سنی تھیں۔ یہ خبر سن کر محل کی اور عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور سب ہی بہت خوش ہوئیں۔ رانیوں نے وہ خط بار بار سر اور آنکھوں سے لگایا۔ برہمنوں کو بلا کر انھیں تحفے تحائف دیے۔ اگلے دن فقیروں کو خیرات بانٹی گئی۔ اور سب نے راجا دشرتھ اور ان کے چاروں بیٹوں کو دعائیں دیں۔ شہر میں چاروں طرف چراغاں ہوا سب لوگوں نے اپنے اپنے گھر خوب سجائے اور عورتوں اور لڑکیوں نے خوب گانے گائے، ڈھول بجائے۔ ہر طرف سے خوشیوں کا اظہار ہو رہا تھا لوگوں کے چہرے خوشی سے ایسے دمک رہے تھے جیسے چاند۔ بادشاہ کا محل ایسا سجا تھا جیسے دلہن۔ چاروں طرف گیتا کا پاٹ ہو رہا تھا لوگ بے انتہا خوش دکھائی دیتے تھے۔

راجا نے بھرت کو بلایا اور کہا "ہمیں رام کی شادی میں جانا ہے جاؤ گھوڑے ہاتھی اور رتھ تیار کراؤ"۔ فوراً تیاریاں شروع ہو گئیں۔ گھوڑوں پہ قیمتی زین کسے گئے خوب صورت اور رنگ برنگے گھوڑے ایک لائن میں کھڑے تھے۔ یہ سب بہت تیز رفتار تھے۔ اور بجلی کی سی تیزی سے سفر کر سکتے تھے۔ راجکمار تیر کمان لے کر اس پر سوار ہوئے۔ ان کے چہروں سے خوشیاں ٹپک رہی تھیں اور وہ بہت خوش نظر آتے تھے یہ قافلہ راج محل سے چلا تو شہر کے باہر جا کر ٹھہرا۔ رتھ بھی سونے چاندی کے زیور

اور انھوں نے دونوں کو باری باری اٹھا کر گلے لگا لیا۔ لچھمن بھی دونوں بھائیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ راجا نے باری باری سب کو سلام کیا اور سب کی خیریت پوچھی۔ سری رام کو دیکھ کر سب حاضرین خوش ہو گئے۔ محبت کی باتیں بیان نہیں کی جا سکتی۔ راجا کے ساتھ اس کے چاروں بیٹے ایسے لگ رہے تھے جیسے اوتار ہوں۔ راجا اور اُن کے بیٹوں کو دیکھ کر شہر کے لوگ بے حد خوش تھے۔ دیوتا باجا بجا رہے تھے اور پھول برسا رہے تھے۔ آسمان میں گیت گائے جا رہے تھے۔ ستیہ انند، دوسرے برہمن، راج منتری، بھاٹ مسخرے اور شاعر سب نے احترام کا اظہار کیا اور پھر اجازت لے کر واپس ہو گئے۔ شہر میں بڑی دھوم دھام تھی۔ ہر ایک کی بھگوان سے یہ پرارتھنا تھی کہ دن اور رات لمبے ہو جائیں۔ رام اور سیتا اگر خوبصورتی کا مجسمہ تھے تو دونوں راجا نیکی کا۔ یہ بات شہر کے بچے بچے کی زبان پر تھی۔

” ودیہی جنک کی نیکیوں کا انعام ہے تو دشرتھ کے کرموں نے رام کی شکل اختیار کر لی ہے۔ کسی نے شیو کی پوجا اتنے خلوص سے نہیں کی جتنی ان دونوں راجاؤں نے اور نہ کسی کو ایسا انعام ملا جیسا ان دونوں کو ان جیسا بادشاہ نہ کوئی ہوا تھا اور نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی آئندہ ہوگا۔ ہم بھی کچھ کم خوش نصیب نہیں کہ جنک کی راجدھانی میں پیدا ہوئے۔ یہ کیا کچھ کم بات ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے رام اور سیتا کو دیکھا اب دونوں کی شادی دیکھ کر زندگی کا سب سے بڑا انعام پائیں گے۔ راجا اجودھیا سے سیتا کو بلاتے رہیں گے اور یہ دونوں بھائی جو خوبصورتی میں محبت کے لاکھوں دیوتاؤں سے بڑھ کر ہیں اسے واپس لیجانے کے لیے آیا کریں گے۔

مہمانوں کی ہر ممکن خاطر مدارات ہوا کرے گی۔ اپنے سسر کے یہاں زیادہ دنوں

یہاں لوگوں کو وہ آرام ملا جو لوگوں کو اپنے گھروں میں میسر نہیں ہوتا۔ جب اس جلوس کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو راجا جنک سواگت کے لیے نکلے۔ پورا لاؤ لشکر ان کے ساتھ تھا۔ راجا نے اپنے مہمانوں کو کھانے پینے کے لیے ایسی چیزیں پیش کیں جن کا تصور بھی مشکل ہے۔ تحفوں کے طور پر قیمتی لباس اور زیورات پیش کیے گئے۔ طرح طرح کے جانور تحفے میں دیے گئے۔ جب دونوں طرف کے لوگ ملے تو عجیب طرح کی خوشی ہوئی۔ راجا دشرتھ نے یہ سب چیزیں اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیں یا خیرات کر دیں۔ لوگوں کو ٹھہرانے کے لیے نہایت معقول انتظام کیا گیا۔ جو خادم مہمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے تھے بلکہ سیتا جی کی روحانی قوت کا کرشمہ تھے۔ مہمانوں کو ہر طرح کا آرام مل رہا تھا۔ سری رام کے سوا اس راز کی کسی کو خبر نہ تھی۔ جب باپ کے آنے کی خبر ہوئی تو دونوں بھائی ان سے ملنے کے لیے بیتاب ہو گئے مگر گورو سے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ آخر وشوامتر سب کچھ سمجھ گئے۔ انھوں نے دونوں بھائیوں کو بڑے پیار سے گلے لگایا اور ادھر چلے جہاں راجا دشرتھ کا قیام تھا۔ راجا دشرتھ نے منی اور دونوں بھائیوں کو آتے دیکھا تو وہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان سے ملنے کے لیے آگے بڑھے۔

راجا نے منی کو ڈنڈوت کیا اور ان کے چرنوں کی دھول اپنے ماتھے سے لگائی۔ کوشک نے انھیں سینے سے لگا کے دعائیں دیں اور بار بار خیریت پوچھی۔ راجا نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے آگے دو زانو پایا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے بیٹوں کو پیار سے بھینچ لیا جدائی کے سارے دکھ دور ہو گئے۔ اور مردے میں جان پڑ گئی۔ اب رام اور لچھمن نے منی وششٹ کو پرنام کیا اور برہمنوں نے انھیں دعائیں دیں۔ جب بھرت اور شترگھن نے سری رام کو نمسکار کیا

سمجھنے لگے اور ہزار زبانوں سے ان کی تعریف کرنے لگے۔

دیوتاؤں نے دیکھا کہ یہ خوشی کا بہترین موقعہ ہے تو انھوں نے ڈھول تاشے بجائے اور آسمان سے پھول برسائے۔ شیو، برہما اور دوسرے بہت سے دیوتا اپنی ہوائی گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔ خوشی سے ان کے جسم لرز رہے تھے کیوں کہ وہ سری رام کی شادی میں شرکت کے لیے آرہے تھے۔ انھوں نے جنک کی راجدھانی کو دیکھا تو انھیں اپنا علاقہ حقیر نظر آیا۔ وہ ایک ایک چیز کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اور ان کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ جو لوگ شادی میں شریک تھے ان کے مجمع میں اس طرح شامل ہوئے جیسے آسمان سے ستارے اتر آئے ہوں۔ شیو نے دیوتاؤں کو حیران دیکھا تو کہا "اتنے اچنبھے میں پڑنے کی کیا بات ہے یہ رام اور سیتا کی شادی ہے۔" اس طرح سارے دیوتاؤں نے سری رام کو سراہا۔ جب دیوتاؤں نے چاروں راجکماروں کو دیکھا تو انھیں بے حد خوشی ہوئی۔ سری رام کو سب بار بار دیکھ رہے تھے۔

رانی سنینا نے آنکھوں میں آنسوؤں کو روک کر آرتی اتاری اور ویدوں میں بتائی ہوئی ساری رسمیں پوری کیں۔ خاندانی رسم و رواج بھی ادا کیے۔ پانچوں قسم کے باجے بجنے لگے۔ راستے میں رنگ برنگ قالین بچھائے گئے۔ آرتی اتارنے کے بعد رانی نے دولہا کو ہاتھ دھونے کے لیے پانی دیا۔ ہاتھ دھو کر وہ بارہ دری کی طرف چلے گئے۔ اُدھر راجا دشرتھ نمودار ہوئے۔ اس وقت ان کی شان دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ دیوتا بار بار پھولوں کی بارش کرتے تھے۔ زمین آسمان میں اتنا شور تھا کہ آدمی کو اپنی آواز آپ سنائی نہ دیتی تھی۔ اس طرح سری رام بارہ دری میں داخل ہوئے۔ پہلے ان کے ہاتھ دھلائے گئے۔ پھر انھیں مقررہ جگہ پر بٹھا دیا گیا۔ اب پھر ان کی آرتی اتاری

تک ٹھہرنا کون پسند نہ کرے گا ایسے ہر موقعہ پر شہر کے لوگ رام اور لچھمن کو دیکھا کریں گے۔ راجا دشرتھ دو اور بیٹوں کو بھی ساتھ لائے ہیں ان میں بھی ایک سانولا ہے دوسرا گورا۔ مگر ہیں دونوں بہت خوبصورت بھگوان نے انھیں اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ بھرت ہو بہو رام جیسا ہے اور شتروگھن لچھمن جیسا۔ دونوں کو الگ الگ پہچاننا مشکل ہے۔ تربھون میں ان کی مثال ملنی مشکل ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو شہر کے ہر رہنے والے کی زبان پر تھیں۔ تلسی داس کہتے ہیں ان بھائیوں کا ساری دنیا میں کوئی جواب نہیں۔ یہ طاقت، اخلاق، انکسار، گیان، محبت، ہمدردی اور حسن کا سمندر ہیں۔ شہر کی سب عورتوں نے دامن پھیلا پھیلا کر بھگوان سے بھیک مانگی کہ ان سب بھائیوں کا بیاہ اسی شہر میں ہو اور ہم مبارک باد کے گیت گائیں۔

آخر شادی کا دن آیا۔ موسم سرما کی شروعات تھی اور اگہن کا مہینہ تھا۔ ستارے موافق تھے۔ بھگوان نے نارد کے ذریعے مبارک وقت کی اطلاع دی۔ جنک کے جوتشیوں نے پہلے ہی یہی دن اور وقت طے کر رکھا تھا۔ شام کا وقت جب گائیں چراگاہ سے گھر کو لوٹتی ہیں اور ان کے کھروں سے گرد کے بادل اٹھتے ہیں تو یہ وقت بہت مبارک ہوتا ہے یہی وقت طے پایا۔ راجا نے اپنے خاندانی گورو ستیہ انند سے پوچھا ” اب دیر کس بات کی ہے؟ ستیہ انند نے منتریوں کو بلایا۔ رسم کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب حاضر کر دی گئیں۔ سہاگنیں گیت گانے لگیں، برہمن ویدوں کا پاٹ کرنے لگے۔ اب دولہا کی طرف والوں کو بلایا گیا۔ چاروں طرف ڈھول تاشے بجنے لگے۔ راجا دشرتھ اپنے گورو سے صلاح کرنے اور اپنی خاندانی رسمیں ادا کرنے کے بعد سادھوؤں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ برہما اور دوسرے دیوتا راجا دشرتھ کی خوش قسمتی کو دیکھنے اور ان کی شان پر نظر ڈالنے کے بعد خود کو بے وقعت

گورو ہوں ۔ منی نے انھیں دعائیں دیں ۔ پھر انھوں نے کوشک کی پوجا اس طرح کی کہ اس کا بیان ممکن نہیں ۔ پھر راجا جنک نے وام دیو اور دوسرے رشیوں کی پوجا کی ۔ انھیں بہت عمدہ جگہیں دیں ۔ اور ان کی دعائیں لیں ۔

اس کے بعد جنک نے راجا دشرتھ کی اس طرح پوجا کی جیسے وہ شیو کے ہم پلّہ ہوں ۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کے بار بار راجا دشرتھ کو یہ بتایا کہ اس رشتے سے انکی عزّت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے ۔ پھر انھوں نے سارے حاضرین کی بھی اس طرح پوجا کی ، جس طرح انھوں نے لڑکے کے ماں باپ کی کی تھی اور سب کو بہت اچھی جگہوں پر بٹھایا ۔ ان کی گرم جوشی کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا ۔ برہما ، ہری ، ہر سنسار کے سارے دیوتا اور سوریہ دیو جنھیں سری رام کے مرتبہ کا علم تھا ۔ انھوں نے بھیس بدل کر اور برہمنوں کی شکل اختیار کر کے اس منظر کو دیکھا اور خوشی حاصل کی ۔ راجا جنک انھیں پہچانتے تو نہیں تھے مگر ان سب کو انھوں نے باعزّت جگہیں دیں ۔ اس دن کون کسے پہچان سکتا تھا سب اپنی اپنی سدھ بھولے ہوئے تھے ۔ یہ سب جب دولہا کو دیکھتے تھے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہتا تھا ۔ سری رام ان سب کو پہچانتے تھے ۔ لہٰذا انھوں نے دل ہی دل میں ان کی پوجا کی اور اپنے خیال میں ان کو اونچے درجے دیئے ۔ رام چندر جی کے اس طور طریقے کو دیکھ کر دیوتا بہت خوش ہوئے ۔

جب شادی کا وقت قریب آگیا تو وششٹ نے ستیہ انند کو بڑی عزّت کے ساتھ بلوایا اور پھر دلہن کو بلوایا گیا ۔ رانی نے یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوئی ۔ فوراً خاندانی رسم و رواج ادا ہونے لگے ۔ اس موقعہ پر دیوتاؤں کی پتنیاں خوبصورت عورتوں کی شکل میں موجود تھیں ۔ انھیں پہچانتا تو کوئی نہ تھا لیکن دیکھ کر خوش سب

گئی اور ان کے اوپر سے سونا چاندی اور ہیرے جواہرات نچھاور کیے گئے۔ ہر طرف سے گیتوں کی آواز آنے لگی۔ برہما اور بڑے بڑے دیوتا برہمنوں کے روپ میں اس شادی میں شریک ہوئے۔ جب انھوں نے سری رام کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جو کنول کے لیے سورج کے مانند تھا تو انھوں نے سمجھا کہ انھیں ساری زندگی کا صلہ مل گیا۔ رگھوبیر کے اوپر سے جو کچھ نچھاور کیا گیا تھا وہ حجاموں، مشعل برداروں، بھاٹوں اور نٹوں کے حصے میں آیا۔ انھوں نے ادب سے سر جھکایا اور خوش خوش دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

ویدوں کی رسمیں اور خاندان کے رواج پورے کرنے کے بعد راجا جنک اور راجا دشرتھ دونوں بڑی محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ یہ بڑا شاندار منظر تھا۔ شاعروں نے بہت سوچا مگر اس کے لیے کوئی مناسب تشبیہ ہاتھ نہ آئی۔ اس نئے رشتے میں جڑنے کے بعد دونوں راجاؤں میں جو محبت نظر آرہی تھی اسے دیکھا تو دیوتاؤں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے آسمان سے پھولوں کی بارش کی اور دونوں کی تعریف کے گیت گائے۔ کہنے لگے۔ ”جب سے برہما نے دنیا کو بنایا ہے، ہم نے آج تک کوئی ایسی شادی نہیں دیکھی جس میں دونوں طرف سے ایسے کرّوفر کا مظاہرہ ہوا ہو۔ اور دو ایسے سمدھی نہیں دیکھے جو ان دونوں کی ٹکّر کے ہوں۔“ یہ آسمانی آواز سن کر دونوں طرف خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔ جنک نے راجا دشرتھ کے راستے میں خود قالین بچھایا اور خود ہاتھ دھلا کے منڈپ میں اعزاز واکرام کے ساتھ لے گئے۔ منڈپ کی آرائش اور اس کی خوبصورتی منیوں تک کو لبھائے لے رہی تھی۔ راجا جنک اپنے مہمانوں کے لیے خود تخت لا لا کے منڈپ میں رکھ رہے تھے۔ انھوں نے منی وششٹھ کی پوجا اس طرح کی جیسے وہ خود ان کے کنبے کے

کے بعد ویدوں نے برہمنوں کی شکل میں رسمیں ادا کرنے میں مدد دی۔

جنک کی رانی کی تعریف بھی کوئی آسان بات نہیں۔ بھگوان نے انھیں شان و شوکت، نیکی، خوشی اور حسن کا مجسمہ بنایا تھا۔ مناسب وقت آنے پر منیوں نے انھیں بلایا۔ وہ سہاگنوں کے جھرمٹ میں آئیں۔ راجا جنک کے بائیں طرف وہ اس طرح نظر آرہی تھیں جیسے ہموان کے برابر میں مینا۔ راجا اور رانی سونے کے برتنوں اور ہیرے جواہرات کی طشتریوں میں مقدس اور خوشبودار پانی لے کر آئے اور اسے سری رام کے سامنے رکھ دیا۔ منیوں نے بہت اچھی آواز میں ویدوں کا پاٹھ کیا اور اسی وقت آسمان سے پھول برسے۔ جنک کے راجا اور رانی دولہا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کے مقدس پیر دھونے لگے۔ اس وقت ان کے جسم خوشی سے لرز رہے تھے۔ زمین آسمان میں ہر طرف سے جے جے کار ہو رہی تھی۔ وہ کنول جیسے پیر خوشبو کے سینے میں چمکتے رہتے ہیں اور جن کے تصور سے کل جگ کی برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ جن کے چھو جانے سے گوتم کی گنہگار بیوی کو چھٹکارا مل گیا، جن قدموں سے وہ مقدس دریا نکلا جو شمبھو کے سر کا تاج ہے۔ جن قدموں کے تصور سے لوگوں کو مکتی حاصل ہوتی ہے۔ — آج ان قدموں کو راجا جنک دھو رہے تھے اور سب ان کی قسمت پر رشک کر رہے تھے۔ دلہن کا ہاتھ دولہا کے ہاتھ میں دیدیا گیا۔ اور جب دولہا نے دلہن کو قبول کر لیا تو چاروں طرف سے مبارک باد کی آوازیں آنے لگیں۔ جب راجا جنک نے کنیا دان کیا تو ایسا لگا جیسے ہموان نے گرجا کا ہاتھ شیوجی کے ہاتھ میں دیدیا۔ اس کے بعد آگ جلائی گئی۔ پھر دلہن کا پلو دولہا کی پگڑی سے باندھ دیا گیا۔ دونوں نے آگ کے چاروں طرف پھیرے پھیرے۔ یہ ایسا وقت تھا کہ زمین آسمان خوشی سے معمور تھے۔ سری رام اور سیتاجی کا عکس

ہوتے تھے۔ رانی بھی ان کے ساتھ اسی طرح پیش آتی تھی جس طرح وہ اوما رما اور شاردا کے ساتھ پیش آتی تھی۔ سیتاجی کو سجا کر اور ان کے چاروں طرف حلقہ بنا کر سب انھیں منڈپ کی طرف لے چلیں۔ تقریب میں کام آنے والی چیزیں ان لڑکیوں کے پاس تھیں۔ وہ سب خوبصورت تھیں اور سولہا سنگار کیے ہوئے تھیں۔ ان کے سریلے گیت سن کر منی لوگ سے چونکے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کے زیور گانے کے ساتھ جھنکار پیدا کر رہے تھے۔ ان سب کے درمیان سیتاجی سب سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھیں۔

سیتاجی کی خوبصورتی کا بیان ممکن نہیں۔ میری شاعری اس میں ناکام ہے۔ جب دولہا کی طرف کے لوگوں نے سیتاجی کو جو حسن اور معصومیت کا مجسمہ تھیں آتے دیکھا تو بڑی عزت سے پرنام کیا۔ جانکی کو دیکھ کر سری رام کے دل کی خواہش پوری ہو گئی۔ راجا دشرتھ اور ان کے بیٹے انھیں دیکھ کر خوش ہو گئے۔ ان کی خوشی بیان سے باہر ہے۔ دیوتاؤں نے انھیں نمستے کیا اور پھولوں کی بارش کی۔ رشیوں اور منیوں نے انھیں بہترین دعائیں دیں۔ گانے بجانے اور خوشی کے اس ماحول میں سب عورت مرد گم ہو گئے۔ ویدوں اور پرانوں کا پاٹھ ہونے لگا۔ وششٹ اور ستیہ انند مذہبی رسمیں ادا کرنے لگے۔ اس کے بعد برہمنوں نے دیوی گوری اور اس کے بیٹے گنیش کی پوجا کی۔ انھوں نے اس پوجا کو قبول کیا اور دعائیں دیں۔ اس وقت شہد کا مشروب وافر مقدار میں موجود تھا۔ سوریہ دیو نے رسمیں ادا کرنے میں مدد دی۔ سیتاجی پوجا کر چکیں تو انھیں خوبصورت تخت پر بٹھایا گیا۔ اس وقت دولہا اور دلہن کے دل میں ایک دوسرے کے لیے جو پیار تھا اس کا بیان ممکن نہیں۔ نہ کوئی دماغ اس کا تصور کر سکتا ہے اور نہ کوئی شاعر اسے بیان کر سکتا ہے۔ آہوتی

کہا کہ وہ رام کو کچھ کھلائے ۔ جانکی نے آرسی میں سری رام کا چہرہ دیکھا جو بہت سندر لگا اس لیے وہ دیر تک ہاتھ کو اسی طرح کیے رہیں ۔ سب نے ان شادی شدہ جوڑوں کو دعائیں دیں ۔

شادی کے بعد ایک شاندار دعوت کا انتظام کیا گیا اس میں طرح طرح کے کھانوں اور مٹھائیوں کا انتظام تھا ۔ راجا دشرتھ کے سب ساتھی اس میں مدعو کیے گئے تھے ۔ جب مہمان آ گئے تو ان کے پیر دھلائے گئے اور انھیں پیڑھیوں پر بٹھایا گیا ۔ راجا جنک نے راجا دشرتھ کے پیر دھلائے اور پھر انھوں نے سری رام کے پیر دھلائے جو کنول کی طرح تھے ۔ اسی طرح راجا نے باقی تینوں بھائیوں کے پیر دھلائے ۔ پتّلوں میں کھانا پروسا گیا اور خادم خدمت پر معمور ہو گئے ۔ ہر قسم کا کھانا اس دعوت میں موجود تھا کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اس دعوت میں تیار نہ ہوئی ہو ۔ اس وقت بھی عورتیں گیت گا رہی تھیں اور ان میں سب کے نام بار بار آ رہے تھے اس طرح سب نے کھانا کھایا ۔ کھانے کے بعد پان پیش کیے گئے ۔ اس کے بعد راجا دشرتھ نے ہاتھ جوڑ کر سب کا شکریہ ادا کیا ۔

شہر میں ہر دن نیا تہوار تھا ۔ دن رات ایک لمحے کی طرح بیت گئے ۔ بلند مرتبہ راجا دشرتھ روز سویرے سویرے اٹھے ۔ ہر طرف ان کے گن گائے جانے لگے ۔ انھوں نے اپنے بیٹوں کو ان کی دلہنوں کے ساتھ دیکھا تو ان کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا ۔ صبح کے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ عقیدت بھرے دل کے ساتھ اپنے گورو کی خدمت میں حاضر ہوئے ، انھیں پرنام کیا اور ہاتھ جوڑ کے بولے " مہامنی ! تمھاری عنایت سے میرے دل کے سارے ارمان پورے

ہیرے جواہرات میں نظر آرہا تھا۔ سری رام نے سیتا جی کی مانگ میں سندور بھرا۔ منی وششٹ کا اشارہ پاکر دولہا دلہن ایک جگہ بیٹھ گئے۔

پھر وششٹ کے حکم سے تینوں راجکماریاں ـــ مانڈوی شرت کیرتی اور ارملا۔ دلہن کے لباس میں آئیں۔ راجا کے چھوٹے بھائی کی بیٹی جو بہت خوبصورت اور ہوشیار تھی بھرت کو بیاہ دی گئی۔ جانکی کی چھوٹی بہن ارملا کا لچھمن کے ساتھ بیاہ ہوا۔ اور آخر کار پوسد کی شادی شرت کیرتی کے ساتھ ہو گئی۔ سب کی شادیاں ویسی ہی ہوئیں جیسے رام اور سیتا کی ہوئی تھیں۔ اجودھیا کے راجا نے اپنے چاروں بیٹوں کو دلہنوں کے ساتھ دیکھا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ جہیز میں جو سامان دیا گیا اس کا حساب لگانا ممکن نہیں۔ طرح طرح کے کپڑے، قسم قسم کے زیورات، ہاتھی، گھوڑے، رتھ، نوکر، نوکرانیاں اور گائیں انگنت تھیں جس نے وہ سامان دیکھا نہیں وہ اس کا اندازہ لگا نہیں سکتا۔ راجا دشرتھ نے بڑی خوشی کے ساتھ وہ سامان قبول کیا۔ اس سامان میں سے جی بھر کر فقیروں کو خیرات دی گئی اور جو کچھ بچا وہ راجا دشرتھ نے اپنے خیمے میں بھجوا دیا۔

اس موقعہ پر راجا جنک نے نہایت نرم لہجے میں راجا دشرتھ سے کہا "مہاراج! تم نے یہ رشتہ کر کے ہمارا رتبہ بڑھا دیا۔ ہمیں تم اپنا بے دام غلام سمجھو۔ یہ چاروں لڑکیاں آپ کی داسیاں ہیں ان پر مہربانی کی نظر رکھنا اور ہم سے کوئی بھول ہوئی ہو تو معاف کرنا"۔ جواب میں راجا دشرتھ نے بھی عاجزی سے کام لیا۔ اس کے بعد دونوں رخصت ہو گئے۔ چاروں جوڑے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ پھر گوری دیوی نے رام کو بتایا کہ وہ سیتا جی کو کچھ کھانے کے لیے دیئے اور شاردا نے سیتا سے

معلوم ہوا کہ یہ خبر ٹھیک ہے تو سب افسوس کرنے لگے۔ راجا جنک نے واپسی کے راستہ پر جگہ جگہ آرام کی تمام چیزیں مہیا کرا دیں پھل میوے مٹھائیاں ہر چیز راستے میں موجود تھی۔ راجا دشرتھ کے ساتھ ایک لاکھ گھوڑے پچیس ہزار رتھ دس ہزار ہاتھی کر دئے گئے۔ یہ سب سر سے پیر تک سجے ہوئے اور زیوروں میں لدے ہوئے تھے۔ بے شمار سونا چاندی اور ہیرے جواہرات بھی ساتھ کئے گئے۔ اس طرح راجا جنک نے ایک بار پھر اپنی بیٹیوں کو جہیز دیا۔ جہیز کا یہ سامان اتنا تھا کہ تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ جب رانیوں کو معلوم ہوا کہ براتی جانے والے ہیں تو ان کے صدمے کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ وہ اس طرح تڑپنے لگیں جیسے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی۔ وہ بار بار سیتا کو گود میں اٹھاتی تھیں اور ان کی خوشی اور سہاگ کے لیے دعائیں دیتی تھیں۔ سب نے انھیں نصیحت کی کہ وہ اپنے پتی کا خیال رکھیں اور بزرگوں کی خدمت کریں۔ سیتا جی کی سہیلیوں نے بھی انھیں بہت سے صلاح مشورے دئے۔ باقی دلہنوں کو بھی اسی طرح کی نصیحتیں کی گئیں اور بار بار انھیں بھی سینے سے لگایا گیا۔ اتنے میں سری رام اپنے بھائیوں کے ساتھ اجازت لینے کے لیے محل میں آئے۔

شہر کے مرد عورت چاروں خوب صورت بھائیوں کو دیکھنے کیلیے دوڑے کسی نے کہا "آج ان کا روانگی کا ارادہ ہے۔ راجا ودیہا نے ان کی تیاری کے انتظامات مکمل کرا دئے ہیں۔ اس لیے آج انھیں جی بھر کے دیکھ لو۔ ہم سب نے پچھلے جنموں میں نیک کام کئے ہوں گے۔ جن کے بدلے انھیں دیکھنا نصیب ہوا۔ جیسے کسی مرتے آدمی کو امرت مل جائے۔ کسی بھوکے کو وہ درخت مل جائے جو پسند کے میوے اگائے یا نرک سے کسی کو نکال کر ہری کے پاس بھیج دیا جائے تو ان سب کو عجیب و غریب خوشی حاصل ہو گی۔ ہمارا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ سری رام کو دیکھو

ہو گئے۔ اب برہمنوں کو بلوا کے انھیں سجی ہوئی گائیں دو۔" یہ سن کر منی بہت خوش ہوئے اور راجا کی تعریف کرنے لگے۔ پھر انھوں نے سب رشیوں، منیوں کو بلوایا۔ وام دیو، نارد منی، والمیکی، جابالی اور وشوامتر وغیرہ آ پہنچے۔ راجا نے انھیں پرنام کیا، ان کی پوجا کی اور سب کو بیٹھنے کے لیے عمدہ جگہیں دیں۔ پھر لاکھوں خوبصورت اور سجی ہوئی گائیں منگا کر برہمنوں کو دے دی گئیں۔ راجا نے طرح طرح سے ان برہمنوں کی عزت افزائی کی۔ اور انھوں نے راجا کو بہت سی دعائیں دیں۔ فقیروں کو روپیہ پیسہ، سونا چاندی، لباس، گھوڑے ہاتھی اور رتھ دیے گئے۔ وہ سب راجا کی تعریفیں کرتے اور انھیں دعائیں دیتے چلے گئے۔ غرض سری رام کی شادی کے سلسلے میں ایسی خوشیاں منائی گئیں جن کا بیان ہزار منہ والے ناگ دیو کے بس کی بات بھی نہیں۔ راجا بار بار کوشک کے قدموں پر سر جھکا کے کہتے تھے کہ یہ ساری خوشیاں تمھاری مہربانی کے سبب ہیں۔

راجا دشرتھ جنک کی محبت اور مہمان داری کے لیے بہت شکر گذار تھے۔ ہر صبح وہ جنک سے واپس جانے کی اجازت مانگتے اور ہر روز وہ محبت سے انھیں روک لیتے۔ اس معزز مہمان کی ہر روز ہزار طرح سے تواضع ہوتی اور ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ کی جاتی۔ سارے شہر میں چاروں طرف خوشیاں بکھری پڑی تھیں۔ ہر روز ایک نیا راگ رنگ ہوتا۔ کوئی یہ نہ چاہتا تھا کہ راجا دشرتھ چلے جائیں۔ ایسا لگتا تھا کہ دونوں طرف کے لوگ پیار کی ڈوری سے بندھ گئے ہیں۔ دن گزرتے رہے آخر کوشک ستیہ انند راجا ودیہا کے پاس گئے اور ان سے کہا "تمھارا دل نہیں چاہتا کہ راجا دشرتھ کو جانے دیا جائے لیکن اب انھیں جانے دینا چاہیے۔" راجا نے کہا "بہت بہتر۔" راجا نے محل میں خبر کرائی کہ راجا دشرتھ رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ یہ خبر کسی کو اچھی نہ لگی۔ شہر کے لوگ اس خبر کی ایک دوسرے سے تصدیق کرنے لگے۔ جب

بعد سری رام نے اپنی محبت کا اظہار کیا اور اپنی ساس کی بڑی عزت افزائی کی۔ انھوں نے بار بار اپنی ساس کو پرنام کیا اور ان سے اجازت چاہی۔ ان سے اجازت لیکر اور دعائیں پاکر سری رام اپنے بھائیوں کے ساتھ واپس آئے۔ ان کے جدا ہونے کے بعد سب رانیاں کھوسی گئیں۔ جب انھیں ہوش آیا تو انھوں نے اپنی بیٹیوں کو بلا کے گلے سے لگایا۔ پھر وہ انھیں چھوڑنے کے لیے کچھ دور تک گئیں اور وہاں پھر انھیں بار بار گلے سے لگایا۔ ماؤں کا حال ایسا تھا جیسے کوئی گائے اپنے بچھڑے سے جدا ہو رہی ہو۔ راجکماریوں کی سہیلیاں اور محل کی عورتیں سب محبت سے بے قابو ہو رہی تھیں۔ جدائی کا یہ منظر بڑا دردناک تھا۔

راجکماری جانکی کے پالے ہوئے مینا اور طوطا جو سونے کے پنجروں میں بند تھے۔ اور جنھیں بولنا سکھایا گیا تھا پوچھنے لگے ودیہی کہاں ہے۔ اس وقت کوئی دل پر قابو نہ رکھ سکا۔ جب جانوروں کی محبت کا یہ حال ہو تو انسانوں کی محبت کا کیا بیان۔ اس کے بعد راجا جنک اپنے چھوٹے بھائی کُش دھوج کے ساتھ آئے۔ فرطِ محبت سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حالانکہ وہ بڑے متحمل مزاج تھے لیکن ان کی برداشت اس وقت جواب دے گئی جب انھوں نے سیتا کو دیکھا۔ انھوں نے بے اختیار جانکی کو گلے سے لگالیا۔ ان کے مشیروں نے انھیں سمجھایا۔ جب انھیں اندازہ ہوا کہ یہ وقت رونے کا نہیں ہے تب انھوں نے بڑی مشکل سے اپنے اوپر قابو پایا۔

انھوں نے بار بار بیٹیوں کو گلے لگایا اور خوبصورت سجی ہوئی پالکیاں لانے کا حکم دیا۔ سارے خاندان پر محبت کا جذبہ غالب تھا۔ راجا نے

اور دل میں ان کی تصویر بنا کے اسے محفوظ رکھو جیسے سانپ منکے کو محفوظ رکھتا ہے۔" لوگ یہ باتیں کرتے رہے اور چاروں راجکماروں کو محل کی طرف جاتے دیکھتے رہے۔ محل کی سب عورتیں چاروں بھائیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ان کی ساسوں نے ان پر سے سونا چاندی نچھاور کیا اور ان کی آرتیاں اتاریں۔

محل کی سب عورتیں خوش ہو ہو کر سری رام کے قدموں پر گر گر پڑیں۔ داماد پر سب نچھاور ہو رہی تھیں۔ دامادوں کو اشنان کرا کے اور خوشبوؤں میں بسا کے طرح طرح کے کھانے انھیں پیش کیے گئے۔ اس موقعہ پر سری رام یوں بولے۔ " پتا جی کا اجودھیا کو واپسی کا ارادہ ہے انھوں نے ہمیں اجازت لینے کے لیے یہاں بھیجا ہے۔ اس لیے آپ ہمیں اپنے بچوں کی طرح دعائیں دے کر خوشی خوشی رخصت کریں۔" یہ سن کر سب ہی کو ملال ہوا اور یہ حالت ہوئی کہ زبان سے ایک لفظ نہ نکلا۔ رانیوں نے راجکماروں کو سینے سے لگا لیا پھر انھوں نے شہزادیوں کو گلے لگایا اور انھیں ان کے شوہروں کے سپرد کر دیا۔ رانی سنینا بڑے نرم لہجے میں بولیں۔ " میں اپنی پیاری اور ہوشیار بیٹی کو تمھاری خدمت کے لیے دے رہی ہوں۔ تم جانتے ہو کہ اس وقت سب کے دلوں پر کیا بیت رہی ہے۔ سیتا سارے کنبے بلکہ سارے شہر کو جان سے زیادہ عزیز ہے۔ میں اور اس کا باپ اس پر جان چھڑکتے ہیں۔ اس کے لیے ہماری محبت کا خیال رکھ کے اسے اپنی داسی کے طور پر رکھنا۔ تم اپنے بھگتوں کی محبت کو قبول کرتے ہو اور صرف ان کی اچھائیوں پر نظر رکھتے ہو۔ ان کے عیبوں سے ہمیشہ چشم پوشی کرتے ہو۔"

یہ کہنے کے بعد بھی رانی ان کے قدموں سے چمٹی رہیں۔ ان کی یہ باتیں سننے کے

بہت سی سہاگنیں وہاں جمع ہو گئیں۔ یہ سب سامگری اور آرتی اتارنے کا سامان ساتھ لائی تھیں۔

جب انھوں نے گیت گانے شروع کیے تو یہ محسوس ہوا کہ بھارتی دیوی، انسانی روپ اختیار کر کے زمین پر اُتر آئی ہے۔ کوشلیاجی اور دوسری رانیاں اس قدر خوش تھیں کہ انھیں اپنی خبر نہ رہی تھی۔ شری گنیش اور راکشش سری پورا کے فاتح کی پوجا کرنے کے بعد برہمنوں کو تحفے تحائف دیے گئے۔ اس دن سب اس طرح خوش تھے جیسے زندگی کی ساری خوشیاں میسّر آ گئی ہوں۔

رانیاں اپنے بیٹوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ سری رام کو دیکھ دیکھ کر کسی کا دل نہ بھرتا تھا۔ ان کی بہادری کے کارناموں کا بار بار ذکر ہوتا تھا۔ اس بات پر سب خوش ہوتے تھے کہ انھوں نے طاقت ور دشمنوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ سب رانیاں بہوؤں کو پاکر پھولی نہ سماتی تھیں۔ انھوں نے ساری رات انھیں سینے سے لگائے گذار دی۔ دن نکلا تو شہری پرنام کے لیے محل کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ چاروں بھائیوں نے صبح ہی صبح اٹھ کر ضروری کاموں سے فراغت حاصل کی۔ پھر انھوں نے سب برہمنوں، دیوتاؤں، گورو، اور اپنے ماں باپ کو پرنام کیا اور ان کی دعائیں لیں۔

اس کے بعد راجا نے بیٹوں کو اپنے پاس بٹھایا۔ سارے درباری سری رام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ منی وششٹ اور منی وشوامتر آئے۔ انھیں بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا گیا۔ راجا اور ان کے بیٹوں نے منیوں کی پوجا کی اور ان کے پیر چھوئے۔

محسوس کیا کہ یہ مبارک لمحہ ہے۔ انھوں نے شری گنیش اور سدھی سے مدد مانگی۔ اور راجکماریوں کو پالکی میں سوار کرا دیا۔

راجا جنک نے طرح طرح سے اپنی بیٹیوں کو سمجھایا انھیں ان کے فرائض سے آشنا کیا اور خاندانی رسم و رواج کے بارے میں باخبر کیا۔ جن نوکر نوکرانیوں پر سیتا جی بھروسہ کرتی تھیں اور جن سے انھیں پیار تھا وہ ان کے ساتھ کر دی گئیں۔ جب وہ جانے لگیں تو شہر کے لوگ غمگین ہو گئے۔ راجا خود برہمنوں اور اپنے صلاح کاروں کے ساتھ دور تک انھیں پہنچانے کے لیے آئے۔ راستے میں بہت سے نیک شگون نظر آئے۔ راستے میں جہاں جہاں وہ قیام کرتے وہاں کے لوگ اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتے۔ اسی طرح چلتے چلتے وہ ایک مبارک دن اجودھیا میں جا پہنچے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر زبر دست جشن منایا گیا۔

ہر طرف خوشی کے باجے بجنے لگے۔ سارا شہر آراستہ ہو گیا۔ گلی کوچے سڑکیں بازار سب سجا دیے گئے۔ راستے میں محرابیں بن گئیں۔ جھنڈیں لگ گئیں اور کیلوں کے اَنگنت دروازے لگائے گئے۔ سری رام کی جنم بھومی کو دیکھ کر دیوتاؤں کو بھی رشک آنے لگا۔

بارات کی واپسی کے موقعے پر راج محل بہت ہی خوب صورت لگ رہا تھا۔ اس کی سجاوٹ محبت کے دیوتا کے دل کو بھی اپنی طرف کھینچے لے رہی تھی۔ خوشیاں، عیش و آرام، خوشحالی ہر چیز نے راجا دشرتھ کے گھر میں بسیرا کر لیا تھا۔ ہر ایک کی آرزو تھی کہ وہ سری رام اور ودیہا کی بیٹی کو ایک نظر دیکھ لے۔

بیویاں سب تمھارے نوکر اور باندیاں ہیں۔ کبھی کبھی درشن دے کر میرے بچوں پر کرم کرتے رہنا۔" یہ کہہ کر راجا، رانیاں اور ان کے سب بیٹے رشی کے قدموں پر گر پڑے۔

رشی نے انھیں بہترین دعائیں دیں۔ رشی کی روانگی کا وقت دیکھنے کے قابل تھا۔ سری رام اور ان کے بھائی دور تک پہنچانے کے لیے گئے۔ بہت دور جاکر رشی کے کہنے پر یہ لوگ لوٹے۔ رشی سری رام کی خوب صورتی، راجا دشرتھ کی نیکی، سری رام اور سیتاجی کی شادی اور شہر کی دھوم دھام کے بارے میں سوچتے ہوئے چلے گئے۔

منی وام دیو اور منی وششٹ نے ایک بار پھر رشی وشوامتر کے قصے سنائے اور تعریف کی۔ یہ باتیں سن کر راجا دشرتھ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہے تھے کہ اتنے اونچے درجے کا رشی ان کا مہمان ہوا۔ ان قصوں کے بعد راجا کے حکم سے محفل برخاست ہوگئی۔

راجا اور ان کے بیٹے محل میں چلے گئے۔ ہر طرف سری رام کے بیاہ کے قصے سنائے جا رہے تھے۔ جس دن سے سری رام شادی کر کے لوٹے تھے خوشیوں نے مستقل طور پر اجودھیا میں بسیرا کر لیا تھا۔ ان خوشیوں کا بیان نہ تو گویائی کی دیوی شاردا کے بس کی بات ہے اور نہ ہزار منہ والے ناگ دیو، شیش میں اس کی صلاحیت ہے۔ مجھے علم ہے کہ سری رام اور سیتاجی کی زندگی کے واقعات نظم کرنے میں شاعروں کی بھلائی اور ان کی نجات ہے۔ اسی خیال سے میں نے

یہ دونوں بھی سری رام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ منی وشسشٹ نے دھرم کی سبق آموز باتیں سنائیں جنھیں سب نے بہت دھیان سے سنا۔ اور قصوں کے درمیان وشسشٹ نے منی وشوامتر کے وہ کارنامے سنائے جن کا سادھو بھی تصور نہیں کر سکتے۔

وام دیو نے تسلیم کیا کہ منی وشوامتر کے بارے میں کہی باتیں درست ہیں۔ اور یہ کہ ان کی نیکی اور ان کی نیک نامی کے قصے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ مذہبی باتیں سن کر سب ہی خوش تھے۔ لیکن رام اور لچھمن کی خوشی کچھ زیادہ ہی تھی۔ وہ دن بھی اسی طرح سہنی خوشی بیت گیا اور اجودھیا کے سارے شہر میں ہر طرف خوشیوں کا دور دورہ رہا۔

ایک مبارک دن مقرر ہوا اور مقدس دھاگا (جو بد روحوں کو دور رکھنے کے لیے شادی سے پہلے دولہا دلہن کی کمر میں باندھ دیا جاتا ہے) کھول دیا گیا۔ یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ اجودھیا پر دیوتاؤں کو بھی رشک آرہا تھا۔ وہ بھگوان سے گلہ کر رہے تھے کہ انھیں اجودھیا میں کیوں نہ پیدا کیا۔ وشوامتر روز جانے کا ارادہ کرتے تھے لیکن سری رام منتیں کر کے انھیں روک لیتے تھے۔ اور وشوامتر بھی ان کی قدر کو بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

آخر جب انھوں نے جانے کا تہیہ کر ہی لیا اور اجازت چاہی تو راجا دشرتھ اور ان کے بیٹے ہاتھ جوڑ کے ان کے آگے کھڑے ہو گئے۔ راجا بولے "مالک! میرے پاس جو کچھ ہے سب تمھارا ہے۔ میں، میرے بیٹے اور میری

دوسرا حصہ: اجودھیا کا زمانہ

میری دعا ہے کہ دیوتاؤں کا دیوتا، چاند کی طرح چمکنے والا شنکر اور ساری کائنات کا سرو ناش کرنے والا شو مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔ وہ شو جس کی آغوش میں پہاڑوں کے بادشاہ کی بیٹی جگمگاتی ہے، جس کے سر پر پاک ندی بل کھاتی ہے، جس کے ابرو پر ہلال جھلکتا ہے، جس کے سینے پر خوفناک اژدہا چمٹا رہتا ہے اور بھبھوت جس کے جسم کی رونق بڑھاتا ہے۔

میری التجا ہے کہ سری رام کے کنول جیسے چہرے کی آب و تاب، جسے نہ تو اجودھیا کا تخت ملنے کا امکان زیادہ روشن کر سکا اور نہ بن باس کی اذیتیں بے نور کر سکیں، میرے کلام کو روانی عطا کرے۔

رگھو ونشی سری رام کے آگے میں سر جھکاتا ہوں جن کا بدن نیل کمل کی طرح سانولا اور نرم و نازک ہے، جن کے بائیں طرف سیتا جی بیٹھتی ہیں اور جن کے ہاتھ میں کبھی نہ چوکنے والا تیر اور کبھی نہ خم ہونے والی کمان ہوتی ہے۔

میں اپنے دل کے آئینے کو اپنے لائق احترام گرو کے قدموں کی دھول سے روشن کرتا ہوں اور سری رام کی عظمت کے گن گاتا ہوں جس کے طفیل زندگی کی چاروں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

جس دن سے سری رام شادی کر کے گھر لوٹے اسی دن سے ہر روز راگ رنگ منایا جانے لگا جس طرح پہاڑوں پر بادل بارش برساتے ہیں اسی طرح چودہ طبق پر خوشیوں کی جھڑی

اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ ورنہ کہاں سری رام کی نہ ختم ہونے والی عظیم کہانی اور کہاں تلسی داس کی شاعری۔ کوئی بھی تو اس کام میں عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ ان کی کہانی کو جو عقیدت کے ساتھ سنے یا سنائے گا خوشیاں اس کے قدم چومیں گی۔

بادشاہ نے کہا "اے بزرگوں کے بزرگ! ذرا میری طرف توجہ کیجئے۔ اب رام نے ہر کام میں مہارت حاصل کرلی ہے۔ میرے خادم، وزیر بلکہ ساری رعایا جس میں میرے دوست، دشمن اور غیر جانبدار سبھی شامل ہیں رام کو میری ہی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ آپ کے آشیرواد نے ہی رام کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ سارے برہمن اور ان کے خاندانوں کے دل میں اس کے لیے اتنی ہی محبت ہے جتنی آپ کے دل میں۔ جو لوگ اپنے گرو کے قدموں کی خاک اپنی پیشانی سے ملتے ہیں انھیں وہ میسر ہوجاتا ہے جو دنیا کی ساری دولت سے بڑھ کر ہے۔ مجھے آپ کے قدموں کی دھول نے دنیا کی ہر نعمت عطا کردی۔ اب میرے دل میں صرف ایک خواہش رہ گئی ہے۔ اور میرے آقا! آپ کی عنایت سے وہ بھی حاصل ہوجائیگی۔"

بادشاہ کی اس عقیدت سے گرو بہت خوش ہوئے اور بولے "اے بادشاہ! بولو میرے لیے کیا حکم ہے؟ اے شہنشاہ! تمھارا نام ہی ایسا ہے جس سے سب کے دلوں کی خواہشات پوری ہوجاتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم کسی بات کی خواہش کرو وہ پوری ہو رہے گی۔"

جب بادشاہ کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ اس کا گرو وہ پوری طرح اس کی طرف ملتفت ہے تو وہ نرم لہجے میں اس طرح مخاطب ہوا "گروجی! اجازت دیجئے کہ میں اپنا تخت و تاج رام کو سونپ دوں۔ آپ حکم دیں تو اس کی تیاریاں شروع کی جائیں۔ کاش یہ کام میری زندگی میں ہی انجام پا جائے تاکہ لوگوں کو خوشی نصیب ہو۔ بھگوان کی دیا سے شِو نے ایسا اہتمام کیا ہے کہ سب کچھ بخیر و خوبی انجام پا جائے۔

بس میری یہ خواہش پوری ہوجائے۔ اس کے بعد چاہے میں زندہ رہوں یا نہ رہوں"

دشرتھ کے ان الفاظ سے گرو کو صحیح معنی میں خوشی حاصل ہوئی۔ اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا کہ سری رام سے کنارہ کشی تاسف کا سبب ہوتی ہے اور اس کی محبت سارے دکھوں کا علاج ہے۔ جہاں بے لوث محبت ہے وہاں سری رام ہے۔ اس نے تمھارے گھر میں جنم

لگ گئی۔ اس پانی نے مسرت کی ندی کی شکل اختیار کی اور اجودھیا کے گلی کوچوں میں بہنے لگی۔ شہر کے عورت مرد اُن آبدار موتیوں کے مانند تھے جو ہر لحاظ سے بیش قیمت، چمکدار، دلکش اور اعلےٰ درجے کے ہوں۔ راجدھانی کی شان و شوکت بیان سے باہر تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس پر قدرت کے کارخانے کی ساری کاریگری ختم ہو گئی۔ سری رام چندر کے چودھویں رات کی طرح چمکنے والے چہرے کو دیکھ کر ان کی رعایا ہر روز باغ باغ ہو جاتی۔ ساری مائیں اور ان کے شریک حیات اپنی دلی خواہشوں کو برگ و بار لاتے دیکھتے اور خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ بادشاہ جب سری رام کے حسن، نیک سیرتی اور اچھے کردار کے بارے میں سنتا تو اس کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانا نہ رہتا۔

سب کی دلی خواہش یہی تھی اور سب یہی دعا کرتے تھے کہ بادشاہ اپنی زندگی میں ہی رام کو اپنا جانشین اور وارث مقرر کر دے۔

ایک دن رگھو بادشاہ اپنا دربار کر رہا تھا۔ وہ خود نیکی کا مجسّمہ تھا۔ اس نے جب سری رام کی تعریف سنی تو وہ بیحد خوش ہوا۔ چاروں طرف کے بادشاہ راجا دشرتھ سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے خواہشمند تھے۔ ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی ایسا بادشاہ نہ تھا جسے یہ مقبولیت حاصل رہی ہو۔ غرض رام کے باپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

اتفاق سے بادشاہ نے آئینہ ہاتھ میں لیا اور تاج کو درست کرنے لگا۔ اس کی قلمیں سفید ہو چلی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ بڑھاپا اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہا ہے "اے بادشاہ! رام کو اپنا وارث مقرر کر دے۔ تیرے اس دنیا میں بھیجے جانے کا یہی مقصد ہے"۔

یہ خیال اس کے دل میں پختہ ہو گیا۔ مناسب دن اور مبارک ساعت میں بادشاہ نے اپنے گرو (وششٹ) کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس وقت اس کا جوش و خروش اور مسرت دیکھنے کے لائق تھی۔

لوگوں کو حکم دیا کہ بازاروں کو فوراً آراستہ کیا جائے۔ اور سب گنیت دیوتا کی اور اپنے اپنے گرو کی پوجا کریں اور ہر طرح سے برہمنوں کی سیوا کریں کیونکہ دھرتی پر وہی دیوتاؤں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جھنڈے جھنڈیوں، تورنوں اور پھولوں سے سارے شہر کو سجایا جائے، گھوڑے ہاتھی اور رتھ آراستہ کیے جائیں۔" گرو کے ان احکامات کی سب نے فوراً تعمیل کی۔

گرو نے جس کو جو کام بتایا اس نے اتنی تیزی سے کیا جیسے پہلے ہی سے کر رکھا ہو۔ بادشاہ نے برہمنوں اور بزرگوں کو نوازا، دیوتاؤں کی پوجا کی اور سری رام کی بہتری کے لیے منتیں مانیں۔ جب رام کی تاج پوشی کی خبر عام ہوئی تو اجودھیا میں چاروں طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ رام اور سیتا نے خوشی کی کیفیت محسوس کی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے کہا: "اب بھرت کی واپسی کے آثار نظر آتے ہیں۔ بہت دنوں سے اسے دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ مبارک موقعوں پر اپنے پیاروں سے ملنے کی کتنی خواہش ہوتی ہے۔ اور ہمیں اس دنیا میں بھرت سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔" غرض سری رام دن رات اپنے سوتیلے بھائی بھرت کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں رانیوں نے اس کے آنے کی خوشخبری سنی۔ جس طرح چاند کو بڑھتا دیکھ کر سمندر کی موجیں اچھلنے لگتی ہیں اسی طرح ان کے دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگے

جنھوں نے سب سے پہلے یہ خبر آکر سنائی انھیں انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا گیا۔ رانیاں خوشی سے دیوانی ہوئیں اور بناؤ سنگھار کرنے لگیں۔ سمترا نے رنگ برنگے اناج سے چوک پورے (زمین پر طرح طرح کے بیل بوٹے بنائے) رام چندر جی کی ماں کوشلیا نے خوشی میں برہمنوں کو دان دکشنا سے مالا مال کر دیا۔ اس نے اس خوشی میں دیوتاؤں کی پوجا کی اور منت مانی کہ اس کا بیٹا پھلے پھولے۔ غزال چشم ماہ وش لڑکیوں نے خوشیوں بھرے گیت ایسی سریلی آوازوں میں گائے کہ کوئل بھی شرما جائے۔

لیا یہ تمھاری خوش نصیبی ہے۔

اب اس نیک کام میں دیر نہ کرو۔ جس دن رام کی جانشینی کا اعلان کیا جائے وہ دن خود مبارک ہے۔

بادشاہ بے حد مسرور و مطمئن اپنے محل میں داخل ہوا۔ اس نے اپنے خادموں اور مشیروں کو طلب کیا۔ ان میں سمانترا بھی شامل تھی۔ سب نے سر جھکا کے کہا "بادشاہ کی وجے ہو۔ بادشاہ کی عمر دراز ہو۔" بادشاہ نے ان کے سامنے مبارک تجویز رکھی۔ اور کہا "اگر تمھیں یہ تجویز پسند ہو تو خوش دلی سے سری رام کو تخت نشین کر دو۔" بادشاہ کے ان لفظوں نے ان کے نخلِ آرزو کو اس طرح شاداب کر دیا جیسے بارش پودے کو ہرا بھرا کر دیتی ہے۔ وزیروں نے ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ "اے دنیا کے زبردست بادشاہ! تم صدیوں تک سلامت رہو۔ تم نے ایسی بات سوچی ہے جو ساری دنیا کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ اب اس کام میں دیر نہ کرنی چاہیے۔" وزیروں کی حوصلہ افزائی سے بادشاہ کو خوشی ہوئی اور ایسا لگا جیسے کسی بڑھتی ہوئی بیل کو کسی مضبوط ٹہنی کا سہارا مل گیا ہو۔ چنانچہ اس نے کہا کہ سری رام کی تاجپوشی کے سلسلے میں عظیم بزرگ وششٹ جو بھی حکم دے اسے فوراً پورا کیا جائے۔

گرو وششٹ نے حکم دیا کہ تمام مقدس مقامات کا پانی لایا جائے۔ پھر اس نے جڑی بوٹیاں، پھل، پھول، پتیاں، ہرن کی کھالیں، مختلف قسم کے اونی اور سوتی کپڑے، ہیرے جواہرات اور بے شمار ایسی چیزیں جمع کرائیں جو ایک شہزادے کی تاجپوشی کے مبارک موقعے پر ضروری تھیں۔ اس کے بعد ویدوں میں بتائے گئے طریقے کے مطابق اس نے حکم دیا کہ شہر میں طرح طرح کے شامیانے لگائے جائیں، سڑکوں پر ہر طرف آم، کھجور اور کیلے کے پھلدار درخت لگائے جائیں، زمین پر رنگوں اور جواہرات سے نقش و نگار بنائے جائیں۔

ہوا۔ ہمارے گھرانے کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں کہ بڑے بھائی کو تخت پر بٹھایا جاتا ہے اور چھوٹے بھائیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔" ان کے جاں نثاروں نے یہ باتیں سنیں تو بڑے متاثر ہوئے اور ان کے دلوں کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔

اس موقعے پر لچھمن بھی آئے۔ وہ بے حد مسرور تھے۔ رام نے، جو رگھو خاندان کو اس طرح مسرت بخشتے تھے جیسے بڑھتا ہوا چاند سمندر کی موجوں کو بخشتا ہے، بڑھ کر ان کا سواگت کیا۔

شہر میں ہر طرف خوشیاں منائی جانے لگیں۔ باجے بجنے لگے۔ بھرت اپنے ماموں کے گھر گئے ہوئے تھے۔ سب ان کی واپسی کی دعائیں مانگنے لگے کہ وہ آئے اور مراد پائے۔ مکان، دکان، گلی، کوچے، سڑک، بازار میں ہر طرف یہی چرچا تھا کہ جلدی سے کل آئے اور ہماری تمنا بر آئے۔ رام سونے کے تخت پر بیٹھیں اور سیتا ان کے برابر ہوں۔ اُدھر شرارت انگیز دیوتاؤں نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح اس موقع پر کوئی مصیبت اٹھ کھڑی ہو۔ جیسے چوروں کو چاندنی رات نہیں بھاتی اسی طرح اجودھیا کی خوشیاں ان دیوتاؤں سے دیکھی نہ گئیں۔ انھوں نے سرسوتی کے پاؤں پکڑ کے کہا "کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ رام چندر جی کو بن باس ہو جائے تاکہ ہمارے دلوں کی مراد پوری ہو۔

دیوتاؤں کی یہ التجا سن کر سرسوتی دیوی سناٹے میں آ گئیں اور سوچنے لگی کہ سردیوں کی پالا برسانے والی رات کنول کے نرم و نازک پھولوں کے لیے جس طرح موت کا پیغام لے کر آتی ہے، کچھ ایسا ہی کام اب مجھے اجودھیا کے باشندوں کے ساتھ کرنا ہوگا۔ اسے سوچ میں دیکھ کر دیوتا پھر گڑگڑانے لگے "ماتا جی! آپ پر کوئی الزام نہ آئے گا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں کہ رگھو خاندان کا یہ شہزادہ دکھ اور سکھ دونوں کو برداشت کرنے کی ایک سی طاقت

سری رام چندر جی کی تخت نشینی کی خوشخبری سن کر مرد عورت سب مگن ہو گئے اور یہ دیکھ کر کہ بھگوان ان سے راضی ہیں، سبھی پوجا پاٹھ کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔

اس کے بعد بادشاہ نے وششٹ منی کو بلا کے کہا کہ وہ جا کر رام چندر جی کو ضروری مشورے دیں۔ سری رام کو جیسے ہی گرو کے آنے کی خبر ملی انھوں نے دروازے پر پہنچ کر ان کا سواگت کیا اور ان کے قدموں پر اپنا سر جھکایا۔ پیر دھونے کے لیے ادب سے پانی پیش کیا اور بڑے احترام سے انھیں اندر لائے۔ پھر سولہا طرح سے ان کی پوجا کی۔

سیتا اور سری رام دونوں نے گرو کے پاؤں پکڑے اور ہاتھ جوڑ کے رام نے کہا "آقا کا اپنے خادم کے گھر جانا خادم کو برائیوں سے پاک کرنے کے برابر ہے لیکن بہتر یہ ہوتا ہے کہ آپ نے خادم کو بلا کے حکم دیا ہوتا کہ کیا خدمت بجا لاؤں۔ لیکن اب جبکہ آپ کی محبت آپ کو یہاں لے آئی ہے مجھے حکم ملے کہ کیا خدمت انجام دوں؟"

رگھو خاندان کے راجا سری رام کے یہ محبت بھرے الفاظ سن کر گرو نے اسے بہت سراہا اور کہا کہ ایسے الفاظ تم ہی کہہ سکتے ہو کیونکہ سورج ونشی سدا سے گرو کے بھگت ہوتے چلے آئے اور تم اس خاندان کے لیے باعثِ فخر ہو۔

سری رام کی خوش اطواری سے وششٹ منی بے حد خوش ہوئے اور انھوں نے رام چندر جی کو یہ خوشخبری سنائی کہ بادشاہ نے انھیں تخت نشین کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور راج پاٹ جلد ہی ان کے حوالے کیا جانے والا ہے۔ اس لیے انھیں بھگوان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور پوجا پاٹ کرنی چاہیے تاکہ انجام بخیر ہو۔ گرو تو یہ خبر سنا کر لوٹ گئے۔ لیکن رام چندر جی کا دل بے چین ہو گیا۔ وہ سوچنے لگے۔ "میرے بھائی اور میں ایک گھر میں پیدا ہوئے، ساتھ کھیلے، کودے، ایک ساتھ کن چھیدن ہوا۔ ایک ہی طرح جنیو، بیاہ

ملکہ نے کہا "کیوں خیر تو ہے؟ رام، اس کا باپ یعنی بادشاہ، لچھمن، بھرت، شتروگھن تو خیریت سے ہیں؟" کبڑی عورت منتھرا نے یہ الفاظ سنے تو اسے دھکّا سا لگا۔

وہ بولی "ماں! ہمیں کوئی مزہ کیوں چکھانے لگا۔ میں کس کے بل بوتے پر گستاخی کر سکتی ہوں۔ آج کے دن رام کے سوا کون خوش ہو سکتا ہے۔ بادشاہ اسے راج پاٹ سونپ رہے ہیں۔ قدرت کوشلیا پر مہربان ہے۔ اس لیے اسے غرور ہو گیا ہے۔ ذرا جا کے اس کی شان دیکھو۔ بس یہی مجھے ناگوار ہوا۔ تمھارا بیٹا دور ہے اور تم یہ سوچ کر خوش ہو کہ بادشاہ تمھارے اثر میں ہے۔ تم آرام دہ گدّوں پر سو کے خوش ہو جاتی ہو اور اپنے شوہر کی عیّاری سے بے خبر ہو۔" ملکہ نے یہ محبت بھری باتیں سنیں تو مگر وہ اس حاسدانہ مزاج سے واقف تھی اس لیے غصّے سے بولی: "بس چپ رہ، تو نفاق کا بیج بونے میں بڑی ماہر ہے۔ اب اگر تو نے ایک لفظ منہ سے نکالا تو تیری زبان کھنچوا لوں گی۔ کالے، لنگڑے اور کبڑے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ بھی عورتوں میں سے ہوں اور نیچ ذات کے ہوں تو سونے پر سہاگا ہو جاتا ہے۔

اری میٹھی میٹھی باتیں کرنے والی لڑکی! یہ ساری باتیں تو میں نے نصیحت کے طور پر تجھ سے کہہ دیں ورنہ میں تجھ سے ناراض ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

جس دن تیری بات سچ ہو گی وہ دن بڑا مبارک ہو گا۔ روایت یہی ہے کہ بڑا بھائی آقا ہو اور چھوٹے اس کے خادم۔ سورج ونشیوں میں یوں ہی ہوتا آیا ہے۔ اگر سچ مچ کل رام گدّی سنبھال رہا ہے تو میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے اس خوشی کے موقعے پر تو مجھ سے جو انعام مانگے گی، پائے گی۔ رام کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ سب ماؤں سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی کوشلیا سے۔ مجھ سے تو اسے کچھ زیادہ ہی پیار ہے اور میں نے

رکھتا ہے۔ جہاں تک اور لوگوں کا تعلق ہے تو انھیں قسمت کا لکھا سہنا ہی پڑے گا۔ اس لیے ہم سب دیوتاؤں کی خواہش پوری کرنے کے لئے آپ اجودھیا آجائیے۔" یہ کہہ کر انھوں نے پھر دیوی کے پیر پکڑ لیے اور اسے اجودھیا جانے پر مجبور کر دیا۔ وہ دل میں کہنے لگی "ان دیوتاؤں کا قیام کیسی بلندی پر ہے لیکن ان کے اعمال کیسے پست درجے کے ہیں۔ ان سے دوسروں کی خوشی دیکھی نہیں جاتی۔" غرض سرسوتی روانہ ہوئی۔ آنے والے دنوں میں رام چندر جی جو کارنامے انجام دینے والے تھے، وہ ان کا تصوّر کرنے لگی اور سوچنے لگی کہ مستقبل کے شاعر جب ان کارناموں پر نظمیں لکھیں گے تو اس کی (دیوی کی) عظمت کے گیت بھی گائیں گے۔ ان پُر مسرّت خیالوں میں گم وہ ایسی تیزی کے ساتھ دشرتھ کی راجدھانی میں پہنچی جیسے کسی منحوس ستارے کا اِدبار۔

بھرت کی ماں کیکئی کی ایک خادمہ منتھرا تھی جو عقل سے بے بہرہ تھی۔ دیوی سیدھی اس کے یہاں پہنچی اور اس کی مت اور بدھی پھیر دی۔

منتھرا نے دیکھا کہ شہر پوری طرح آراستہ ہے اور چاروں طرف راگ اور رنگ بکھرا ہوا ہے۔ اس نے لوگوں سے خوشیاں منانے کا سبب پوچھا۔ جب اس نے سنا کہ سری رام کی تخت نشینی کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو اس کے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس بد طینت اور نیچی ذات کی عورت نے سوچا کہ راتوں رات کیا فتنہ اٹھایا جائے۔ غمگین چہرہ بنا کے وہ بھرت کی ماں کے پاس پہنچی۔ اس نے اداسی کا سبب پوچھا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ٹھنڈی سانسیں بھرتی رہی اور جیسا کہ عورتوں کا طریقہ ہے مگرمچھ کے آنسو بہاتی رہی۔ ملکہ نے ہنس کر کہا "تو بڑی گستاخ لڑکی ہے۔ لگتا ہے کہ لچھمن نے تجھے مزہ چکھایا ہے۔" اس پر بھی وہ خاموش رہی اور ناگ کی طرح گہری سانسیں لیتی رہی۔

رہی۔ وہ مکار یہ دیکھ کر خوش ہوئی کہ اس کی بات کا خاطر خواہ اثر ہو رہا ہے۔ بولی "تم مجھے آفت کا پرکالہ تو کہہ ہی چکی ہو لیکن اب تم اصرار سے پوچھ رہی ہو تو مجھے زبان کھولنی ہی پڑے گی" اس طرح ملکہ کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد اور اسے اپنے راستے پر لا کے منتھرا نے اس طرح نحوست پھیلائی جیسے سنیچر ستارہ ساڑھے سات برس تک اپنی نحوست پھیلائے رہتا ہے۔ اس نے پھر کہنا شروع کیا "ہاں تو رانی جی! تم یہ کہہ رہی تھیں کہ رام اور سیتا کو جس طرح تم پیار کرتی ہو اسی طرح وہ بھی تمھیں چاہتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ مگر اتنا ہے کہ یہ باتیں اب پرانی ہو گئیں۔ برے دن آتے ہیں تو دوست دشمن ہو جاتے ہیں۔ سورج کنول کے پھولوں کو پالتا اور پروان چڑھاتا ہے لیکن پانی نہ ہو تو وہی سورج ان پھولوں کو جھلس ڈالتا ہے۔ تمھاری سوتن تمھاری جڑ کاٹ کے رکھ دے گی۔ اس کا ابھی سے کچھ بندوبست کر لو۔ تمھیں اپنے پتی کی محبّت پر بڑا ناز ہے اور سمجھتی ہو کہ وہ تمھارے اختیار میں ہے۔ مگر بادشاہ زبان کا میٹھا اور دل کا بُرا ہے اور تم ایسی سیدھی ہو کہ ان باتوں کو سمجھتیں ہی نہیں۔

"رام کی ماں کوشلیا چالاک اور گہری ہے۔ وہ موقعہ پا کر اپنا کام کر گئی۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ رام کی ماں کے اشارے پر ہی راجا نے بھرت کو اس کے ننھیال بھیج دیا۔ وہ جانتی ہے کہ اس کی ساری سوتنیں تو آگے پیچھے لگی رہتی ہیں مگر بھرت کی ماں یعنی تم مغرور ہو اور وہ اس لیے کہ راجا تمھارے کہنے میں ہے۔ ہاں! اسی لیے تم اس کی آنکھوں میں کھٹکتی ہو۔ چالاک وہ اتنی ہے کہ اپنا یہ خیال وہ ظاہر نہیں کرتی۔ راجا تمھیں چاہتا ہے اسی لیے کوشلیا تم سے جلنے لگی ہے۔ آخر اس نے راجا کو اس پر راضی کر ہی لیا کہ وہ راج پاٹ رام کو سونپنے کے لیے دن اور وقت مقرر کر دے۔ رام کا گدی سنبھالنا خاندان کی ریت رواج کے مطابق ہے۔ اس بات کو سب مانتے ہیں اور میں بھی مانتی ہوں اس دن سے

اس کی محبت کو کئی بار آزمایا ہے۔ اگر بھگوان مجھے پھر عورت کے روپ میں جنم دے تو میری دعا ہے کہ رام کو میرا بیٹا اور سیتا کو میری بہو بنائے۔ رام مجھے اپنی جان سے پیارا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ تو اس کی تخت نشینی پر غم کر رہی ہے۔ تجھے بھرت کی سوگند مکر اور فریب سے کام نہ لے اور صاف صاف بتا کہ بات کیا ہے اور اس خوشی کے موقعے پر تجھے غم کیوں ہے۔

"میں نے ایک بار جو کچھ چاہا ہے وہ فوراً پورا ہوا ہے۔ اس لیے اب مجھے بات کہنے کے لیے دوسری زبان چاہیے۔ میں نے تمھاری بھلائی کی بات کہی مگر وہ تمھیں بری لگی۔ واقعی میرا سر اس قابل ہے کہ اسے قلم کر دیا جائے۔ جو لوگ جھوٹی سچی اور چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں تمھیں وہی پسند ہیں اور میری سچی باتیں تمھیں ناگوار ہوتی ہیں۔ آج سے میں بھی یا تو صرف وہی باتیں کروں گی جو تمھیں اچھی لگیں یا پھر چوبیس گھنٹے چپ رہوں گی۔ بھگوان نے مجھے بے ڈول کبڑا جسم دیا ہے اور بے سہارا پیدا کیا ہے۔ جو جیسا بوتا ہے ویسا کاٹتا ہے، جیسا کرتا ہے ویسا بھرتا ہے۔ کوئی بھی بادشاہ ہو میرا کیا جاتا ہے۔ میں داسی سے رانی تو بن نہ جاؤں گی۔ لعنت ہو میری طبیعت پر کہ کبھی تمھیں نقصان پہنچتے دیکھتی ہوں تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ اسی لیے اس وقت میں نے یہ بات چھیڑ دی مگر سچ سچ مجھ سے بڑی بھول ہو گئی۔ معزز دیوی! مجھے معاف کر دو۔" رانی مایا کے جال میں پھنسی ہوئی تھی ہی۔ ویسے اس کے مزاج میں بھی ٹھہراؤ نہ تھا۔ اس نے اس مکار عورت سے یہ ہمدردی کی باتیں سنیں تو دھوکے میں آ گئی۔

بھولی فاختہ جیسے کسی بھیل عورت کی مدھر آواز سے متاثر ہو جاتی ہے، اسی طرح رانی منتھرا کی باتوں کے فریب میں پھنس گئی اور بار بار اس سے محبت کے ساتھ سوال کرتی

پھڑکتی رہتی ہے اور ہر رات میں کوئی برا خواب دیکھتی ہوں لیکن میری حماقت دیکھو کہ میں نے یہ بات تجھے بتائی نہیں۔ کروں کیا میں ہوں ہی اتنی سیدھی کہ دوست دشمن میں تمیز کر ہی نہیں سکتی۔ میں نے آج تک کسی کے ساتھ برائی نہیں کی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ بھگوان مجھے کس بات کی سزا دے رہا ہے۔"

"میں اپنی ساری زندگی میکے میں گزار دوں گی لیکن جب تک دم میں دم ہے اپنی سوتن کی داسی بن کر نہیں رہوں گی۔ اپنے دشمن کے رحم وکرم پر جینے سے مرجانا بہتر ہے۔" رانی نے اس طرح مایوسی کی بہت سی باتیں کہیں۔ اس پر اس کبڑی نے عورتوں کے مکر کا طریقہ اپنایا بولی "ایسی باتیں کیوں کرتی ہو اور خود کو اتنا کیوں گراتی ہو۔ بھگوان کی دیا سے تمھاری خوشی اور تمھارا اقبال دن دونا اور رات چوگنا ہوگا۔ جس نے تمھارا برا چاہا ہے وہ خود اس کا پھل پائے گا۔ جب سے میں نے یہ خبر سنی ہے نہ دن کو بھوک ہے اور نہ رات کو نیند لیکن نجومیوں نے مجھے بتایا ہے کہ راجا بھرت ہی ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اگر تم میری بات مانو تو میں تمھیں ایک صلاح دوں۔ راجا پر تمھارا ایک احسان ہے۔"

رانی بولی "اگر تو کہے تو میں کنویں میں بھی کود جاؤں۔ تو کہے تو اپنے پتی اور بیٹے کو چھوڑ دوں۔ تو جو کچھ کہے گی میرے بھلے کو ہی کہے گی۔ پھر میں تیری بات کیوں نہ مانوں گی۔"

کیکئی اس طرح کبڑی کے بس میں آگئی جیسے دان کا چوپایہ پجاری کے بس میں ہو۔ اب تو اس نے مکر کی چھری اپنے دل کے پتھر پہ تیز کی۔ اُدھر رانی انجام سے اس طرح بے خبر تھی جیسے دان کا چوپایہ ہری ہری گھاس چر رہا ہو اور اس چھری سے بے خبر ہو جو اسے ذبح کرنے والی ہے۔ منتھرا کی باتوں میں تھی تو بڑی مٹھاس مگر ان میں زہر بھرا تھا گویا وہ شہد میں بس ملا کر دے رہی تھی۔ کہنے لگی "رانی جی! تمھیں یاد ہو یا نہ ہو۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ

ڈرتی ہوں جب تم تکلیف میں ہوں گی۔ بھگوان کرے ایسا ہو کہ جو جال اس نے تمھارے لیے بچھایا ہے وہ آپ اس میں پھنس جائے۔" اس کے بعد اس نے سوتنوں کے حسد اور جلن کی سیکڑوں کہانیاں سنائیں اور آخر رانی کو اپنا ہم خیال بنا ہی لیا۔

* * *

منتھرا کی باتیں رانی کے دل میں گھر کر گئیں اور وہ اس کی وفاداری کی قایل ہو گئی۔ منتھرا نے سوال کیا، "اب تم مجھ سے کیا پوچھتی ہو؟ کیا تم اب بھی بات کی تہ کو نہیں پہنچیں؟ جانور بھی اپنا برا بھلا سمجھتا ہے۔ پچھلے پندرہ دن سے تیاریاں ہو رہی ہیں اور تمھیں آج پہلی مرتبہ مجھ سے یہ خبر ملی۔ تمھارے دم کرم سے مجھے روٹی کپڑا ملتا ہے اس لیے اگر میں تمھارے بھلے کے لیے کچھ کہوں تو کوئی بری بات نہیں۔ اگر میں جھوٹ کو سچ کر کے کہوں تو اس سے بھگوان ناخوش ہوگا۔ اگر کل رام کی تخت نشینی ہو گئی تو سمجھ لو کہ تمھارے برے دنوں کی شروعات ہو گئی اور یہ طے ہے کہ تم دودھ سے مکھی کی طرح نکال کے پھینک دی گئیں۔ اس کے بعد تم اور تمھارا بیٹا نوکروں کی طرح ہی اس گھر میں رہ سکیں گے۔ ناگ ونشیوں کی ماں کدرو نے جیسے اپنی سوتن وناتا کو ڈسا تھا اسی طرح کوشلیا تمھیں تباہ کر دیگی۔ بھرت قید میں سڑے گا اور لکشمن رام کا نائب ہوگا۔

* * *

یہ ناخوشگوار باتیں سن کر کیکئی خوف سے کانپ گئی اور اس کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔ جسم پسینے سے شرابور ہو گیا اور کیلے کے پودے کی طرح لرزنے لگا۔ کبڑی منتھرا ڈری کہ کہیں اس کے دل کی حرکت بند نہ ہو جائے اس لیے اس نے اپنی زبان کاٹی اور طرح طرح سے اسے دلاسا دیا۔ کیکئی پوری طرح مکر کے جال میں پھنس گئی۔ وہ بگلے کو ہنس سمجھ بیٹھی۔ بولی، "سن منتھرا! تو جو کچھ کہہ رہی ہے بالکل سچ ہے۔ میری داہنی آنکھ برابر

انھیں کچھ بھی جنم ملے سیتا کے بھون ساتھی رام ان کا آقا ہو اور وہ اس کے غلام، شہر میں ہر ایک کی یہی آرزو تھی لیکن کیکئی کا دل تکلیف میں مبتلا تھا۔ بری صحبت کسے برباد نہیں کر دیتی۔ آدمی برے کی صلاح مان کر اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے۔ شام کو راجا کیکئی کے محل میں آیا۔ وہ بہت خوش تھا۔ یہ سماں ایسا تھا جیسے محبت کا دیوتا آدمی کے روپ میں بے رنگی کے پاس چلی آئی ہو۔

یہ سن کر کہ رانی کوپ بھون میں ہے، راجا کو دھکا سا لگا۔ ڈر کے مارے اس کے پاؤں آگے کو نہ پڑتے تھے۔ جس کے بازو کی قوت پر راجا اندر اطمینان سے حکومت کرتے ہیں اور دنیا بھر کے راجا جس کا منہ ہی تکتے رہتے ہیں۔ ایسا طاقتور راجا اپنی بیوی کی خفگی کی خبر سنتے ہی سہم گیا۔ کام دیو (جنس کے دیوتا) کا جلال ایسا ہے۔ جو لوگ تلواروں اور بھالوں کے وار سہہ لیتے ہیں رتی (محبت کا دیوتا) انھیں پھولوں کے تیروں سے زیر کر لیتا ہے۔ راجا ڈرتے ڈرتے اپنی پیاری رانی کے پاس گئے۔ دیکھا کہ اس نے شاہی پوشاک اور زیور سب اتار پھینکا ہے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے زمین پر پڑی ہے جیسے اس نے اپنے بیوہ ہونے کی خبر سنی ہو۔ راجا اس کے پاس گیا اور بڑے پیار بھرے لہجے میں پوچھا "اے جان سے زیادہ عزیز! بتا تو تجھے کیا دکھ ہے؟" راجا نے جونہی یہ کہہ کر اسے ہاتھ لگایا، اس نے ہاتھ جھٹک دیا اور غصے میں بھرے ناگ کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ جیسے سانپ کے دو زبانیں ہوتی ہیں اسی طرح دو بردانوں کی خواہشمند تھی بھرت کو راج پاٹ اور رام چندر کو بن باس۔ لیکن راجا اسے چونچلا ہی سمجھتا رہا۔ اس نے بار بار پوچھا "اے خوبصورت چہرے، میٹھی آواز اور چمکدار آنکھوں والی حسینہ! اپنے غصے کا سبب تو بتا۔"

تمھارے دو بردان راجا پر قرض ہیں۔ بس آج تم وہی مانگ لو اور اپنا کلیجا ٹھنڈا کرو۔ اپنے بیٹے کے لیے راج پاٹ مانگو اور رام کے لیے بن باس۔ لیکن یہ جب مانگنا جب پہلے رام کی قسم لے لو۔ کہیں ایسا نہ ہو راجا اپنی بات سے پھر جائے۔ اگر یہ رات بیت گئی تو یہ سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ میری باتیں اچھی طرح گرہ میں باندھ لو۔" بے رحمی اور تباہی کا یہ انتظام کر کے منتھرا نے رانی سے کہا "اب تم جاؤ اور روٹھ کر لیٹ جاؤ، اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ کام کرو۔ یہ خیال رہے کہ کسی کے بہلانے پھسلانے میں نہ آ جانا۔

کبڑی رانی کو جان سے زیادہ پیاری لگی۔ اور اس نے بار بار اس کی ہوشیاری کی تعریف کی اور کہنے لگی کہ "اس دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی ہمدرد نہیں ہے۔ تو نے مجھے ایسے بچایا جیسے کوئی ڈوبتے کو سہارا دے۔ اگر کل میرے دل کی آرزو پوری ہو جاتی ہے تو مجھے تجھ سے زیادہ پیارا کون ہوگا" اس طرح اپنی داسی سے طرح طرح کا پیار جتا کر رانی کوپ بھون (ناراضی کے کمرے) کی طرف چلی گئی۔ کیکئی کے دماغ میں مصیبت کا بیج بو دیا گیا اور منتھرا نے اس کے لیے برسات کا کام کیا۔ بدنیتی کا پانی پی پی کر یہ بیج پھوٹ نکلا اور آخر کار اس سے بربادی کا پھل پیدا ہوا۔ کیکئی کو حرص نے ایسا دھوکا دیا کہ وہ منہ پھلا کے زمین پر پڑ رہی۔ شہر میں چاروں طرف خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ کسی کو پتہ نہ تھا کہ کیسی مصیبت آنے والی ہے۔ شہر کے مرد عورت خوشی خوشی تیاریوں میں مصروف تھے۔ راج محل کا راستہ آنے جانے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

رام کے ہم جولیوں نے یہ خوشخبری سنی تو وہ ان سے ملنے آئے۔ رام ان سے محبت سے ملے اور ان کی خیریت پوچھی۔ آخر وہ سب ان کے گن گاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ سب نے ان کی محبت اور دوستی کی تعریف کی اور سبھی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ آئندہ

سمندر کی تھاہ پانی اس کے لئے مشکل تھی۔ پھر رانی نے ظاہری محبت سے کام لیتے ہوئے اور اداؤں کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "مانگو کیا مانگتی ہو، مانگو کیا مانگتی ہو" یہ تم بار بار کہا کرتے ہو لیکن دیتے لیتے کبھی کچھ نہیں۔ تم نے مجھے بردان دیے تھے مگر مجھے شبہ ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو گے بھی یا نہیں۔"

راجا نے مسکرا کر کہا "اب سارا راز میری سمجھ میں آگیا۔ تمھیں روٹھنے کا بہت شوق ہے۔ تم نے بردان محفوظ رکھ لیے مانگے کبھی نہیں۔ میں سدا کا بھولنے کا عادی ہوں۔ چنانچہ میں بھی بھول گیا۔ بھگوان کے لیے مجھ پر جھوٹا الزام نہ لگاؤ۔ تم دو نہیں چار بردان مانگو۔ رگھو ونشیوں کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جان دینی پڑ جائے مگر اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتے۔ ہزاروں پاپ مل کر بھی ایک جھوٹ کے برابر نہیں ہوتے۔ "گنجا" کے ہزاروں بیج مل کر بھی پہاڑ کی برابری نہیں کر سکتے۔ ویدوں اور پرانوں میں لکھا ہے اور نے بھی کہا ہے کہ سچائی ساری خوبیوں کی بنیاد ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ میں نے نیک نیتی سے رام کی قسم کھائی ہے جو رگھو ونشیوں کا سردار ہے اور جو خوبیوں کا مجموعہ اور محبت کا پیکر ہے۔" اس طرح اس بدنیت رانی نے راجا کو اپنے وعدے پر پختہ کرا لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے شکار پر اس طرح جھپٹی جیسے سر سے ٹوپی اترنے کے بعد باز اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے۔

اب رانی راجا سے اس طرح مخاطب ہوئی "سنو میرے آقا! میری خوشی اس میں ہے کہ پہلا بردان تو مجھے یہ دو کہ بھرت کو اجودھیا کی گدی پر بٹھاؤ۔ اور دوسرا بردان میں ہاتھ جوڑ کر مانگتی ہوں کہ تم میرے دل کی آرزو پوری کر سکو گے اور وہ یہ کہ رام چندر جوگی کے روپ میں چودہ برس بن باس میں گزارے اور دنیا داری کی باتوں سے دور رہے۔"

راجا نے کہا "مجھے بتا تو سہی تجھے کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ وہ کون ہے جو اپنا سر قلم کرانا چاہتا ہے اور اپنی موت کو دعوت دے رہا ہے؟ تو اگر کہے تو بھکاری کو تخت و تاج کا مالک بنا دوں اور اگر کہے تو اچھے اچھے بادشاہوں کو ملک بدر کر دوں۔ کوئی دیوتا بھی تیرا دشمن ہو تو میں اسے ختم کر دوں۔ عورتوں، مردوں کی تو کیڑوں مکوڑوں سے زیادہ وقعت ہی کیا ہے۔ اے حسین عورت! میرے دل کا حال تو تجھے معلوم ہی ہے۔ جیسے چکورا چاند پر فدا ہوتا ہے ایسے ہی میں تیرے خوبصورت چہرے پر فریفتہ ہوں۔ میری رعایا، میرا کنبہ، میری ساری پونجی، میرے بیٹے یہاں تک کہ میری جان بھی، سب کچھ تیرے لیے ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات جھوٹی ہو تو سمجھو میں نے سو بار رام کی جھوٹی قسم کھائی ہے۔ بس اب غصہ تھوک دو۔ اٹھ کر زیور، کپڑا پہن لو اور جو چاہیے ہنس کر مانگ لو۔ اچھی اور بری ساعت کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ دیکھو پیاری یہ برا لباس فوراً اتار دینا چاہیے۔" یہ سن کر اور اس بڑی قسم کا لحاظ کر کے کیکئی اٹھی اور زیور پہننے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہرن کو دیکھ کر کوئی شکارن جال بچھا رہی ہو۔

راجا نے سمجھا کہ اب رانی خوش ہو گئی ہے۔ اس کا اپنا جسم بھی خوشی اور جوش سے کانپنے لگا۔ شیریں اور نرم آواز میں بادشاہ پھر مخاطب ہوا۔ "اے میری پسندیدہ رانی! آج شہر میں گھر گھر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ کل میں رام کو راج پاٹ سونپنے والا ہوں۔ اس مبارک موقعے پر تم بھی اچھا لباس پہن لو۔" یہ بات سن کر کیکئی کا سخت دل اس طرح دکھا جیسے کسی نے پھوڑے کو چھو دیا ہو۔ لیکن اس نے مسکرا کے اس غم کو چھپا لیا جیسے چور کی بیوی چور کو سزا ملنے پر چپکے چپکے روتی ہے۔ راجا اس کے افسوسناک منصوبے کو سمجھ نہ پایا کیوں کہ اسے تو ایک بڑے چالاک اور مکّار گرو (منتھرا) نے سبق پڑھایا تھا۔ راجا سلطنت کے کاموں میں تو بہت ہوشیار تھا مگر عورتوں کے فریب کے

کی اور بہت سی باتیں کر کے گویا اس کے زخموں پر نمک چھڑکا۔ نیک دل راجا نے ہمت سے کام لیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹا اور آہ بھر کے کہا " اس نے میرے کلیجے پر بھرپور وار کیا ہے "۔

راجا نے آنکھیں کھولیں تو رانی کو سامنے کھڑا پایا۔ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے۔ اور سرتاپا غصے کی جیتی جاگتی مورت بنے ہوئے۔ اس کا دل کینے سے بھرا ہوا تھا اور محسوس ہوتا تھا کہ ایک بے رحم ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے جیسے منتھرا کے پتھر جیسے دل پر رگڑ کے آبدار بنایا گیا تھا۔ راجا نے دل میں سوچا "کیا یہ واقعہ سچ مچ میری جان لے کر رہے گا"۔ پھر اس نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور اپنی طبیعت پر جبر کر کے بڑے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہوا " اے میری عزیز نرم دل رانی! ایسی بات منہ سے نہ نکالو جو تمھیں زیب نہ دے اور جس سے تمھارا اعتماد اور تمھاری محبت دونوں ختم ہو جائیں۔ بھرت اور رام میری دو آنکھیں ہیں۔ میں یہ بات شنکر کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ دن نکلنے سے پہلے میں قاصد بھیج دوں گا۔ میرا پیغام سنتے ہی بھرت اور شترگھن دونوں فوراً آپہنچیں گے۔ میں شبھ لگن نکلوا کر اور ساری تیاریاں مکمل کرا کے بھرت کو گدی سونپ دوں گا۔ رام کو راج پاٹ کی کوئی ہوس نہیں۔ پھر یہ کہ بھرت سے اسے بہت محبت ہے۔ میں تو صرف باپ دادا کی ریت پر عمل کر رہا تھا کہ جو بڑا بیٹا ہوتا ہے باپ کی گدی وہ سنبھالتا ہے۔

" میں سو بار رام کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس کی ماں (کوشلیہ) نے کبھی اس سلسلے میں مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے جو کچھ فیصلہ کیا اس میں تم سے صلاح نہیں لی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ میرے دل کی خواہش پوری نہیں

رانی کے یہ الفاظ سن کر راجا کے ہوش جاتے رہے۔ جب جنگل میں تیتر پر باز حملہ کرتا ہے تو شکار بے بسی سے دیکھتا رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اس غریب کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ بجلی کے گرنے سے جیسے کوئی درخت جھلس کر رہ جاتا ہے بالکل اسی طرح راجا کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور وہ بیچارہ سرتاپا غم کی تصویر بن کر رہ گیا۔ اس نے دل میں کہا "جیسے کوئی پیڑ پروان چڑھے پھر پھولوں سے لدے اور جس میں پھل آنے کی توقع ہو اسی طرح میری امیدوں کا درخت پھل لانے والا تھا مگر کیکئی نے اُسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اس نے اجودھیا کو تباہ کر دیا اور کبھی نہ ختم ہونے والی مصیبت کا بیج بو دیا۔ ایک مبارک موقعے پر نحوست کی بات پیش آ گئی۔ جیسے کسی جوگی کی تپسیا مکمل ہونے والی ہو اور اس کا نتیجہ برآمد ہونے والا ہو لیکن عین موقعے پر خلل ڈال کر کوئی اس کی محنت کو رائیگاں کر دے بالکل اسی طرح کیکئی نے میرے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

غرض راجا اسی طرح اپنے دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ رانی نے راجا کی یہ حالت دیکھی تو اس نے فوراً دوسرا وار کیا "کیا بھرت تمھارا بیٹا نہیں؟ کیا میں تمھاری زرخرید ہوں؟ اگر میری باتوں نے تمھارے دل پر تیر کا سا کام کیا اور تم اتنے رنجیدہ ہو تو تم سوچ سمجھ کے وعدے کیوں نہیں کرتے۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔ چاہے وہ اقرار میں ہو اور چاہے انکار میں۔ رگھو ونشیوں میں کوئی تم سے زیادہ اپنی بات کا پکّا نہیں۔ خیر، تم نے جن بردانوں کا مجھ سے وعدہ کیا ہے، ان سے پھر جاؤ۔ سچائی اور ایفائے وعدہ کو بالائے طاق رکھ دو، اپنی نیک نامی کو بٹہ لگا دو۔ تم نے بردان دیتے وقت شاید یہ سوچا ہوگا کہ میں تم سے مٹھی بھر اناج مانگ لوں گی۔ سیبی، دھدھیچی اور بالی نے جان و مال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے وعدے پورے کیے"۔ اسی طرح

رام جوگی بن کر بن کو نہ سدھارا تو میری جان جائے گی اور اس کے ساتھ ہی تمھاری نیک نامی بھی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔"

یہ کہہ کر وہ مکّار عورت اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے گناہ کے پہاڑ سے کوئی ندی غصّے کے پانی سے لبریز بہہ نکلی ہو اور جسے دیکھ کر بھی وحشت ہوتی ہو۔ اس نے جو دو مطالبے کیے تھے گویا وہ اس ندی کے دونوں کنارے تھے اور اس کی ضد کو دونوں سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے۔ جیسے بپھری ہوئی ندی درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اسی طرح اس رانی نے راجا کو اپنی جگہ سے ہلا دیا تھا۔ اب راجا کو اندازہ ہوا کہ وہ اس کی رانی نہیں بلکہ اس کی موت تھی جو اس کے سر پر ناچ رہی تھی۔ اس نے بڑھ کر رانی کے پاؤں پکڑ لیے اور اس سے بیٹھ جانے کی التجا کی اور بولا "رگھو ونشیوں کی جڑ نہ کاٹو۔ اگر مجھ سے میرا سر مانگو تو ابھی حاضر کر دوں لیکن رام کو مجھ سے الگ کر کے مجھے نہ مارو۔ رام کو کسی طرح جانے سے روک لو ورنہ ساری زندگی تمھیں اپنے کیے پر تاسف ہوتا رہے گا۔"

جب راجا نے دیکھا کہ اب کوئی راستہ نہیں تو اس کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور رام کو آوازیں دینے لگا۔

راجا کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ خواہشات پوری کرنے والے درخت کو گویا ایک ہتھنی نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اس کا گلا خشک ہو گیا۔ ہونٹوں سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پانی سے باہر مچھلی کی۔ کیکئی نے ایکبار پھر اس کے زخموں پر نمک چھڑکا بلکہ اپنی باتوں کے زہر سے اس کے زخموں کو اور تکلیف پہنچائی۔ کہنے لگی "اگر تمھارے ارادے یہی تھے تو تم میں اتنی جرأت کہاں سے

ہوئی۔ خیر اب تم غصہ تھوک دو اور مناسب لباس پہن لو۔ اب سے کچھ ہی دنوں بعد بھرت اس تخت و تاج کا وارث ہوگا۔ مجھے صرف ایک بات سے دکھ ہو رہا ہے۔ تم نے جو دوسرا بردان مانگا ہے وہ مناسب نہیں۔ میرا دل ابھی تک اسی بات کی تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ میں سمجھ نہیں پا رہا کہ تمھارے اس مطالبے کے پیچھے غصّہ ہے یا مذاق۔ تم ٹھنڈے دل سے سوچ کر مجھے بتاؤ کہ رام نے کیا قصور کیا ہے۔ ہر ایک اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اس کا برتاؤ کسی کے ساتھ بُرا نہیں۔ تم خود اس کی تعریف کرتی رہی ہو اور اس سے محبّت کرتی رہی ہو۔ اب جو کچھ تم نے مطالبہ کیا ہے اس کے سبب مجھے یہ خیال ہو رہا ہے کہ تم رام سے جو محبت جتاتی رہی ہو وہ سچّی محبت نہیں تھی۔ وہ آدمی جس کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ اچھا ہو وہ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جس سے خود اس کی ماں ناخوش ہو جائے۔ میری عزیز رانی! اب تم نہ غصّے سے کام لو اور نہ مذاق کرو۔ کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرو جو مناسب ہو تاکہ میں مطمئن ہو کر بھرت کی جانشینی کی تیاریوں میں مشغول ہو جاؤں۔

"ہو سکتا ہے کہ مچھلی پانی کے بغیر زندہ رہ لے اور سانپ اپنے سر سے منکا نکل جانے کے بعد کسی نہ کسی طرح زندہ رہ جائے۔ لیکن میں تم سے سچ کہہ دوں کہ میں رام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میری رانی! تم یقین کر لو کہ اسے دیکھے بغیر میرا جینا ناممکن ہے۔"

یہ سن کر تو وہ اس طرح بھڑک اٹھی جیسے کسی نے جلتی آگ پر منوں خالص تیل ڈال دیا ہو۔ بولی "تم ایسی ایک نہیں لاکھ چالیں چلو مگر مجھ پر ان کا کوئی اثر ہونے والا نہیں۔ یا تو اپنا وعدہ پورا کرو یا صاف انکار کر کے اپنی عزّت کو بٹّہ لگاؤ۔ تم بھی خوبیوں کے پتلے ہو اور رام بھی اور رام کی ماں بھی۔ میں تم سب کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ اگر میرے ساتھ انصاف نہ ہوا تو میں بھی بدلہ لے کر رہوں گی۔ اگر دن نکلنے سے پہلے

گر پڑا اور بولا "آخر تم سب کی تباہی کا سامان کیوں کر رہی ہو؟" رانی عیاری میں ماہر تھی وہ ایک لفظ نہ بولی اور اس طرح بت بنی کھڑی رہی جیسے کوئی شمشان میں بھوت پریت کو قابو میں لانے کے لیے جاپ کر رہا ہو۔

غم سے نڈھال راجا بےبسی کے عالم میں رام رام پکارتا تھا۔ اس کی حالت اس پرندے کی سی تھی جس کے بازو کسی نے اکھاڑ پھینکے ہوں۔ اس نے دل ہی دل میں دعا کی کہ "اس رات کی کبھی صبح نہ ہو اور کوئی جاکر رام کو اس حادثے کی خبر نہ دے۔ رگھو خاندان کو جنم دینے والے سورج دیوتا تم طلوع مت ہونا ورنہ اجودھیا کی تباہی دیکھ کر تمھیں دکھ پہنچے گا۔ بھگوان نے جتنی بے رحمی بنائی ہے وہ شاید سب کی سب کیکئی کے حصے میں آگئی تھی اور جتنا پیار بنایا ہے وہ سب اس راجا کو ملا تھا۔ وہ ابھی غم و اندوہ کی حالت میں پڑا ہوا ہی تھا کہ دن نکل آیا۔ دروازے پر نفیری اور باجے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ درباری شاعروں نے اس طرح کی مدح کی۔ وزیروں نے اس کی شان و شوکت کے گیت گائے۔ لیکن راجا کے لیے ان سب نے تیروں کا کام کیا۔ جب کوئی عورت ستی ہونے کے لیے اپنے شوہر کی چتا پر بٹھائی جاتی ہے تو اسے زیورات پہنا دیے جاتے ہیں لیکن یہ زیورات اس کے دکھ کا علاج نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح یہ ساری تعریفیں راجا کے غم کو کم نہ کر سکیں اس رات کسی کی بھی پلک نہ جھپکی تھی کیوں کہ سب کو رام چندر کی آمد کا انتظار تھا۔

ملازموں اور وزیروں کی ایک بھیڑ دروازے پر جمع تھی۔ جب سورج نکل آیا تو سب کو یہ حیرت ہوئی کہ آج خلافِ معمول راجا ابھی تک بیدار کیوں نہ ہوا۔ آخر معاملہ ہے کیا۔

راجا کا معمول یہ تھا کہ رات کی آخری گھڑی میں اٹھ بیٹھتا تھا لیکن آج اس کے

آگئی تھی کہ تم اس کی رٹ لگاتے رہے کہ کہو، کہو، مانگو کیا مانگتی ہو۔ کیا یہ دونوں باتیں ساتھ ساتھ چل سکتی ہیں کہ اپنی بات کا پاس بھی نہ کرو اور وعدے کے پورا کرنے والے کہلاؤ۔ ہیرو بھی بنے رہو اور جرأت کا کوئی کام بھی نہ کرو۔ یا تو اپنی بات سے پھر جاؤ یا پھر ہمت کا ثبوت دو۔ عورتوں کی طرح رونے اور چیخنے سے کیا حاصل ہوگا۔ کہتے ہیں کہ جو اپنی بات کا پکا ہوتا ہے اس کی نظر میں اپنی بات کے آگے اپنی جان، بیوی، بچے، گھر بار، دھن دولت سب ہیچ ہوتے ہیں۔"

یہ زہریلے الفاظ سن کر راجا نے کہا "تمھیں سمجھانا فضول ہے۔ تمھیں الزام دینا بھی غلط ہے۔ یہ میری بد نصیبی ہے جس نے شیطان کو تمھارے سر پر مسلّط کر دیا ہے اور تم اسی کا آلۂ کار بن کر رہ گئی ہو۔"

"بھرت طوعاً و کرہاً بھی تخت نشینی قبول نہیں کرے گا۔ یہ ہم سب کی بد قسمتی ہے کہ کسی کے غلط مشورے کو تمھارا دماغ قبول کر چکا ہے۔ شاید یہ سب میرے گناہوں کی سزا ہے کہ ایک بڑے نازک موقعے پر حالات نے میرے خلاف رخ اختیار کر لیا ہے۔ اس خوبصورت اجودھیا پر رام ایک بار ضرور حکومت کرے گا۔ اس کے بھائی اس کی خدمت کریں گے اور اس کی شہرت چاروں طرف پھیلے گی۔ مرنے کے بعد بھی تمھاری بدنامی اور میرا تاسّف برقرار رہے گا اور ہر جنم میں اس کی پاداش ملتی رہے گی۔ اب جو تمھارا جی چاہے کرو لیکن میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ میں ہاتھ جوڑ کر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں مجھ سے تم کبھی کوئی بات نہ کرنا۔ بیوقوف عورت تم آخر میں ضرور پچھتاؤ گی کہ صرف آرائش حاصل کرنے کے لیے تم نے گائے کا خون کیا۔"

راجا نے طرح طرح سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ آخر ہار کے وہ زمین پر

اپنے اوپر قابو پایا اور دروازے کی طرف لوٹا۔ وہاں بہت سے لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ان سب نے ان پر سوالوں کی بوچھار کر دی۔ اس نے کسی نہ کسی طرح سب کو ٹالا اور سیدھا اس جگہ پہنچا جہاں سری رام موجود تھے۔ وہ سمنترا کو اپنے باپ کی طرح سمجھتے تھے، وہ بڑے ادب سے پیش آئے۔ سمنترا نے انھیں راجا کا پیغام پہنچایا اور انھیں ساتھ لئے ہوئے واپس آیا۔ رامچندر جی نے اپنے باپ کو بڑی بری حالت میں دیکھا۔ جیسے کوئی بوڑھا ہاتھی شیرنی کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائے اور زمین پر گر پڑے۔ بس یہی حالت راجا دشرتھ کی تھی۔

راجا کے ہونٹ خشک تھے اور جسم تپ رہا تھا۔ ان کی حالت اس بے بس سانپ کی سی تھی جس کا منکا چھین لیا گیا ہو۔ غصے میں بھری کیکئی اس کے پاس ہی موجود تھی جیسے موت کسی کے سرہانے کھڑی اس کی زندگی کی آخری گھڑیاں گن رہی ہو۔ رامچندر جی فطرتاً نرم مزاج تھے۔ انھوں نے زندگی میں پہلی بار دکھ دیکھا تھا بلکہ انھوں نے تو دکھ کے بارے میں سنا بھی نہیں تھا۔ لیکن جیسا کہ وقت کا تقاضا تھا اس نے اپنے اوپر قابو پایا اور نہایت مناسب الفاظ میں اپنی سوتیلی ماں کو مخاطب کیا "پیاری ماں! بتاؤ میرے باپ کے دکھ کا سبب کیا ہے تاکہ میں اسے دور کرنے کی کوئی تدبیر کر سکوں۔" اس نے جواب دیا "سنو رام اس کا سبب یہ ہے۔ راجا کو تم سے بے حد محبت ہے۔ اور انھوں نے مجھے بر دان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب جو چیزیں میں نے مناسب سمجھیں مانگ لیں۔ راجا انھیں سن کر غمزدہ ہو گئے۔ انھیں تم سے بہت پیار ہے۔ اب ایک طرف تمھاری محبت ہے اور دوسری طرف اپنے وعدے کا پاس۔ اب راجا عجب الجھن میں ہے۔ تم اس کا حکم سنو اور اگر اس پر عمل کر سکو تو عمل کرکے اسے اس پریشانی سے نجات دلاؤ۔

ابھی تک نہ اٹھنے پر تعجب تھا سمنترا نے کہا تو اپنی خواب گاہ میں جا۔ اسے بیدار کر تاکہ ہم سب اپنے اپنے فرائض انجام دیں۔ سمنترا اس کی خواب گاہ میں داخل ہوا مگر یہاں کا نقشہ بدلا ہوا دیکھا تو آگے بڑھنے کی اس کی ہمت نہ ہوئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ محل نہیں بلکہ کوئی خوفناک مخلوق ہے جو اسے نگل جانے کے لیے منہ پھاڑے ہوئے ہے۔ دیکھنے والا فوراً بتا سکتا تھا کہ آج یہ محل غم کا مکان ہے۔

جب کسی نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا تو وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں راجا اور رانی کیکئی موجود تھے۔ "راجا کی جے ہو اور راجا کی عمر دراز ہو" کہہ کر اس نے سلام کیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ راجا کی یہ حالت دیکھ کر خود اس کا رنگ بھی پیلا پڑ گیا۔ غم سے نڈھال راجا اس طرح زمین پر پڑا ہوا تھا جیسے کسی نے کنول کی ٹہنی کو جڑ سے الگ کر کے پھینک دیا ہو۔ وزیر کی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی سوال کرے۔ کیکئی جو خوبیوں سے عاری، اور خامیوں کا مجموعہ تھی، سکوت کو توڑتے ہوئے بولی "رات راجا کو نیند نہیں آئی۔ اس کی وجہ کیا ہے یہ تو صرف بھگوان کو ہی معلوم ہے۔ دن نکلتے تک یہ برابر رام کو پکارتے رہے۔ اور پوچھو تو یہ کچھ بتاتے نہیں۔"

"اس لیے رام کو جلدی بلواؤ۔ جب تم اسے لے کر واپس آؤ گے تو باقی باتیں بتائی جائیں گی۔" راجا کے تیور دیکھ کر سمنترا وہاں سے رخصت ہوا لیکن اتنی بات اس کی سمجھ میں آگئی کہ رانی نے کوئی بڑی چال چلی ہے۔ سمنترا کو اتنا لگتا تھا کہ اس کے پاؤں من من بھر کے ہو گئے۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ رام کو بلا کے راجا کیا کہنے والا ہے۔ اس نے کسی طرح

رام چندر جی نے جو کچھ وہ صاف صاف اور سچے دل سے کہا تھا لیکن کیکئی نے اسے توڑ مروڑ کے نیا مطلب نکالا۔ پانی کی سطح ہموار ہوتی ہے لیکن جونک اس میں چلتی ہے تو ٹیڑھی میڑھی ہو کر۔

رانی کو یہ دیکھ کر اطمنان ہوا کہ سری رام اس کی خوشی پوری کرنے کو تیار ہیں پھر بھی اس نے جھوٹ موٹ کا پیار جتانے کو کہا "میں تمھاری اور بھرت کی سوگند کھا کے کہتی ہوں کہ بادشاہ کے دکھ کا کوئی اور سبب مجھے معلوم نہیں۔ اور بیٹا! تم سے یہ توقع نہیں کہ تم نے اپنی کسی بات سے انھیں دکھ پہنچایا ہوگا کیونکہ تم نے تو اپنے ماں باپ کو خوشی ہی دینے کی کوشش کی ہے اور بھائیوں کا خیال رکھا ہے۔ یہ بھی تم ٹھیک ہی کہتے ہو کہ تم اپنے ماں باپ کا حکم بجا لاتے رہے ہو۔ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہ اب جبکہ ان کی زندگی کی شام ہے وہ غموں کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں۔ ان کی نیکیوں نے تم جیسا بیٹا دیا اس کا انھیں خیال رکھنا چاہیے۔ جیسے مگدھ کی سرزمین کو گیا کا متبرک حصہ قابلِ تعظیم بناتا ہے اسی طرح ان الفاظ نے کیکئی کے چہرے کی خوبصورتی بڑھا دی۔ جیسے گنگا میں پہنچ کر ہر طرح کا پانی پاک ہو جاتا ہے اسی طرح کیکئی کے یہ الفاظ رام چندر جی کے کانوں میں پڑ کر خوشگوار ہو گئے۔

اس اثنا میں راجا کو ہوش آ چکا تھا۔ اس نے کروٹ بدلی اور رام کو یاد کیا۔ اس کے منتری سمنترا نے عرض کیا کہ رام چندر جی حاضر ہیں۔

رام چندر جی کے آنے کی خبر سن کر راجا نے آنکھیں کھول دیں۔ سمنترا نے بیٹھنے میں ان کی مدد کی۔ رام چندر جی نے جھک کر اپنے پتا کے قدم چھو لیے۔ جذبات سے مغلوب ہو کر راجا نے اپنے پیارے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ یوں لگا جیسے ناگ کہ

کیکئی نے بڑی بے شرمی سے یہ الفاظ ادا کئے۔ اس کی زبان کمان کی طرح تھی اور ہر لفظ تیر کی مانند۔ راجا ان تیروں کا نشانہ تھا اور ہر تیر نشانے پر بیٹھ رہا تھا۔ اس طرح راگھو خاندان کے چشم و چراغ سری رام چندر جی کو کیکئی نے ساری بات بتادی، اور ایسے اطمنان سے بیٹھ گئی جیسے ظلم کی دیوی ہو۔ سری رام تو صبر اور ضبط کا مجسمہ تھے۔ انھوں نے ہر حال میں خوش رہنا سیکھا تھا۔ وہ دل ہی دل میں مسکرائے اور پھر جو شیریں الفاظ ان کے ہونٹوں سے ادا ہوئے وہ ایسے تھے کہ تقریر کے فن کی ساری خوبیاں ان پر نثار۔ بولے ”سنو ماں! وہ بیٹا خوش نصیب ہے جو اپنے ماں باپ کے الفاظ کا پاس کرے۔ جنگل میں سادھووں اور رشیوں سے ملاقات کا زیادہ موقع ملے گا ان سے میں بہت کچھ سیکھوں گا۔ اور ان سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ میں اپنے باپ کا حکم بجا لا رہا ہوں اور آپ کی خوشی پوری کر رہا ہوں۔

” ایک اور بات یہ ہے کہ بھرت جو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ آج بھگوان ہر طرح مجھ پر مہربان ہے۔ اگر اس سب کے باوجود میں بن باس لینے سے انکار کروں تو مجھ سے بڑا بے وقوف کون ہوگا۔ جو لوگ سورگ کے درخت کو چھوڑ کر ارنڈ کی پوجا کرتے ہیں اور امرت کو ٹھکرا کے بس مانگتے ہیں اگر ان کو بھی ایسا موقع ملے تو وہ اسے نہ گنوائیں۔ ماں! سوچو تو میں اس موقعے کو ہاتھ سے کیوں جانے دوں گا۔ بس مجھے کسی بات کا دکھ ہے تو وہ یہ کہ پتاجی کی حالت بہت خراب ہے۔ اور ماں! حیرت تو اس پر ہے کہ پتاجی جس بات پر دکھی ہیں وہ تو بہت چھوٹی اور بہت ہی معمولی بات ہے۔ راجا کا دل مضبوط اور نیکیوں کا اتھاہ سمندر ہے۔ شاید مجھ سے کوئی قصور ہوا کہ وہ اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہہ رہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے سچ سچ بات بتائیے۔“

انھوں نے جو کچھ بتایا اسے سن کر ذرا اطمینان ہوا۔ یہ وقت غم کا نہیں خوشی کا ہے۔ پتا جی! مجھے خوشی کے ساتھ حکم دیجیے۔" جب وہ یہ الفاظ ادا کر رہے تھے تو خوشی ان کے جسم کے ایک ایک حصے سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"اس دنیا میں اس کی پیدائش مبارک ہے جس کا باپ اس کی کارگزاریوں کو سن کر خوش ہو۔ جسے اپنے ماں باپ عزیز ہوں اسے دنیا کی ہر دولت حاصل ہے۔ میں آپ کا حکم پورا کر کے اور بہت کچھ حاصل کر کے جلد ہی لوٹ آؤں گا۔ اس لیے خوشی خوشی مجھے حکم دیجیے۔ میں اپنی ماں کوشلیا سے اجازت لے کر ابھی واپس آتا ہوں۔ اس کے بعد میں آپ کے قدم چھو کر جنگل کا راستہ لیتا ہوں۔" یہ کہہ کر رام چندر جی رخصت ہو گئے۔ ادھر غم نے راجا کا برا حال کر دیا۔ جیسے بچھو کا ڈنک ذرا سی دیر میں زہر کو جسم کے سارے حصے میں پھیلا دیتا ہے اسی طرح یہ منحوس خبر آن کی آن میں سارے شہر میں پھیل گئی۔ جیسے جنگل کی آگ سے سارے درخت متاثر ہوتے ہیں اسی طرح شہر کے مرد عورت سبھی اس افسوسناک خبر کو سن کر مغموم ہو گئے۔ اور یہ غم ایسا تھا کہ لوگوں سے برداشت نہ ہوتا تھا۔ سب کے ہونٹ خشک ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ غم سینے کو چاک کرنے لگا۔ ایسا لگتا تھا کہ غموں کے لشکر نے اجودھیا میں پڑاؤ ڈال دیے ہیں۔

جب ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو منصوبہ الٹ کے رہ گیا۔ ہر جگہ لوگ کیکئی کو برا برا کہنے لگے۔ "جو گھر ابھی بسا ہی تھا اُسے اس خبیث عورت نے آگ کیوں لگا دی؟ یہ عورت اپنی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے پھوڑ لینے کے بعد چاہتی ہے کہ بینائی میں اضافہ ہو جائے۔ یہ امرت کو ٹھکرا کے زہر پینا چاہتی ہے۔ جیسے بانس سے جنگل

اپنا کھویا ہوا منکا مل جائے۔ راجا دیر تک اپنے بیٹے کو دیکھتے رہے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی رہی۔ ان پر غم کا ایسا اثر تھا کہ منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ بار بار راجکمار کو سینے سے لگا کر بھینچ لیتے تھے۔ انھوں نے دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کی کہ ان کا بیٹا بن باس نہ لے۔ انھوں نے شوجی سے فریاد کی کہ "اے میرے آقا! میری فریاد سن لے۔ تو سب کے دکھوں کو دور کرنے والا اور سب کی فریاد سننے والا ہے۔ تجھے میری مصیبت کی خبر ہے۔ مجھے اس سے نجات دے۔ آج رام کے دل میں یہ ڈال دے کہ وہ اپنے باپ کا حکم ٹھکرا دے اور بن باس لینے سے صاف انکار کر دے۔

" ایسا ہو جائے کہ آج میرا بیٹا میرے حکم سے سرتابی کرے۔ میری شہرت اور میری نیک نامی کو بٹا لگ جائے۔ میرا وقار خاک میں مل جائے۔ مجھے سورگ میں جانے کا ارمان نہیں۔ مجھ پر کیسی بھی آفتیں آئیں مگر میرا بیٹا مجھ سے جدا نہ ہو۔" راجا نے دل ہی دل میں یہ دعا کی لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ ان کا دل پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ رام چندر جی نے دیکھا کہ محبت نے ان کے پتا جی کے ہونٹ سی دیے ہیں۔ ساتھ ہی انھیں یہ بھی ڈر ہوا کہ کہیں کیکئی پھر کوئی تکلیف دہ بات نہ کہہ دے اس لیے رام چندر جی نے وہ الفاظ ادا کیے جن میں نہ صرف انکسار ہی تھا بلکہ جو حالات کے نہایت مطابق تھے۔ بولے " پتا جی! معاف کیجیے گا میں آپ کے سامنے زبان کھولنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ میری اس گستاخی کو اس لیے معاف کر دیجیے گا کہ ابھی میری عمر کم ہے۔ جس چیز نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اس کی حیثیت بچوں کے کھیل سے زیادہ نہیں۔ زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ کسی نے اب سے پہلے مجھے اس کے بارے میں کچھ بتایا بھی نہیں۔ میں نے آپ کو اس حالت میں پایا تو اپنی ماں کیکئی سے اس کا سبب پوچھا۔

ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے جو رام چندر جی کے مفاد کے خلاف ہو۔

کچھ تو اتنے آگے بڑھے کہ انھوں نے بھگوان کو ہی دوشی ٹھہرا دیا میں نے امرت کے بدلے زہر پینے پر مجبور کر دیا۔ سارا شہر اس المیے پر ماتم کر رہا تھا۔ سب کے دل غم سے داغ تھے اور سبھی ہنسنا اور بولنا بھول گئے تھے۔ راجا کے کنبے کی بڑی بوڑھیوں نے، برہمنوں نے اور بزرگوں نے کیکئی کی تعریف اس ڈھب سے کی کہ ان کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ تیر کی طرح کام کرتا تھا۔ انھوں نے کہا "تم نے بار بار کہا ہے؛ ساری دنیا اس بات کو جانتی ہے کہ بھرت تمھیں اتنا عزیز نہیں ہے جتنا رام۔ تمھیں رام سے بہت لگاؤ ہے۔ آخر تم کیوں اسے جنگل کو بھیج رہی ہو۔ تم نے دوسری رانیوں سے بھی کبھی حسد نہیں کیا۔ تمھاری خوش مزاجی سارے ملک میں مشہور ہے۔ کوشلیا نے تمھارا کیا بگاڑا ہے جس کے بدلے میں تم سارے شہر میں تباہی لانے پر تلی ہوئی ہو۔ کیا سیتا شری رامچندر جی کا ساتھ چھوڑ دے گی یا لچھمن گھر رہنا پسند کرے گا؟ کیا بھرت اجودھیا پر راج کرنا گوارا کرے گا اور کیا راجا، رام کے بغیر زندہ رہ سکے گا؟

"سوچو اور غصے کو اپنے دل سے نکال دو اور اپنا نام بدنام نہ ہونے دو۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ بھرت کو گدی پر بٹھا دو لیکن رام کو جنگل میں بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ رام راج پاٹ کا بھوکا نہیں ہے۔ وہ نیکیوں کا پتلا ہے اور اسے عیش و عشرت کی بالکل خواہش نہیں۔ ایسا ہی کر دو کہ رام کو گھر کے بجائے اپنے گرو کے پاس رہنے دو۔ ایسا کرنے کے لیے راجا سے دوسرا بردان مانگ لو۔ ہماری صلاح نہ ماننے سے تمھیں کچھ حاصل نہ ہوگا اگر تم نے یہ مذاق کیا ہے تو کم سے کم ہمیں تو صاف صاف بتا دو۔ رام کیا اس طرح کا بیٹا ہے کہ اسے گھر سے نکال کے جنگل کو بھیج دیا جائے۔ لوگ یہ سن کے تمھارے بارے

کو آگ جلا کے راکھ کر دیتی ہے اسی طرح اس نے رگھو خاندان میں آگ لگا دی ہے۔ یہ جس درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے اسی درخت کو کاٹ رہی ہے۔ اس نے خوشیوں کو ملیامیٹ کر کے غموں کو بڑھاوا دیا ہے۔ اسے تو رام چندر جی جان کے برابر عزیز رہے ہیں۔ اب اس میں یہ تبدیلی کیسے آگئی۔ بزرگوں نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ عورت کے دماغ کی گہرائیوں تک پہنچنا اور اس کے رازوں کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ مرد اپنی پرچھائیں کو پکڑ سکتا ہے مگر عورت کے ذہن و فکر کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتا۔ وہ کون سی چیز ہے جسے آگ جلا کر راکھ نہیں کر سکتی اور وہ کیا شے ہے جو سمندر کے ریلے سے بچ سکتی ہے۔ طاقت ور عورت جسے بے بس کہا جاتا ہے وہ ہر کام کر سکتی ہے جیسے موت ہر فانی چیز کو نگل سکتی ہے۔"

"اس دنیا کے بنانے والے نے پہلے ہمیں ایک رنگ دکھایا اور پھر دوسرا۔ بعض لوگوں نے کہا" راجا نے اچھا نہیں کیا۔ اس نے اس خبیث عورت کی خواہش پوری کر کے ایک بڑی مصیبت مول لے لی ہے۔ ایک عورت کے کہنے میں آکے اس نے اپنی عقل اور خوبی گنوا دی"۔ باشعور لوگوں نے راجا کو موردِ الزام نہ ٹھہرایا بلکہ اس کی قدر کی کہ اس نے اپنی بات کا پاس کیا اور اپنا وعدہ نبھایا۔ انھوں نے سبی، دھدیچی اور ہریش چندر کے قصے ایک دوسرے کو سنائے۔ کسی نے بھرت اس المیے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ کچھ ایسے بھی تھے جو سنتے تھے اور چپ ہو رہتے تھے۔ بعض لوگ اس خبر کو سن نہ پائے اور انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ کچھ نے کہا" یہ خبر غلط ہے۔ تم ایسی بات زبان پر لاؤ گے تو تمھاری نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ سری رام بھرت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بادلوں سے بارش کی جگہ آگ کی چنگاریاں برس سکتی ہیں اور امرت میں زہر کی خصوصیت پیدا ہو سکتی ہے لیکن بھرت

قید سے رہائی مل گئی ہو۔ اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

رگھو خاندان کے چشم و چراغ، سری رام نے ماں کے آگے ہاتھ جوڑے اور ان کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ ماں نے انھیں دعائیں دیں، سینے سے لگایا اور ان کی بلائیں دفع کرنے کے لئے ہیرے جواہرات ان کے اوپر سے نچھاور کیے۔ انھوں نے بار بار اپنے بیٹے کے ہونٹ چومے۔ ان کی آنکھوں میں ممتا کے آنسو تھے اور ان کا سارا جسم خوشی سے کانپ رہا تھا۔ انھوں نے ایک بار پھر بیٹے کو گود میں بٹھا کے پیار کیا۔ فرطِ محبت سے ان کے سینے سے دودھ ٹپکنے لگا۔ اس وقت ان کی خوشی اور محبت دونوں بیان سے باہر تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی فقیر دولت کا دیوتا (کبیر) بن بیٹھا ہو۔ کوشلیا جی نے ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے اوپر کو اٹھایا اور بولیں ”بیٹے! یہ بتاؤ وہ شبھ گھڑی کب آئے گی جب تمھارا راج تلک ہوگا وہ ایسا وقت ہوگا جب سبھوں کے دل کے ارمان پورے ہو جائیں گے۔ شہر کے سب لوگ اس مبارک ساعت کا اس بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں جیسے پپیہا موسمِ خزاں میں بارش کا انتظار کرتا ہے۔“

”میرے پیارے بیٹے! تم جلدی سے نہا لو اور اپنی پسند کی کوئی مٹھائی کھا لو۔ اس کے بعد اپنے پتا جی سے ملنا۔ اب کافی دن چڑھ چکا ہے۔“ بیٹے نے ماں کے یہ پیار بھرے لفظ سنے۔ یہ لفظ کیا تھے ممتا کے درخت کے میٹھے پھل تھے جن میں خوشی اور دنیاوی خوش حالی کا شہد بھرا ہوا تھا مگر ایسا نہیں ہوا کہ رام چندر جی اپنے مستحکم ارادے سے پھر گئے ہوں۔ ان کا فیصلہ اٹل رہا۔ وہ نیکیوں کا مجسمہ تھے۔ انھوں نے فرض کے راستے سے منہ موڑنا نہ سیکھا تھا۔ چنانچہ وہ نہایت ادب سے اپنی ماں سے مخاطب ہوئے ”ماں! پتا جی نے مجھے جنگل کی بادشاہت بخش دی ہے۔ وہاں مجھے ہر قسم کی

میں کیا کہیں گے ؛ اٹھو کوئی ایسا راستہ نکالو کہ اس تکلیف اور مصیبت کا خاتمہ ہو جائے۔ اور تمھارا خاندان تباہی سے بچ جائے۔ رام کو زبردستی جنگل جانے سے روک لو۔ ذرا تصوّر تو کرو سورج کے بغیر دن کی، زندگی کے بغیر جسم کی، چاند کے بغیر رات کی اور سری رام کے بغیر اجودھیا کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔" کیکئی کے ہمدردوں کی یہ صلاح نہایت اچھی تھی لیکن اس نے اس طرف توجہ ہی نہ کی کیونکہ اُسے تو شریر کبڑی نے ایسا سبق پڑھایا تھا جو ذہن سے نکلتا ہی نہ تھا۔

کیکئی نے ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا لیکن دل میں ایسا غصہ تھا جو دبائے نہ دبتا تھا اس لیے اس کی صورت بگڑ گئی۔ اس نے ان سب کو اس طرح گھور کے دیکھا جیسے بھوکی شیرنی فاختاؤں کے جھنڈ کو دیکھتی ہے۔ جب اس کے ہمدردوں نے دیکھا کہ اس کا مرض لاعلاج ہے تو وہ سب یہ کہتے ہوئے چلے گئے "بے وقوف عورت! تیری قسمت خراب ہے۔ تونے ایسا غلط کام کیا جیسا کوئی نہیں کر سکتا۔" غرض شہر کے عورت مرد سبھی نے افسوس کیا اور سبھی نے اس خبیث عورت کو بُرا بھلا کہا۔ سب کے دل اس غم سے داغ تھے اور سب آہیں بھرتے تھے۔ سب کے ہونٹوں پر یہ الفاظ تھے کہ رام کے بغیر زندگی محال ہے۔ پانی نہ ہو تو پانی میں رہنے والے جاندار تڑپنے لگتے ہیں۔ اجودھیا کے رہنے والے رام کے بغیر ایسی ہی زندگی کا تصوّر کر رہے تھے۔ انھیں یقین تھا کہ ان کی جدائی کا طویل عرصہ اسی طرح تڑپتے گزر جائے گا۔ عورت مرد سب اسی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اسی اثنا میں شری رام چندر جی اپنی ماں سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ ان کے چہرے سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی اور ان کے دل کے اندر چار گنی خوشی موجیں مار رہی تھی۔ انھیں بس یہ ڈر تھا کہ راجا کہیں انھیں روک نہ لے۔ راج پاٹ سے انھیں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ یہ چیزیں انھیں زنجیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اب جو انھوں نے بن باس کی بات سنی یوں محسوس ہوا جیسے

ماں بیچاری کی حالت عجیب تھی۔ نہ تو وہ خوشی سے بیٹے کو جانے کی اجازت دے سکتی تھی اور نہ اسے روک ہی سکتی تھی۔ اس لیے وہ سخت کرب کے عالم میں تھی۔ اسے ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے "چاند" لکھتے لکھتے "راہو" لکھ دیا ہو (ہندو عقیدے کیمطابق راہو چاند کو نگل جاتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے) وہ سوچنے لگی برہما کے کام بھی نرالے ہیں۔ کوشلیا طے نہ کر پا رہی تھی کہ وہ کرے تو کیا کرے۔ ایک طرف فرض تھا اور دوسری طرف ممتا۔ وہ عجیب اُلجھن میں گرفتار تھی۔ یہ صورتِ حال اس کے لیے ایسی بن گئی تھی جیسے سانپ کے حلق کی چھچھوندر۔ وہ سوچنے لگی "اگر میں ضد کر کے بیٹے کو روک لوں تو یہ میری اخلاقی کمزوری ہوگی اور بھائیوں کے تعلقات خراب ہوں گے اور اگر اُسے بن باس لینے دوں تو یہ تکلیف ناقابلِ برداشت ہے۔" اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ عورت کے فرائض کیا ہیں۔ نیز یہ کہ رام اور بھرت دونوں ہی اسے برابر کے عزیز تھے۔ چنانچہ اس نے اپنی ہمت کو مجتمع کیا اور بولی "بیٹے! میں مانتی ہوں تم نے بہت ٹھیک ہی کیا۔ باپ کے حکم سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی چیز نہیں۔ تمھارے باپ نے تمھیں راج باپ دینے کا اعلان کیا اور اس کے بعد تمھیں بن باس لینے کا حکم دیدیا۔ مجھے اس کا بھی کچھ ملال نہیں لیکن اتنا کہتی ہوں کہ تمھارے یہاں نہ ہونے سے بھرت کو، تمھارے باپ کو اور سارے لوگوں کو بڑا دکھ ہوگا۔"

"لیکن بیٹے اگر تم اس لیے جا رہے ہو کہ صرف باپ کا حکم بجا لانا چاہتے ہو تو پھر مت جاؤ اور وہ یوں کہ ماں کا رتبہ باپ کے رتبے سے بڑھ کر ہے۔ ہاں اگر ماں باپ دونوں کی رضامندی شامل ہو تو بن اجودھیا جیسے سو شہروں سے بڑھ کر ہے۔ صحرا کے دیوی دیوتا ماں باپ کی کمی پوری کر دیں گے۔ جنگلی چوپائے اور پرندے تمھارے کمل جیسے قدم چومیں گے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ برہما کو اپنی زندگی کے آخری دن جنگل میں گزارنے

سہولتیں اور ہر طرح کے موقعے میسّر ہوں گے۔ مجھے خوشی خوشی رخصت کیجیے تاکہ میرا جنگل کا سفر آسان اور مسرتوں سے معمور ہو جائے۔ بے بنیاد اندیشوں کو دل میں جگہ نہ دیجیے۔ آپ کی دعائیں ساتھ ہیں تو ہر جگہ خوشیاں حاصل ہوں گی۔ جنگل میں چار اور دس برس بتا کر اور باپ کا حکم بجا لا کر میں لوٹ آؤں گا اور آپ کے قدم چھولوں گا اس لیے غم کی کوئی بات نہیں۔"

شری رام چندر جی نے اپنے لفظوں میں مٹھاس گھول دی تھی۔ پھر بھی یہ خبر تیر کی طرح ان کے کلیجے کے پار ہو گئی۔ جو اس پر برسات کا پانی پڑ جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے بالکل اسی طرح رام چندر جی کی میٹھی گفتگو کا ان کی ماں پر اثر ہوا اور وہ ان کی بات سن کر غم سے زرد پڑ گئیں۔ جیسے فاختہ شیر کی چنگھاڑ سن کر خوف زدہ ہو جاتی ہے اسی طرح بیٹے کی جدائی کی خبر سن کر وہ دہشت زدہ ہو گئیں۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ بہرحال انھوں نے خود پر قابو پایا اور لڑکھڑاتی ہوئی زمان میں بیٹے سے یوں مخاطب ہوئیں "میرے بیٹے! تم اپنے باپ کو جان سے پیارے ہو۔ وہ دن بھر تمھیں اپنی آنکھوں کے آگے دیکھ کر جیتے ہیں۔ انھوں نے تمھیں تخت نشین کرنے کے لیے شبھ لگن بھی نکلوائی ہے۔ اب مجھ میں نہیں آتا کہ کس خطا پر وہ تمھیں بن باس لینے کا حکم دیتے ہیں۔ میں اس کا سبب جاننا چاہتی ہوں اور یہ بھی جاننا چاہتی ہوں کہ وہ کون ہے جو ہمارے خاندان کو جلا کے بھسم کر دینا چاہتا ہے۔"

رام چندر جی کی آنکھوں میں رضامندی کی جھلک دیکھی تو سمترا کے بیٹے نے جو راجکمار کے ساتھ آیا تھا، رانی کو صورتِ حالات باخبر کیا۔ رانی اسے سن کر سکتے میں آگئیں اور ان کی ایسی حالت ہوگئی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

شوہر جنگل سدھارنے والا ہے۔ وہ سوچنے لگیں اب دیکھنا ہے کہ کس کی قسمت یاوری کرتی ہے اور کون ان کے ساتھ جاتا ہے۔ بھگوان کیا کرنے والا ہے اس کا کسی کو پتہ نہیں۔ جب وہ اس سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں تو بے خیالی میں اپنے انگوٹھے سے زمین کھودتی جا رہی تھیں اور ان کی پازیب سے خوش گوار آواز نکل رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے پازیب کے گھنگرو بھگوان سے پرارتھنا کر رہے ہوں کہ وہ کبھی ان قدموں سے جدا نہ ہوں۔ سیتا جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھی دیکھی تو کوشلیا جی ان سے یوں مخاطب ہوئیں "سنو بیٹے! سیتا کا دل بہت نازک ہے اور کنبے میں سبھی کو وہ بے حد عزیز ہے۔ اس کا باپ جنک راجاؤں میں اونچا رتبہ رکھتا ہے اور اس کا سسر سوریہ ونشیوں کا سردار ہے اور اس کے شوہر نے سوریہ ونش سے اس طرح اجالا حاصل کیا ہے جیسے چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔"

"ایک بات یہ بھی ہے کہ میں نے سیتا میں بہو کی حیثیت سے بہت سی خوبیاں پائی ہیں۔ یہ بے حد حسین تو ہے اور سلیقہ شعار بھی۔ اسے دیکھ کر میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور یہ مجھے جی جان سے پیاری ہے۔ میں نے اسے اس طرح پالا پوسا جیسے کوئی پودے کو پروان چڑھاتا ہے۔ اور جب اس کے کھلنے کے دن آئے تو قسمت نے منہ موڑ لیا۔ سیتا کو میں نے اس طرح ہاتھوں میں رکھا ہے کہ زمین پر اس کا قدم نہیں پڑنے دیا۔ میں نے اسے کبھی چراغ کی بتی تک نہیں اکسانے دی۔ ایسی نازوں کی پلی سیتا تمہارے ساتھ جنگل کو جانے لگی اور اس کے لیے وہ تمہارے حکم کی منتظر ہے۔ چکوری جس کی نظریں چاند پر ہی رہتی ہیں وہ سورج کی کرنوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتی ہے۔ ہاتھی، شیر، دیو اور طرح طرح کی مخلوق جنگل میں گھومتی پھرتی ہے۔ ایسے زہریلے جنگل میں زندگی دینے والی بوٹی کا گزر کس طرح ہو سکتا ہے۔

چاہئیں۔ اور تم ابھی بہت کم عمر ہو۔ یہی خیال مجھے تڑپاتا رہتا ہے۔ وہ جنگل کیسا مبارک ہے جسے تم اپنی موجودگی سے رونق بخشو گے اور اجودھیا کی کیسی بدبختی ہے کہ تمھارے نہ ہونے سے وہ سنسان ہو جائے گا۔ اے راگھو خاندان کے چشم و چراغ! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو تو تمھارے دل میں طرح طرح کے وسوسے آئیں گے۔ بیٹے! تم سب ہی کو جان سے زیادہ عزیز ہو۔ اس کے باوجود تم تنہا جنگل کو سدھار رہے ہو اور ہمیں یہیں چھوڑے جا رہے ہو۔ یہ تو مناسب نہیں کہ میں حد سے زیادہ اپنی محبت جتاؤں لیکن اتنا ضرور کہتی ہوں کہ وہاں جا کے مجھے بھلا نہ دینا۔"

جیسے آنکھ کے پپوٹے آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح سارے دیوی دیوتا تمھاری حفاظت کریں۔ جلاوطنی پانی کی طرح ہے اور تمھارے عزیز و اقارب اس میں بہتی مچھلیوں کے مانند ہیں اور تم جود و کرم کا فوارہ ہو۔ اس لیے کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ جلد لوٹ آؤ تاکہ ہم سب کو جیتا دیکھ لو۔ میری تم سے درخواست ہے کہ اپنے نوکروں، کنبے والوں اور عزیزوں کو یہاں چھوڑ کر ہنسی خوشی سدھارو۔ آج سب کی خوشیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ آج سے تقدیر نے ہمارے خلاف رخ اختیار کر لیا ہے۔" کوشلیا جی نے یہ کہتے کہتے رام چندر جی کے قدم تھام لیے اور اپنی بدقسمتی کا ماتم کرنے لگیں۔ ان کا دل رنج و غم سے نڈھال ہو رہا تھا اور اس کی آہ و فریاد بیان سے باہر تھی۔ رام چندر جی نے اپنی ماں کو زمین سے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اور پھر محبت بھرے لفظوں سے انھیں دلاسا دیا۔ ادھر سیتا نے یہ خبر سنی تو وہ بےچین ہو اٹھی۔ وہ اپنی ساس کے پاس آئیں اور ان کے پاؤں پکڑ کے سر جھکا کے بیٹھ گئیں۔

کوشلیا جی اپنی بہو کا بے پناہ غم دیکھ کر لرز اٹھیں اور انھیں دلاسا دینے لگیں۔ سیتا سے کچھ نہ کہا گیا لیکن وہ سر جھکائے سوچ میں بیٹھی رہیں۔ انھیں یہ ملال تھا کہ ان کا

گزر جائیں گے اس لیے اے حسین خاتون! میرے مشورے پر عمل کرو۔ اگر تم میری محبت کی وجہ سے ساتھ چلنے پر اصرار کروگی تو آخر کار پچھتانا پڑے گا۔ جنگل کی مصیبتیں ناقابلِ بیان ہیں۔ وہاں کی شدید گرمی، سخت سردی، بارش اور آندھیاں آدمی کی برداشت سے باہر ہیں۔ وہاں کے راستے پیر چھلنی کر دینے والی گھاس، کانٹوں اور طرح طرح کے پتھروں سے اٹے پڑے ہیں۔ ننگے پاؤں ان راستوں پر چلنا پڑے گا۔ تمھارے کنول جیسے پاؤں بہت خوبصورت ہیں نازک ہیں اور جنگل کے راستوں میں کہیں پہاڑ، کہیں دریا، کہیں غار، جنھیں پار کرنا بہت مشکل ہے۔ شیر، بھیڑیے، چیتے، ریچھ اور ہاتھی چاروں طرف گھومتے پھرتے ہیں اور ان کی آواز انسان کے ہوش حواس کھونے کے لیے کافی ہے۔ وہاں زمین کا بستر ہوتا ہے، درختوں کی چھال لباس کا کام کرتی ہے، جنگلی پھل اور جڑیں خوراک کا کام دیتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ سارے سال انھیں چیزوں پر گزارہ کرنا ہوتا ہے۔

آدم خور بھوت پریتوں کا ہر طرف راج ہوتا ہے جو طرح طرح کے روپ بدلتے رہتے ہیں۔ پہاڑوں کا پانی بہت بدمزہ ہوتا ہے اور جنگل کی مصیبتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکا بیان مشکل ہے۔ زہریلے سانپ، خوفناک جنگلی پرندے اور بھوت پریت ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کے لیے وہاں موجود رہتے ہیں۔ ہرن جیسی آنکھوں والی خاتون! تمھارا دل تو بہت کمزور ہے، ہمت والے مرد بھی ان ڈراونی چیزوں کے تصور سے ہی کانپ اٹھتے ہیں۔ صحرائی زندگی گزارنا تمھارے بس کی بات نہیں ہے۔ جب لوگ سنیں گے کہ میں تمھیں اپنے ساتھ لے گیا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیجیں گے۔ وہ عورت جو نازوں میں پلی ہو اور جس نے منا تیھل کا میٹھا پانی پیا ہو وہ سمندر کا کھاری پانی پی کر اور تکلیفوں میں گھر کے کس طرح زندگی گزار سکتی ہے۔ وہ کوئل جس نے میٹھے آموں کے باغ میں بسیرا

* جنگل میں رہنے کے لیے بھگوان نے اور ہی لوگ (کول اور کیرات) بنائے ہیں جو شہر کے عیش و آرام سے نہ تو واقف ہوتے ہیں اور نہ اس کے خواہشمند۔ جنگل میں رہتے رہتے وہ جنگل کی زندگی کے عادی ہو جاتے ہیں۔ سادھو سنت جو دنیا کی ساری خوشیاں تیاگ چکے ہوتے ہیں وہ جنگل میں رہ سکتے ہیں یا پھر وہ لوگ جنگل کا رُخ اختیار کرتے ہیں جو اپنے گناہوں کا کفّارہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن بیٹے! سیتا جنگل میں کس طرح رہے گی۔ رام چندر جی نے ماں کی یہ محبت بھری باتیں سن کر انھیں تسلّی دی اور پھر جانکی کو مخاطب کر کے صحرائی زندگی کے آرام اور تکلیفیں بیان کرنے لگے۔

رام چندر جی کو اپنی ماں کے سامنے سیتا جی سے کچھ کہتے حجاب آتا تھا لیکن انہیں سمجھانا ضروری تھا۔ اس لیے وہ ان سے اس طرح مخاطب ہوئے "دیکھو راجکماری! میری صلاح کو غور سے سنو لیکن اس کا غلط مطلب نہ نکالنا۔ اگر تم میری اور اپنی دونوں کی بھلائی چاہتی ہو تو گھر ہی میں رہو۔ اس طرح تم میرا کہنا بھی کرو گی اور اپنی ساس کی خدمت بھی کر سکو گی۔ گھر میں رہنے سے تمھیں ہر طرح فائدہ ہی ہوگا۔ ایک عورت کے لیے اس سے بڑی کوئی بات نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے ماں باپ کی خدمت کرے۔ میرے پیچھے ماں کو جب میری یاد آئے تم بیتے دنوں کی کہانیاں سنا کر ان کا دل بہلا سکو گی۔ اے دلکش خاتون! میں تمھیں سچ بتاتا ہوں کہ میں صرف اپنی ماں کی خاطر تمھیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس طرح تم گھر میں رہ کر بزرگوں کی خدمت کا موقعہ حاصل کر سکو گی۔ جنھوں نے ویدوں کی اس تعلیم پر عمل نہیں کیا وہ دشواریوں میں مبتلا رہے۔

میں باپ کے حکم کی تعمیل کر کے جلد ہی واپس لوٹ آؤں گا۔ دن تیزی کے ساتھ

گزر جائیں گے اس لیے اے حسین خاتون! میرے مشورے پر عمل کرو۔ اگر تم میری محبت کی وجہ سے ساتھ چلنے پر اصرار کروگی تو آخر کار پچھتانا پڑے گا۔ جنگل کی مصیبتیں ناقابلِ بیان ہیں۔ وہاں کی شدید گرمی، سخت سردی، بارش اور آندھیاں آدمی کی برداشت سے باہر ہیں۔ وہاں کے راستے پیر چھلنی کر دینے والی گھاس، کانٹوں اور طرح طرح کے پتھروں سے اٹے پڑے ہیں۔ ننگے پاؤں ان راستوں پر چلنا پڑے گا۔ تمھارے کنول جیسے پاؤں بہت خوبصورت ہیں نازک ہیں اور جنگل کے راستوں میں کہیں پہاڑ، کہیں دریا، کہیں غار، جنھیں پار کرنا بہت مشکل ہے۔ شیر، بھیڑیے، چیتے، ریچھ اور ہاتھی چاروں طرف گھومتے پھرتے ہیں اور ان کی آواز انسان کے ہوش حواس کھونے کے لیے کافی ہے۔ وہاں زمین کا بستر ہوتا ہے، درختوں کی چھال لباس کا کام کرتی ہے، جنگلی پھل اور جڑیں خوراک کا کام دیتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ سارے سال انھیں چیزوں پر گزارہ کرنا ہوتا ہے۔

آدم خور بھوت پریتوں کا ہر طرف راج ہوتا ہے جو طرح طرح کے روپ بدلتے رہتے ہیں۔ پہاڑوں کا پانی بہت بدمزہ ہوتا ہے اور جنگل کی مصیبتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکا بیان مشکل ہے۔ زہریلے سانپ، خوفناک جنگلی پرندے اور بھوت پریت ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کے لیے وہاں موجود رہتے ہیں۔ ہرن جیسی آنکھوں والی خاتون! تمھارا دل تو بہت کمزور ہے، ہمت والے مرد بھی ان ڈراونی چیزوں کے تصور سے ہی کانپ اٹھتے ہیں صحرائی زندگی گزارنا تمھارے بس کی بات نہیں ہے۔ جب لوگ سنیں گے کہ میں تمھیں اپنے ساتھ لے گیا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیجیں گے۔ وہ عورت جو نازوں میں پلی ہو اور جس نے منا تیسل کا میٹھا پانی پیا ہو وہ سمندر کا کھاری پانی پی کر اور تکلیفوں میں گھر کے کس طرح زندگی گزار سکتی ہے۔ وہ کوئل جس نے میٹھے آموں کے باغ میں بسیرا

* جنگل میں رہنے کے لیے بھگوان نے اور ہی لوگ (کول اور کیرات) بنائے ہیں جو شہر کے عیش و آرام سے نہ تو واقف ہوتے ہیں اور نہ اس کے خواہشمند۔ جنگل میں رہتے رہتے وہ جنگل کی زندگی کے عادی ہو جاتے ہیں۔ سادھو سنت جو دنیا کی ساری خوشیاں تیاگ چکے ہوتے ہیں وہ جنگل میں رہ سکتے ہیں یا پھر وہ لوگ جنگل کا رُخ اختیار کرتے ہیں جو اپنے گناہوں کا کفّارہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن بیٹے! سیتا جنگل میں کس طرح رہے گی۔ رام چندر جی نے ماں کی یہ محبت بھری باتیں سن کر انھیں تسلّی دی اور پھر جانکی کو مخاطب کر کے صحرائی زندگی کے آرام اور تکلیفیں بیان کرنے لگے۔

رام چندر جی کو اپنی ماں کے سامنے سیتا جی سے کچھ کہتے حجاب آتا تھا لیکن انھیں سمجھانا ضروری تھا۔ اس لیے وہ ان سے اس طرح مخاطب ہوئے "دیکھو راجکماری! میری صلاح کو غور سے سنو لیکن اس کا غلط مطلب نہ نکالنا۔ اگر تم میری اور اپنی دونوں کی بھلائی چاہتی ہو تو گھر ہی میں رہو۔ اس طرح تم میرا کہنا بھی کروگی اور اپنی ساس کی خدمت بھی کر سکو گی۔ گھر میں رہنے سے تمھیں ہر طرح فائدہ ہی ہو گا۔ ایک عورت کے لیے اس سے بڑی کوئی بات نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے ماں باپ کی خدمت کرے۔ میرے پیچھے ماں کو جب میری یاد آئے تم بیتے دنوں کی کہانیاں سنا کر ان کا دل بہلا سکو گی۔

اے دلکش خاتون! میں تمھیں سچ بتاتا ہوں کہ میں صرف اپنی ماں کی خاطر تمھیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس طرح تم گھر میں رہ کر بزرگوں کی خدمت کا موقعہ حاصل کر سکو گی۔ جنھوں نے ویدوں کی اس تعلیم پر عمل نہیں کیا وہ دشواریوں میں مبتلا رہے۔

میں باپ کے حکم کی تعمیل کر کے جلد ہی واپس لوٹ آؤں گا۔ دن تیزی کے ساتھ

طرح چمکتا چہرہ میری آنکھوں کے آگے ہو تو پھر مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ جنگل کے چرند پرند مجھ سے شناسا ہو جائیں گے۔ جنگل مجھے شہر سے بہتر ہوگا۔ درختوں کی چھال میرا بے داغ لباس ہوگا۔ وہ کٹیا جس میں تم میرے ساتھ ہوں میرے لیے دیوتاؤں کی رہائش گاہ سے زیادہ مقدس ہوگی۔“

”دیوی دیوتا میرا اس طرح خیال رکھیں گے جیسے میرے ساس سسر رکھتے ہیں۔ گھاس اور نرم پتّوں کا بچھونا میرے لئے آرام دہ گدّوں سے بڑھ کر ہوگا اس لیے کہ میرا شوہر میرے ساتھ ہوگا۔ جنگلی پھل میرے لئے لذیذ غذا ہوں گے اور پہاڑیاں اجودھیا کے سیکڑوں محلوں سے اچھی ہوں گی۔ اپنے شوہر کا چہرہ دیکھ کر میں سارے غم بھول جایا کروں گی۔ صحرائی زندگی کی مصیبتیں، خطرے اور تکلیفیں سب میری نظر میں ہیں لیکن شوہر کی جدائی میں جو تکلیف ہے یہ سب اس کے آگے ہیچ ہیں۔ میرے آقا! مجھے یہاں نہ چھوڑو اور اپنے ساتھ لے چلو۔ زیادہ کہنا میں مناسب نہیں سمجھتی۔ مجھے یقین ہے کہ تم سب کے دلوں کا حال جانتے ہو۔ اور رحم تمھاری رگ رگ میں سمایا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے اجودھیا میں چھوڑ جاؤگے تو یقین کرو بن باس سے لوٹنے کے بعد مجھے جیتا نہ پاؤگے۔ تم دکھیاروں کے ہمدرد اور رحم کا مجسمہ ہو میری یہ التجا مان لو۔“

”راستہ چلتے میں کبھی نہ تھکوں گی کیونکہ میری نظر ہمیشہ تمھارے کنول جیسے قدموں پر ہوگی۔ اس سفر میں میں تمھاری پوری پوری خدمت کروں گی اور جب تم چلتے چلتے تھک جایا کروگے تو میں تمھارے پاؤں دبا کر تمھاری تھکن دور کر دیا کروں گی۔ جب تم دم لینے کے لئے کسی درخت کی چھاؤں میں بیٹھ جایا کروگے تو میں پنکھا کر کے تمھیں گرمی سے نجات دلا دیا کروں گی۔ جب میں پسینے سے تر تمھارا چہرہ دیکھا کروں گی

کیا ہو کر یلا کی جھاڑیوں میں کیسے گزار سکتی ہے۔ ان باتوں پر غور کرو اور گھر ہی میں رہو۔ جنگل کی مصیبتیں بڑی تکلیف دہ ہیں۔ جو اپنے دوستوں، ہمدردوں اور بڑوں کا کہنا نہیں سنتا وہ دکھ اٹھاتا ہے اور اسے پچھتانا پڑتا ہے۔"

سیتا جی نے جب اپنے شوہر کی زبان سے یہ باتیں سنیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ان کی شہد بھری باتوں کا سیتا جی پر ایسا اثر ہوا جیسا چکور پر چاندنی کا ہوتا ہے۔ لیکن ودیہا کی بیٹی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس خیال سے انھیں بڑا صدمہ ہوا کہ اس کا خوش اطوار اور نیک کردار شوہر انھیں چھوڑ کر چلا جائے گا۔ بڑی مشکل سے انھوں نے اپنے آنسو روکے اور ہاتھ جوڑ کے اپنی ساس کے قدموں پر گر پڑیں اور بولیں۔ "آپ میری بڑی ہیں۔ میرے قصور کو معاف کر دیجیے۔ میرے شوہر نے مجھے جو صلاح دی ہے میری بھلائی ہر طرح اسی میں ہے۔ لیکن میں نے ہر طرح اپنے دل میں غور کر لیا اور میں اس نتیجے پر پہنچی کہ شوہر سے بچھڑنے سے زیادہ بڑی کوئی اور مصیبت نہیں۔ میری زندگی کے مالک رحم و کرم کے اوتار، رگھو خاندان کے چشم و چراغ! تمھارے بغیر جنت بھی میرے لیے جہنم ہے۔"

"ماں باپ، بھائی بہن اور عزیز اقارب، دوست احباب، ساس سسر، سب خواہ کتنے ہی مہربان اور کتنی ہی محبت کرنے والے کیوں نہ ہوں، شوہر نہ ہوں تو سب کی محبت بیکار اور تکلیف دہ ہے۔ شوہر نہ ہو تو عیش و آرام بیماری سے بدتر اور گہنا صرف ناگوار بوجھ اور ساری دنیا ایسی جیسے دوزخ۔ میری زندگی کے مالک تم نہ ہوں تو دنیا کی کسی چیز میں میرے لیے کشش نہیں۔ شوہر کے بغیر عورت ایسی ہے جیسے روح کے بغیر بدن اور پانی کے بغیر ندی۔ اگر کچھ کبھی نہ ہو اور تمھارا سورج کی

حالات نے جو دردناک صورت اختیار کر لی تھی وہ بیان سے باہر تھی۔ اس وقت جنک کی بیٹی اپنی ساس کے قدموں پر گر پڑی اور بولی "کیا کہوں ماں! جس وقت مجھے تمھاری سیوا کرنی چاہئے تھی اس وقت قسمت نے ایسا پلٹا کھایا کہ مجھے جنگل کو جانا پڑ رہا ہے۔ یہ میری بدقسمتی ہے۔ بھگوان کے لیے آپ اس وقت پریشان نہ ہوں اور ہم پر کرم کی نظر کریں۔ میرا کوئی دوش نہیں۔ تقدیر ہی بڑی بے رحم ہے۔" سیتاجی کی ان درد بھری باتوں کا ان پر ایسا اثر ہوا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بار بار وہ انھیں اپنے سینے سے لگا کر دعائیں دیتی تھیں۔ "بھگوان تمھاری اور تمھارے پتی کی عمر دراز کرے۔ جب تک گنگا جمنا میں پانی ہے تب تک تم پھولو اور پھلو۔" وہ طرح طرح سے اپنی بہو کو سمجھاتی رہیں اور دلاسا دیتی رہیں۔ بار بار انھیں سینے سے لگاتی رہیں اور سیتاجی بار بار ان کے پیر پکڑتی رہیں۔

لچھمن کو جب یہ خبر ملی تو ان کی سمجھ میں نہ آیا اور گھبرا کے بھاگے ہوئے آئے۔ ان کا سارا جسم لرز رہا تھا، رونگٹے کھڑے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آتے ہی وہ جذبات سے بے قابو ہو گئے اور رام چندر جی کے قدموں پر گر پڑے۔ ان کے منہ سے بات نہ نکل سکی اور وہ اس طرح حیران اور بیتاب کھڑے رہے جیسے مچھلی پانی سے نکلنے کے بعد بے چین ہو۔ ان کا دل فکر سے بھرا ہوا تھا انھوں نے اپنے دل میں کہا "ہائے یہ کیا ہو رہا ہے۔ میری ساری خوشیاں اور خوبیاں آج ختم ہو گئیں۔ رگھو خاندان کے سردار اب مجھے کیا کرنے کا حکم دینگے معلوم نہیں۔ یہ مجھے ساتھ لے چلیں گے یا یہیں چھوڑ جائیں گے۔" سری رام نے جب دیکھا کہ ان کا بھائی فوراً چلا آیا ہے اور ہاتھ جوڑے بے چین کھڑا ہے۔ تو وہ یوں ان سے مخاطب ہوئے "میرے پیارے بھیا! پریشان مت ہو اور اپنے ذہن کا سکون مت برباد کرو اس بات پر یقین رکھو کہ انجام بہتر ہی ہوگا۔ جو لوگ بے حیل و حجت کے اور ادب کے ساتھ اپنے ماں باپ، استاد یا سردار کا حکم مانتے ہیں وہ زندگی میں اس کا پھل پاتے ہیں۔ جو ایسا نہیں

تو میں اپنے سارے دکھ درد بھول جایا کروں گی۔ تمھارا خوبصورت چہرہ سامنے ہوگا اس لیے گرم ہوائیں مجھے تکلیف نہ پہنچا سکیں گی۔ جب میں تمھارے ساتھ ہوں گی تو کوئی مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ کر سکے گا۔ خرگوش اور گیدڑ مجھے شیرنی سے کم نہ سمجھیں گے۔ یہ بھی قسمت کا کیسا مذاق ہے کہ میرا شوہر جنگل کی مصیبتیں سہنے کی طاقت رکھتا ہے اور میں کمزور ہوں اور صرف محلوں میں زندگی گذار سکتی ہوں۔ جب یہ باتیں سن کر میرا کلیجا نہیں پھٹتا تو مجھے یقین ہے کہ میری سخت جانی شوہر کی تنہائی بھی سہہ لے گی اور میں اس کی جدائی کا درد برداشت کرنے کے لیے زندہ رہوں گی۔

یہ کہتے ہوئے سیتا جی درد سے بے تاب ہوگئیں۔ وہ اپنے خاوند سے جدا ہونے کی بات کرنے اور سننے کی طاقت کہاں رکھتی تھیں۔ اب تو رام چندر جی کو یقین ہوگیا کہ اگر وہ انھیں یہیں چھوڑ گئے تو یہ جی نہ سکیں گی۔ اس لیے یہ رحم دل سورج ونشی شہزادہ یوں گویا ہوا "اچھا رونا دھونا چھوڑ دو اور میرے ساتھ جنگل کو چلو۔ آج غم کا موقع نہیں خوشی کا مقام ہے۔ فوراً سفر کی تیاری شروع کر دو۔" اپنی شریک زندگی کو اس طرح دلاسا دے کر رام چندر جی اپنی ماں کا اسیرباد لینے کے لیے ان کے قدموں پر گر پڑے۔ وہ بولیں "جاؤ بیٹا! جلدی لوٹ کر اپنے جاں نثاروں کے دکھ دور کرنا اور اپنی ماں کو بھول نہ جانا۔ جانے کبھی میرا مقدر پلٹے گا بھی یا نہیں اور پتہ نہیں وہ دن کب آئے گا جب میں اپنی آنکھوں سے اپنے بیٹے اور بہو کو دیکھ سکوں گی۔ بھگوان وہ دن جلد دکھائے جب میں یہ چاند سے چہرے دیکھ سکوں۔ انھیں بیٹا بیٹی کہہ کر پکار سکوں۔ انھیں اپنے سینے سے لگا سکوں۔

جب رام چندر جی نے یہ دیکھا کہ ان کی ماتا جی بہت دکھی ہیں۔ ان کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تو انھوں نے طرح طرح سے انھیں تسلی دینے کی کوشش کی۔ اس وقت

کرتے ان کا اس دنیا میں آنا بے کار رہتا ہے۔"

" تو بھیا یہ بات ذہن میں رکھو اور غور سے میری بات سنو۔ تم یہاں رہ کر ماں باپ کی سیوا کرو۔ بھرت اور شتروگھن اس وقت گھر موجود نہیں اور راجا بوڑھے ہو چکے ہیں اور اس وقت وہ میری وجہ سے بہت غمگین بھی ہیں۔ اس لیے ان کی دیکھ بھال کی سخت ضرورت ہے۔ اس وقت اگر میں تمھیں بھی جنگل کو ساتھ لے چلوں تو اجودھیا میں کون ایسا ہوگا جو ہمارے ماتا پتا، گرو، خاندان اور رعایا کا دکھ بٹائے۔ اس لیے تم یہاں ٹھہر کر لوگوں کو سکھ پہنچاؤ۔ اگر ایسا نہ کیا تو ہمیں بڑا پاپ ہوگا۔ وہ راجا جس کے راج میں رعایا کو دکھ ہو اس کی جگہ تو نرک ہی ہے۔ میرے بھائی یہ بات ذہن میں رکھو اور گھر ہی میں رہنے کا فیصلہ کرو۔" یہ سن کے لچھمن کو بڑا ملال ہوا۔ ان کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ رام چندر جی کے نرم اور ٹھنڈک پہنچانے والے ان لفظوں کا ان پر وہ اثر ہوا جو پالے کا کنول کے نازک پھول پر ہوتا ہے۔ ان پر جذبات ایسے غالب آئے کہ منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا لیکن انھوں نے جھک کر بھائی کے پاؤں پکڑ لیے۔ بولے "میرے آقا! تم میرے حاکم ہو اور میں تمھارا غلام ہوں۔ اگر تم مجھے چھوڑے جا رہے ہو تو بھی میں کہہ کیا سکتا ہوں؟"

میرے آقا! تم نے مجھے صلاح تو ٹھیک ہی دی ہے لیکن میں کمزور دل ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکوں گا۔ وہ نیک لوگ جن کو اپنے دل پر قابو ہو ویدوں کی تعلیم پر وہی عمل کر سکتے ہیں۔ اور وہی اخلاقی بلندی کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ میں تو محض بچہ ہوں جو تمھاری محبت کے سائے میں پلا ہوں۔ ایک چیونٹی پہاڑ کا بوجھ کیسے اٹھا سکتی ہے۔ میں نہ تو گرو کو جانوں، نہ ماتا کو اور نہ پتا کو۔ میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں کہ اس دنیا میں محبت کے جو بھی بندھن ہو سکتے ہیں وہ سب صرف تمھیں سے ہیں۔ اے رحم

کے دیوتا اور اے دلوں کا حال جاننے والے! دھرم اور نیکی کی باتیں تو اسے بتانی چاہئیں جسے دنیا کی ہوس ہو۔ مجھے بتاؤ جو دل وجان سے اور قول و فعل سے تمھارے قدموں پر فدا ہو، کیا اُسے اِس طرح چھوڑ جانا مناسب ہے۔ رام چندر جی نے دیکھا کہ ان کے بھائی کو ان کی محبت نے بے قابو کر دیا ہے تو انھوں نے اپنے بھائی کو گلے لگا لیا اور طرح طرح سے انھیں دلاسا دینے لگے۔

رام چندر جی بولے "اچھا جاؤ۔ ماں سے اجازت لے کر آ جاؤ پھر میرے ساتھ تم بھی جنگل کو چلو۔" لچھمن نے راگھو خاندان کے سردار کے منہ سے یہ خوشخبری سنی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے بہت کچھ پا لیا تھا اور بہت بڑے نقصان سے بچ گئے تھے۔ انھیں ایسی خوشی ہوئی جیسے کسی اندھے کو دو آنکھیں مل جائیں تو وہ خوش ہو۔ وہ دوڑے دوڑے اپنی ماتا جی کے پاس گئے۔ وہاں پہنچ کے انھوں نے اپنی ماں کے قدموں پر سر جھکا دیا اور ان کا دل سری رام اور سیتا جی کے پاس تھا۔ ماں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو وجہ پوچھی۔ لچھمن نے سارا واقعہ بتا دیا۔ سمترا کو اس دردناک واقعے کا علم ہوا تو انھیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے چاروں طرف آگ لگ رہی ہو۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر لچھمن کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں ان کا سارا منصوبہ خاک میں نہ مل جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ماں انھیں رام چندر جی کے ساتھ جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیں۔ اس لیے وہ اپنی ماں سے اجازت لیتے ہوئے ہچکچائے اور پریشان ہو گئے۔ رام چندر جی کے اخلاق، محبت اور برتاؤ کا خیال کر کے اپنا سر پیٹ لیا۔ انھیں اس خیال سے بڑا افسوس ہوا کہ عیار رانی (کیکئی) نے دغا کی ہے۔

سمترا نے سمجھ لیا کہ برے وقت نے انھیں آ گھیرا ہے۔ لہٰذا اس نیک دل خاتون نے

اور وہ اپنے ماں باپ کو عزیز و اقارب کو اور شہر کے آرام کو بھول جائیں۔"

تلسی داس کے آقا (لچھمن) کو اس طرح نصیحت کرنے کے بعد ان کی ماتا جی نے انھیں جانے کی اجازت دے دی۔ پھر اُن کو اشیرباد دی اور دعا دی کہ بھگوان کرے سیتا اور رام کے لئے تمھاری محبت امر ہو جائے۔ لچھمن نے اپنی ماں کے قدموں پر سر جھکا دیا اور وہاں سے فوراً روانہ ہو گئے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اُن کے بن باس کے راستے میں رکاوٹ بن جائے۔ انھیں یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی ہرن کو کسی مضبوط سانپ کے پھندے سے نجات مل گئی ہو۔

وہاں سے لچھمن سیدھے اس جگہ پہنچے جہاں جنک کی بیٹی بیٹھی تھی۔ لچھمن جی کو اس بات کی بہت خوشی تھی کہ وہ اس وقت اپنے پیارے بھائی کی خدمت میں موجود تھے۔ رام چندر جی اور سیتا جی کے قدموں میں سر جھکائے ہوئے وہ ان کے ساتھ راج محل تک گئے۔ شہر کے عورت مرد ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے "کیسی عجیب بات ہے کہ بھگوان نے پہلے تو ہماری امیدیں قریب قریب پوری کر دیں اور پھر انھیں پاش پاش کر دیا۔" ان سب کے دل مغموم تھے اور چہروں سے رنج ٹپک رہا تھا۔ ان کی حالت ان شہد کی مکھیوں کی سی تھی جن کا شہد چھین لیا گیا ہو۔ وہ غم سے ہاتھ مل رہے تھے۔ سینہ پیٹ رہے تھے اور ان پرندوں کی طرح ماتم کر رہے تھے جن کے بازو توڑ دیے گئے ہوں۔ راج محل کے دروازے پر بھیڑ جمع ہو گئی تھی اور سبھی کے چہرے مغموم تھے۔ منتری سمانترا نے راجا کو اٹھا کر تخت پر بٹھا دیا اور انھیں یہ خوشگوار خبر سنائی کہ سری رام آ گئے ہیں۔ جب راجا نے سیتا جی کے ساتھ اپنے دو بیٹوں کو دیکھا تو ان کا ملال اور بھی شدید ہو گیا۔ غم سے بے قابو ہو کر انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو گلے سے لگا لیا۔

اپنے ہوش و حواس پر قابو پاتے ہوئے کہا "میرے پیارے بیٹے! ودیہا کی بیٹی تمھاری ماں ہے اور رام جو تمھیں جی جان سے چاہتا ہے تمھارا باپ ہے۔ اور جہاں رام رہے وہی جگہ اجودھیا ہے کیونکہ دن وہیں ہوتا ہے جہاں سورج ہو۔ اگر واقعتاً سیتا اور رام بن باس لے رہے ہیں تو تمھارا بھی اجودھیا میں کوئی کام نہیں۔ اپنے گرو، ماں باپ، بھائی، دیوتا اور آقا کی زندگی کو اپنی زندگی کی طرح عزیز رکھنا چاہیے۔ رام تو زندگی سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ وہ سب کا دوست اور سب کو عزیز ہے۔ اور جو رام کو عزیز ہے وہی ہمیں بھی عزیز ہونا چاہیے۔ میرے بیٹے! یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے تمھیں بھی بن باس لینا چاہیے اور اس طرح تمھیں تمھاری زندگی کا اصل مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ میں صحیح کہتی ہوں کہ یہ تمھاری اور میری دونوں کی خوش قسمتی ہے کہ تم نے اپنا مقام رام کے قدموں میں بنا لیا ہے"۔

"وہی ماں اپنے بیٹے کو جنم دینے پر فخر کر سکتی ہے جس کا بیٹا رام کا جاں نثار ہو۔ یہ نہ ہو تو اس عورت کا بے اولاد رہنا بہتر۔ اگر کسی کی اولاد رام سے عداوت رکھتی ہو تو اس کی زندگی نفرت کے قابل ہے۔ یہ تمھاری خوش قسمتی ہے کہ رام بن باس لے رہا ہے اور ایسا کرنے میں یقیناً تمھاری بھلائی اس کے مدنظر ہے۔ دنیا کا سب سے بہتر کام یہ ہے کہ رام اور سیتا کے قدموں سے پیار کیا جائے۔ کبھی خواب میں بھی غصے، حسد اور غرور کو دل میں جگہ نہ دینا۔ اس طرح کے تم تمام خیالات کو دل سے نکال کر جی جان سے اور قول و فعل سے رام اور سیتا کی خدمت کرنا۔ جنگل میں تمھیں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ یوں کہ رام اور سیتا باپ اور ماں کی طرح تمھارے ساتھ ہوں گے اور بیٹے یہ خیال رکھنا کہ جنگل میں رام اور سیتا کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ تم سے میری یہی خواہش ہے۔ پیارے بیٹے! تمھارا کام یہ ہونا چاہیے کہ تمھاری وجہ سے رام اور سیتا جنگل میں آرام کی زندگی گذاریں۔

منتری سمنترا کی بیوی نے اور گورو وششٹ کی بیوی نے اور باقی عقلمند عورتوں نے بھی سیتا جی کو بہت سمجھایا مگر سب بے سود۔ انھوں نے کہا "تمھیں کسی نے جلاوطن نہیں کیا اس لیے ویسا ہی کرو جیسا تمھارے ساس سسر اور گورو کہتے ہیں"۔ یہ مشورہ حالانکہ دوستانہ مناسب اور آرام دہ تھا لیکن سیتا جی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایسا لگتا تھا جیسے موسم خزاں کے چاند کی کرنیں چکوری پر پڑکر اسے بے چین کر رہی ہیں۔

سیتا جی عادت کی پتلی تھی اس لیے اس نے کسی کو جواب نہیں دیا لیکن کیکئی ان کی باتیں سن کر بگڑ گئی اس نے سادھوؤں کا لباس زیور اور برتن لاکے رام چندر جی کے آگے رکھ دئے اور نرم لہجہ میں بولی "اے راگھو خاندان کے سردار تم راجہ کو جان سے زیادہ عزیز ہو ان میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ تمھیں خود سے الگ کر سکیں وہ تم سے بن باس لینے کو نہ کہیں گے چاہے ان کی نیکی اور نیک نامی کیوں نہ برباد ہو جائے اور چاہے ان کی آنے والی زندگی خوشیوں سے خالی کیوں نہ ہو جائے۔ یہ بات ذہن میں رکھو اور جو مناسب سمجھو کرو"۔ اپنی سوتیلی ماں کی یہ نصیحت سن کر رام چندر جی کو بہت خوشی ہوئی لیکن کیکئی کے یہ الفاظ راجہ کے کلیجہ کے پار ہو گئے انھوں نے دل میں سوچا میری زندگی کا خاتمہ کب ہوگا۔ جو لوگ موجود تھے ان سبھی کو ملال ہوا اور راجہ تو بے ہوش ہو گئے۔ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کیا جائے۔ رام چندر جی نے فوراً فقیرانہ لباس پہن لیا اور سر جھکا کے روانہ ہو گئے۔ وہاں سے نکل کر انھوں نے سفر کی تیاری کی اور برہمنوں کو سلام کر کے گورو وششٹ کے آگے سر جھکا کے روانہ ہو گئے۔ انھیں جاتا دیکھ کر سب حیران اور پریشان رہ گئے۔

مسافروں کی یہ جماعت راج محل سے نکلی گورو وششٹ کی کٹیا ان کی پہلی منزل تھی۔ یہاں سب لوگ رام چندر جی کی جدائی کی آگ میں بھسم ہو رہے تھے۔ راگھو خاندان کے

راجا اتنے بیکل تھے کہ اس کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ غم نے ان کے دل کو گھائل کر دیا تھا۔ راگھو خاندان کے بہادر نے اپنے پتاجی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ پھر اٹھے اور انھوں نے جنگل کو جانے کی اجازت چاہی۔ " پتاجی! مجھے روانگی کی اجازت دیجیے اور اشیرباد دیجیے۔ اس خوشی کے وقت آپ کو غمگین نہ ہونا چاہیے۔ اگر اپنے پیارے سے محبت کے سبب کوئی اپنے فرض سے منہ موڑ لے تو اس کی شہرت اور نیک نامی کو داغ لگ جاتا ہے۔" یہ سن کر راجہ جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے اور رام چندر جی کا بازو پکڑ کے انھیں بٹھا لیا۔ اور بولے "سنو بیٹے! بڑے بڑے منی تمھارے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ تم ساری کائنات کے، سارے جانداروں اور سارے بے جانوں کے راجا ہو۔ بھگوان ہمارے کاموں کے بارے میں خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اچھے ہیں یا برے۔ جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اس کا اجر پاتا ہے۔ ویدوں میں یوں ہی لکھا ہے اور سبھی اس سے اتفاق کرتے ہیں لیکن اب ہم نے یہ دیکھا کہ برائی کوئی کرے اور اس کی سزا کوئی پائے۔ بھگوان کے کام بھی نرالے ہیں اور دنیا کے ہر آدمی کی سمجھ سے باہر ہیں۔

راجا نے سری رام چندر جی کو روکنے کے سبھی جتن کر لیے لیکن یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ رکنے والے نہیں انھوں نے جانے کا تہیہ کر لیا ہے کیونکہ وہ استقلال، ہمت، نیکی اور ایثار کے پتلے تھے۔ جب راجا نے دیکھا کہ یہ کسی طرح رکنے والے نہیں تو انھوں نے سیتاجی کو گلے لگایا اور طرح طرح سے سمجھایا۔ جنگل کی مصیبتوں کا ذکر کیا۔ اور یہ سمجھایا کہ اگر وہ اپنی سسرال یا اپنے مائیکے میں ٹھہر جائے گی تو اسے ہر طرح کا آرام ملے گا۔ لیکن سیتاجی کا دل کسی طرح رام چندر جی کے قدموں سے الگ نہ ہو سکتا تھا اس لیے نہ انھیں جنگل کی زندگی سے ڈر لگتا تھا نہ گھر کی آرام دہ زندگی میں کشش معلوم ہوتی تھی۔ باقی سب لوگوں نے بھی سیتاجی کو جنگل کی دردبھری زندگی سے خبردار کیا

آنے سے انکار کریں تو ہاتھ جوڑ کے یہ کہنا کہ متھیلا کے راجہ کی بیٹی کو تو واپس کر دیں۔ اگر جنگل کو دیکھ کر سیتا ڈر جائے تو اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانا اور کہنا کہ تمھارے ساس سسر نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ جنگل کی زندگی بڑی دشوار ہے تم فوراً واپس لوٹ آؤ۔ کبھی اپنی سسرال میں رہنا اور کبھی میکے میں۔ غرض تم اپنی پوری کوشش کرنا کہ وہ لوٹ آئے۔ اگر وہ لوٹ آتی ہے تو میرے لیے جینے کا سہارا ہو جائے گا۔ نہیں تو میری زندگی کا خاتمہ قریب ہے۔ قسمت کے لکھے کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔" یہ کہتے ہوئے راجہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور بے ہوشی میں چیخنے لگا کہ رام کو لاؤ، لچھمن کو لاؤ، سیتا کو لاؤ۔ راجا کا حکم پاتے ہی سمنترا نے اپنا تیز رفتار رتھ تیار کرایا اور شہر سے باہر کی طرف چل دیا جدھر دونوں راجکمار اور سیتا گئے تھے۔

وہاں پہنچ کر سمنترا نے دونوں راجکماروں کو راجا کا پیغام سنایا اور ہاتھ جوڑ کے درخواست کی کہ وہ رتھ میں سوار ہو جائیں۔ دونوں بھائیوں اور سیتا جی نے ہاتھ جوڑ کے اجودھیا کی طرف نمسکار کیا اور رتھ میں سوار ہو گئے۔ شری رام کے چلے جانے کے بعد اجودھیا کا کوئی سردار نہ رہا۔ جو لوگ وہاں جمع تھے وہ سمجھاتے ہوئے رام چندر جی کے پیچھے دور تک آئے لیکن وہ ایک مضبوط ارادے کے انسان تھے۔ انھیں سمجھا بجھا کر سب کو واپس کر دیا لیکن ان لوگوں کی محبت نے پھر جوش مارا اور وہ لوگ ایک بار پھر وہیں جا پہنچے اس سے سارا اجودھیا ویران ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے قیامت آ گئی ہو اور دنیا اجڑ گئی ہو۔ سارے مرد عورت ایسے دکھائی دیتے تھے جیسے کوئی عجیب مخلوق ہو۔ یہ لوگ ایسے خوف زدہ تھے کہ ایک دوسرے کی صورت سے بھی ڈر جاتے تھے۔ ان کا گھر شمشان بھومی کی طرح سے اور ان کی صورتیں بھوتوں کی طرح لگتی تھیں۔ انھیں اپنے دوست، اولاد اور عزیز و اقارب یمدود کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ باغوں کے پیڑ پودے اور بیلیں سوکھنے لگیں اور

چشم و چراغ نے اپنے سکون پہنچانے والے لفظوں سے سب کو دلاسا دیا۔ رام چندر جی نے برہمنوں کو بلوایا اور اپنی محبت اور تحفوں سے انھیں خوش کرنے کی کوشش کی اور اپنے سب دوستوں کے لیے محبت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے خادموں اور خادماؤں کو بلوایا اور ان کی دیکھ بھال کا کام گورو کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کر درخواست کی "گرودیو! یہ سب آپ کے سپرد ہے ان کا اس طرح خیال رکھنا جیسے ماں باپ اپنی اولاد کا رکھتے ہیں۔" اس کے بعد انھوں نے ہاتھ جوڑ جوڑ کے ایک ایک سے کہا "میرا دوست صرف وہی ہے جو میرے پیچھے راجہ کا خیال رکھے اور ہر طرح ان کو تسلی دینے کی کوشش کرے اور کسی کی بات سے میری ماؤں میں سے کسی کو دکھ نہ پہنچائے۔

اس طرح رام چندر جی نے سب لوگوں کو تسلّی دی پھر اپنے گورو کے کنول جیسے قدموں پر سر رکھ دیا۔ گن پتی پاروتی اور گورو کیلاش کی پوجا کر کے اور اپنے گورو کی دعائیں لے کر آگے بڑھے۔ جب وہ چل دیے تو رعایا میں کہرام مچ گیا اور لوگوں کی چیخ پکار دور تک ان کے کانوں سے ٹکراتی رہی۔ لنکا میں نحوست کی نشانیاں نظر آنے لگیں۔ اور اجودھیا رنج و غم میں ڈوب گیا۔ دیوتاؤں میں خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات موجود تھے۔ جب راجا کو ہوش آیا تو انھوں نے سمنترا کو بلا کے یہ کہا "رام جنگل کو چلا گیا لیکن میری جان جسم سے نکلنے کے لیے تیار نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا اب اسے اس بدن میں رہنے سے کیا آرام ملتا ہے۔ اس سے بڑا کون سا ملال مجھے ہو سکتا ہے جس کے سبب میری جان نکل سکے۔ خیر دوست اپنا رتھ لو اور اس کا پیچھا کرو راجکماروں کا جسم نازک ہے اور ان کے ساتھ جنک کی نازک بیٹی بھی ہے۔ تم انھیں رتھ میں بٹھاؤ اور تین چار دن جنگل کی سیر کرا کے واپس لے آؤ۔"

"راگھو خاندان کا یہ سردار اپنی بات کا بہت پکّا ہے۔ اس لیے اگر یہ دونوں بھائی واپس

لیٹ کر سو گئے۔ دیوتاؤں نے اور مدد کی انھیں اور گہری نیند سلا دیا۔ دو راتیں گزرنے کے بعد رام چندر جی نے منتری سے کہا کہ اب رتھ اس طرح چلاؤ کہ راستے گڈمڈ ہو جائیں۔ ہمارا مقصد اسی طرح پورا ہو سکتا ہے۔ سری رام، لچھمن اور سیتا نے شیو جی کے آگے سر جھکایا اور رتھ میں سوار ہو گئے۔ اب منتری نے رتھ کو کبھی ادھر چلایا کبھی ادھر چلایا جس سے پہیوں کے نشان گڈمڈ ہو گئے۔

اگلا دن نکلا تو سب کے منہ سے نکلا کہ رگھوناتھ تو چلے بھی گئے۔ سب لوگ چاروں طرف رام رام چیختے پھرے لیکن یہ پتہ نہ لگا سکے کہ رام چندر جی کس طرف گئے۔ سب کو رام چندر جی سے بچھڑنے کا ملال تھا۔ اور سب یہ دعائیں مانگتے تھے کہ رام چندر جی ان کے ساتھ نہ ہوں تو انھیں موت ہی آ جائے۔ غرض سب روتے پیٹتے اجودھیا کو لوٹ آئے۔ انھیں اس جدائی کا جو ملال تھا وہ بیان سے باہر ہے۔ اب تو سب کو یہی امید تھی کہ بن باس کی مدت ختم ہونے کے بعد ہی رام چندر جی لوٹیں گے تب ہی ان کے درشن ہو سکیں گے۔ شہر کے سب مرد عورت ان کی واپسی کے لیے برت رکھنے اور پوجا پاٹ کرنے لگے۔ ان سب کا حال ایسا خراب تھا جیسے دھوپ کے نہ ہونے میں چکوا اور چکوی کا ہوتا ہے۔

دونوں بھائی سیتا جی اور منتری کے ساتھ سرنگ دیر پور پہنچ گئے۔ وہاں گنگا کو بہتے دیکھ کر رام چندر جی رتھ سے اتر گئے اور اس کے سامنے خوشی کے مارے زمین پہ سر رکھ دیا۔ لچھمن، سیتا اور منتری نے بھی سر جھکایا اور وہ بھی اس خوشی میں رام چندر جی کے ساتھ ہو گئے۔ گنگا جی تو خوشیوں کی بہتی ندی ہیں اور سارے دکھ دور کر دیتی ہیں۔ رام چندر جی اپنے چھوٹے بھائی، اپنی پتنی اور وزیر کو اس دریا کی عظمت کا راز سمجھانے لگے اور اس کے کارنامے بیان کرنے لگے۔ انھوں نے اس دریا میں غوطہ لگایا تو ساری

ندیاں، تالاب آنکھوں کو برے لگنے لگے۔

ہاتھی، گھوڑے، چوپائے اور سارے پرندے جیسے مور، کوئل، طوطا، مینا، چکورہ اور ہنس سب ہی اداس دکھائی دیتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ زندہ پرندے نہ ہوں تصویریں ہوں۔ سارا شہر ایک گھنا جنگل دکھائی دیتا تھا اور وہاں کے رہنے والے آدمی نہیں جنگل کے رہنے والے چرند اور پرند دکھائی دیتے تھے۔ بھگوان نے کیکئی کو ایک بھیل عورت کا کام سونپا تھا جس نے سارے جنگل کو بھیانک آگ میں لپیٹ دیا ہو۔ شہر کے سارے رہنے والے اپنے پیاروں کی جدائی سے پریشان تھے اور ادھر ادھر بھاگے پھرتے تھے۔ جس سے ان کی بے چینی ظاہر ہوتی تھی اور سب اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ رام اور سیتا کے بغیر جینے کا کوئی لطف نہیں ہے۔ یہ طے کرنے کے بعد انھوں نے اپنے آرام دہ گھر چھوڑے اور رام چندر جی کے پیچھے پیچھے گئے۔ عیش و آرام میں اب وہ مزہ کہاں جو سری رام کے قدموں میں رہنے سے تھا۔ بچوں اور بوڑھوں کو گھروں میں چھوڑ کر یہ لوگ رام چندر جی کے ساتھ ہوئے۔ رگھوناتھ نے تمسا پر اپنا پہلا پڑاؤ کیا۔

جب رگھوپتی نے اپنی محبت سے بھری رعایا کو دیکھا تو ان کا دل بہت دکھا۔ دوسروں کی تکلیف سے اس رحم وکرم کے پتلے کو بڑی تکلیف پہنچی۔ اپنی رس بھری آواز سے اور دل موہ لینے والی باتوں سے انھوں نے طرح طرح سب کو دلاسا دیا اسکے علاوہ انھوں نے بہت سی نصیحتیں کیں اور سمجھایا کہ ہر ایک کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ لیکن ان سب پر محبت کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ لاکھ سمجھانے کے باوجود وہ لوگ واپسی پر رضامند نہ ہوئے۔ رام چندر جی نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح لوٹنے پر راضی نہیں ہوتے تو وہ عجیب پریشانی میں پڑ گئے۔ آخر کار ایک جگہ یہ تھکے ہارے لوگ

میں کچھ سوچنے لگا اور اسے اشوک کے درخت کا خیال آیا۔ وہ رگھوپتی کو یہ درخت دکھانے کے لیے لے گیا۔ رام چندر جی نے ہر طرح اس جگہ کو دیکھا اور بولے کہ یہ جگہ ہر لحاظ سے بہترین ہے۔ اس کے بعد گاؤں کے لوگ انھیں پرنام کر کے لوٹ آئے اور رگھوپتی شام کے پوجا پاٹ کی تیاری کرنے لگے۔ اتنے میں گہا نے پتوں اور کُش گھاس کا نرم بستر تیار کر دیا اور اس کے برابر میں پھل مول رکھ دیئے۔ یہ سب کے سب نرم اور مزیدار تھے۔ رام چندر جی نے سیتا جی، لچھمن اور سمترا کے ساتھ وہ پھل مول کھائے اور سونے کے لیے لیٹ گئے اور ان کے بھائی ان کے پاؤں دابنے لگے۔

جب لچھمن نے دیکھا کہ ان کے پربھو سو گئے تو وہ اٹھے اور نرم لہجے میں منتری سے آرام کرنے کو کہا اور خود وہ پہرا دینے کے لیے تیر کمان لے کر بہادروں کی طرح ذرا سے فاصلے پر جا بیٹھے۔ اُدھر گہا نے اپنے معتمد پہرے داروں کو بلایا اور ذرا ذرا فاصلے سے انھیں مقرر کر دیا اور وہ خود کمان میں تیر جوڑ کر لچھمن کے پاس جا بیٹھے۔ نشد کے سردار نے جب سری رام کو گھاس پھوس کے بستر پر سوتے دیکھا تو محبت کی وجہ سے انھیں بڑا دکھ ہوا۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور وہ لچھمن سے بولا "راجا کا محل بڑا سندر ہوتا ہے۔ اندر استھان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس میں جگہ جگہ قیمتی پتھر جڑے ہوتے ہیں۔ جیسے محبت کے دیوتا نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہو۔ یہ بہت عمدہ اور خوبصورت طرز کا بنا ہوتا ہے جس میں آرام کا سب سامان مہیا ہوتا ہے۔ پھولوں کی خوشبو مہکتی ہوتی ہے آرام دہ بستر ہوتے ہیں۔ ضرورت کی ہر چیز مہیا ہوتی ہے۔

"اس کے علاوہ چادریں، تکیے، گدے لگے ہوتے ہیں جو دودھ کی طرح سفید اور خوبصورت ہوتے ہیں ایسے محلوں میں سیتا اور رام پلے ہوں گے۔ اب وہی تھکے ہارے گھاس

تھکن دور ہوگئی اور جب اس کا پانی پیا تو دل خوشیوں سے معمور ہوگیا۔ اس دریا کا خیال ہی جنم جنم کے دکھوں کا علاج ہے اور اب تو وہ دریا ان کے آگے تھا۔ اس لیے سارے دکھ درد دور ہوتے دکھائی دیئے۔

گہانشد کو جب یہ خبر ملی تو اسے بہت خوشی ہوئی۔ اس نے اپنے سب عزیزوں اور دوستوں کو جمع کیا اور طرح طرح کے پھل پھول ٹوکریوں میں بھر کر کندھوں پر اٹھائے اور یہ تحفے لے کر رام چندر جی کی طرف چلا اس وقت اس کے دل سے خوشی امڈی پڑ رہی تھی۔ رام چندر جی کی خدمت میں حاضر ہوکر اس نے یہ تحفے پیش کیے اور ان کے آگے سر نوایا۔ رام چندر جی بھی بڑی محبت سے پیش آئے اور اسے اپنے پاس بٹھا کے خیریت پوچھنے لگا۔ وہ بولا ”پربھو! آپ کے کنول جیسے قدموں کو دیکھ لینے سے بڑی خوشی کیا ہوسکتی ہے۔ اس وقت مجھے ہر طرح کی خوشی میسر ہے۔ میری زمین میری پونجی اور میرا گھر سب آپ کی ہے۔ میں اور میرا کنبہ آپ کا غلام ہے۔ مہربانی کر کے میرے گھر میں قدم رکھیے تاکہ میرا رتبہ بڑھے۔ اور سب میری قسمت پر رشک کریں“ یہ سن کر رام چندر جی بولے ”میرے دوست! جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہے۔ لیکن میرے باپ کا حکم کچھ اور ہی ہے۔ ان کا حکم ہے کہ میں دس اور چار سال تک جنگل میں گھوموں، فقیرانہ لباس پہنوں اور سادھوؤں کی سی زندگی گزاروں۔ اس لیے میرا گاؤں میں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔“ گہا کو یہ سن کر سخت ملال ہوا۔

رام چندر جی، لچھمن اور سیتا جی کے بھولے بھالے اور خوبصورت چہروں کو دیکھ کر گاؤں کے رہنے والوں کو ان سے ہمدردی ہوئی اور وہ بولے ”دوست! وہ ماں باپ کیسے ہوں گے جنھوں نے اپنے بچوں کو جنگل میں بھیج دیا“۔ کچھ بولے ”راجا نے اچھا ہی کیا کہ اس بہانے ہماری آنکھوں کو ان کا دیدار میسر آیا“۔ اس کے بعد نشد کا سردار اپنے دل

اس دنیا میں صرف جوگیوں کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں کیونکہ وہ دنیا کے جھمیلوں سے دور ہوتے ہیں۔ یہاں صرف اسی کو بیدار سمجھنا چاہیئے جو دنیا کی آلائشوں سے اپنے دل کو پاک وصاف رکھے۔ اور سری رام کے چرنوں میں زندگی گذارنے کا خواہشمند ہو۔ یہاں کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ آدمی جی جان سے رام چندر جی پر فدا ہو۔ سری رام برہما کا ہی ادب ہے۔ یہی سچائی ہے۔ انھیں کی سیوا کرنے کے لئے زمین برہمن گائیں اور دیوتا وجود میں آتے ہیں۔

" دوست یہ بات سمجھ لو لوگوں سے شکایت چھوڑ دو اور رام اور سیتا کے جاں نثار رہو۔" ابھی لچھمن سری رام کی خوبیاں بیان کر ہی رہے تھے کہ دن نکل آیا اور دنیا کو خوشی دینے والے رام بیدار ہو گئے۔ انھوں نے اٹھ کر پوجا پاٹ کی اور پھر برگد کا تھوڑا سا دودھ منگایا۔ سمنترا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر عاجزی سے عرض کیا کہ راجا نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں رتھ لے کر تمھارے پاس آجاؤں تمھیں جنگل کی سیر کراؤں گنگا جی میں اشنان کراؤں اور پھر فوراً تمھیں واپس لیجاؤں یہ حکم تو راجا کا ہے ویسے میں آپ کو وشواس دلاتا ہوں کہ آپ جیسا کہیں گے میں ویسا کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ رام چندر جی کے قدموں پر گر پڑا اور بچوں کی طرح رونے لگا۔

منتری بولا "میرے سرکار رحم کرو اور ایسا قدم اٹھاؤ کہ اجودھیا بغیر آقا کے نہ رہ جائے" سری رام نے اسے اپنے قدموں میں سے اٹھایا اور بولے کہ "پتا جی تم نے سچائی کو پالیا ہے نیکی کی خاطر سیبی ددھچی اور راجا ہرش چندر نے انگنت مصیبتیں اٹھائیں۔ دانش مند راجا رنتی دیو اور بالی نے بڑی بڑی آزمائشوں کے دوران اپنی نیکی کو برقرار رکھا۔ سچائی سے بڑی کوئی خوبی نہیں۔ منتروں ویدوں اور پرانوں میں یہی لکھا ہے۔ مجھے یہ نیکی کا راستہ آسانی سے مل گیا۔ اگر میں اسے ترک کر دوں تو اس کی سزا بھگتوں گا۔ کوئی نیک نام

کے بستر پر پڑے ہیں ۔ یہ دیکھ کر کسے صدمہ نہ ہوگا ۔ کیسے صدمے کی بات ہے کہ جنھیں ماں باپ نے کنبہ نے رعایا نے ساتھیوں نے خادموں اور خادماؤں نے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا ۔ آج وہی زمین پر پڑے ہیں ۔ وہ سیتا جو جنک کی بیٹی ہے ۔ راجا دشرتھ کی بہو ہے وہ اور اس کا شوہر دونوں کا بستر زمین پر ہے ۔ بدقسمتی کسی کا ساتھ نہیں چھوڑتی ۔ کیا رام چندر جی اور سیتا جی کے ساتھ ایسا سلوک کیا جانا چاہیے تھا کہ انھیں جلاوطن کر کے جنگل کو بھیج دیا جائے ۔ لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ قسمت کے آگے کسی کی نہیں چلتی ، کیکیا کی بیوقوف بیٹی نے یہ ظالمانہ شرارت کی کہ اس نے رام چندر جی اور سیتا کو مصیبت میں ڈال دیا ۔

"اس شریر عورت نے رگھو ونش کے اس درخت پر کلہاڑی چلا کے ساری دنیا کو تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے "۔ نشد کا سردار ان لوگوں کو اس عالم میں دیکھ کر بہت غمگین تھا اس کے جواب میں لچھمن جی جو دانش مندی اور ایثار کے پتلے تھے وہ نرم اور رسیلے لہجے میں یوں بولے " دنیا میں کوئی کسی کو نہ دکھ دے سکتا ہے نہ خوشی ۔ ہر کوئی اپنے کرموں کا پھل پاتا ہے جدائی اور ملاپ خوشی اور غم دوست اور دشمن سب اسی کا نتیجہ ہیں ۔ اس طرح پیدائش اور موت خوش حالی اور غربت یہ سب نظر کے دھوکے ہیں ۔ زمین ، مکان ، دولت قصبہ خاندان نرک سورگ اور دنیا کی ساری چیزیں بلکہ جو کچھ دکھائی دیتا ہے یا ذہن میں آتا ہے سب دھوکہ ہے ۔ فرض کرو کہ خواب میں کوئی بھکاری راجہ بن بیٹھے یا جنت کا داروغہ مفلس ہو جائے تو جب وہ خواب سے اٹھتا ہے تو نہ اسے فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان ۔ یہی حال اس دنیا کا ہے ۔

"چنانچہ نہ کسی سے ناراض ہونا چاہیے نہ کسی کو الزام دینا چاہیے ۔ دنیا کا ہر آدمی ایک طرح کے فریب میں مبتلا ہے ۔ جب وہ سوتا ہے تو طرح طرح کے خواب دیکھتا ہے ۔

بولنے پر مجبور کر رہا ہے۔ اس لئے میری بات کا بُرا نہ ماننا۔ اپنے پتی کے قدموں کے آگے کوئی رشتہ میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔

"میں نے اپنے باپ کی شان و شوکت دیکھی ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ اس کے پیر چومتے ہیں۔ ایسے باپ کا گھر بھی پتی کے بغیر میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ چاہے کیسی ہی مصیبت کا وقت ہو میں اس گھر میں جانا پسند نہ کروں گی میرا سسر بھی کے راجا سے کسی طرح کم نہیں۔ دور دور اس کا راج پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں اس کی شان و شوکت کے چرچے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اندر بھی آگے بڑھ کر اس کا سواگت کرتا ہے۔ اور اسے تخت پر اپنی برابر جگہ دیتا ہے۔ میرا سسر ایسا ہے۔ اجودھیا میرا وطن ہے۔ میرا کنبہ مجھ پر جان دیتا ہے میری ساس مجھے ماں کی طرح پیار کرتی ہے۔ لیکن جہاں میرے پتی کے قدموں کی دھول نہ ہو وہاں مجھے خوشی نہیں مل سکتی۔ اور میں اپنے شوہر کے ساتھ ہوں تو جنگل کے دشوار گزار راستے، پہاڑ اور دریا جنھیں پار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہاتھی، شیر جنگل کے جانور جنگلی قبائل مثلاً کول اور بھیل سب ہی مجھے پیارے لگتے ہیں۔ میرے ساس سسر کے قدموں پر گر کر میری طرف سے عرض کرنا کہ میرے لئے غمگین نہ ہوں۔ کیونکہ جنگل میں مجھے ہر طرح کا آرام ہے۔

"میرے ساتھ میری زندگی کا مالک ہے۔ بہادر لچھمن ہے۔ جو ترکش میں تیر بھرے اور کمان لئے ساتھ ہوتے ہیں۔ مجھے سفر کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی نہ چلنے سے چکر آتا ہے نہ غم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ میرے لئے غم نہ کریں۔" سیتا جی کی باتیں سن کر سمنترا اس طرح پریشان ہوا جیسے سانپ کا منکا کھو جائے تو وہ پریشان ہوتا ہے۔ اس میں نہ سننے کی طاقت رہی نہ بولنے کی۔ رام چندر جی نے اسے طرح طرح دلاسا دیا۔ لیکن اسے چین نہ آیا۔

آدمی کوئی بھول کر بیٹھے تو وہ ایسی سزا پاتا ہے کہ لاکھوں موتیں بھی اس سزا کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ پتاجی میں تم سے اور کیا کہوں۔ تم سے سوال و جواب کروں گا تو مجھے پاپ ہوگا آپ ہاتھ جوڑ کر میرے پتاجی سے کہنا کہ وہ میرے لئے پریشان نہ ہوں۔

" آپ مجھ پر میرے باپ جیسی ہی مہربانی کرتے ہیں اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کوئی ایسی تدبیر کریں جس سے میرے باپ کا غم دور ہو" رگھوپتی اور منتری کے درمیان یہ گفتگو سن کر نشد کے سردار اور باقی لوگوں کو بہت دکھ ہوا۔ اس کے بعد لچھمن نے کچھ کہنا چاہا لیکن رام چندر جی نے انھیں روک دیا۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی باتیں سخت قابل اعتراض ہوں گی۔ اور منتری کو سمجھا دیا کہ لچھمن کی کوئی بات بھی راجا تک نہ پہونچائیں۔ اس کے بعد سمنترا نے راجا کا دوسرا پیغام سنایا کہ سیتا بہت نازک ہے وہ جنگل کی مصیبتیں نہ سہہ سکے گی۔ اس لئے کم سے کم اسے تو اجودھیا واپس بھیجدیا جائے۔ منتری نے یہ بھی کہا کہ سیتاجی کے لوٹ جانے سے راجا کا جینا آسان ہو جائیگا۔ ورنہ وہ ایسے تڑپتے رہیں گے جیسے پانی سے باہر مچھلی۔ منتری نے سمجھایا کہ سیتا جی سسرال میں بھی رہ سکتی ہیں۔ اور میکے میں بھی۔ دونوں جگہوں میں سے کہیں بھی رہ کر وہ رامچندر جی کے بن باس سے واپسی کا انتظار کر سکتی ہیں۔ راجا کا پیغام سننے کے بعد رام چندر جی نے طرح طرح سیتا کو سمجھایا اور کہا " اگر تم لوٹ جاؤگی تو تمھارے ماس سسر گورو اور عزیزوں کا دکھ دور ہو جائے گا" رام چندر جی کی باتوں کے جواب میں ددھیا کی بیٹی نے کہا " یہ بتاؤ میرے مالک کہ سایہ کبھی جسم سے جدا ہو سکتا ہے۔ کیا سورج سے دھوپ کو اور چاند سے چاندنی کو الگ کیا جا سکتا ہے" اس کے بعد سیتاجی منتری سمنترا سے بولیں " میں تمھیں اپنے باپ اور سسر کی طرح بزرگ سمجھتی ہوں اس لئے مناسب نہیں کہ میں تمھاری کسی بات کا جواب دوں۔ لیکن میرا غم ہے جو مجھے

رحم و کرم کے دیوتا رام چندر جی مسکرا کے بولے "اچھا جس طرح تمھاری کشتی کا نقصان نہ ہو اس طرح کرو۔ جلدی پانی لا کے میرے پیر دھو ڈالو اور جلدی ہمیں دریا پار لے چلو پہلے ہی کافی دیر ہو چکی ہے" وہ دیوتا جس کا نام لے کر اپار دریا عبور کیا جا سکتا ہے۔ جس کے تین قدموں کے لئے آکاش پاتال چھوٹے پڑ جاتے ہیں۔ وہ ایک معمولی کشتی والے سے اس طرح بات چیت کر رہا تھا۔ وہ پوتر دریا رام چندر جی کے انگوٹھوں کے ناخون دیکھ کر خوشی سے جھوم رہا تھا۔ رام چندر جی کا حکم سن کر کشتی بان ایک لکڑی کی کٹھلیا میں پانی لے کر آیا۔ اور بے حد خوش ہو کر وہ ان کے پیر دھونے آگے بڑھا۔ بڑے بڑے دیوتاؤں کو اس کی قسمت پر رشک آیا۔ اور سب اسے سراہنے لگے۔ کشتی بان نے پاؤں دھوئے اور اس دھوون کو خود پلایا اور کنبے والوں کو بھی پلایا۔ اس طرح اس نے خود کو امر کر لیا۔ اس کے بعد وہ انھیں دریا پار لے گیا۔

کشتی سے اتر کے رام اور سیتا گنگا کنارے ریتی پر کھڑے ہو گئے۔ گہا اور لچھمن ان کے ساتھ تھے۔ کشتی بان بھی ساتھ اترا اور رام چندر جی کے قدموں میں گر پڑا۔ اب رام چندر جی کو خیال آیا کہ وہ اس کشتی والے کو اس کی محنت کا معاوضہ بھی نہ دے سکے۔ اس خیال سے انھیں بڑا دکھ ہوا۔ سیتا جی اپنے پتی کے دل کی بات فوراً سمجھ گئیں۔ انھوں نے خوشی خوشی اپنے جڑاؤ بندے اتار دیئے۔ رگھوپتی بولے "لو اپنا محنتانہ لے لو۔" لیکن وہ ان کے پیر پکڑ کے بولا "میرے سرکار! کیا ہے جو مجھے پہلے ہی نہیں مل گیا۔ میرے دکھوں اور میرے گناہوں کی آگ آج بجھ گئی۔ میں نے اس دن کے لئے ساری زندگی کام کیا تھا۔ آج مجھے اس کا پورا پورا بدلہ مل گیا۔ اب مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے۔ لیکن لوٹتے وقت آپ جو کچھ مجھے دیں گے اسے پرساد سمجھ کر میں سر پر رکھ لوں گا۔" سری رام، لچھمن اور سیتا نے بڑی کوشش کی لیکن کشتی بان نے کچھ نہیں لیا

اس نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ وہ جنگل میں ان کے ساتھ رہے۔ لیکن رگھوپتی اس کے ہر سوال کا مناسب جواب دیتے رہے۔ سری رام کے حکم کو ٹالا نہیں جاسکتا تھا۔ تقدیر نے یہ رخ اختیار کیا تھا مگر کچھ کیا نہ جاسکتا تھا۔ سری رام لچھمن اور سیتاجی کے قدموں پر سر جھکا کر وہ اس بیوپاری کی طرح مایوس لوٹ گیا جس کی پونجی لٹ چکی ہو۔ جب اس نے اپنا رتھ چلایا تو گھوڑوں نے سری رام کی طرف دیکھا اور دکھ سے مغموم ہو گئے۔ نشد کے رہنے والوں نے یہ سماں دیکھا تو غم سے اپنا سر پیٹ لیا۔

جب جانوروں کا یہ حال ہے کہ وہ اس سے الگ ہونے کا دکھ نہ برداشت کرسکیں تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اس کی رعایا اس کی ماں اور اس کا باپ بغیر اس کے جی سکیں۔ سری رام نے سمنترہ کی مرضی کے خلاف اسے واپس بھیجدیا اور فوراً اتر کر دریا گنگا کے کنارے جا پہونچے۔ وہاں پہونچکر انھوں نے کشتی منگوائی لیکن کشتی والا کشتی لے کر نہ آیا۔ کہنے لگا "میں اصل بات سمجھتا ہوں آپ کے قدموں میں کچھ ایسی تاثیر ہے کہ وہ جس بے جان چیز سے چھو جائیں وہ جاندار ہو جائے۔ ان قدموں سے چھو کر ایک بار ایک چٹان عورت بن گئی تھی اور لکڑی تو پتھر سے بھی نرم ہوتی ہے۔ اگر میری کشتی بھی اہلیہ کی طرح عورت بن گئی تو میرا روزی کمانے کا ذریعہ ختم ہو جائیگا۔ یہ ناؤ ہی تو ہے جس کے ذریعہ میں اپنے کنبے کا پیٹ پالتا ہوں اس کام کے سوا دوسرا کام مجھے آتا نہیں۔ تمھارے پیروں میں جو یہ جادو بھری دھول لگی ہے پہلے اس کا دھونا ضروری ہے۔ اس لئے لائیے پہلے آپ کے پیر دھو دوں۔ اس کے بغیر میں آپ کو کشتی میں نہ بیٹھنے دوں گا چاہے لچھمن جی مجھے تیروں سے چھلنی ہی کیوں نہ کر دیں"۔ کشتی والے کے یہ الفاظ سن کر جو عجیب ہونے کے باوجود محبت سے بھرے تھے۔ رگھوناتھ نے جنک کی بیٹی اور لچھمن کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے۔

اسے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ اور اس اجازت سے گہا کو جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ اس نے اپنے تمام آدمیوں کو بلایا اور انھیں خوش کر کے لوٹا دیا۔ اس کے بعد گن پتی نے گنیش اور شو کی پوجا کی اور پوتر دریا کے آگے سر جھکا کے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کا دوست گہا، چھوٹا بھائی اور سیتا ان کے ساتھ تھیں۔

اس دن انھوں نے ایک درخت کے نیچے بسیرا کیا۔ گہا اور لچھمن نے ان کے آرام کا خیال رکھا۔ صبح کو اٹھ کے انھوں نے پوجا کی اور آگے بڑھ گئے۔ سب سے پہلے وہ پریاگ پہنچے جو متبرک مقاموں میں سب سے اونچا درجہ رکھتا ہے۔ ان شہروں میں اس کی حیثیت راجا کی سی ہے اور اس راجا کا منتری ہے سچائی اور بندھو مدھاوا اس کا مددگار۔ گنگا اور جمنا اس کی رونق بڑھاتی ہیں۔ یہ ایسا قلعہ ہے جسے کوئی دشمن فتح نہ کر سکا۔ اس کے متبرک مقام اس کے نگہبان ہیں جو بدی اور پاپ کے دشمن کو ذرا دیر میں زیر کر لیتے ہیں۔ گنگا جمنا کا سنگم اس کا تخت ہے۔ اور اس کا برگد کا درخت اس کا راج چھتر ہے جو بڑے بڑوں کا دل موہ لیتا ہے۔ گنگا جمنا کی لہریں اس کی چوڑیاں ہیں جنھیں دیکھ کر ہی دکھ درد دور بھاگتے ہیں۔ نیک سادھو اس کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ وید اور پُران اس کا خزانہ ہیں۔

پریاگ کی شان کون بیان کر سکتا ہے۔ اس کی حیثیت ایسی ہے جیسے گناہ کے ہاتھیوں میں شیر۔ رگھوپتی جو دیا اور دھرم کے پتلے تھے وہ متبرک مقامات کے اس راجا کی زیارت سے بے حد خوش ہوئے۔ خود اپنے شاندار ہونٹوں سے انھوں نے سیتا لچھمن اور گہا کو اس کی عظمت سے واقف کیا۔ اس مقام کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے بعد انھوں نے اس کے خوبصورت باغات اور چمن دیکھے اور ان کے حسن کو سراہا۔ پھر

آخر رام چندر جی نے اسے دعا دے کر رخصت کر دیا۔

رگھوپتی نے گنگا جی میں اشنان کیا اور پھر شیو جی کی مورتی کی پوجا کی جو ابھی ابھی مٹی سے بنائی گئی تھی۔ سیتا جی ہاتھ جوڑ کے گنگا میا سے یوں مخاطب ہوئیں "میا! میری یہ خواہش پوری کرو کہ میں اپنے شوہر اور دیور کے ساتھ واپس جا کر تمھاری پوجا کروں"۔ سیتا جی کی یہ پرارتھنا محبت کے امرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے جواب میں یہ آواز سنائی دی "سن ودیہی! رام چندر جی کی پیاری! دنیا میں وہ کون ہے جو تیری عظمت سے واقف نہیں۔ جس پر تو نظر ڈال دے وہ زمین آسمان کا راجا ہو جائے۔ فوق فطری قوتیں تیری غلام ہیں اور تیرے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی ہیں۔ تو نے مجھے مخاطب کر کے میرا رتبہ بڑھا دیا ہے۔ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے اس لیے میں جواب دیتی ہوں اور وہ یہ کہ میں تیرے حق میں دعا کرتی ہوں۔ تو اپنے پتی اور دیور کے ساتھ خیریت سے اجودھیا کو لوٹے گی۔ تیرے دل کی ہر خواہش پوری ہو گی اور ساری دنیا میں تیرا نام روشن ہو گا"۔

گنگا دیوی سے یہ خوش خبری سن کر اور اسے مہربان پا کر سیتا جی بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد رام چندر جی نے گہا سے گھر لوٹنے کو کہا۔ اس نے جیسے ہی یہ حکم سنا اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ اور اس کے دل میں درد سا اٹھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کے عرض کی "اے راگھو خاندان کے موتی! میری گذارش سنو! مجھے اپنی خدمت میں رہنے دو۔ میں تمھیں راستہ دکھاؤں گا۔ پھر تم جس جنگل میں بھی جاؤ گے میں وہاں تمھارے لئے پھونس پتوں کی کٹیا بنا دوں گا۔ اس کے بعد میں ویسا ہی کروں گا جیسا تم کہو گے۔ میں یہ قسم کھا کے کہتا ہوں"۔ رام چندر جی نے یہ دیکھ کر کہ اس کے دل میں میرے لیے اتنا پیار ہے

بیچ یہی گفتگو ہوئی۔ رام چندر جی کے آنے کی خبر سن کر پریاگ کے سبھی باشندے جن میں دھرم کی شکشا پانے والے بھی تھے۔ سادھو اور جوگی بھی تھے۔ اور وہ لوگ بھی تھے جو گھر سے پاؤں باہر نہ نکالتے تھے۔ یہ سب راجا دشرتھ کے بیٹوں کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ رامچندر جی نے سب کو ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور وہ سب بھی انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب نے ان کے حسن کی تعریف کی اور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ رام چندر جی نے رات بھر وہاں قیام کیا۔ صبح اٹھ کر گنگا جمنا کے سنگم پر انھوں نے اشنان کیا پھر اس منی کو پرنام کر کے وہ لچھمن، سیتا اور گہا کے ساتھ آگے چل دیے۔

رام چندر جی نے پریم کے ساتھ منی سے کہا "ہمیں یہ بتائیے کہ کون سے راستہ پر سفر کریں۔" منی نے مسکراتے ہوئے رام کو جواب دیا "تمھارے لیے سب راستے آسان ہیں۔" اس کے بعد منی نے اپنے چیلوں کو بلایا تاکہ وہ راستہ دکھانے کے لیے رام چندر جی کے ساتھ جائیں۔ اس خبر کو سن کر کوئی پچاس چیلے وہاں خوشی خوشی جمع ہو گئے ان سب کے دل میں رام چندر جی کے لئے بے پناہ محبت تھی۔ اور سب یہی کہتے تھے کہ انھیں راستہ معلوم ہے۔ منی نے چار چیلے ان کے ساتھ کر دیے۔ اور انھیں رخصت کرنے سے پہلے پوجا پاٹ کی کچھ رسمیں ادا کیں۔ منی سے اجازت لے کر رام چندر جی خوشی خوشی وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ گاؤں سے گذرے تو گاؤں کے لوگ انھیں دیکھنے کے لیے پیچھے پیچھے دوڑے۔ سب کو اس بات کی خوشی تھی کہ ان کی زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ یعنی انھوں نے سری رام کو دیکھ لیا۔ رام چندر جی نے بڑی محبت سے ان چیلوں کو واپس کیا۔ وہ سب بھی خوش تھے کہ ان کی دلی مراد پوری ہوئی۔ وہیں جمنا جی بہہ رہی تھیں جو ان کے بدن کی طرح سانولی تھیں۔ رام چندر جی نے جمنا میں اشنان کیا۔

انھوں نے گنگا جمنا کے سنگم کی زیارت کی جس کا صرف خیال ہی برکت کا سبب ہے۔ سنگم پر انھوں نے اشنان کیا اور شوجی اور پریاگ کے دیوتا کی دستور کے مطابق پوجا کی۔ اس کے بعد وہ بھاردواج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے پیر چھوئے۔ بھاردواج جی نے انھیں سینے سے لگا لیا۔ اور انھیں جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ انھیں ایسا لگا جیسے وہ برہما سے جا ملے ہوں۔ بھاردواج جی نے انھیں دعائیں دیں۔ وہ یہ محسوس کر رہے تھے جیسے بھگوان انسان کے روپ میں آ گئے ہوں۔

بھاردواج جی نے پہلے تو ان کی خیریت پوچھی۔ پھر ان شاہی مہمانوں کو محبت کے ساتھ رہنے کے لیے جگہیں دیں۔ انھوں نے پھل، پھول اور مول سے جو بہت لذیذ تھے، خاطر داری کی۔ سری رام، سیتا، لچھمن اور گہا نے ان چیزوں کو شوق سے کھایا۔ رام چندر جی کو آرام ملا اور تھکن دور ہوئی تو انھوں نے خوشی محسوس کی پھر بھاردواج شیریں لہجے میں یوں گویا ہوئے "آج میری ساری خطائیں معاف ہو گئیں۔ میری زیارت کامیاب رہی۔ میری پرارتھنا اور گیان دھیان کا پھل آج ملا۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ آج تمھیں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس سے بڑی خوشی اور اس سے بڑا اطمینان اور کیا ہو سکتا ہے۔ آج مجھے اس کی اجازت دو کہ میں تمھارے کنول جیسے قدموں کو چھو سکوں۔ جب تک کوئی بھی جان اور قول و فعل سے تم پر فدا نہیں ہوتا اس وقت تک ساری کوششوں کے باوجود اسے سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔

منی کے منہ سے یہ لفظ سن کر سری رام شرمائے۔ وہ ان کی محبت سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ منی سے ہی مخاطب ہوئے "اے منیوں کے سردار! تم جیسے عزت داروں کی عزت میں پھر کیا کمی رہ جاتی ہے۔" بھاردواج اور رگھوپتی کے

بیچ یہی گفتگو ہوئی۔ رام چندر جی کے آنے کی خبر سن کر پریاگ کے سبھی باشندے جن میں دھرم کی شکشا پانے والے بھی تھے۔ سادھو اور جوگی بھی تھے۔ اور وہ لوگ بھی تھے جو گھر سے پاؤں باہر نہ نکالتے تھے۔ یہ سب راجا دشرتھ کے بیٹوں کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ رامچندر جی نے سب کو ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور وہ سب بھی انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب نے ان کے حسن کی تعریف کی اور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ رام چندر جی نے رات بھر وہاں قیام کیا۔ صبح اٹھ کر گنگا جمنا کے سنگم پر انھوں نے اشنان کیا پھر اس منی کو پرنام کر کے وہ لچھمن، سیتا اور گُہا کے ساتھ آگے چل دیے۔

رام چندر جی نے پریم کے ساتھ منی سے کہا "ہمیں یہ بتائیے کہ کون سے راستہ پر سفر کریں"۔ منی نے مسکراتے ہوئے رام کو جواب دیا "تمھارے لیے سب راستے آسان ہیں"۔ اس کے بعد منی نے اپنے چیلوں کو بلایا تاکہ وہ راستہ دکھانے کے لیے رام چندر جی کے ساتھ جائیں۔ اس خبر کو سن کر کوئی پچاس چیلے وہاں خوشی خوشی جمع ہو گئے ان سب کے دل میں رام چندر جی کے لئے بے پناہ محبت تھی۔ اور سب یہی کہتے تھے کہ انھیں راستہ معلوم ہے۔ منی نے چار چیلے ان کے ساتھ کر دیے۔ اور انھیں رخصت کرنے سے پہلے پوجا پاٹ کی کچھ رسمیں ادا کیں۔ منی سے اجازت لے کر رام چندر جی خوشی خوشی وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ گاؤں سے گذرے تو گاؤں کے لوگ انھیں دیکھنے کے لیے پیچھے پیچھے دوڑے۔ سب کو اس بات کی خوشی تھی کہ ان کی زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ یعنی انھوں نے سری رام کو دیکھ لیا۔ رام چندر جی نے بڑی محبت سے ان چیلوں کو واپس کیا۔ وہ سب بھی خوش تھے کہ ان کی دلی مراد پوری ہوئی۔ وہیں جمنا جی بہہ رہی تھیں جو ان کے بدن کی طرح سانولی تھیں۔ رام چندر جی نے جمنا میں اشنان کیا۔

انھوں نے گنگا جمنا کے سنگم کی زیارت کی جس کا صرف خیال ہی برکت کا سبب ہے۔ سنگم پر انھوں نے اشنان کیا اور شوجی اور پریاگ کے دیوتا کی دستور کے مطابق پوجا کی۔ اس کے بعد وہ بھاردواج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے پیر چھوئے۔ بھاردواج جی نے انھیں سینے سے لگالیا۔ اور انھیں جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ انھیں ایسا لگا جیسے وہ برہما سے جا ملے ہوں۔ بھاردواج جی نے انھیں دعائیں دیں۔ وہ یہ محسوس کر رہے تھے جیسے بھگوان انسان کے روپ میں اتر آئے ہوں۔

بھاردواج جی نے پہلے تو ان کی خیریت پوچھی۔ پھر ان شاہی مہمانوں کو محبت کے ساتھ رہنے کے لیے جگہیں دیں۔ انھوں نے پھل، پھول اور مول سے جو بہت لذیذ تھے، خاطر داری کی۔ سری رام، سیتا، لچھمن اور گہُا نے ان چیزوں کو شوق سے کھایا۔ رام چندر جی کو آرام ملا اور تھکن دور ہوئی تو انھوں نے خوشی محسوس کی پھر بھاردواج شیریں لہجے میں یوں گویا ہوئے "آج میری ساری خطائیں معاف ہوگئیں۔ میری زیارت کامیاب رہی۔ میری پرارتھنا اور گیان دھیان کا پھل آج ملا۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ آج تمھیں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس سے بڑی خوشی اور اس سے بڑا اطمینان اور کیا ہو سکتا ہے۔ آج مجھے اس کی اجازت دو کہ میں تمھارے کمل جیسے قدموں کو چھو سکوں۔ جب تک کوئی جی جان اور قول و فعل سے تم پر فدا نہیں ہوتا اس وقت تک ساری کوششوں کے باوجود اسے سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔

مُنی کے منہ سے یہ لفظ سن کر سری رام شرمائے۔ وہ ان کی محبت سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ منی سے ہی مخاطب ہوئے "اے منیوں کے سردار! تم جیسے عزت داروں کی عزت میں پھر کیا کمی رہ جاتی ہے۔" بھاردواج اور رگھوپتی کے

رگھو ویر نے اب گہا کو سمجھایا آخر وہ رام کے قدموں پر سر رکھ کے واپس چلا گیا۔

سیتا، رام اور لچھمن نے جمنا کی پوجا کی۔ سوریہ دیو کی بیٹی کی پوجا کرنے کے بعد وہ لوگ بڑھ گئے۔ راستے میں انھیں بہت سے مسافر ملے جو انھیں دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور بولے "تمھارے چہروں سے تمھارا راج پاٹ معلوم ہوتا ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ تمھیں کوئی دکھ پہنچا ہے۔ جوتش بتاتی ہے کہ تمھارے سامنے مشکلات ہیں۔ آگے راستہ مشکل ہے۔ آگے اونچے اونچے پہاڑ اور جنگل ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک کمزور سی لڑکی تمھارے ساتھ ہیں جنگل میں ایسے ایسے شیر اور ہاتھی ہیں جنھیں دیکھکر ڈر لگتا ہے۔ تم اجازت دو تو ہم تمھارے ساتھ چلیں۔ جہاں تک تم جاؤگے ہم تمھیں پہنچا دیں گے اور پھر تمھارے آگے سر جھکا کر لوٹ آئیں گے۔" محبت سے مجبور ہو کر انھوں نے یہ پیش کش کی تھی۔ ان کے جسم محبت سے کانپ رہے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ رام چندر جی نے ان کی محبت کا شکریہ ادا کیا اور انھیں سمجھا کر واپس کر دیا۔

راستے میں جو گاؤں آباد تھے۔ وہ ایسے تھے کہ دیوتا بھی ان پر رشک کریں۔ ان جگہوں کے دیوتا ایک دوسرے سے کہتے تھے "یہاں بھگوان کی کیسی دیا ہوئی تھی کہ یہ گاؤں اور قصبے بس گئے تھے۔ یہاں کے رہنے والے کیسے خوش نصیب ہوتے ہیں۔" امراوتی بھی ان جگہوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی جن جگہوں پر رام چندر جی کے قدم پڑے۔ ان جگہوں کے رہنے والے بھی نیکیوں کا مجسمہ تھے۔ آسمان پر دیوتا ان لوگوں کی تعریفیں کرتے جو سانولے سلونے رام اور لچھمن سیتا کی خاطر کرتے تھے۔ اور ان کے درشن سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے تھے۔ جن دریاؤں میں رام چندر جی اشنان کرتے تھے ان کی قسمت پر دیوتاؤں کی جھیلوں

دریا کے کنارے جو لوگ آباد تھے وہ اپنے اپنے کام چھوڑ کر انھیں دیکھنے کے لیے دوڑے چلے آئے۔ رام، لچھمن اور سیتا کی سندرتا کو دیکھ کر انھوں نے اپنے آپ کو مبارکباد دی۔ کہ انھیں ان لوگوں کے درشن ہوئے۔ وہ انہیں جاننا چاہتے تھے کہ یہ اجنبی کون ہیں۔ مگر ہمت نہ کر سکے۔ لیکن کچھ لوگ عقل مند اور تجربے کار تھے۔ انھوں نے عقل سے رام چندر جی کو پہچانا اور سب لوگوں کو یہ کہانی سنائی کہ کس طرح رام چندر جی اپنے باپ کا قول بجا لانے کے لیے اجودھیا سے نکل کھڑے ہوئے۔ سب کو یہ سن کر ملال ہوا اور انھوں نے کہا کہ راجا اور رانی نے یہ اچھا نہیں کیا۔ اتنے میں وہاں ایک سادھو آ پہنچا جو خوبصورت اور جوان تھا مگر روحانی طاقت رکھتا تھا۔ شاعر اس کی خوبیاں نہیں گنا سکتا۔ رام سے اسے عقیدت تھی۔ جب اس نے رام چندر جی کو پہچان لیا تو اس کا بدن کانپنے لگا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ زمین پر گر پڑا اور اس کی حالت ناقابل بیان تھی۔

رام چندر جی محبت سے لرز اٹھے اور اسے سینے سے لگا لیا۔ یوں سمجھو کہ کسی مفلس کے ہاتھ پارس آگیا۔ اب وہ سادھو اٹھ کر لچھمن کے قدموں پر گر پڑا۔ انھوں نے بھی محبت بھرے دل کے ساتھ زمین سے اٹھا لیا۔ پھر اس نے سیتا جی کے پیروں پر سر رکھ دیا۔ اس ماں (سیتا) نے اسے اس طرح دعائیں دیں جیسے وہ ان کا بیٹا ہو۔ اس کے بعد نشد کا سردار اس سادھو کے پیروں پر گر گیا۔ اور سادھو نے اسے رامچندر جی کا دوست سمجھ کر گلے سے لگا لیا۔ سادھو نے رام چندر جی کو دیکھا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے پیاسے کو پانی اور بھوکے کو غذا مل گئی۔ وہ بولا "دوست! یہ بتاؤ، وہ کیسے ماں باپ ہیں جنھوں نے اپنے بچوں کو جنگل میں بھیج دیا" سری رام، لچھمن اور سیتا کے حسن کو دیکھ کر سب ان سے محبت کرنے لگے اور ان کی وجہ سے مغموم ہو گئے۔

تھی جیسے تملا کے نوجوان درخت کی محبت کے دیوی دیوتا ان کے گرویدہ ہوئے جاتے تھے۔ لچھمن کا جسم بھی بجلی کی طرح چمکتا تھا اور وہ سر سے پاؤں تک پرکشش تھے۔ دونوں بھائیوں کے جسم درختوں کی چھالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ترکش ان کی کمروں میں بندھے تھے اور تیر کمان ان کے ہاتھوں میں تھا۔ ان کے سروں پہ بال اس طرح سجے ہوئے تھے جس طرح تاج رکھے ہوں۔ ان کے سینے کشادہ تھے بازو لمبے لمبے تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں چہرے ایسے دمکتے تھے جیسے چودھویں رات کا چاند اور چہروں پہ پسینے کے قطرے موتیوں جیسی بہار دکھاتے تھے۔

یہ جوڑا اتنا خوبصورت تھا کہ بیان سے باہر۔ ان کا حسن بے حساب تھا اور میری صلاحیت محدود۔ ہر کوئی رام لچھمن اور سیتا کو گھور گھور کے دیکھتا اور ان کے حسن میں کھو کر رہ جاتا۔ جس طرح پرندے روشنی میں حیران رہ جاتے ہیں اسی طرح گاؤں کے مرد اور عورت ان کا حسن دیکھ کر دم بخود رہ جاتے۔ اپنے دلوں میں محبت لئے ہوئے گاؤں کی عورتیں، سیتا جی کی طرف بڑھتیں اور ان سے طرح طرح کے سوال کرنا چاہتیں لیکن نہ کر سکتی تھیں آخر وہ ان کے قدموں پر گر پڑتیں اور یہ الفاظ بے ساختہ ان کی زبان سے نکل جاتے "راجکماری ہم تم سے ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم عورتیں ہیں تم سے سوال کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تم ہماری باتوں پہ ناراض نہ ہونا ہم دیہاتی عورتیں ہیں۔ یہ دونوں راجکمار بہت سندر ہیں سورج اور زمرد نے اپنا سنہری اور ہرا رنگ انھیں سے حاصل کیا ہے۔ ایک سانولا ہے، دوسرا گورا۔ ان کی عمریں کم ہیں ان کا حسن بے حساب ہے۔ ان کے چہرے چاند جیسے ہیں اور آنکھیں کنول جیسی۔

"محبت کے ان گنت دیوتا ان کے حسن پر شرماتے ہیں۔ تم ہمیں یہ بتاؤ ان سے تمھارا

اور دریاؤں کو رشک آتا تھا۔ جس درخت کے نیچے انھوں نے آرام کرلیا اس درخت کا رتبہ جنت کے درختوں سے اونچا ہوگیا۔ بلکہ ان کے قدموں کی دھول کو چوم کر زمین بھی خوش قسمت ہوگئی تھی بادل اسے دھوپ سے بچاتے تھے۔ دیوتا محبت بھری آنکھوں سے پھول نچھاور کرتے تھے۔ اور رام چندر جی پہاڑوں، جنگلوں، چڑیوں اور چوپایوں کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ سیتا لچھمن رگھوپتی جس گاؤں سے گذرتے تو وہاں کے لوگ کیا جوان کیا بوڑھے کیا عورت کیا مرد ان کے آنے کی خبر سن کر اپنا کام چھوڑ کر چلے آتے۔ اور سری رام لچھمن اور سیتا کے حسن سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتیں اور دونوں بھائیوں کو دیکھ کر خوشی سے ان کے جسم لرزنے لگتے۔ ان کے دماغ کی جو کیفیت ہوتی اسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ان کی حالت ایسی ہوتی جیسے کوئی مفلس ہیروں کے انبار سے ٹکرا گیا ہو۔ اپنے پڑوسیوں کو بلا کر وہ ایک دوسرے سے کہتے "ان کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو تراوٹ پہنچا لو"۔ کچھ لوگ رام کے حسن سے ایسے متاثر ہوتے کہ وہ دور تک انھیں گھورتے ہوئے پیچھے پیچھے جاتے۔ کچھ لوگ ان کی تصویر آنکھوں کے راستے اپنے دل میں اتار لیتے۔ برگد کے درخت کا ٹھنڈا سایہ دیکھ کر وہاں پتے اور گھاس بچھا دیتے۔ اور کہتے "تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیجیے پھر چاہیں تو یہاں آرام کر لیجئے پھر چاہیے ابھی چلے جایئے یا کل صبح"۔

کچھ لوگ گھڑوں میں پانی لے کر آتے اور کہتے لیجیے منہ دھو لیجیے۔ ان کی محبت بھری باتیں سن کر رام چندر جی سمجھ گئے کہ سیتا جی تھک گئی ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے برگد کے درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔ مردوں اور عورتوں نے ان کے حسن کو غور سے دیکھا اور ان کے بے مثال حسن کے گرویدہ ہوگئے۔ ان لوگوں کی حیثیت رام چندر جی کے چاروں طرف ایسی تھی جیسے چاند کے چاروں طرف چکوا چکوی کے جھرمٹ کی۔ ان کی شخصیت ایسی

لوگوں نے ان کے ساتھ چلنا چاہا لیکن انھوں نے سمجھا بجھا کر سب کو واپس کر دیا۔ پھر بھی ان کے دل ان کے ساتھ رہے۔

جب گاؤں کے لوگ گھروں کو لوٹ رہے تھے تو انھوں نے بڑا افسوس کیا اور اپنی قسمتوں کو دل ہی دل میں کوسا۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے " بھگوان کے کام نرالے ہیں ان پر کسی کا بس نہیں اور کبھی کبھی وہ بڑے ظالمانہ ہوتے ہیں۔ یہ اسی کا نظام ہے کہ چاند کے خوبصورت چہرے میں دھبہ ہے اور اسے گہن بھی لگتا ہے۔ یہ اسی کا کام ہے کہ دلوں کی مرادیں پوری کرنے والے پیڑ کو اس نے پیڑ کی شکل دی۔ سمندر کو کھارا بنا دیا۔ اسی بھگوان نے انھیں جنگل میں بھیجدیا۔ اگر بھگوان نے انھیں جنگل میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تو اس نے عیش و آرام کو بنایا ہی کیوں۔ اگر یہ جنگل میں پیدل سفر کرتے تو طرح طرح کی گاڑیاں بے کار بنائیں۔ اگر یہ گھاس پھوس پر آرام کرتے ہیں تو بھگوان نے بستر کس کے لیے بنائے ہیں۔ اگر ان کی قسمت میں پیڑوں کی چھاؤں تلے آرام کرنا لکھا ہے تو پھر اس نے دودھ کی طرح اُجلے اُجلے محل کیوں بنوائے ہیں۔ اگر یہ خوبصورت اور نازک لڑکے سادھوؤں کا لباس پہنتے ہیں اور بالوں کی لٹوں سے سر ڈھکتے ہیں تو طرح طرح کے لباس اور زیورات کس کام کے ہیں۔

" اگر یہ پھل، مول اور پتے کھا کر گذارہ کرتے ہیں تو لذیذ غذائیں کیوں پیدا کی گئی ہیں۔ کسی نے کہا " یہ راجکمار تو بہت سندر ہیں۔ انھیں بھگوان نے پیدا نہ کیا ہوگا یہ خود ہی اس دنیا میں چلے آئے ہوں گے۔ تم بھگوان کی بنائی ہوئی ساری دنیا کھند ڈالو۔ جو جو ویدوں میں بتایا ہے اسے دیکھ لو، جو کچھ سنا ہے اسے پرکھ لو مگر ایسے مرد عورت کہیں نہ ملیں گے جیسے یہ ہیں " وہ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے اور روتے رہے اور بولے۔

کیا رشتہ ہے ؟" ان کی شیریں اور محبت بھری باتیں سن کر سیتا جی شرمائیں اور دل ہی دل میں مسکرائیں۔ انھوں نے ان عورتوں کی طرف دیکھا اور نظریں زمین کی طرف جھکا دیں اور پھر رس بھری آواز میں بولیں "جو سیدھا سادھا لڑکا ہے اس کا نام لچھمن ہے اور یہ میرا دیور ہے۔" اس کے بعد انھوں نے اپنا چاند جیسا چہرہ ساڑی کے پلو سے چھپا لیا۔ اور پھر انھوں نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا اور اشاروں میں بتا دیا کہ وہ ان کا شوہر ہے۔ عورتیں اس جواب سے ایسی خوش ہوئیں جیسے کسی فقیر کو دولت مل جائے تو وہ خوش ہو۔ وہ محبت سے بے تاب ہو کر سیتا جی کے قدموں پر گر پڑیں اور انھیں دعائیں دینے لگیں۔ بولیں: "جب تک شیش دیو کے سر پر یہ سنسار قائم ہے تم اور تمھارا پتی پھولیں اور پھلیں۔

بھگوان کرے تم اپنے پتی کو ایسی عزیز رہو جیسے پاروتی شو کو۔ لیکن اس وقت بھی تم ہمارے حال پر مہربان رہنا۔ ہم بار بار یہ دعا کرتے ہیں کہ اسی راستے سے تم ہنسی خوشی گھر کو لوٹو۔ اور جب لوٹو، ہمیں بھول نہ جانا۔ اپنی داسیوں کی طرح یاد رکھنا۔" سیتا جی نے دیکھا کہ وہ ان کی محبت کی پیاسی ہیں۔ اس لیے طرح طرح سے انھیں دلاسے دیئے۔ سیتا جی کی باتوں پر ان عورتوں پر ایسا اثر ہوا جیسا کوندنی کے پھولوں پر چاندنی کا ہوتا ہے۔ رام چندر جی کے دل کی بات سمجھ کر لچھمن نے نرم لہجے میں گاؤں والوں سے پوچھا کہ ہمیں کون سے راستے سے جانا چاہیے۔ یہ سن کر گاؤں کے مرد اور عورت غمگین ہو گئے۔ غم سے ان کے جسم کانپنے لگے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ان کی خوشیاں ختم ہو گئیں اور انھیں یہ محسوس ہوا کہ بھگوان نے انھیں دولت دے کر چھین لی ہے۔ آخر انھیں یاد آ گیا کہ قسمت پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ انھوں نے آسان سا راستہ بتا دیا۔ رگھوپتی لچھمن جانکی کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

خوش ہوا ہوگا اور عزیز و اقارب بھی دیکھ کر خوش ہو جاتے ہوں گے۔ جنگل میں ان کے سفر کا دور دور چرچا ہوا اور اس طرح جگہ جگہ کے لوگوں کو خوشی بخشتے ہوئے رام چندر جی سیتا اور سمترا کے بیٹے کے ساتھ سفر کرتے رہے۔

اس طرح رام چندر جی کا سفر جاری رہا اور لچھمن ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ دونوں سادھوؤں کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے بیچ میں مایا کی طرح سیتا تھیں جس کے ایک طرف برہما ہو اور دوسری طرف آتما۔ میں اس کی ایک دوسری مثال بھی دے سکتا ہوں کہ وہ رتی کی طرح تھی جس کے ایک طرف مدھو ہو اور دوسری طرف محبت کا دیوتا۔ ایک تشبیہہ مجھے اور سوجھ رہی ہے کہ سیتا جی روہنی کی طرح تھیں جس کے ایک طرف بدھ ہو اور دوسری طرف چندر دیو۔ سیتا جی بہت سنبھل سنبھل کر چل رہی تھیں اور وہ اپنے پتی کے قدموں کے نشانوں پر قدم جماتی تھیں۔ لچھمن ان دونوں کے پیچھے ذرا بائیں ہاتھ کو ہٹ کر چل رہے تھے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانوں کو اپنے پیروں سے روندنا نہیں چاہتے تھے۔ ان تینوں کی محبت بیان سے باہر تھی اس کا ذکر کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ چرند اور پرند بھی ان کے حسن کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ جس کسی نے بھی رام چندر جی، سیتا اور لچھمن کا حسن دیکھا وہ اپنی زندگی کی مراد پا گیا۔ آج بھی جس کسی کے دل میں لچھمن رام اور سیتا کے لیے جگہ ہوگی وہ سیدھے راستہ پر چل کر اپنی منزل کو پالے گا جس کا پانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اب رگھوبیر نے دیکھا کہ سیتا جی تھک چکی ہیں۔ وہ ایک برگد کی ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کرنے لگے۔ برابر میں ٹھنڈا پانی بھی تھا۔ وہاں انھوں نے پھل پھول اور مول سے اپنا پیٹ بھرا رات بھر آرام کیا صبح سویرے اٹھ کر وہ نہائے اور آگے چل دیئے۔ خوبصورت جنگل جھیلوں اور پہاڑوں کی سیر کرتے ہوئے وہ بال میکی کی کٹیا میں جا پہنچے۔ یہ خوبصورت کٹیا پیارے پیارے پہاڑوں اور جنگل کے درمیان تھی۔

" ایسے سندر اور کومل بدن ایسے مشکل راستوں میں کیسے چل سکیں گے "

محبت سے بے تابو ہوکر ان لوگوں نے ایسی تکلیف محسوس کی جیسی چکور شام کو محسوس کرتا ہے۔ عورتوں نے جب یہ تصور کیا کہ ان کے بدن نازک ہیں اور راستے دشوار تو وہ بولیں " ان کے قدموں کے نیچے زمین بھی اسی طرح سکڑے گی جس طرح ہمارے دل سکڑتے اور متاثر ہوتے ہیں۔ اگر بھگوان نے یہی طے کیا تھا کہ انھیں بن باس ملے تو اس نے ان کے راستوں کو پھولوں سے کیوں نہ بھر دیا۔ اگر بھگوان ہماری سن لے تو ہم انھیں اپنی آنکھوں میں بسا لیں "۔ جو لوگ وقت پر نہ پہنچ سکے انھوں نے سیتا اور رام کو نہ دیکھا اور جب ان سندرتا کا حال سنا تو وہ یہ جاننے کے لیے بے چین ہو گئے کہ یہ لوگ کتنی دور گئے ہوں گے۔ ان میں جو لوگ مضبوط تھے وہ دوڑے اور راجکماروں کو دیکھ کر اور اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر کے کامیاب لوٹ آئے۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اس طرح سری رام جہاں جہاں بھی گئے انھوں نے لوگوں کو اپنی محبت میں گرفتار کر لیا

رام جس جس گاؤں میں گئے وہاں کے لوگ انھیں دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور ان کی حالت ایسی ہوئی جیسے چاندنی میں پھول کی ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو ان کے بن باس لینے کا سبب معلوم ہوا انھوں نے راجا اور رانی کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ باقی نے کہا کہ راجا نے اچھا ہی کیا۔ تو آج ہمیں ان کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مرد عورت آپس میں محبت بھری باتیں کرتے رہے اور بولے " خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جو ایسے راجکماروں کو جنم دیں اور مبارک ہے وہ شہر جس میں یہ پیدا ہوئے۔ وہ زمین، وہ پہاڑ، وہ جنگل، وہ گاؤں اور ہر وہ جگہ جہاں یہ جائیں خوش نصیب ہے۔ بلکہ اصلیت تو یہ ہے کہ بھگوان بھی انھیں بنا کر

منی نے کہا رگھوپتی تم نے ٹھیک ہی کیا۔ تم ویسی زندگی گذارنا چاہتے ہو ویدوں میں جیسی زندگی گذارنے کے لیے کہا گیا۔ تم ویدوں کے قانونوں کے محافظ ہو اور سیتا تمھاری مایا ہے۔ جو تمھاری پا کے سنسار کی رکشا کرتی ہے۔ اور لچھمن ہزار سر رکھنے والا سیس ہے۔ یہ ساری دنیا کا بار اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے۔ تم نے راکھششوں کا خاتمہ کرنے کے لیے انسان کا روپ دھارا ہے۔ تمھاری عظمت کا سمجھنا اور بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ ویدوں میں اس کا جگہ جگہ ذکر ہے۔

" یہ سنسار ایک تماشہ ہے اور تم اس کے دیکھنے والے بلکہ اصلیت تو یہ ہے کہ برہما وشنو اور سمبھول تمھارے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اور تمھارے بھید نہیں پا سکتے۔ پھر تمھیں سمجھ ہی کون سکتا ہے۔ بس تمھیں وہی سمجھ سکتا ہے تم جسے سمجھانا چاہو اور جو تمھیں سمجھ لیتا ہے وہ تم سے مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ تمھارا جسم تبدیلی سے پرے ہے۔ تم نے دیوتاؤں اور سادھوؤں کی خاطر انسان کا روپ لیا ہے اور انسان کی طرح بولتے ہو۔ تمھارے کارنامے سن کر بیوقوف لوگ پریشان ہوتے ہیں مگر عقل مند خوش ہوتے ہیں۔ تم جو کہتے ہو اور کرتے ہو وہ سچ ہے۔ کیونکہ اسٹیج پر آکر آدمی کو جو رول کرنا ہے اسے ویسی ہی باتیں کرنی ہوتی ہیں۔ تم پوچھتے ہو مجھے کہاں رہنا چاہیے تو یہ بتاؤ تم کہاں نہیں ہو جب تم یہ بتا دو گے تو پھر میں یہ بتاؤں گا کہ تمھیں کہاں رہنا چاہیے"

منی کے یہ محبت بھرے الفاظ سن کر سری رام شرمائے اور من ہی من میں مسکرائے۔

پھر منی بالمیکی نے امرت میں ڈوبے ہوئے لفظوں میں کہا " سنو رام میں تمھیں بتاتا ہوں کہ تمھیں سیتا اور لچھمن کے ساتھ کہاں کہاں رہنا چاہیے۔ تمھیں ان لوگوں کے دل میں رہنا چاہیے جن لوگوں کے دل میں تمھاری   سریلے دریاؤں کی طرح گزرتی ہیں۔ تمھیں ان

پوتر دریا اس کے برابر بہتا تھا۔ تالاب کے کنول اور جنگل کے درخت پھول دے رہے تھے۔ شہد کی مکھیاں نشہ میں آکر ان پر منڈلا رہی تھیں۔ چرند پرند شور کر رہے تھے۔ اور ساری دشمنوں سے آزاد اچھل کود کر رہے تھے۔ کنول کی سی آنکھیں رکھنے والے رام نے یہ خوبصورت اور متبرک جگہ دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ منی کو جب رگھوبیر کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ان کے سواگت کو آئے۔

سری رام منی کے قدموں میں گر پڑے اور اس نیک برہمن نے انھیں دعائیں دیں۔ وہ رام چندر جی کو دیکھ کے خوش ہوا اور انھیں عزت کے ساتھ اپنی کٹیا میں لے گیا۔ جان سے زیادہ عزیز منی جب اس کے مہمان ہوئے تو اس نے پھل مول سے ان کی خاطر کی۔ سیتا رام اور لچھمن نے وہ چیزیں کھائیں۔ پھر منی نے انھیں رہنے کے لیے ڈھنگ کی جگہ دی۔ سری رام نے بال میکی کو دیکھا تو ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ رگھوپتی نے اپنے کنول جیسے ہاتھ جوڑ کر کانوں کو بھلے لگنے والے لفظوں میں یہ کہا۔ اے منیوں کے سردار! تمھیں ساری دنیا کے ماضی، حال اور مستقبل کی خبر ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سارا قصہ بتایا کہ کس طرح رانی کیکئی نے انھیں بن باس لینے پر مجبور کر دیا۔ انھوں نے بتایا کہ باپ کا عہد پورا کرنے کے لئے اور سوتیلی ماں کی خوشی پوری کرنے کے لیے بھرت کو تخت سونپ کر انھیں گھر بار چھوڑنا پڑا۔

رام چندر جی بولے ”گھر بار چھوڑنے سے یہ فائدہ ہوا کہ مجھے تمھارے درشن کرنے کا موقعہ ملا۔ اب تم مجھے جہاں جانے کی آگیا دوگے میں وہاں چلا جاؤں گا۔ میں کسی کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ تم جہاں کہو گے میں وہاں گھاس پھوس کی سندر سی کٹیا بنا کے لچھمن اور سیتا کے ساتھ رہنے لگوں گا۔“

تمھیں جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہوں ان کے دل تمھارے رہنے کی جگہ ہیں۔ تم جن کے آقا ہو جن کے ساتھی ہوں ماں ہوں باپ ہوں اور سب ہی کچھ ہوں تمھیں ان کے دلوں میں رہنا چاہیے۔

جو دوسروں کے قصوروں کو معاف کر دیتے ہیں، اپنے اندر خوبیاں پیدا کرتے ہیں۔ برہمنوں اور گائیوں کے لیے تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور پاک صاف زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے دل تمھارے رہنے کی جگہ ہیں۔ جو اپنی خوبیوں کو تمھاری خوبی سمجھے اور عیبوں کو اپنا سمجھے جو تمھاری اور تمھارے غلاموں کی عزّت کرے اس کا دل تمھارے اور ودیہا کی بیٹی کے رہنے کی جگہ ہے۔ جو اپنی ذات پات اور عزیز دولت شان وشوکت خوشحال گھرانہ سب کچھ چھوڑ کر تمھیں اپنے دل میں بسائے رگھوپتی تمھیں اس کے دل میں رہنا چاہیے۔ جس کے لیے نرک اور سورگ، آواگون سے چھٹکارا کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور جس کے لیے یہی کافی ہے کہ تم تیر کمان لیے ہر وقت اس کی آنکھوں کے آگے رہو اور جو قول سے، فعل سے ہر طرح سے تمھارا غلام ہے اسی کا دل تمھارے رہنے کی جگہ ہے اور وہ جس کی کوئی غرض نہ ہو اور جو ہر طرح تمھارا وفادار ہو۔ اس کا دل تمھارا گھر ہے۔“

اس طرح بالمیکی جی نے اپنی شیریں زبان میں رام چندر جی کو رہنے کے بہت سے ٹھکانے بتائے اور انھیں سچی خوشی دی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ چترکوٹ گری رہنے کے لیے سب سے اچھی جگہ ہے۔ ان حالات میں وہی مناسب رہے گی۔ بولے ”وہاں تمھیں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ وہ پہاڑی سندر اور وہ جنگل خوبصورت ہے۔ وہاں ہاتھی، شیر اور چڑیاں بھی ہیں۔ یہیں وہ متبرک دریا بھی بہتا ہے جس کی عظمت پرانوں میں بیان کی گئی ہے اور

لوگوں کے دل میں رہنا چاہیئے جن کی آنکھیں تمھیں دیکھنے کے لیے اس طرح بے چین رہتی ہیں جیسے بادل کے دنوں میں چکورا چاند کو دیکھنے کے لیے بے چین رہتا ہے۔ ایسے دل ہی تمھارے، لچھمن اور سیتا کے رہنے کی جگہ ہیں۔ تمھیں اس کے دل میں رہنا چاہیئے جس کی زبان تمھارے گن گاتی نہ تھکتی ہو۔

"تمھیں، اس کے دل میں رہنا چاہیئے جس کی ناک ان پھولوں اور خوشبوؤں کو سونگھتی ہے جو تمھارے چرنوں میں ڈالے جائیں اور جن کے سر تمھارے سامنے جھکتے ہوں اور جن کے ہاتھ تمھارے قدم چھوتے ہوں۔ جن کے دلوں میں رام سے وفاداری ہو اور جن کے قدم ان مقامات کو جاتے ہوں جو تمھارے نزدیک متبرک ہیں۔ جو تمھارے نام کا منتر جپتے رہتے ہوں۔ جو برہمنوں کی خاطر داری کرتے ہوں انھیں تحفے دیتے ہوں اور جو تمھارے غلاموں کو آقا سمجھتے ہوں۔ اور اتنا کرنے کے بعد بھی جن کی صرف ایک خواہش ہو کہ وہ تمھارے قدموں میں زندگی گزار دیں اور اپنے دل میں رام سیتا اور لچھمن کو جگہ دیں۔ بس انھیں کے دل تمھارے رہنے کے قابل ہیں۔

وہ لوگ جن کے دل میں لالچ، غصّہ، سد اور غرور نہ ہو جو دھوکے اور ریاکاری سے پاک ہوں ان کے دل تمھارا گھر ہیں۔ رگھوپتی وہ لوگ جو سب کو عزیز رکھتے ہوں جن کے لیے خوشی اور غم برابر ہو تعریف اور برائی میں کوئی فرق نہ ہو جن کے اخلاق اچھے ہوں جو ہمیشہ سچی بات کہتے ہوں جو سوتے جاگتے تمھیں یاد کرتے ہوں اور تمھارے سوا جن کا کوئی سہارا نہ ہو ان کے دل تمھارے رہنے کی جگہ ہیں۔ جو دوسروں کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہوں دوسروں کی دولت جن کے لیے زہر ہو جو دوسروں کی خوش حالی سے خوش ہوتے ہوں دوسروں کے دکھوں سے دکھی ہوتے ہوں اور جو

امرناگ، کنر اور آٹھوں سمتوں کے محافظ دیوتا اس موقعے پر چترکوٹ میں جمع ہوگئے۔ رام نے ان سب کو پرنام کیا اور وہ سب خوش ہو گئے کہ ان کی دلی مراد پوری ہوئی۔ انھوں نے رام چندر جی پر پھولوں کی بارش کرتے ہوئے کہا " سرکار! آج ہم پوری طرح محفوظ ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی مصیبتوں کا ذکر کیا اور پھر خوش خوش اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ گئے۔ جب سادھوؤں نے سنا کہ رام چندر جی نے چترکوٹ کو اپنے رہنے کے لیے چنا ہے تو وہ ندیوں کی طرح بہتے ادھر آنے لگے۔ جب رام چندر جی نے دیکھا کہ ان گنت سادھو ہنسی خوشی ادھر چلے آرہے ہیں تو انھوں نے جھک کر نمسکار کیا۔ انھوں نے رام چندر جی کو گلے سے لگایا اور دعائیں دیں۔ جب انھوں نے رام، سیتا اور لچھمن کے حسین چہرے دیکھے تو انھیں محسوس ہوا کہ ان کی ساری زندگی کی پوجا پاٹ کا انعام مل گیا۔ آخر رام چندر جی نے انھیں عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ اور وہ لوگ، جاپ یگیہ کرتے ہوئے لوٹ گئے۔

جب کولوں اور بھیلوں کو رام چندر جی کے آنے کی خبر ملی تو انھیں ایسی خوشی ہوئی جیسے کبیرہ کے نو کے نو خزانے ان کے گھر میں چلے آئے ہوں۔ پتوں کے پیالیاں بنا کر کند پھول اور مول لے کر وہ اس طرح آئے جیسے کوئی غریب سونا جمع کرنے کو نکلے۔ ان میں کچھ لوگ ایسے تھے جنھوں نے دونوں راجکماروں کو پہلے دیکھ رکھا تھا۔ باقی لوگ راستے پر طرح طرح کے ان سے سوال کرتے رہے۔ رام چندر جی کے حسن کی تعریف کرتے ہوئے وہ لوگ چلتے رہے۔ اور آخر رگھوبیر کو دیکھنے کے لئے آپہنچے۔ اپنے تحفے ان کے قدموں میں رکھ کر سب نے محبت کے ساتھ پرنام کیا تھوڑے تھوڑے فاصلے کے بعد وہ سب لوگ کھڑے تھے۔ غم سے ان کے جسم لرز رہے تھے اور ان کی

جیسے اتری کی پتنی تپسیا کر کے لائی تھی۔

یہ گنگا ندی کی ایک شاخ ہے اور منداکنی کہلاتی ہے۔ جیسے کوئی جادوگرنی معصوم بچوں کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتی ہے اسی طرح یہ ندی اشنان کرنے والوں کے پاپوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس کے کنارے اتری جیسے بہت سے بڑے بڑے منی رہتے ہیں جو یوگ میں مصروف رہتے ہیں، منتر پڑھتے رہتے ہیں اور تپسیا سے اپنے جسموں کو گھلاتے رہتے ہیں۔ اُدھر کا رخ کرو اور وہاں کے رہنے والوں کی دلی تمنائیں پوری کرو اور اس عظیم پہاڑی کو اپنے قدموں سے عزت بخشو۔ بالمیکی جی بہت دیر تک چترکوٹ کی بڑائی بیان کرتے رہے۔ آخر کار دونوں بھائی اور سیتا اُدھر روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر انھوں نے ندی میں اشنان کیا۔

رگھوبیر (سری رام) بولے "لچھمن! یہ کنارہ ٹھیک ہے۔ یہاں رہنے کے لیے کوئی جگہ بناؤ۔" لچھمن جی نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور اتری کنارے کو دیکھ کر بولے "وہاں دریا گھوم کر کمان کی شکل بنا رہا ہے۔ یہ گولائی رہنے کے لیے اچھی جگہ ہے۔ یہ جگہ ہر طرح محفوظ ہے۔" رام چندر جی نے ادھر نظر اٹھائی اور اس جگہ کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جب دیوتاؤں کو یہ علم ہوا کہ رام چندر جی نے اسے اپنی رہائش بنایا ہے تو وہ وشوکرما کو لے کر ادھر کے لیے روانہ ہوئے۔ کولوں اور بھیلوں کے بھیس میں وہ یہاں پہنچے اور انھوں نے گھاس پھونس کے جھونپڑے بنائے۔ انھوں نے ایک ذرا چھوٹا اور ایک ذرا بڑا، دو جھونپڑے ایسے بنائے جن کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے۔ لچھمن اور جنک کی بیٹی کے ساتھ ان جھونپڑوں کی شان بڑھا کے رامچندر جی ایسے حسین لگ رہے تھے جیسے محبت کا دیوتا رتی اور بہار کے دیوتا کے ساتھ کھڑا ہو۔ سب نے سادھوؤں کا سا لباس پہن رکھا تھا۔

سے رگھوپتی نے یہاں اپنا گھر بنایا تھا تب سے سارا جنگل خوشیوں کا گہوارہ ہو گیا تھا۔ طرح طرح کے درخت یہاں پھل پھول دینے لگے تھے۔ اور بیلوں نے ان کے اوپر چڑھ کے خوبصورت شامیانہ بنا دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ سارے پیڑ پودے سورگ سے آئے ہوں۔ وہاں اپنی جگہ چھوڑ کر انھوں نے بھی یہاں اپنا گھر بسا لیا ہے۔ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اچھی لگتی تھی اور خوش گوار ہوا نرم اور ٹھنڈی خوشبودار ہو گئی تھی۔ نیل کنٹھ، طوطے، چکور اور دوسری چڑیوں کا گانا کانوں کو بھلا لگتا تھا۔

ہاتھی، شیر، بندر، ہرن سب اپنی دشمنی بھول کر آپس میں کلیلیں کرتے تھے۔ سری رام جب شکار کو نکلتے تو ہرن ان کی سندرتا دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔ سارے دیوتاؤں کے باغ اور جنگل سری رام کے جنگل پر رشک کرتے۔ متبرک دریا گنگا سرسوتی سورج کی بیٹی جمنا میکالا پہاڑ کی بیٹی نرمدہ گوداوری دوسری جھیلیں، سمندر اور ندیاں منداکنی کے گن گاتیں۔ پورب اور پچھم کے پہاڑ کیلاش (جس پر شیوجی رہتے ہیں) مندارا، میرو، دیوتاؤں کے رہنے کی جگہ، بڑے بڑے پہاڑ جیسے ہمالیہ سب چترکوٹ کی تعریف کرتے وندیاچل کا دیوتا اتنا خوش تھا کہ اس کا دل خوشی کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس لئے خوش تھا کہ محنت کئے بغیر اسے اتنی شہرت مل گئی تھی۔ سارے دیوتا دن رات یہ کہتے کہ چترکوٹ کی ساری چیزیں چڑیاں، ہرن، بیلیں قابل مبارکباد ہیں۔

راگھو خاندان کے ان لوگوں کو جس جس نے دیکھا اس کے دل کی مراد پوری ہوئی اور اسے غموں سے چھٹکارا ملا۔ جن بے جان چیزوں کے اوپر رام چندر جی کے پاؤں پڑ جاتے وہ اپنی قسمت پر پھولی نہ سماتیں۔ جس پہاڑ اور جنگل میں یہ کرم کا سمندر بہا تھا وہ بہت خوبصورت، پاک اور مبارک ہو گیا تھا۔ ایسا کہ اس کا بیان مشکل ہے۔ سیتا، لچھمن اور

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ رام چندر جی نے دیکھا کہ ان سب پر میری محبت کا جذبہ طاری ہے۔ وہ ان کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے۔ وہ سب بھی بار بار ہاتھ جوڑ کر نمسکار کرتے رہے اور بولے "ناتھ! ہم سب نے آپ کے قدم دیکھ لیے تو ہر طرح کی مصیبتوں سے دور ہو گئے۔ اجودھیا کے سردار یہ ہماری خوش قسمتی ہے جو آپ آئے"۔

وہ بھومی وہ بن وہ راستہ اور وہ پہاڑ دھنیہ ہے مہاراج جہاں تمھارے قدم پڑیں۔ جنگل کے وہ پشو پنچھی خوش نصیب ہیں جو تمھارے درشن کریں۔ ہم اور ہمارے سارے پریوار بھی خوش نصیب ہیں جنھیں آپ کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے اپنے رہنے کے لیے بڑی اچھی جگہ کو چنا ہے۔ یہاں ہر موسم میں آپ کو آرام ملے گا ہم ہر طرح آپ کی سیوا کریں گے اور ہاتھیوں، شیروں، سانپوں اور چیتوں کو یہاں نہ آنے دیں گے۔ یہاں کے جنگل، پہاڑ، غار اور خندق سب کا چپہ چپہ ہم نے دیکھ رکھا ہے۔ ہم آپ کو طرح طرح کے شکار کے لیے لیجایا کریں گے۔ آپ کو چشمے، جھیلیں اور تالاب دکھائیں گے۔ سرکار ہم سب آپ کے غلام ہیں اس لیے آپ ہمیں حکم دیتے ہوئے نہ ہچکچائیے"۔ وہ پربھو جس کی عظمت نہ وید بیان کر سکے اور نہ منی۔ اس نے ان بھیلوں کی باتوں کو اس طرح سنا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹوں کی باتیں سنتا ہے۔

جو لوگ جاننا چاہیں وہ جان لیں کہ رام کو صرف پریم سے ہی پیار تھا۔ انھوں نے اپنی شیریں باتوں سے جنگل کے رہنے والوں کا دل خوش کر دیا۔ جب رگھوپتی نے انھیں رخصت کر دیا تو وہ نمسکار کر کے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اور سارے راستہ ان کے گن گاتے رہے۔ اس طرح سیتا اور یہ دونوں بھائی جنگل میں رہتے رہے۔ اور وہاں دیوتاؤں اور سادھوؤں کا دل خوش کرتے رہے۔ جب

جب بھی اجودھیا کا خیال آتا ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتیں۔ جب انھیں اپنے باپ، ماں، خاندان اور بھائیوں خاص طور پر بھرت دوستی، محبت اور وفاداری یاد آتی تو وہ غمگین ہو جاتے۔ لیکن جب انھیں خیال آتا کہ وقت بہت بے رحم ہے تو وہ اپنے اوپر قابو پا لیتے۔ سیتا اور لچھمن کو اس کا اندازہ ہوتا تو وہ بھی مغموم ہو جاتے۔ رام چندر جی تو محبت اور ہمدردی کے پتلے تھے۔ اپنے دوستوں اور وفاداروں کو خوشی دینا ان کا کام تھا۔ جب وہ بیوی اور بھائی کو اداس پاتے تو کوئی دھارمک کتھا بیان کرتے جسے سن کر ان دونوں کو چین آ جاتا۔ جس طرح اندر دیو ساچی اور اپنے بیٹے جیت کے ساتھ امرپور میں شان دکھاتے ہیں اور سیتا اپنی کٹیا میں ایسے ہی شاندار لگتے۔

پربھو سیتا اور لچھمن کی ایسی حفاظت کرتے جیسے پپوٹے آنکھوں کی پتلیوں کی کرتے ہیں۔ ادھر لچھمن سیتا اور رام کی خدمت میں لگے رہتے اس طرح رام چندر جی جو چرند پرند کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسے دیوتاؤں اور سادھوؤں کے ساتھ، ہنسی خوشی جنگل میں گزر کرتے رہے۔ رام چندر جی کے سفر کا حال تو تم نے میری زبانی سن لیا اب سنو کہ سمنترا کس طرح اجودھیا پہونچے۔ جب نشد کا سردار رام چندر جی کو پہونچا کے لوٹا تو اس نے منتری کو اپنے رتھ کے ساتھ وہیں پایا۔ نشد سردار کو دیکھ کر منتری کو بڑا دکھ ہوا اس کا صدمہ بیان سے باہر ہے۔ رام، رام، لچھمن، سیتا پکارتا ہوا وہ زمین پر گر پڑا۔ اس کے گھوڑے دکھن کی طرف دیکھ کر ہنہناتے رہے وہ ایسے بے چین تھے جیسے پنکھ ٹوٹے پرندے۔ نہ وہ گھاس چرتے تھے نہ پانی پیتے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سری رام کے گھوڑوں کو دیکھ کر نشد کے سب لوگوں کو ملال ہوا۔ اپنے آپ پر قابو پا کر نشد کا سردار بولا۔

" سمنترا! اب تم غم کرنا چھوڑ دو تم عقلمند آدمی ہو اور جانتے ہو کہ حق کیا ہے۔

رام دودھ سے محل اور اجودھیا کو چھوڑ کر جس بن میں آبسے تھے اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ اگر سیس دیو اپنی ایک لاکھ زبانوں سے ان کی تعریف کرنے کی کوشش کرے تو بھی نہیں کر سکتا۔ پھر میں کس گنتی میں۔ تالاب میں رہنے والا کچھوا مندرا پہاڑ کو کیسے اٹھا سکتا ہے۔ لچھمن جی جس طرح رام چندر جی کی سیوا کرتے اس کا بیان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہر وقت سیتا اور رام کے قدموں پر نظر رکھتے۔ ہر وقت ان کی محبت میں مگن رہتے۔ انھیں کبھی خواب میں بھی چھوٹا بھائی شتروگھن، باپ، ماں، گھر کچھ بھی یاد نہ آیا۔

رام کے ساتھ سیتا جی خوشیوں بھری زندگی گزارتی رہیں۔ انھیں اپنا شہر اجودھیا یاد آیا نہ اپنا کنبہ اور نہ اپنا گھر۔ جیسے چکورا چاند کو دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے اسی طرح وہ اپنے پتی کا چاند سا چہرہ دیکھ کے خوش ہوتی رہتی تھیں۔ انھیں اپنے شوہر کے قدم اتنے عزیز تھے کہ بن انھیں ہزار اجودھیاؤں سے بڑھ کر تھا۔ گھاس پھوس کی کٹیا جس میں وہ اپنے پتی کے ساتھ رہتی تھیں انھیں بے حد پیاری تھی۔ جنگل کے چرند پرند ان کا کنبہ تھے۔ سادھو انھیں اپنے سسر کی طرح لگتے تھے۔ اور ان کی بیویاں اپنی ساس کی طرح۔ جنگل کے قند پھل مول انھیں لذیذ غذاؤں سے زیادہ پسند تھے۔ گھاس پھوس کا بستر دیوتاؤں کے بستر سے زیادہ آرام دہ تھا۔ اپنے پتی کی ایک نظر انھیں سارے سنسار کے راج سے بڑھ کر تھی۔ جو رام کے پجاری ہیں وہ ان کے آگے دنیا کے آرام کو ٹھوکر مارتے ہیں۔ اگر لچھمن اور سیتا ایسا کرتے تھے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔

رگھوپتی بھی وہی کرتے جس میں سیتا اور لچھمن کی خوشی ہوتی۔ وہ پرانے زمانے کے قصے کہانیاں سناتے جس کو سن کر لچھمن اور سیتا بہت خوش ہوتے۔ رام چندر جی کو

سے پیار کرتی ہو اور اس سے بچھڑ جانے کے بعد وہ غمگین ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے تھے کہ اسے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس کے کان بہرے ہو گئے تھے۔ اور اس کا دماغ پریشان تھا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے اور اس کی زبان تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔ پھر بھی اس کی جان نہ نکلی۔ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ اور وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے اپنے ماں باپ کو قتل کر کے آ رہا ہو۔ اسے جو نقصان پہنچا تھا اس کے دماغ پر اس نقصان کا اثر تھا۔ وہ اس گنہگار کی طرح دکھائی دے رہا تھا جیسے قتل کرنے کے لیے لیجایا جا رہا ہو۔ لفظ اس کا ساتھ نہ دے رہے تھے اور اسے یہ ملال تھا کہ میں اجودھیا میں جا کر کیا دیکھوں گا۔ جو کوئی میرے رتھ کو رام سے خالی دیکھے گا وہ مجھ سے نفرت کرے گا۔ جب غمگین شہری مجھ سے سوال جواب کریں گے اور میں جواب دوں گا تو میرے دل پر کتنا بوجھ ہوگا۔

جب دکھیاری مائیں مجھ سے سوال کریں گی تو اسے بھگوان میں کیا جواب دوں گا۔ جب لچھمن کی ماں سمترا مجھ سے پوچھے گی تو میں اسے کیا خوش خبری سناؤں گا۔ جس طرح ہمارے اپنے چھوٹے سے بچے کے پاس دوڑتی ہوئی آتی ہے اس طرح رام کی ماں دوڑتی ہوئی رتھ کے پاس آئے گی تو میں اس ہی جواب دے پاؤں گا کہ رام لچھمن اور سیتا جنگل کو چلے گئے۔ جو کوئی مجھ سے سوال کرے گا مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا۔ اجودھیا میں مجھے یہ کرنا ہوگا۔ راجا غم سے پاگل ہو رہا ہے اور اس کی زندگی کا دار و مدار رام پر ہے۔ وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کس منہ سے بتاؤں گا کہ میں اسے بن میں پہنچا کر لوٹ آیا۔ جب وہ یہ سنے گا کہ رام لچھمن اور سیتا نہیں آئے تو تنکے کی طرح بے جان ہو کر گر پڑے گا۔ رام جن سے میرے دل کو تراوٹ ملتی چلے گئے۔ اور میرے دل کی مٹی پھٹ نہ گئی۔ اس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ بھگوان نے میرا جسم ایسا سخت بنایا ہے کہ یہ نرک کے دکھ میں بھی جھیل

ہمت سے کام لو قسمت اس وقت تمھارے خلاف ہے۔" اس نے نرم لہجے میں انہیں بہت سے قصے سنائے اور پھر اسے زبردستی رتھ میں بٹھا دیا۔ لیکن وہ اتنا غمگین تھا کہ رتھ کو چلانا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ رام سے جدائی کا اسے بے حد ملال تھا۔ گھوڑے بھی ادھر ادھر بھٹک رہے تھے اور سڑک پر نہ چلتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کسی نے جنگلی چوپاؤں کو گاڑی میں جوت دیا ہو۔ وہ بار بار ٹھوکر کھا کر گرتے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے۔ انہیں بھی رام کی جدائی کا بہت غم تھا۔ اگر کوئی رام، لچھمن اور سیتا کا نام لے دیتا تو یہ ہنہناتے اور محبت سے انہیں یاد کرتے۔ گھوڑے ان سے بچھڑ کر اتنے غمگین تھے کہ ان کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی حالت اس سانپ کی سی تھی جس کا منکا چھن گیا ہو۔ نشد سردار نے منتری اور گھوڑوں کی یہ حالت دیکھی تو اسے بڑا ملال ہوا۔ اس نے چار ساتھیوں کو بلایا اور انہیں منتری کے ساتھ کر دیا۔

رتھ کو رخصت کرنے کے بعد گہا واپس لوٹا اس کا غم بھی ناقابلِ بیان تھا۔ ادھر سمنترا بہت غمگین تھا۔ وہ بار بار یہی کہنے لگا "رگھوبیر کے بغیر زندگی بے کار ہے۔ ان کے بغیر یہ جان بہت دنوں رہنے والی نہیں۔ کاش! ان سے جدا ہوتے ہی یہ جان نکل جاتی اور میں امر ہو جاتا۔ یہ زندگی پاپ کی طرح میرے اوپر بوجھ بن گئی ہے۔ معلوم نہیں کیا چیز اسے ختم ہونے سے روک رہی ہے۔ افسوس اس زندگی نے اچھا موقع کھو دیا۔ یہ دل اب بھی دھڑکنے سے باز نہیں آتا۔" وہ اس طرح ہاتھ مل رہا اور سر پیٹ رہا تھا جیسے کوئی کنجوس اپنی دولت گنوا دینے کے بعد روتا پیٹتا ہے۔ کسی اچھی نسل کے برہمن کی طرح منتری روتا پیٹتا رہا۔

منتری کے دل میں اس طرح ملال تھا۔ جیسے کسی اچھے گھرانے کی لڑکی اپنے پتی

جب بیاتی کو دیوتاؤں کے رہنے کی جگہ سے نکالا گیا تھا تو اس نے بھی ایسی آہ بھری ہوگی۔ اس کی حالت سمپتی کی سی تھی جیسے آسمان سے نکال دیا گیا تھا۔ رام کو چاہنے والے راجا کے منہ سے نکلا "رام، رام" اور پھر اس نے کہا "رام، لچھمن، سیتا، راجا کو دیکھ کر منتری بولا "تمھاری جے ہو اور تمھاری عمر لمبی ہو" اس کے بعد وہ اس کے قدموں میں گر پڑا۔ راجا نے اس کی آواز سنی تو گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "سمنترا! رام کہاں ہے؟"

راجا نے سمنترا کو اس طرح سینے سے جکڑ لیا جیسے ڈوبتے کو سہارا مل گیا ہو۔ انھوں نے منتری کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا "پیارے دوست! مجھے رام کی خیریت بتاؤ۔ رام، لچھمن اور ودیہا کی بیٹی کہاں ہیں؟ تم انھیں واپس لے آئے یا وہ بن کو چلے گئے؟" یہ سن کر منتری کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ غم سے بے قابو ہو کر راجا نے پھر کہا "مجھے سیتا، رام اور لچھمن کی خبر سناؤ۔" بار بار وہ سری رام کی خوبصورتی ان کی خوبیاں ان کی نیکی اور ان کی خوش مزاجی کو یاد کر کے دل ہی دل میں غمگین ہو جاتے تھے۔ بولے "میں نے اسے اپنا قائم مقام بنانے کا اعلان کر کے اسے بن باس کے لئے مجبور کر دیا۔ لیکن نہ اسے پہلی خبر سے خوشی ہوئی نہ دوسری خبر سے غم۔ لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ میں ایسے بیٹے سے بچھڑ کے بھی زندہ رہا۔ میں بھی کیسا پاپی ہوں۔ میرے دوست! یا تو مجھے اس جگہ لے چلو جہاں سیتا، رام اور لچھمن ہیں ورنہ میری جان نکل جائے گی۔"

بار بار راجا نے منتری سے اپنے پیارے بیٹوں کی خبر پوچھی اور کہا کہ میرے دوست کوئی ایسی ترکیب کرو کہ میں فوراً رام، لچھمن اور سیتا کو دیکھ سکوں۔ منتری نے اپنے اوپر

جائے گا۔

سمنترا دکھ کے سمندر میں ڈوبا چلا جا رہا تھا کہ اس کا رتھ تمسا دریا کے کنارے جا پہنچا۔ اس نے نشد کے لوگوں کو شکریہ ادا کر کے لوٹا دیا انھوں نے منتری کے پاؤں چھوئے اور دکھ کا بوجھ اٹھائے لوٹ گئے۔ منتری شہر میں داخل ہوتے ہچکچا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے اپنے گورو کو قتل کر دیا ہو یا کسی برہمن کو مار دیا ہو۔ یا گائے کو ذبح کر دیا ہو۔ اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے شام کر دی۔ جب شام ہو گئی تو اسے شہر میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ وہ اجودھیا میں پہونچا۔ اور دروازے پر رتھ چھوڑ کر چپکے سے محل میں گھس گیا۔ جنھوں نے اس کے آنے کی خبر سنی وہ راج محل کے دروازے پر آکر رتھ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ خالی رتھ کو دیکھ کر اور گھوڑوں کو بے چین پا کر شہر کے مرد عورت ایسے بیتاب ہوئے جیسے پانی سے باہر مچھلی۔ سمنترا کو وہ محل ایسا اجاڑ لگ رہا تھا جیسے اس میں بھوت پریت رہتے ہوں۔

سب رانیاں غمگین تھیں انھوں نے سمنترا سے حال پوچھا لیکن وہ کوئی جواب نہ دے سکا اس کی آواز نے ساتھ نہ دیا اس کے کان بھی بے کار تھے۔ اور ان سے کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور اس کی آنکھیں کچھ نہ دیکھ سکتی تھیں۔ جو کوئی سامنے آتا سمنترا اس سے پوچھتا "بتاؤ راجا کہاں ہے"۔ اس کی پریشانی دیکھ کر داسیاں اسے کوشلیا کے محل میں لے گئیں۔ وہاں سمنترا نے راجا کو دیکھا اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ اور راجاؤں کی سی کوئی شان اس میں نظر نہ آتی تھی۔ نہ اس کے نیچے کوئی گدّی تھی نہ اس کے جسم پر کوئی زیور تھا۔ بری حالت میں وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ایک آہ بھری

سمجھائیں کہ وہ میری وجہ سے غم نہ کریں ۔

شہر کے سارے نواسیوں سے کہنا کہ میرا دوست وہ ہے جو راجا کی خوشیوں کا خیال رکھے ۔ جب بھرت آئے تو اس سے کہنا کہ تخت پر بیٹھنے کے بعد اپنا طور طریقہ نہ بدل دے ۔ اپنی ساری رعایا کا خیال رکھنا اور سب ماؤں کے ساتھ ایک سا سلوک کرنا ۔ اپنے ماں باپ اور عزیزوں کی خدمت کرتے رہنا اور اس کا خیال رکھنا کہ پتاجی کو میری وجہ سے کوئی صدمہ نہ ہو ۔ رام چندر جی نے اتنا کہا تھا کہ لچھمن جی نے کچھ سخت باتیں کہیں ۔ اس پر رام چندر جی نے مجھ سے کہا لچھمن ابھی بچہ ہے اس کی باتوں کا خیال نہ کرنا اور پتاجی کو یہ باتیں مت بتانا ۔ سیتا جی نے بھی کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن وہ جذبات کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکیں ۔ ان کی آواز نہ نکلی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور ان کا سارا جسم لرزنے لگا ۔

اس وقت رگھوبیر نے کشتی والے کو کچھ اشارہ کیا اور اس نے ناؤ چلا دی اس طرح وہ مجھ سے بچھڑ گئے اور میں دکھ کے ساتھ انھیں دیکھتا رہا اور آخر کار رامچندر جی کا پیغام لے کر واپس لوٹ آیا ۔ اس سے آگے سمنترا سے بولا نہ گیا ۔ رام سے جدائی کے غم نے اسے بے سدھ کر دیا ۔ راجا یہ باتیں سنتے ہی زمین پر گر پڑا اور اس کے دل میں درد سا اٹھنے لگا ۔ محبت کی وجہ سے وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگے رانیاں رونے اور چیخنے لگیں ۔ ان کی تکلیف بیان سے باہر ہے ۔ ان کی چیخ پکار سن کر غم کو بھی اتنا غم ہوا کہ وہ برداشت سے باہر ہے ۔ سارے اجودھیا میں ایسی آفت آئی ہوئی تھی جیسے چڑیوں کے گھروں پر بجلی گر پڑی

قابو پانے کی کوشش کی اور نرم آواز میں جواب دیا "مہاراج! تم تو گیانی ہو۔ سب کچھ جانتے ہو تم عقلمند بھی ہو۔ بہادروں کے بہادر ہو اور سادھوؤں سنتوں کی سیوا میں بیٹھتے رہتے ہو موت اور زندگی، خوشی اور غم، نفع اور نقصان سب قسمت کی باتیں ہیں۔ اور یہ چیزیں دھوپ چھاؤں کی طرح ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ بیوقوف لوگ خوشحالی میں خوش ہوتے ہیں اور مصیبت میں غمگین۔ لیکن عقلمندوں کے لئے دونوں برابر ہیں۔ اس لئے عقل سے کام لو۔ دھیرج رکھو اور غم کرنا چھوڑ دو۔" وہ لوگ سب سے پہلے تمسا کے کنارے ٹھہرے اور پھر گنگا کے کنارے ٹھہرے۔ اشنان کرکے انھوں نے پانی پیا اور اس دن تینوں نے کچھ بھی نہ کھایا۔

نشد کے لوگوں نے بہت خاطر کی اور وہ رات انھوں نے سنگ رور میں گزاری۔ دن نکلا تو انھوں نے برگد کا دودھ منگایا اور اپنے بالوں کو تاج کی شکل میں سجا لیا۔ گہا نے کشتی منگائی اور پھر انھیں اس میں سوار کرایا۔ لچھمن نے ناؤ میں تیر کمان بھی رکھ لئے۔ جب رگھوبیر نے مجھے تکلیف میں دیکھا تو انھوں نے ہمت سے کام لیا اور شیریں لہجے میں مجھ سے کہا "میرے پتا سے میرا پرنام کہنا اور میری طرف سے بار بار ان کے کنول جیسے پاؤں چھونا پھر ان کے قدموں میں گر کر میری طرف سے کہنا۔ پتاجی آپ میری وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ آپ کی دعا سے اور آپ کے کرموں کے پھل کی وجہ سے میرا بن کا سفر خوشیوں سے بھر جائیگا مجھے سفر میں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ آپ کا حکم پورا کرکے میں خیریت سے لوٹ آؤں گا اور آپ کے قدم آ چھوؤں گا۔ میری سب ماؤں کے قدموں پر گر کر ان سے درخواست کرنا کہ وہ اجودھیا کے سردار کو خوش رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ میرے گورو کے قدم چھو کر ان سے درخواست کرنا کہ وہ میرے پتاجی کو

بے تاب ہے جیسے چاند دیکھے بغیر چکور" رام رام جپتا ہوا اور بار بار رام کو آواز دیتا ہوا یہ راجا رگھوبیر کی جدائی نہ سہہ سکا اور وہاں جا پہونچا جہاں دیوتا رہتے ہیں۔

راجا دشرتھ نے زندگی اور موت دونوں کا پھل پا لیا تھا چاروں طرف اس کی شہرت پھیل گئی۔ کیسا خوش نصیب تھا جب تک جیا رام چندر جی کا چاند سا مکھڑا دیکھا اور جب مرا تو وہ بھی انھیں کی پکار رہا۔ ساری رانیاں غم سے پاگل ہو گئیں۔ وہ اس کی صورت شکل کی اس کے طور طریق کی اس کے بہادری اور شان و شوکت کا ذکر کر کر کے روتی رہیں۔ وہ روتے روتے زمین پر لوٹنے لگتیں۔ نوکر نوکرانیاں بھی غم سے چیخنے لگیں اور شہر کے سب بسنے والے رو دیئے۔ ہر گھر میں کہرام مچ گیا۔ سب نے کہا سورج ونشیوں کا آفتاب غروب ہو گیا اور دنیا سے نیکیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ کیکئی کو ہر ایک نے برا بھلا کہا جس نے دنیا کی آنکھیں چھین لیں۔ ساری رات یہی رونا دھونا رہا اور دن نکلنے پر بڑے بڑے منی آ پہونچے۔ منی وششٹ نے تاریخ کی بہت سی ایسی کہانیاں سنائیں جو اس وقت مناسب تھیں۔ اس کی عقل مندوں کی باتیں سن کر غم کے بادل چھٹ گئے۔

منی نے ایک کشتی میں تیل بھروایا اور راجا کا مردہ شریر اس میں رکھوا دیا کہ وہ سڑ نہ جائے۔ اس کے بعد اس نے سفیروں کو بلوایا اور ان سے یوں مخاطب ہوا "دوڑے ہوئے بھرت کے پاس ہرکارو جاؤ لیکن راستہ میں کسی کو راجا کی موت کی خبر نہ سنانا اور بھرت کے پاس جا کر صرف اتنا کہنا کہ گورو نے تم دونوں بھائیوں کو بلایا ہے"۔ یہ پیغام لے کر ہرکارے اتنے تیز گئے کہ ان کی تیز رفتاری پر گھوڑے بھی شرمندہ ہوں۔ اجودھیا پر مصیبت آئی تو بھرت کو برے شگون دکھائی دیئے اسے رات کو برے

راجا کی سانس اس کے گلے میں اٹکی ہوئی تھی وہ اس سانپ کی طرح بے چین تھے جس کا منکا چھن گیا ہو۔ اس کے ہوش و حواس جاتے رہے اور اس کی حالت ایسی تھی جیسی پانی کے بغیر کنول کی۔ کوشلیا نے جب راجا کو ایسا دکھی دیکھا تو وہ اس نتیجے پر پہونچی کہ سورج ونشیوں کا آفتاب غروب ہونے والا ہے۔ موقعہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سری رام کی ماتا نے ہمت سے کام لیا اور یہ مناسب باتیں کہیں "میرے ناتھ ذرا غور کرو رام کی جدائی ایک بڑے سمندر کی طرح ہے۔ اجودھیا ایک ناؤ ہے۔ ہمارے سب دوست عزیز اس میں سوار ہیں اور تم اس کے کھیون ہار ہو۔ اگر تم ہمت نہ ہارو تو سب ہی ہم کنارے پر پہونچ سکتے ہیں۔ اگر تم ہمت ہار گئے تو سارا کنبہ ڈوب جائے گا۔ اگر تم نے میری بات پر دھیان دیا تو یقین ہے کہ ہم پھر ایک دن رام، لچھمن اور سیتا سے مل سکیں گے"۔ اپنی پیاری بیوی کی یہ باتیں سن کر راجا نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ ایسا لگا جیسے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی پر کسی نے ٹھنڈا پانی چھڑک دیا ہو۔

راجا نے ہمت سے کام لیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بولے "سمنترا! بتاؤ میرا پیارا رام کہاں ہے لچھمن کہاں ہے میری بہو ویدہی کہاں ہے"۔ بے چین بادشاہ اسی طرح روتا رہا۔ وہ رات ایسی لمبی ہو گئی جیسے ساری عمر ایسا لگتا تھا جیسے یہ رات کبھی ختم نہ ہوگی۔ اسے اندھے سادھو کی بد دعا یاد آئی اور اس نے کوشلیا کو سارا قصہ سنایا۔ جب وہ یہ کہانی سنا رہا تھا تو اس کا دل غم سے امڈا آرہا تھا۔ کہنے لگا "رام کے بغیر یہ زندگی بے کار ہے۔ یہ جسم باقی رہ کے کیا کرے گا جو محبت کا عہد نہ نباہ سکا۔ اے رگھو خاندان کو خوشیاں دینے والے تو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ تیرے بغیر میں کافی زندگی گزار چکا ہوں۔ آہ جنک کی بیٹی اور لچھمن آہ رگھونندن تمھارا باپ تمھیں دیکھے بغیر ایسا

بہت خوش تھی کیونکہ اسے بیٹے کے آنے کی خبر مل گئی تھی اس نے آرتی اتارنے کے لئے چراغ جلائے اور اسے لینے کے لئے دروازے تک دوڑی پھر وہ اسے اپنے محل میں لے گئی۔ بھرت کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ سب اس طرح پریشان ہیں جیسے آگ لگ گئی ہو۔ مگر کیکئی اس طرح خوش تھی جیسے کوئی بھیل عورت جنگل کو آگ لگا کے خوش ہوتی ہے۔ اس نے بیٹے کو غمگین پایا تو بولی "کیا میرے میکے میں ہر طرح خیریت ہے؟" بھرت نے بتایا کہ وہاں ہر طرح خیریت ہے۔ اور پھر اس نے اپنے خاندان کی خیریت پوچھی۔ "بتاؤ پتاجی کہاں ہیں۔ میری سب مائیں کہاں ہیں۔ سیتا اور میرے پیارے بھائی رام اور لچھمن کہاں ہیں؟" بیٹے کی یہ باتیں سن کر کیکئی اپنی آنکھوں میں مگرمچھ کے آنسو بھر لائی اور پھر وہ باتیں کیں جو تیروں کی طرح بھرت کے کلیجے کے پار ہو گئیں۔

میرے بیٹے! میں نے تمھارے لئے سب کام درست کر دئے ہیں۔ بیچاری منتھرا نے اس میں میری بڑی مدد کی۔ بس کام پورا ہونے سے پہلے بھگوان نے ذرا سی خرابی کر دی وہ یہ کہ راجا اندر لوک کو سدھار گئے۔ بھرت کو یہ سن کر ایسا دھکا لگا جیسے ہاتھی کو شیر کی چنگھاڑ سے لگتا ہے۔ پتاجی! پتاجی! کہتا ہوا وہ زمین پر گر کے تڑپنے لگا۔ وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا "پتاجی میں تمھارے مرتے سے پہلے تمھیں نہ دیکھ سکا اور تم مرنے سے پہلے مجھے سری رام کے سپرد نہ کر سکے۔" پھر وہ ہمت کر کے اٹھا اور بڑی مشکل سے ماں سے یہ پوچھ سکا کہ باپ کے مرنے کا سبب کیا تھا۔ اپنے بیٹے کا سوال سن کر اس نے ایسا کیا جیسا کوئی جسم کا نازک حصّہ کاٹ کے زہر بھر دے۔ اس ظالم اور خبیث عورت نے خوش ہو کر شروع سے آخر تک ساری کہانی سنا دی۔ سری رام کے بن باس کا حال سن کر بھرت باپ کی موت کا غم بھول گیا اور یہ محسوس کر کے کہ اس تباہی کا سبب وہ خود ہے وہ ششدر اور حیران رہ گیا۔

بڑے خواب دکھائی دئے اور صبح کو طرح طرح کے بڑے بڑے خیال آئے۔ اس نے برہمنوں کو کھانا کھلایا اور انھیں تحفے دئے۔ اس نے بھگوان شیو کی مورتی کو اشنان کرایا اور دل میں اس سے پرارتھنا کی کہ اس کے ماں باپ اس کا کنبہ اور اس کے سوتیلے بھائی خیریت سے رہیں۔ بھرت پریشان تھا کہ یہ ہرکارے آپہونچے۔ گورو کا حکم پاکر بھرت نے گنیش کی پوجا کی اور روانہ ہو گئے۔

تیزی سے گھوڑے دوڑاتا ہوا ندی نالوں کو پار کرتا ہوا پہاڑوں اور جنگلوں کو روندتا ہوا وہ اتنا تیز چلا جیسے ہوا۔ اس کا دل پریشان تھا اور کوئی چیز اسے اچھی نہ لگتی تھی۔ وہ دل میں سوچنے لگا۔ کاش میں اڑ کے گھر پہونچ جاتا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال کے برابر ہو گیا۔ اس طرح بھرت شہر کے قریب آتے گئے۔ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو یہاں انھیں برے شگون دکھائی دئے۔ کوّے نحوست بھری آواز میں کائیں کائیں کر رہے تھے گدھے اور گیدڑ بُری بُری آوازیں نکال رہے تھے۔ یہ آوازیں بھرت کے کلیجے کے پار ہو گئیں۔ جھیلیں، دریا اور باغ اپنی کشش کھو بیٹھے اور شہر ایک بھیانک منظر پیش کر رہا تھا۔ رام چندر جی کی جدائی کی مہلک بیماری نے چڑیوں، ہرنوں، گھوڑوں اور ہاتھیوں کو بے حال کر دیا تھا۔ شہر کے مرد عورت سب اس طرح غمگین تھے جیسے وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہوں۔ راستے میں اسے لوگ ملے لیکن کوئی ایک لفظ نہ بولا۔ سب نے نمستے کیا اور گزر گئے۔ بھرت بھی ایسا غمگین اور پریشان تھا کہ ان سے کچھ نہ کہہ سکا۔

بازار اور گلی کوچے ایک بھیانک منظر پیش کر رہے تھے جیسے شہر پر بڑی مصیبت آچکی ہو۔ کیکئی جو سورج ونشیوں کے لئے ایسی تھی جیسے کنول کے لئے چاند۔ وہ آج

جب شتروگھن نے اپنی ماں کیکئی کے ظلم کا قصّہ سنا تو غصّے سے ان کا سارا بدن تپنے لگا۔ اس وقت کبڑی منتھرا رنگ برنگے قیمتی کپڑے پہنے اور زیورات میں لدی ہوئی آئی۔ اسے دیکھتے ہی لچھمن کا چھوٹا بھائی غصّے سے آگ بگولا ہو گیا جیسے کسی نے آگ پر خالص مکھن ڈال دیا ہو۔ اس نے آگے بڑھ کے ایسے تاک کے لات ماری کہ منہ کے بل گری اور اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کا کوبر پھٹ گیا سر ٹوٹ گیا اور دانت نکل کے باہر جا پڑے۔ منہ سے خون بہنے لگا "اے بھگوان! میں نے کیا قصور کیا ہے۔ میری خدمت کا یہ صحیح صلہ تو نہیں ہے"۔ یہ الفاظ سن کر اور اس کی سر سے پیر تک گھناؤنی حالت دیکھ کر شتروگھن غصّے میں آ گیا۔ اس نے بال پکڑ کے اسے کھینچا۔ آخر رحمدل بھرت نے اسے چھڑایا۔ اس کے بعد دونوں بھائی کوشلیا جی کے پاس گئے۔ وہ خراب خستہ لباس میں بیٹھی تھیں، چہرہ زرد تھا، جسم غم سے نڈھال ہو گیا تھا۔ ان کی حالت اس بیل کی طرح تھی جسے جنگل سے نوچ پھینکا گیا ہو۔

جب ماتا کوشلیا نے بھرت کو دیکھا تو وہ اس سے ملنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں لیکن کمزوری سے چکرا گئیں اور گر کے بے ہوش ہو گئیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بھرت کو بہت دکھ ہوا۔ وہ خود اپنی حالت بھول کر ان کے قدموں پر گر پڑا۔ بولا "ماں مجھے پتاجی کو دکھاؤ۔ سیتا کہاں ہے؟ میرے بھائی سری رام اور لچھمن کہاں ہیں؟ کیکئی اس دنیا میں پیدا ہی کیوں کی گئی تھی؟ اور اگر پیدا ہو ہی گئی تھی تو وہ بانجھ کیوں نہ رہی؟ اس نے مجھے کیوں جنم دیا؟ یہ تو میرے خاندان کے اوپر ایک بدنما داغ ہے اور ہمارے عزیز و اقارب کی دشمن ہے۔ دنیا میں مجھ سے بڑا پاپی کون ہے جس کے کارن تم اس حال کو پہنچیں، میرا باپ پرلوک کو سدھارا، سری رام کو بن باس لینا پڑا۔ منحوس ستارے کی

بیٹے کی تکلیف دیکھ کر ماں نے اسے اس طرح دلاسا دیا جیسے کوئی جلے پر نمک چھڑکے۔ بولی۔ راجاؤں کو رونا زیب نہیں دیتا۔ راجا نے زندگی کے سارے سکھ اٹھائے تھے اور مر کر وہ اندر لوک میں جا پہونچے۔ اس لئے اب تم ان کا غم چھوڑو اور راج کے سارے کام سنبھال لو۔ راجکمار کو ان باتوں سے بڑا دکھ ہوا۔ اس نے ایک آہ بھری اور بولا "او شریر عورت! تو نے ہمارے سارے خاندان کو تباہ کر دیا۔ اگر تیرے دل میں ایسا ہی حسد تھا تو تو نے مجھے جنم دیتے ہی کیوں نہ مار ڈالا۔ تو نے درخت کو کاٹ ڈالا اور ایک پتّے کو پانی سے سینچ رہی ہے۔ تو نے مچھلی کو زندہ رکھنے کے لئے تالاب سے سارا پانی نکال ڈالا۔ میں سوریہ دیو کی اولاد میں ہوں راجا دشرتھ میرا باپ تھا، رام اور لچھمن میرے بھائی ہیں۔ اور کیا ستم ہے کہ تو میری ماں ہے۔ کیا کیا جائے قسمت کے آگے سب بے بس ہیں۔

اے کینہ پرور عورت! جس لمحے تو نے دل میں یہ بیہودہ منصوبہ بنایا اس وقت تیرا دل ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہ ہو گیا۔ جب تو نے راجا سے بردان مانگے تو تیرے ضمیر نے تجھے ملامت نہ کی، بولنے سے پہلے تیری زبان نہ گل گئی۔ تیرے منہ کو لقوہ نہ مار گیا۔ راجا نے تجھ پر کیسے بھروسہ کیا۔ مرنے سے پہلے یقیناً بھگوان نے ان سے عقل لے لی تھی۔ عورت کے دل کی بات تو بھگوان بھی نہ سمجھ سکا۔ اس کا دل دھوکے، بدی اور پاپ سے بھرا ہوتا ہے۔ راجا تو سیدھا سادہ اور نیک انسان تھا وہ ایک عورت کی خصلت کو کس طرح سمجھ سکتا تھا۔ سارے سنسار کا وہ کونسا جاندار ہے جسے رگھوناتھ جان سے پیارا نہ ہو۔ لیکن رام بھی تجھے بڑا دشمن نظر آیا۔ مجھے سچ بتا تیرا کس نسل سے تعلق ہے۔ تو کچھ بھی ہو تجھے اپنے چہرے پر کالک پوت لینی چاہئے۔ اور میرے سامنے سے کہیں بھی چلا جانا چاہئے۔ مجھے بھگوان نے اس سے جنم دلایا جو رام کا دشمن ہے۔ دنیا میں مجھ سے بڑا پاپی کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے میرا تجھے برا بھلا کہنا بیکار ہے۔

دلاسا دیا اور جنگل کو چلا گیا۔ سیتا اس کے قدموں سے دور نہ رہ سکتی تھی اسے اپنے پتی سے بیحد پیار ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی چلی گئی۔ لچھمن نے یہ سنا تو وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ رگھوپتی نے اسے بہت، سمجھایا کہ وہ ساتھ نہ جائے لیکن وہ نہ مانا۔ اس پر رگھوناتھ نے سب کو پرنام کیا اور سیتا اور لچھمن کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس طرح وہ تینوں تو چلے گئے مگر میں نہ تو ان کے ساتھ جا سکی اور نہ اپنی جان کو ان کے پیچھے بھیج سکی۔ یہ سب کچھ میری آنکھوں کے آگے ہوا اور میری جان کیسی بدنصیب ہے کہ جسم سے نکل نہ سکی۔ مجھے اس کا ملال کیوں نہ ہو کہ رام کو مجھ جیسی ماں ملی۔ راجا جانتے تھے کہ کب تک جینا چاہیے اور کب مر جانا چاہیے۔ لیکن میں بہت سخت جان نکلی" کوشلیا جی کے یہ الفاظ سن کر بھرت اور گھر کے سب لوگ تکلیف سے رونے اور چلانے لگے۔ راج محل غموں کا مکان لگنے لگا۔

دونوں غمگین بھائی بھرت اور شتروگھن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کوشلیا جی نے انھیں سینے سے لگا لیا۔ انھوں نے طرح طرح سے بھرت کو دلاسا دیا اور سمجھایا۔ بھرت نے بھی پرانوں اور ویدوں کی کہانیاں سنا سنا کر اپنی ماں کا دکھ کم کیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر شیریں لہجے میں ان سے یوں خطاب کیا۔ "اگر میری ماں نے میری صلاح سے یہ سازش کی ہو تو مجھے اتنا پاپ ہو جتنا اپنے ماں باپ یا بیٹے کو قتل کرنے سے ہوتا ہے۔ یا گئوشالا کو جلانے سے یا برہمنوں کے کسی گاؤں کو آگ لگا دینے سے یا بے گناہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے یا کسی دوست کو زہر دینے سے یا کسی بھی اور طرح سے ہو سکتا ہے۔ ماں! اگر میں اس حرکت میں شریک رہا ہوں تو میرا حشر ان لوگوں کا سا ہو جو ہری اور شو کے چرنوں کو چھوڑ کر بھوت پریت کی پوجا کرنے لگتے ہیں۔

طرح میں ہی اس ساری مصیبت کا ذمہ دار ہوں۔ لعنت ہو مجھ پر۔ میں نے کیکئی کے لئے بانسی کے بن کی آگ ثابت ہوا اور سب کے لیے ناقابل بیان دکھ کا موجب ہوا۔ بھرت کے یہ الفاظ سن کر کوشلیا جی کوشش کر کے اٹھیں اور اسے زمین سے اٹھا کر کلیجے سے لگا لیا۔ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہونے لگی۔

ماتا کوشلیا نیک خصلت عورت تھیں۔ انھوں نے اس طرح پیار سے بھرت کو گلے لگا لیا جیسے ان کا بیٹا رام چندر لوٹ آیا ہو۔ اس کے بعد انھوں نے لچھمن کے چھوٹے بھائی شترگھن کو سینے سے لگایا۔ اس وقت ان کا دل غم اور محبت سے لبریز تھا۔ جس نے بھی ان کی یہ شفقت دیکھی بول اٹھا "کوئی تعجب کی بات نہیں رام کی ماں کے دل میں اتنی ہی محبت ہونی چاہیئے"۔ ماں نے بھرت کو گود میں بٹھا لیا، اس کے آنسو پونچھ ڈالے اور اسے دلاسا دینے والی باتیں کرنے لگیں۔ بولیں "میرے بیٹے! میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت تم اپنے اوپر قابو رکھو۔ یہ سمجھ لو کہ یہ وہ مصیبت ہے جو قسمت میں لکھی تھی۔ اس غم کو دل پر مت لو اور خود کو قصوروار مت سمجھو۔ یہ سوچ کر صبر کر لو کہ وقت اور قسمت کے دھارے کو موڑا نہیں جا سکتا۔ میرے بیٹے! کسی کو بھی الزام مت دو۔ قسمت ہی ہر طرح میرے خلاف ہے۔ جب ایسی مصیبتوں میں بھی اس نے مجھے زندہ رکھا تو کیا پتہ اسے کیا منظور ہے۔ اپنے باپ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے رگھوبیر نے اپنے زیور اور شاہی لباس آتار ڈالا اور درختوں کی چھال کا لباس جو سادھوؤں کا لباس ہے پہن لیا۔ اور ایسا کرنے میں نہ اسے خوشی ہوئی اور نہ ملال۔

اسے نہ کسی قسم کی خوشی تھی اور نہ کوئی ملال۔ اس نے طرح طرح سے ایک ایک کو

اس وقت وہ کام کرو جس کی ضرورت ہو"۔ اپنے گورو کا حکم سن کر بھرت اٹھ کھڑے ہوئے اور تیاری کا حکم دیا۔

بھرت نے راجا کے مردہ شریر کو ویدوں میں دیے گئے طریقے کے مطابق اشنان کرایا اور ایک شاندار چتا تیار کرائی۔ بھرت نے اپنی ماؤں کے پاؤں پکڑ کر انھیں ستی ہونے سے بچالیا وہ بھی یہ سوچ کر رک گئیں کہ شاید کسی دن رام چندر جی کے درشن ہو جائیں۔ گاڑیوں صندل کی لکڑی لائی گئی۔ طرح طرح کی خوشبوئیں منگائی گئیں۔ سریو کے کنارے ایک خوبصورت چتا تیار کی گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ سورگ تک پہونچنے کی سیڑھی ہے۔ اس طرح آخری رسمیں پوری کی گئیں۔ پھر اس بھتیجے نے جو کریا کرنے والا تھا، اشنان کیا۔ ارتھی پر خوشبوئیں چھڑکیں۔ سمرتی، وید اور پرانوں کا پاٹھ کیا اور پھر بھرت نے دسگات کیا۔ اس وقت منی وششٹ نے جو جو حکم دیے وہ سب بھرت بجا لایا۔ پاکی حاصل کرنے کے بعد اس نے خیرات کی۔ ہاتھی، گھوڑے اور گائیں تقسیم کی گئیں۔ لوگوں کو مکان، زمین، غلہ، لباس روپیہ، زیور ہر طرح کی چیزیں دی گئیں۔ برہمنوں کے دلوں کی خواہشیں پوری کی گئیں۔

بھرت نے اپنے باپ کی مکتی کے لیے جو جو رسمیں ادا کیں ان کی گنتی مشکل ہے۔ پھر ایک تاریخ مقرر کر کے منی وششٹ نے سارے منتریوں اور شہر کے عمائدین کو طلب کیا۔ سب راج سبھا میں آ کر بیٹھے۔ بھرت اور شتروگھن بھی بلائے گئے۔ وششٹ نے بھرت کو اپنے برابر بٹھایا اور انھیں بہت سی نصیحتیں کیں۔ سب سے پہلے تو وششٹ نے یہ بتایا کہ کیکئی نے سارے کنبے کو کس طرح مصیبت میں ڈال دیا۔ پھر انھوں نے راجا دشرتھ کی نیکیوں کو سراہا اور ان کی محبت کی تعریف کی کہ انھوں نے محبت کے کارن اپنی جان تک دیدی۔ پھر جب منی نے سری رام کی خوبیوں کا ذکر کیا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

"ماں! اگر اس میں میری رضامندی شامل ہو تو میرا انجام ان لوگوں کا سا ہو جو ویدوں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ اپنے دھرم کا سودا کرتے ہیں، پیٹھ پیچھے اوروں کی برائی کرتے ہیں، دوسروں کے پاپ جتاتے ہیں، جو دھوکے باز، بدمعاش اور جھگڑالو ہیں، ویدوں کو بے حرمت کرتے ہیں، لالچی ہیں۔ دوسروں کی دولت اور دوسروں کی بیویوں پر نظر رکھتے ہیں۔ ماں! اگر مجھے اس کا پتہ بھی رہا ہو تو شوجی میرا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ کریں جو نیکیوں سے دور ہیں اور اس راستے کو پسند نہیں کرتے جو بھگوان تک لے جاتا ہے، جو ہری کی پوجا نہیں کرتے بلکہ ہری اور شوجی کو نہیں مانتے اور ویدوں کا بتایا ہوا راستہ چھوڑ کے اس کے الٹے راستے پر چلتے ہیں۔ اور جو بہروپیے ہیں اور روپ بدل کر دنیا کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔" بھرت کے یہ سچے، صاف اور سیدھے سادے الفاظ سن کر کوشلیا جی بولیں "میرے پیارے بیٹے! تو نے ہر طرح رام کو عزیز رکھا ہے۔

"رام تجھے جان سے زیادہ عزیز رہا ہے اور رگھوپتی بھی تجھے اپنی جان سے عزیز رکھتا ہے۔ چاند اپنی کرنوں سے زہر برسا سکتا ہے، برف آگ اگل سکتا ہے، نیکی بدی کو دور کرنے میں ناکام رہ سکتی ہے لیکن تو کسی طرح بھی رام کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ تجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ تو اس سازش میں شریک تھا وہ کبھی خواب میں بھی خوشی نہیں پائیں گے اور انھیں کبھی مکتی نہیں ملے گی۔" یہ کہہ کر کوشلیا جی نے بھرت کو پھر گلے سے لگا لیا۔ ان کی چھاتیوں سے دودھ بہنے لگا اور ان کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگا۔ اس طرح ساری رات غم و اندوہ میں گزر گئی۔ صبح کو وم دیو اور وششٹ آئے۔ انھوں نے سب وزیروں اور شہر کے عمائدین کو بلایا۔ وششٹ نے اس موقع کی مناسبت سے بھرت کو بہت سی عقل کی باتیں بتائیں۔ انھوں نے کہا "بیٹے! ہمت سے کام لو اور

طرف چرچے ہیں۔ بھرت تمھارے باپ سے بڑا راجا تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ برہما، وشنو، شیو، اندر اور سارے دیوتا راجا دشرتھ کے گن گاتے تھے۔ تمھیں بتاؤ بیٹے اس راجا کی تعریف کیوں کر ہو سکتی ہے جس نے ایسے بیٹوں کو جنم دیا۔ جیسے رام، لچھمن، شترگھن اور تم خود۔

راجا ہر طرح خوش نصیب تھا، اس کا غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بات سمجھ لو اور غم کو تیاگ دو۔ بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا اس پر عمل کرو۔ اس نے راج پاٹ تمھیں سونپا ہے اور تم اس کے لائق بھی ہو۔ تم اس کا قول پورا کرو۔ وہ باپ جس نے اپنا قول پورا کرنے کے لئے رام کی جدائی سہی اور پھر اس میں جان بھی دیدی۔ اسے اپنی جان سے زیادہ اپنا قول پیارا تھا۔ اس لئے بیٹے اپنے باپ کا قول پورا کرو۔ جی جان سے اس کا حکم مانو۔ اس سے ہر طرح تمھیں فائدہ ہوگا۔ پرس رام نے اپنے باپ کا حکم مانا اور خود اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ ساری دنیا اس کی گواہ ہے۔ یاتی کے بیٹے کورو نے اپنے باپ سے بڑھاپا لے کر جوانی دے دی۔ یہ سب کچھ اس نے باپ کا حکم پورا کرنے کے لئے کیا۔ جو لوگ یہ سوچے بغیر کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط اپنے باپ کا حکم مانتے ہیں وہ آخر دنیا میں خوشی پاتے ہیں۔ شہرت پاتے ہیں اور آخر امر لوک میں جگہ پاتے ہیں۔

اس لئے تم اپنے باپ کا حکم بجا لاؤ۔ اپنی رعایا کا خیال رکھو اور غم کو تیاگ دو۔ پرلوک میں تمھارے باپ کی آتما کو اس سے شانتی ملے گی۔ تم خود شہرت پاؤ گے۔ اور تم پر کوئی الزام نہ آئے گا۔ یہ بات سب جانتے ہیں اور ویدوں میں یہی لکھا ہے کہ مکٹ اس کے سر پہ دھرا جاتا ہے جس کے سر پہ باپ دھرنا چاہے۔ اس لئے میرا مشورہ مانو اور راج پاٹ سنبھال لو۔ رام اور ودیہا کی بیٹی اس خبر سے خوش ہوں گے۔ اور

اور سارا بدن کانپنے لگا۔ پھر جب انھوں نے رام کے لئے سیتا اور لچھمن کی محبت کا ذکر کیا تو وہ غم اور محبت کے ملے جلے جذبے سے بے قابو ہو گئے۔ وہ بھرت سے بولے کہ قسمت کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔ موت زندگی، خوشی اور غم، نفع اور نقصان، نیک نامی اور بدنامی سب قسمت کے ہاتھ میں ہیں۔

منی بولے جب ایسا ہے تو ہم کیسے دوش دیں اور بغیر بات کس سے ناراض ہوں۔ میرے بیٹے! دل میں سوچو کہ راجا دشرتھ نے تو ایسی موت پائی جس پر صدمہ نہ کرنا چاہیئے۔ بری حالت تو اس برہمن کی ہے جو ویدوں سے لاعلم ہے اور اپنے فرض کو بھول کر عیش عشرت میں پڑ گیا ہے۔ بدنصیب تو وہ بادشاہ ہے جو راج نیتی سے ناواقف ہے اور اپنی رعایا سے محبت نہیں کرتا۔ بدنصیب وہ ویش ہے جو دھن دولت رکھتا ہے مگر وہ سب بے کار ہے، کیونکہ اس کے دل میں شیوجی کا پریم نہیں۔ بدنصیب وہ شودر ہے جو برہمنوں کی قدر نہیں کرتا اور اپنے علم پر غرور کرتا ہے۔ بدنصیب وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کو دھوکہ دیتی ہو جھگڑالو ہے اور اپنی مرضی پر چلتی ہے۔ بدنصیب دھرم کا دویارتھی ہے جو اپنے قول کا پکا نہیں اور اپنے گورو کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا۔ بدنصیب وہ گرہست ہے بدنصیب وہ گوشہ نشین ہے جو دنیا کے موہ میں گرفتار ہے۔

بدنصیب وہ انسان ہے جو توبہ نہیں کرتا اور عیش و عشرت میں مبتلا ہے۔ بدنصیب وہ انسان ہے جو پیٹھ پیچھے بدی کرتا ہے اور اپنے ماں باپ اپنے گورو اور اپنے بھائیوں کا دشمن ہے۔ بدنصیب وہ انسان ہے جو دوسروں کو نقصان پہونچاتا ہے اور اپنے فائدے کا خیال رکھتا ہے اور بے رحم ہے۔ بدنصیب وہ ہے ہری سے جسے پریم نہ ہو۔ کوشل کے راجا پر غم کرنے کا کوئی سبب نہیں کیونکہ اس کی عظمت کے چاروں

بھرت جی بولے "میرے گورو نے مجھے بہت نیک صلاح دی ہے۔ رعایا نے، منتریوں نے اور باقی سب نے اسے پسند کیا۔ ماں نے بھی جو کچھ مناسب سمجھا کیا میری بھی خواہش ہے کہ میں ادب کے ساتھ ان کا حکم بجا لاؤں۔ اپنے گورو، ماں باپ، آقا اور دوست کے مشورے پر خوشی سے عمل کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی یہ سوچنے لگے کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط تو وہ اپنا فرض پورا نہیں کرتا اور گنہ گار ہوتا ہے۔ آپ لوگ مجھے مخلصانہ مشورہ دے رہے ہیں اور میرے لئے مفید ہے۔ اس بات کا مجھے پورا احساس ہے۔ لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ آپ لوگ میری درخواست سنیں اور مشورہ دیں کہ یہ مناسب ہے یا نہیں۔ آپ لوگوں کو جواب دے رہا ہوں اس کی میں معافی چاہتا ہوں۔ نیک لوگ اس کا قصور معاف کر دیتے ہیں جو دکھ سے دیوانہ ہو رہا ہو۔ پتا جی اس وقت پرلوک میں ہیں۔ سیتا اور رام بن میں ہیں اور آپ لوگ مجھے راج کرنے کی صلاح دے رہے ہیں۔ کیا اس سے مجھے کچھ فائدہ ہوگا یا اس سے آپ کو اپنا کچھ فائدہ منظور ہے۔

میرا بھلا تو اس میں ہے کہ میں سری رام کی سیوا کروں۔ حالانکہ میری ماں کی دشمنی نے مجھے اس کا موقعہ نہیں دیا۔ میں نے اپنے دل میں بہت سوچ وچار کیا اور میں اس نتیجے پر پہونچا کہ میرے لیے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں کہ میں رگھوپتی کی سیوا کروں۔ یہ راج پاٹ کس کام کا ہے جس میں رام، لچھمن اور سیتا کے چرن دیکھنے کو نہ ملیں۔ یہ راج محل نہیں دکھوں کا گھر ہے۔ ننگے بدن پر زیوروں کا بوجھ انوکھی بات ہے۔ نیکی کے بغیر برہما کی تلاش فضول ہے۔ مریض جسم کے لیے عیش بے معنی ہے۔ رگھوپتی کے بغیر مجھے اپنا وجود بیکار دکھائی دیتا ہے۔ ہری سے پریم نہ ہو تو جاپ اور یوگ بیکار ہے۔ جان نہ ہو تو خوبصورت جسم بے کار ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ وہاں چلا جاؤں جہاں

کوئی ایسی غلط بات نہ کہے گا۔ اپنی رعایا کو خوش دیکھ کر کوشلیا اور دوسری رانیاں بھی خوش ہوں گی۔ اور جو کوئی تمھارے اور رام کے بیچ محبت کا ذکر سنے گا وہ تمھارا بھلا ہی چاہے گا۔ جب رام لوٹ کر آئیں تو تم اسے راج پاٹ سونپ سکتے ہو اور محبت کے ساتھ ان کی خدمت کر سکتے ہو۔ سب منتریوں نے ہاتھ جوڑ کے کہا۔ "تمھیں اپنے گورو کی بات ماننی چاہیئے۔ جب رگھوپتی لوٹ کر آئیں تو جو تم مناسب سمجھو وہ کرنا۔"

کوشلیا جی بھی ہمت کر کے بولیں "بیٹے! تمھارے گورو کی صلاح نہایت مناسب ہے اس پر عمل کرنا تمھارے لئے بہتر ہے۔ زندگی کے اتار چڑھاؤ پر نظر کرو اور غم کرنا چھوڑ دو۔ رگھوپتی اس وقت بن میں ہیں اور راجا اس وقت سورگ میں دیوتاؤں پر راج کر رہے ہیں اور تم اس وقت اپنے دل کی کمزوری دکھا رہے ہو۔ اس وقت اپنے کنبے اپنی رعایا، وزیروں اور اپنی ماؤں کا سہارا تم ہی ہو۔ بھگوان اس وقت ہم سے ناراض ہے۔ قسمت ہم سے روٹھی ہوئی ہے۔ تمھیں میری جان کی سوگند اس وقت ہمت سے کام لو ادب کے ساتھ اپنے گورو کا حکم مانو۔ اپنی رعایا اور اپنے خاندان کی خواہش پر خیال کرو۔" بھرت نے منتری کے مشورے کو غور سے سنا۔ منتریوں نے اس پر اپنی پسند ظاہر کی۔ ان کی باتوں نے بھرت کے دل پر صندل کا پھاہا رکھا۔ اس نے اپنی ماں کے محبت بھرے اور امرت جیسے الفاظ سنے۔ ماں کی باتیں سن کر تو بھرت بے چین ہو اٹھا۔ اس کی کنول جیسی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ دل کی بے چینی کچھ اور بڑھ گئی۔ جن لوگوں نے اس کی حالت کو دیکھا وہ بھی بہت متاثر ہوئے۔ سب اس کی محبت۔ خلوص اور نیک نیتی کے قائل ہو گئے۔ بھرت نے ہاتھ جوڑ کر ان کی باتوں کا جواب دینا شروع کیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے منہ سے نکلا ہر لفظ امرت میں ڈوبا ہوا تھا۔

کا موقعہ دیا کہ میں راج کرنے کو زندہ رہوں ایک اچھائی تو میری ماں نے میرے ساتھ کی دوسری تم میرے سر پہ مکٹ رکھ کے کر رہے ہو۔ اور یہ مجھے زیب بھی دیتا ہے کیونکہ میں کیکئی کی کوکھ سے پیدا ہوا۔ بھگوان نے میرے لئے بہت کچھ کیا اب اس کی کیا ضرورت ہے کہ تم بھی میرے لئے کچھ نہ کچھ کرو۔ اگر کسی پر جن بھوت کا سایہ ہو اسے دورے پڑ رہے ہوں ایسے میں اسے بچھو کاٹ لے تو پھر اسے شراب کا پیالا دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

" بھگوان نے میرے لئے اس دنیا میں وہ سب کچھ کیا ہے جو کیکئی کے بیٹے کے لئے مناسب تھا۔ بس اس نے یہ برا کیا مجھے راجا دشرت کا بیٹا اور رام چندر جی کا بھائی بنایا۔ تم سب مجھ سے کہتے ہو کہ میں راج گدی قبول کر لوں اور راجا کا حکم ماننا بھی میرے لئے ضروری ہے۔ میں کس کس کے سوالوں کے جواب دوں جس کا جو جی چاہے وہ کہے میرے اور میری ظالم ماں کے سوا کون ہے جو اسے ٹھیک کہے گا۔ جو بات تم میرے لئے مفید بتاتے ہو وہی میرے لئے بدقسمتی ہے۔ تم جو کچھ کہتے ہو میری محبت میں کہتے ہو۔ سری رام کی ماں کوشلیا بھولی بھالی ہے اور مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے۔ اس نے جو کچھ کیا ہے مجھے تکلیف میں دیکھ کر کیا ہے۔

"سب جانتے ہیں کہ میرے گورو عقل کے سمندر ہیں۔ سنسار کے سارے بھید ان پر ظاہر ہیں۔ وہ بھی میرے تلک کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جب قسمت پھری ہوئی ہو تو سب بدل جاتے ہیں۔ رام اور سیتا کے سوا دنیا کا ہر آدمی یہی کہے گا کہ اس سازش میں میں شریک تھا اور مجھے یہ سب کچھ ہنسی خوشی سننا پڑے گا کیونکہ جہاں پانی ہوتا ہے وہاں کھینچ بھی خود ہوتی ہے۔ مجھے یہ سوچ کر ڈر نہیں لگتا کہ لوگ مجھے برا کہیں گے نہ مجھے پرلوک کی تکلیف کا خیال ہے۔ جو بات میرے دل کو مسلے ڈالتی ہے وہ یہ ہے کہ رام اور سیتا میری

رام ہیں۔ میری بھلائی اسی میں ہے۔ اگر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ راج کرنے میں میرا بھلا ہے تو یہ بات یا تو آپ لوگ انجانے میں کہتے ہیں یا میری محبت میں۔ ذرا سوچیئے کہ رام کی دشمن، عقل سے بے بہرہ اور شرم سے عاری کیکئی کا بیٹا راج سنبھالے تو وہ کسی کو خوشی کیسے دے سکتا ہے۔

اب میں سچی بات آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ لوگ غور سے سنیں اور میری بات کا یقین کریں۔ کسی نیک آدمی کو ہی راجا بنانا چاہیئے۔ اگر آپ نے مجھے سنگھاسن پر بٹھا دیا تو یہ زمین شرم سے پاتال میں دھنس جائے گی۔ مجھ سے بڑا پاپی کون ہے جس کی کارن رام اور سیتا کو بن باس ملا۔ راجا نے رام کو تو بن میں بھیج دیا اور خود پرلوک کو سدھار گئے۔ میں بدنصیب جو اس ساری تباہی کا ذمہ دار ہے یہاں بیٹھا تمھاری باتیں سن رہا ہوں۔ میں نے راج محل کو رام سے خالی پایا اور لوگوں کے طعنے سننے کے لئے زندہ رہ گیا۔ رام چندر جی جن سے پریم کرنا چاہیئے۔ موجود نہ ہوں اور میں راج پاٹ کی ہوس کروں میرے دل کی سختی سب کے لئے لعنت کا سبب ہے۔ قاعدہ ہے کہ کارن سے زیادہ نتیجہ سخت ہوتا ہے اور اس میں میرا کوئی دوش نہیں۔ تکلی ہڈی سے بنی تھی لیکن وہ زیادہ سخت ہوتی ہے۔ لوہا پتھر سے بنتا ہے لیکن اس سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

میری جان بدنصیب ہے جو اس بدن سے چمٹی ہوئی ہے جسے کیکئی نے جنم دیا۔ میں اپنے پیارے رام چندر جی سے جدا ہوں اور پھر بھی زندہ ہوں۔ اپنی اس سخت جانی کی وجہ سے نہیں معلوم مجھے کیا کیا ستم برداشت کرنے پڑیں گے۔ کیکئی نے رام، لچھمن اور سیتا کو بن باس دلایا اور اپنے پتی کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اسے امرلوک کو روانہ کر دیا۔ وہ خود ودھوا ہوئی اور سارے لوگوں کو دکھی بنایا۔ اس نے صرف مجھے خوشی

باتوں کا بہت اثر ہوا۔ انھوں نے بار بار بھرت کی تعریف کی۔ وہ بولے "تمھارا جسم سری رام کی محبت کا بنا ہے۔ اس لئے تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس پر کوئی نہیں۔ تمھاری ماں کی حرکت کی وجہ سے جو تمھیں برا سمجھے وہ پاپی ہے۔ اور وہ سو جنموں تک نرک میں جلے گا۔ اگر سانپ پاپ کرے تو اس کے منکے پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ زہر اور غم کا علاج کرتا ہے۔ بھرت تم نے بہت اچھی بات سوچی۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم سب بن میں سری رام کے پاس چلیں۔ ہم سب غم کے سمندر میں ڈوب رہے تھے تم نے ہمیں سہارا دیا۔"

سب اس طرح خوش ہوئے جیسے مور اور چاتک بادل کی گرج سن کر خوش ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ اگلی صبح ہی کو رام چندر جی سے ملنے کے لئے روانہ ہونیوالے ہیں۔ تو سب انھیں اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنے لگے۔ سب نے منی اور بھرت کو پرنام کیا اور اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ سارے راستہ لوگ ایک دوسرے سے بھرت کی تعریف کرتے رہے۔ اور کہنے لگے بھرت کی زندگی مبارک ہے اور آج ایک بڑا کام ہو گیا۔ سارے آدمی سفر کی تیاری کرنے لگے جن لوگوں کو وہ چھوڑے جا رہے تھے ان سے کہا کہ تم گھر کی دیکھ بھال کرو۔ لیکن جس جس کو چھوڑے جا رہے تھے اسے ایسا لگا جیسے اسے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ ہر ایک کہتا تھا کہ کسی کو بھی چھوڑ کے نہیں جانا چاہیے۔ دنیا میں وہ کون ہے جو آج اپنی زندگی کا پھل پانا نہ چاہے گا۔ ہر ایک کہتا تھا وہ جائداد، گھر، خوشی، دوست، باپ، ماں، بھائی اجڑ جائیں جو سری رام کے قدم دیکھنے میں خوشی سے مدد نہ کریں۔

ہر گھر میں طرح طرح کی سواریاں تیار ہو رہی تھیں۔ ہر کسی کو اس بات کی خوشی تھی کہ کل صبح کو روانگی ہے۔ اپنے محل میں پہونچ کر بھرت نے دل میں سوچا "شہر، گھوڑے، ہاتھی خزانہ ہر چیز رگھوپتی کی ملکیت ہے۔ اگر میں اسے غیر محفوظ چھوڑ جاؤں تو یہ میرے لئے مناسب

وجہ سے دکھ اٹھا رہے ہیں لچھمن کو اس دنیا میں آنے کا پورا پورا صلہ مل گیا۔ اس نے رام چندر جی کے قدموں کے سوا دنیا کی کسی چیز کو اہمیت نہ دی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو پیدا اس لئے ہوا تھا کہ میری کارن رام چندر جی کو بن باس ملے۔ میرا غم کرنا اور پچھتانا سب بے کار ہے۔ میں نے اپنا دکھ درد آپ سب کے آگے بیان کر دیا۔ جب تک میں رگھوناتھ کے قدم نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک میرے دل کا درد نہیں رک سکتا۔

اس کے سوا میرا کوئی علاج نہیں جو کچھ میرے دل پر بیت رہی ہے اسے رگھوبیر کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ ایک بات میں نے طے کر لی وہ یہ کہ دن نکلتے ہی میں پربھو کے درشن کرنے کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ حالانکہ ان کی ساری تکلیفوں کا سبب میں ہی ہوں لیکن مجھے یقین ہے جب مجھے وہ اپنے سامنے شرمندہ دیکھیں گے تو وہ میرے سارے قصور معاف کر دیں گے۔ اور مجھ پر اپنے کرم کی بارش کر دیں گے۔ وہ رحم وکرم، ہمدردی اور محبت کے پتلے ہیں۔ انھوں نے کبھی دشمن کو بھی تکلیف نہیں پہونچائی۔ میری وجہ سے انھیں مصیبتیں جھیلنی پڑیں لیکن میں ان کا بچہ اور ان کا غلام ہوں۔ آپ سب لوگ مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیجئے کیونکہ اسی میں میرا بھلا ہے اور دعا دیجئے کہ جب رام چندر جی اپنے اس غلام کو پہچان لیں اور اس کی التجا سن لیں تو وہ اجودھیا کو لوٹ آئیں۔ حالانکہ میں ایک ظالم ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں اور خود بھی بڑا بدنصیب اور قصوروار ہوں پھر بھی مجھے ان کی ذات سے بھروسہ ہے کہ وہ مجھے اپنا جان کر مجھ سے منہ نہ موڑیں گے۔

جتنے لوگ وہاں موجود تھے وہ سری رام سے دلی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے وہ بھرت کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ جو لوگ سری رام کی جدائی کے زہر سے سلگ رہے تھے وہ ان باتوں سے ایسے خوش ہوئے جیسے تریاق ہاتھ آگیا ہو۔ مائیں، منتری، گرو سب پر ان

کی یہ عقیدت دیکھی تو وہ بھی اپنے گھوڑوں، ہاتھیوں اور رتھوں سے اتر کر پیدل چلنے لگے۔ بھرت کے پاس جا کر رام چندر جی کی ماں نے ان کی برابر میں جا کے اپنی گاڑی رکوائی اور بڑے نرم لہجے میں ان سے بولیں "میری تم سے یہ درخواست ہے کہ تم بھی رتھ میں سوار ہو جاؤ ورنہ اپنے تمام لوگوں کو دکھ ہوگا اور سب پیدل چلنے لگیں گے۔ پیدل چلنا ان کے بس کی بات نہیں کیونکہ غموں سے یہ پہلے ہی نڈھال ہیں" دونوں بھائیوں نے سر جھکا کے ماں کی بات مان لی اور رتھ میں سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے دن وہ دریائے تمسا کے کنارے ٹھہرے اور اگلے دن انھوں نے گومتی کے کنارے قیام کیا۔ ان میں سے کچھ لوگ دودھ پیتے تھے کچھ پھل کھاتے تھے اور کچھ لوگ رات کو کھانا کھاتے تھے۔ لوگوں نے اپنے زیور اتار دئے، عیش و آرام چھوڑ دیا اور سری رام کی خاطر برت رکھا۔

دریائے سائی کے کنارے ان کا اگلا قیام ہوا۔ دن نکلنے پر انھوں نے اگلا سفر اپنا پھر شروع کیا۔ اور یہ لوگ سرنگ بیر پور کے پاس جا پہنچے۔ جب نشد کے سردار گُہا نے یہ خبر سنی تو وہ دل ہی دل میں یہ سوچنے لگا کہ بھرت کے یہاں آنے کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کی نیت خراب ہو۔ اگر اس کی نیت خراب نہیں ہے تو وہ اپنے ساتھ فوج کیوں لایا ہے۔ شاید اس نے یہ سوچا ہو کہ رام اور اس کے بھائی کو مار ڈالنے کے بعد وہ سکون اور آرام سے راج کر سکے گا۔ گُہا سوچنے لگا کہ اس نے عقل سے کام نہیں لیا پہلے تو اس کے ماتھے پر ہی ایک داغ لگا تھا لیکن اب اس کی موت آئی ہے۔ اگر سارے دیو اور دیوتا سری رام کے خلاف متحد ہو جائیں تو بھی وہ اسے جنگ میں شکست نہیں دے سکتے۔ یہ سوچتے ہوئے گہا نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہوشیار رہو۔ ساری کشتیاں جمع کر کے جلا دو اور گھاٹوں کا راستہ روک لو۔

نہ ہوگا۔ اپنے مالک سے وفاداری نہ کرنا سب سے بڑا پاپ ہے۔ غلام تو وہ ہے جو آقا کی بھلائی کا خیال رکھے اگر اس میں ہزار مصیبتیں بھی آئیں تو کوئی بات نہیں۔" یہ سوچ کر اس نے ان نوکروں کو بلایا جن کی وفاداری پر مکمل بھروسہ تھا۔ انھیں ساری بات بتا کر بھرت نے ان سب کے سپرد وہ کام کیے جس کے لئے وہ مناسب تھے۔ سب کو حفاظت پہ مامور کر کے بھرت سری رام کی ماں کے پاس گئے۔ وہ جانتے تھے کہ سب مائیں تکلیف میں ہیں۔ انھوں نے پالکیاں اور سواریاں تیار کرائیں۔

چک اور چکوئی کی طرح شہر کے مرد عورت دن نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ ساری رات وہ جاگتے رہے۔ آخر پو پھٹی تو بھرت نے اپنے عقل مند مشیروں کو بلایا اور کہا "ملک کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں وہ ساتھ لے چلو بن میں منی وششٹ سری رام کی تاجپوشی کریں گے۔ روانہ ہونے میں جلدی سے کام لو۔" یہ سن کر منتریوں نے پرنام کیا اور جلدی جلدی گھوڑے ہاتھی رتھ تیار کرنے لگے۔ بھرت نے اپنی پتنی ارندھتیہ اور اگنی ہوتر کا سامان ساتھ لے لیا۔ منیوں میں وششٹ سب سے پہلے رتھ میں سوار ہوئے اور آگے آگے چلنے لگے۔ اور پھر طرح طرح کے رتھوں میں نیک دل برہمن سوار ہو گئے۔ اس کے بعد شہر کے لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ یہ سارا قافلہ چترکوٹ کے لئے روانہ ہوا۔ ساری رانیاں رتھوں میں سفر کر رہی تھیں جن کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے۔ شہر کو وفادار نوکروں کو سونپ کر اور سب لوگوں کو سوار کر کے بھرت اور شترگھن سب کے بعد سوار ہوئے۔ سری رام اور سیتا کے قدم ان کے خیالوں میں بسے ہوئے تھے۔

عورت اور مرد بڑے جوش میں بھرے ہوئے اپنی سواریاں بڑی تیزی سے دوڑا رہے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ہاتھی اور ہتھنیاں پانی کی تلاش میں دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ اس تیزی کا سبب یہ تھا کہ سب سری رام اور سیتا بن میں ہیں۔ اس لئے وہ پیدل چل رہے تھے۔ جب لوگوں نے ان

نے اپنے بہادر ساتھیوں کو صلاح دی کہ وہ آج کے دن اپنی جانوں کی بازیاں لگادیں۔

گہا کے آدمی بولے "سری رام کا اقبال ہمارے ساتھ ہے تو آج ہم دشمن کی صفوں میں کوئی سپاہی اور کوئی گھوڑا زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جب تک ہمارے دم میں دم ہے میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ میدانِ جنگ سپاہیوں کی لاشوں سے پٹ جائے گا۔" گہا نے دیکھا کہ اس کے سپاہی بہادر ہیں تو اس نے جنگ کے ڈھول بجانے کا حکم دیا۔ اتنے میں بائیں طرف کسی نے چھینک دیا۔ کسی نے کہا یہ سمجھوتہ ہونیکا شگون ہے۔ ایک بوڑھے آدمی نے کہا جاکر بھرت سے ملو ہو سکتا ہے وہ جنگ کرنے نہ آیا ہو اور خوشامد کرکے سری رام کو واپس لیجانے کے لئے آیا ہو۔ شگون یہ کہتے ہیں کہ جنگ نہیں ہوگی۔ گہا نے یہ بات مانی اور کہا کہ بھرت کا ارادہ جانے بغیر جنگ کرنا عقلمندی کی بات نہیں۔ وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہوکر بولا "بہادروں گھاٹوں کا راستہ روک لو اور اس وقت تک روکے رہو جب تک میں لوٹ نہ آؤں۔ میں جاکر دیکھتا ہوں کہ بھرت کا کیا ارادہ ہے۔ میں یہ پتہ لگاتا ہوں کہ وہ لڑنے کے لئے آیا ہے یا دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے۔ جیسا اس کا ارادہ ہوگا ویسا ہی میں قدم اٹھاؤنگا۔

"میں کسوٹی پر پرکھ کے دیکھ لوں گا اس کے دل میں محبت ہے یا نہیں۔ کوئی کتنی ہی کوشش کرے مگر وہ نفرت اور محبت کو چھپا نہیں سکتا۔" یہ کہہ کر اس نے تحفے پیش کرنے کے لئے چیزیں جمع کرنی شروع کردیں۔ اس میں قند مول پھل پرندے اور ہرن شامل تھے۔ اس موقعہ کے لئے موٹی موٹی مچھلیاں بھی منگائی گئیں۔ اس طرح وہ تحفے لے کر نیک شگون کے ساتھ بھرت سے ملا۔ اس نے جیسے ہی منیوں کے سردار وششٹ کو دیکھا تو اسے اپنا نام بتایا اور دور ہی سے اس کے آگے جھک گیا۔ منی اسے سری رام کا دوست جانتا تھا اس

"تیار ہو جاؤ اور گھاٹوں کی ناکا بندی کر دو۔ آج مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ۔ میں بھرت سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں جا رہا ہوں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے میں بھرت کو گنگا پار کرنے نہ دوں گا۔ میں گنگا کے کنارے لڑتا لڑتا مر جاؤں گا اور رام چندر جی کے لئے اپنی جان دیدوں گا۔ بھرت سری رام کا اپنا بھائی ہے اور راجا ہے جبکہ میں ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اگر کوئی اس طرح کی موت پائے تو اس کی خوش نصیبی ہے۔ اپنے آقا کے لئے میں جنگ کروں گا اور دنیا میں اپنا نام روشن کروں گا۔ میں زندہ رہا تو اور مرا تو ہر طرح میری بھلائی ہے۔ اس دنیا میں جو رام چندر جی کا عقیدت مند نہیں اس کی زندگی بیکار ہے۔ وہ اس زمین پر ایک بوجھ ہے۔" نشد کے سردار کے دل میں کسی طرح گھبراہٹ نہ تھی۔ اس نے اپنے آدمیوں کی ہمت بندھائی اور دل میں سری رام کا تصور باندھے رہا۔ اس نے فوراً تیر کمان اور زرہ بکتر طلب کیا۔

اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "بھائیو جلدی کرو اور فوراً سامان تیار کرو اور کسی طرح خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔" اس کے آدمیوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھایا۔ ایک ایک کر کے سب نے اپنے سردار کو نمسکار کیا اور روانہ ہو گئے۔ وہ سب بہادر تھے اور میدان جنگ میں لڑنے کا شوق رکھتے تھے۔ رام چندر جی کے قدموں کی پوجا کر کے انھوں نے اپنے ترکش باندھے اور کمانیں لٹکا لیں۔ انھوں نے زرہ بکتر پہن لئے اور سروں پر خود لگائے اور بھالے بلّم کلہاڑے سنبھال لئے۔ ان میں سے کچھ بھالے چلانے میں ماہر تھے۔ یہ لوگ ٹکڑیوں میں بٹ گئے اور پرنام کرنے کے لئے گہا کے پاس پہونچے۔ گہا انھیں دیکھ کر خوش ہوا اور ایک ایک کا نام لے کر اس نے ان کا رتبہ بڑھایا۔ اس

ملنے کے بعد بھرت نے اس کی خیریت پوچھی۔ نشدپتی ان باتوں سے ایسا سرشار ہوا کہ اسے اپنی سدھ نہ رہی۔ وہ حیران ہو کر بھرت کو تکتا رہ گیا۔ پھر اپنے ہوش میں آکر دوبارہ اس کے قدموں پر جھکا۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولا ”تمھارے کنول جیسے قدموں سے خوشیوں کے فوارے چھوٹتے ہیں۔ آج تمھارے قدم دیکھ کر میرا بیڑا پار ہو گیا۔ اور اب آنے والی پشتوں تک میرے یہاں خوشی رہے گی۔ میری اور میرے خاندان کی خدمت اور رگھوبیر کی عظمت کو دنیا یاد کرتی رہے گی۔

میں کیٹی ہوں، بزدل اور کم ذات ہوں اور ویدوں نے مجھے سماج سے باہر کر دیا ہے لیکن جب سے مجھے رام نے اپنا بنایا ہے۔ دنیا میں میرا رتبہ بڑھ گیا ہے“ بھرت کے بھائی نے جب یہ دیکھا کہ اس کے دل میں رام چندر جی کے لئے اتنا پیار ہے تو انھوں نے بھی اسے گلے لگایا۔ اس کے بعد اس نے رانیوں کو اپنا نام بتا بتا کر ادب کے ساتھ نمسکار کیا۔ سب نے اس کے ساتھ لچھمن کا سا برتاؤ کیا اور دعائیں دیں۔ اجودھیا کے لوگوں کو نشدپتی کو دیکھکر ایسی خوشی ہوئی جیسے لچھمن کو دیکھ کر ہوتی۔ سب نے کہا رام نے اسے گلے لگا لیا تو اس کی زندگی کامیاب ہو گئی۔ اپنے سردار کا اشارہ پا کر نشد کے ساتھی گھاٹ پر سے چھٹ گئے۔ اور اپنے گھر پہنچکر انھوں نے درختوں کے نیچے باغوں میں اور کھیتوں میں ان مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام کیا۔

جب بھرت نے سرنگ بیر پور کو دیکھا تو خوشی سے ان کا جسم کانپنے لگا اور انھوں نے محبت بھری نظروں سے نشد کے سردار کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر بھرت اور ان کے ساتھیوں نے گنگا جی کے درشن کئے جو سارے سنسار کو پوتر کرتی ہے۔ جس گھاٹ پر سری رام نے اشنان کیا تھا بھرت نے اسے پرنام کیا اور وہاں پوجا کی۔ اس جگہ کو دیکھ کر بھرت کو اتنی خوشی ہوئی جیسے انھوں نے خود سری رام کو دیکھ لیا ہو۔ اجودھیا کے سب لوگوں نے بھی اس جگہ کو پرنام کیا اور اس پوتر دریا کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دریا میں اشنان کر کے سب لوگوں نے پیارا رگھناکی

نے دعائیں دیں اور بھرت کو اس کی تفصیل بتائی۔ جب بھرت کو یہ پتہ چلا کہ وہ سری رام کا ہمدرد ہے تو وہ فوراً اپنے رتھ سے اتر آیا اور اس سے گلے ملنے کے لئے محبت کا اتھاہ سمندر دل میں لئے ہوئے آگے بڑھا۔ گہا نے اپنا نام اپنی ذات اور اپنے گاؤں کا نام بتایا اور زمین پر سر رکھ کر اسے تعظیم دی۔ بھرت نے اسے زمین پر گرتے دیکھا تو اٹھا کر گلے سے لگا لیا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ لچھمن کے گلے مل رہا ہو۔ اور وہ اپنے محبت کے جذبات پر قابو نہ پا سکا۔

بھرت نے اسے گلے سے لگایا تو سب لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ دیوتاؤں نے بھی اسے سراہا اور اس پر پھول برسائے۔ انھوں نے کہا ” دنیا کے لوگوں کی نظر میں یہ آدمی نیچ ذات کا ہے۔ وید بھی یہی بتاتے ہیں۔ ان میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسے آدمی کا سایہ بھی پڑ جائے تو اشنان کرنا چاہیے۔ لیکن سری رام کے بھائی بھرت نے اسے گلے سے لگا لیا اور خوشی سے ان کا بدن لرزنے لگا۔ جو آدمی رام کا نام لیدے اس کے پاپ دھل جاتے ہیں اور یہ آدمی تو وہ ہے جسے رام نے خود گلے لگایا تھا۔ اس طرح انھوں نے اسے اور اس کے کنبے کو پوتر کر دیا تھا۔ جب کرم ناس کا پانی گنگا میں مل جاتا ہے تو اسے کون سر پر نہیں رکھتا۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ بالمیکی رام کے نام کا الٹا جاپ کر کے برہما کے برابر ہو گئے۔ اس نام کا جاپ کرنے سے پریا، سابرا، کھاسی، کول اور کرات سب پوتر ہو جاتے ہیں اور ان کی شہرت دنیا میں پھیل جاتی ہے۔

” یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ صدیوں سے ایسا ہوتا رہا ہے۔ سری رام کے پیروں کی دھول سے چھو کر کس کا رتبہ بلند نہیں ہوا “۔ اس طرح دیوتاؤں نے رام چندر کی عظمت بیان کی اور اجودھیا کے رہنے والے یہ تعریف سن کر خوش ہوتے تھے۔ گہا سے گلے

عورتوں کا ہے جنھیں غم نے بے حال کر دیا ہے۔ میں ان کے پتا جنک کی کس سے مثال دوں جو ایک وقت سادھو بھی ہیں اور شان و شوکت والے بھی۔ اور اس کے خسر رگھو خاندان کے دمکتے ہوئے آفتاب جن پر راجا اندر بھی رشک کرے اور اس کے پیارے پتی رام چندر جی جن کی عظمت سے بڑے بڑوں کو بزرگی ملی ہے۔ جب میں اس گھاس کے بستر کو دیکھتا ہوں جس پر سیتا جی سوئی تھیں۔ سیتا جی جن کا عورتوں میں بلند مقام ہے اور جنھیں اپنے پتی سے بے حد پیار ہے، تو حیرت ہے کہ میرا دل غم سے پھٹ نہیں جاتا۔ کیسے صدمے کی بات ہے۔

" اور میرا بھائی لچھمن ایسا پیارا اور ایسا عمدہ ہے کہ کوئی بھائی نہ ایسا اچھا تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ اس کے ماں، باپ، شہر کے لوگ، سیتا اور رگھوپتی سبھی اسے بہت عزیز رکھتے ہیں۔ وہ ایسا نازک اور نازوں کا پلا ہے کہ اس کے جسم نے کبھی سردی اور گرمی نہیں جھیلی اور آج وہ بن میں ہر طرح کی مصیبتیں جھیل رہا ہے۔ نہ جانے کیسے میرے دل نے یہ غم بھی برداشت کر لیا۔ اور رام چندر جی! انھیں نے تو اس دنیا میں جنم لے کر اس کی شوبھا بڑھا دی۔ وہ حسن، اخلاق اور خوشی کا اپار سمندر ہیں۔ اجودھیا کے باشندوں کے لیے، اپنے خاندان کے لیے اور اپنے گورو اور والدین کے لئے وہ خوشیوں کا سرمایہ ہیں۔ دشمن بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اپنے اخلاق، اپنے انکسار اور اپنی لاسریں کلامی سے وہ ہر ایک کا دل موہ لیتے ہیں۔ ہزار سردا (تقریر کی دیویاں) اور لاکھوں سیس بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ رگھو خاندان کا یہ چشم و چراغ جو بھگوان کی کرپا کا پتلا ہے زمین پر سوتا ہے کُش گھاس اس کا بستر ہے۔ قسمت کے کھیل بھی نرالے ہیں۔

" رام چندر جی نے کبھی غم کا نام بھی نہ سنا۔ راجا نے اسے اپنی جان سے زیادہ سمجھتا تھا۔ ساری مائیں ان کا اس طرح خیال رکھتی تھیں جیسے آنکھ کے پپوٹے پتلیوں کا رکھتے ہیں۔ یا سانپ اپنے سر کے منکے کا رکھتا ہے۔ یہی رام اب بن میں گھوم رہا ہے۔ قند مول اور پھل پھول پر

کہ ان کے دلوں میں سری رام کی محبت اور ہو جائے۔ بھرت جی نے بھی گنگا میا کے آگے ہاتھ جوڑ کے یہی دعا مانگی کہ ان کے دل میں سیتا جی اور رام چندر جی کے قدموں کی محبت ہمیشہ کے لئے گھر کر لے۔ گنگا میں اشنان کرنے کے بعد اور یہ جان کر کہ سب ماؤں نے اشنان کر لیا اور گورو کا حکم پا کر وہاں سے ڈیرا اکھڑوا دیا۔

اس رات سب لوگ الگ الگ جگہوں پر ٹھہرے اور بھرت نے ایک ایک کی خیریت پوچھی۔ دیوتاؤں کی پوجا کرنے کے بعد دونوں بھائی رگھوپتی کی ماتا جی کے پاس پہنچے۔ بھرت نے سب ماؤں کے پیر ادب کے سب سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور سب سے نہایت ادب سے گفتگو کی۔ اس کے بعد ان سب کی دیکھ بھال کا کام اس نے اپنے بھائی کے سپرد کیا اور پھر نشدپتی کو بلوایا۔ نشدپتی کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اور محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کے ساتھ گئے۔ اپنی آنکھوں اور دل کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے انھوں نے وہ جگہ دیکھنی چاہی جہاں رام چندر جی، سیتا جی اور لچھمن جی نے قیام کیا تھا۔ جب وہ یہ پوچھ رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ بھرت کی باتیں سن کر نشدپتی کا بھی دل بھر آیا اور وہ فوراً وہ جگہ دکھانے چل دیا جہاں اشوک کے درخت کے نیچے رگھوبیر نے وشرام کیا تھا۔ عقیدت اور محبت سے بے قابو ہو کر بھرت وہاں دوہرے ہو گئے۔

کُش گھاس کا تختہ دیکھ کر بھرت اس کے چاروں طرف ادب کے ساتھ گھومے اور اس جگہ کو پرنام کیا جہاں رام چندر جی کے قدم پڑے تھے اس جگہ کی خاک کو انھوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا۔ ان کے دل میں رام چندر جی کی جو محبت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ وہاں انھیں سونے کی بندیاں نظر پڑیں جنھیں سیتا جی کی سمجھ میں انھوں نے اپنے سر پر رکھ لیا۔ دل میں تاسف اور آنکھوں میں آنسو لیے وہ شہد بھری آواز میں اپنے دوست گہا سے بولے۔ "سیتا جی سے جدا ہو کر یہ بندیاں اپنی کشش اور چمک کھو بیٹھی۔ یہی حال اجودھیا کے مردوں،

گھنٹے میں سارا قافلہ دریا کے پار پہونچ گیا۔ بھرت نے اتر کے اس بات کا یقین کر لیا کہ سب لوگ آ گئے یا نہیں۔ صبح کے کاموں سے نمٹ کر بھرت اپنی ماؤں کے قدم چھونے گئے۔ پھر انھوں نے اپنے گورو کے آگے سر نوایا۔ آگے آگے نشد کے لوگوں کی ایک جماعت کو بھیج کر یہ قافلہ روانہ ہو گیا۔

نشد پتی راستہ دکھانے کے لیے سب سے آگے تھا اس کے پیچھے رانیوں کی پارٹیاں تھیں۔ بھرت نے اپنے چھوٹے بھائی کو ان کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ ان کے پیچھے گورو اور دوسرے برہمن تھے سب سے بعد میں دریا کی پوجا کر کے اور سیتا رام لچھمن کو یاد کر کے بھرت پیدل روانہ ہوئے۔ ان کے لیے جو گھوڑے تھے وہ برابر چل رہے تھے۔ جو نوکر گھوڑے گھوڑے کی باگیں پکڑے چل رہے تھے انھوں نے بار بار ان سے گھوڑے پر چڑھنے کے لیے کہا لیکن انھوں نے جواب دیا "سری رام تو پیدل گئے اور میرے لیے رتھ ہاتھی اور گھوڑے ہیں۔ کیا خوب! میرے لیے تو یہ مناسب ہوگا کہ سر کے بل چلوں غلام کا کام ہر کام سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔" بھرت کی یہ حالت دیکھ کر اور ان کے یہ میٹھے بول سن کر غم آگ میں پگھل کر رہ گئے آخر بھرت تیسرے پہر کو پریاگ کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ان کا دل امڈا آرہا تھا اور ان کے ہونٹوں پر یہی دو لفظ تھے۔ رام سیتا۔ رام سیتا۔

اس کے پیروں کے چھالے اس طرح چمک رہے تھے جیسے کنول کی کلی پر اوس کے قطرے۔ سب لوگوں کو یہ سن کر صدمہ ہوا کہ بھرت نے سارا دن پیدل سفر کیا۔ جب بھرت کو معلوم ہوا کہ سب لوگ اشنان کر چکے تو وہ بھی گنگا جمنا اور سرسوتی کے سنگم پر پہونچے اور اسے پرنام کیا وہاں رنگ برنگ کے پانی میں انھوں نے اشنان کیا اور برہمنوں کو طرح طرح کے تحفے دیئے جب انھوں نے کالی گوری موجوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان کے بدن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انھوں نے پرارتھنا کی کہ "اے پوتر استھانوں کے راجا ویدوں میں تیرا ذکر ہے اور دنیا تیری عظمت سے

گزارہ کر رہا ہے۔ میری ماں کیکئی پر لعنت ہے۔ اس ساری خرابی کی جڑ وہی ہے۔ وہ اپنے پتی کی بھی دشمن ہوگئی جو اسے اپنی جان سے زیادہ پیارا ہونا چاہیئے تھا اور میرے وجود پر تو دو بار لعنت ہے اس ساری خرابی کا سبب میں ہی ہوں۔ بھگوان نے مجھے اپنے کنبہ کا کلنک بنا کر پیدا کیا اور میری ظالم ماں نے مجھے اپنے آقا کا دشمن بنا دیا" یہ سن کر نشد پتی نے اسے دلاسا دیا۔ وہ بولا تمھیں بیکار غم نہیں کرنا چاہیئے رگھوپتی تمھیں پیارے ہیں اور تم ان کو۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس تباہی کا الزام صرف بدقسمتی کو ہی دیا جانا چاہیئے۔ پھرا ہوا نصیب بڑا ظالم ہوتا ہے۔ اسی نے کیکئی کو پاگل کر دیا۔ اس رات پربھو بار بار تمھاری تعریف کرتے رہے۔ تلسی داس کہتا ہے کہ سری رام کو تم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں۔ میں سوگند کھا کے یہ کہہ سکتا ہوں۔ ہمت سے کام لو اور یقین رکھو کہ آخر کار سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سری رام کو سب کے دل کا حال معلوم ہے۔ وہ محبت ہمدردی اور مہربانی کا مجسمہ ہیں۔ بس یہ بات ذہن میں رکھو اور حوصلہ نہ ہارو۔ اب جاؤ اور جا کر آرام کرو۔

بھرت کو گہا کی ان باتوں سے تسلی ہوئی۔ وہ رگھوبیر کو یاد کرتے ہوئے اس طرف چلے جہاں انھیں رات گزارنی تھی۔ اجودھیا کے لوگوں نے سنا تو وہ لوگ بھی اس جگہ کو دیکھنے آئے جہاں رام چندر جی نے رات گزاری تھی۔ ان سب کے دل بہت غمگین تھے وہ لوگ اس جگہ کے گرد گھومے اور اسے پرنام کیا۔ اس وقت سب ہی اپنے دل میں کیکئی کو دوشی ٹھہرا رہے تھے۔ ان سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور سب ہی بے رحم قسمت کو کوس رہے تھے۔ کوئی بھرت کی محبت کا ذکر کرتا اور کوئی راجا کی۔ سب خود کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور نشد پتی کی تعریف کر رہے تھے۔ ان کی پریشانی اور ان کے رنج کو کون بیان کر سکتا ہے۔ ساری رات وہ ہوشیار رہے۔ اور دن نکلتے ہی دریا پار کرنا شروع کر دیا۔ گرو کو ایک اچھی اور خوبصورت ناؤ میں بٹھایا گیا دوسری نئی ناؤ میں سب رانیاں بٹھائی گئیں۔ کوئی ڈیڑھ

انھیں یہ خیال تھا کہ منی یہ سوچتے ہوں گے کہ ساری تباہی کا ذمہ دار یہی ہے۔ اگر انھوں نے کچھ پوچھ لیا تو کیا جواب دیا جا سکتا ہے۔ وہ اسی الجھن میں تھے کہ منی خود مخاطب ہوئے۔ بولے" سن بھرت! مجھے ساری باتوں کا پتہ ہے۔ آدمی کا قسمت پر زور نہیں چلتا۔ لیکن تیری ماں نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں سوچ سوچ کر تو پریشان نہ ہو۔ جو کچھ ہوا اس میں کیکئی کا کچھ قصور نہیں۔ تقدیر کی دیوی نے اسے ورغلا دیا۔

کوئی کچھ بھی کہے اور چاہے میں بھی تجھے اور تیری ماں کو قصوروار ٹھہراؤں لیکن عقلمند لوگ اصلی بات کو سمجھ ہی لیتے ہیں۔ لیکن وید ہوں یا دنیا کے لوگ اگر وہ تیری عظمت کے گیت گائیں گے تو خود انھیں کا رتبہ بلند ہوگا۔ ساری دنیا مانتی ہے اور ویدوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ راجا کے بیٹوں میں سے تخت اس بیٹے کو ملتا ہے راجا جس کے سر پہ تاج رکھ دے۔ راجا جو اپنے قول کا پکا تھا اسی نے تجھے تخت پر بٹھایا ہوگا اور اس سے اس کو خوشی اور عظمت حاصل ہوئی ہوگی۔ لیکن دکھ کی بات ہے کہ رام چندر جی کو بن باس لینا پڑا اور دنیا میں جس نے بھی یہ سنا وہ ملول ہوا۔ لیکن قسمت کو یہی منظور ہوگا۔ کیکئی جو اس ساری مصیبت کی ذمہ دار ہے۔ اب وہ بھی پچھتاتی ہے۔ لیکن جو تیرے اوپر اس کا الزام رکھے وہ لاعلم، بے دین اور گنہ گار ہے۔ اگر تو راج پاٹ سویکار کر بھی لے تو تجھے کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا۔ خود رام بھی تیرے تلک کی خبر سن کر خوش ہوں گے لیکن اب تو نے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت مناسب بات ہے۔ یہی سچا انصاف ہے۔ دنیا میں جو کوئی رگھوبیر سے پریم کرے گا وہ سکھ پائیگا۔

" یہی تیری دولت ہے اور اسی میں تیری زندگی ہے کون ہے جو تجھ سے زیادہ خوش نصیب ہو۔ لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں تو راجا دشرتھ کا بیٹا ہے اور رام چندر جی کا پیارا بھائی ہے۔ بھرت میں تجھے ٹھیک بتاتا ہوں کہ رگھو خاندان کا کوئی شخص رام چندر جی کو اتنا عزیز نہیں

واقف ہے میں چھتریوں کے پرانے ریت رواج چھوڑ کر تجھ سے بھیک مانگتا ہوں کوئی مجبور ہو تو اسے غلط کام بھی کرنا پڑتا ہے اس بات کو سمجھ کر یاد رکھنے والے لوگ مجبور دل کی پرارتھنا سن لیتے ہیں۔ مجھے نہ دولت چاہیے اور نہ دھرم نہ کوئی عیش و عشرت۔ نہ میں بروان کی بھیک مانگتا ہوں۔ میری پرارتھنا بس یہ ہے کہ مجھے جنم جنم رام کے قدموں میں رہنے کی سعادت ملے۔ اس کے سوا میں تجھ سے کوئی بردان ہس مانگتا۔

” چاہے سری رام مجھے برا سمجھے چاہے لوگ مجھے اپنے گورو اور آقا کا دشمن جانیں لیکن رام اور سیتا کے قدموں سے میرا پریم روز بروز بڑھتا ہی جائے۔ چک (ایک پرند) کی فریاد چاہے بادل نہ سنے اور اس کے پانی مانگنے پر چاہے بجلی گرا دیں مگر بادل سے اس کا پریم کم نہیں ہوتا بلکہ اس کی خواہش بڑھتی ہی جاتی ہے۔ لوہا آگ میں تپے تو اور بھی چمکنے لگتا ہے۔ اسی طرح پریمی اس کے قدموں میں خوش ہوتا ہے جیسے وہ چاہے“ بھرت کی اس دعا کے جواب میں تروینی کی طرف سے یہ سریلی آواز سنائی دی ” اے عزیز بھرت تم ہر طرح عیبوں سے پاک ہو۔ رام کے قدموں سے تمھیں بے حساب محبت ہے۔ تم اپنے دل میں بُرے بُرے خیالوں کو بیکار راستہ دے رہے ہو۔ رام کو تم سے زیادہ کوئی بھی تو پیارا نہیں“ تروینی کے دیوتا کے یہ خوشگوار الفاظ سن کر بھرت کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دیوتاؤں نے بھی بھرت کی تعریف کی اور کہا کہ ” بھرت دھنیہ ہے“ اور پھر خوش ہو کر اس پر پھول برسائے۔

تیرتھ راج پریاگ کے رہنے والے سبھی لوگ بہت خوش ہوئے۔ آپس میں پانچ پانچ دس دس آدمیوں کی ٹولیاں بنا کر وہ ایک دوسرے سے بھرت اور بے لوث محبت کی تعریف کرنے لگے۔ بھرت بھاردواج جی کے پاس پہنچے اور ان کے آگے دوزانو ہو گئے۔ بھاردواج جی نے دوڑ کر انھیں گلے لگا لیا اور پھر اپنی برابر میں بٹھا لیا۔ لیکن بھرت جی ان سے کچھ بات نہ کر سکے۔

خود شوجی کا دل نہ بھر سکا۔

"تو نے رام کی محبت کی شکل میں ایسا بے مثال چاند مہیا کر دیا ہے جس کے اوپر ہرن کی شکل (چاند کا داغ) بنی ہوئی ہے۔ میرے بیٹے تو بے وجہ پریشان ہوتا ہے۔ تیرے پاس پارس پتھر موجود ہے اور تجھے اپنے مفلس ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ سُن بھرت میں جھوٹ نہیں کہتا میں جنگل میں رہنے والا سادھو ہوں جسے دنیا سے کوئی مطلب نہیں۔ جب یہاں میں نے سری رام، لچھمن اور سیتا جی کو دیکھا تو مجھے اس دنیا میں جنم لینے کا انعام مل گیا۔ اب تمھارا یہاں آنا بھی انعام سے کسی طرح کم نہیں۔ تمھارے یہاں آنے پر سارا پریاگ مبارکباد کا مستحق ہے۔ بھرت! تم تعریف کے حقیقتاً مستحق ہو کیونکہ تم نے اپنی نیکیوں سے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔" اپنی بات ختم کرنے کے بعد مُنی محبت سے بے قابو ہو گیا جو لوگ وہاں موجود تھے وہ مُنی کے باتوں سے خوش ہوئے۔ دیوتاؤں نے بھرت کو سراہا اور اس پر پھول برسائے۔ بھرت نے زمین آسمان میں اپنی تعریف کے چرچے سنے تو خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دل سیتا اور رام کی محبت سے لبریز ہو گیا۔ اس نے گورو کو پرنام کیا اور جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں یوں بولا:

"یہ جگہ تیرتھوں کی سرتاج ہے اور بہت سے مُنی یہاں جمع ہیں۔ اگر یہاں کوئی سچی بات بھی قسم کھا کے کہے تو اسے پاپ ہوگا اور اگر کوئی یہاں جھوٹ بولے تو اس سے بڑا گناہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ تم سب کچھ جانتے ہو۔ پھر بھی میں ایک سچی بات بتاتا ہوں۔ میری ماں نے جو کچھ کیا اس کا مجھے بالکل دکھ نہیں ہے۔ نہ مجھے اس بات کا خیال ہے کہ دنیا کیا کہے گی۔ نہ مجھے اپنی آنے والی زندگی تباہ ہونے کا غم ہے نہ مجھے اپنے باپ کی موت

جتنا تو۔ رام، لچھمن اور سیتا ساری رات تیرے گن گاتے رہے۔ اس بات کا پتہ مجھے جب چلا جب وہ پریاگ میں اشنان کر رہے تھے۔ اس وقت تیری محبت ان کے دلوں سے امڈی پڑ رہی تھی۔ جیسے کوئی نادان اس دنیا سے پریم کرتا ہے اس طرح وہ تجھ سے پریم کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ رگھوبر نے سارے مصیبت کے ماروں سے محبت کرتے ہیں اور بھرت تیرے بارے میں میرا خیال ہے کہ تو بھی رام کی محبت کا مجسمّہ ہے۔ اس وقت تیرے دل پر جو ملال ہے ہم سب کو اس سے سبق لینا چاہیئے اور یہی وہ وقت ہے جب رام کی محبت کا امرت حاصل کر لینا چاہیئے۔

" میرے بیٹے اس وقت تیری شان بے داغ چاند کی طرح ہے اور رام سے محبت کرنے والے باقی لوگوں کی حیثیت اس سندر پھول کی سی ہے اور چکور کی سی ہے جو چاند کو دیکھ کر سکھ پاتے ہیں۔ یہ چاند ہمیشہ آسمان پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا بلکہ اسے کبھی گہن بھی نہ لگے گا۔ چکراوکا (چک۔ ایک پرند) ہمیشہ اس کی محبت میں گرفتار رہے گا اور سورج کبھی اس چاند کو روشنی سے محروم نہ کرے گا۔ دن رات یہ اپنی روشنی پھیلاتا رہے گا اور راہو کیکئی کے روپ میں کبھی اسے گہن نہ لگائے گا۔ یہ چاند رام کی محبت کے امرت سے بھرا ہوا ہے اور اپنے گورو کی اطاعت نہ کرنے کا کوئی داغ اس کے ماتھے پر نہیں ہے۔ اب رام کو چاہنے والوں کو موقع ملے گا کہ وہ ان کی محبت کا امرت جی بھر کے پئیں کیونکہ تو نے تو یہ امرت سب کو مہیا کر دیا ہے۔ اسی طرح سبھاگیرتھ گنگا جی کو آکاش سے زمین پر اتار لائے تھے۔ اس دریا کا تصور ہی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ راجا دشرتھ کی خوبیاں تو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اس دنیا میں کوئی اس کے ہم پلہ نہیں۔ اس کے سوا اور میں کیا کہوں۔ اس کی محبت اور انکسار سے متاثر ہو کر رام چندر جی خود اس دنیا میں آئے۔ وہ رام چندر جی، جن کے تصوّر سے

پڑ گئے۔ لیکن بزرگ کا حکم بھی ماننا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے انھوں نے منی کے چرن چھوئے اور انکسار کے ساتھ یوں بولے "تمھارے حکم کو ادب کے ساتھ ماننا چاہیے۔ یہ میرا سب سے بڑا فرض ہے۔" بھاردواج نے اپنے نوکروں اور منیوں کو اپنے پاس بلاکر حکم دیا "بھرت کی پوری طرح خاطر مدارات کرنی چاہیے۔ اس لیے جاؤ۔ قند، پھل اور رمول جمع کر کے لاؤ۔" وہ سب فوراً حکم بجا لائے اور جو کام ان کے سپرد کیا گیا تھا اسے پورا کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ اُدھر منی کو خیال آیا کہ میں نے ایک بڑی ہستی کو اپنا مہمان کر لیا ہے۔ دیوتا کی پوجا تو اس طرح کرنی چاہیے جو اس کی شان کے شایاں ہو۔ اتنے میں دیوی دیوتا اور فوقِ فطری طاقتیں نمودار ہو گئیں اور انھوں نے کہا کہ "یہ کام کرنے کے لیے ہم حاضر ہیں۔" "بھرت، ان کا بھائی اور ان کے سارے ساتھی رام چندر جی کی جدائی کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ پوری طرح ان کی خاطر کرو اور تکلیفوں سے انھیں نجات دو۔" منی نے خوش ہو کر کہا۔

یہ قوتیں انسانی روپ اختیار کر کے سامنے آ گئیں اور اس مہا منی کا حکم پورا کرنے لگیں اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگیں رام چندر جی کا چھوٹا بھائی ایک ایسا مہمان ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ آج ہم منی جی کے قدموں پر سر جھکا کر وہ کام کریں جس سے یہ سارے لوگ خوش ہوں۔" یہ کہہ کر وہ سب طرح طرح کے خوبصورت مکان تعمیر کرنے لگے۔ یہ ایسے خوبصورت تھے کہ دیوتاؤں کے محل بھی انھیں دیکھیں تو شرما جائیں۔ ان مکانوں میں ہر طرح کا عیش و عشرت کا سامان فراہم کیا گیا تھا۔ ضرورت کی ساری چیزیں یہاں موجود تھیں اور مہمانوں کی خدمت کے لیے نوکر نوکرانیاں حاضر تھیں۔ ذرا سی دیر میں وہ ساری چیزیں تیار ہو گئیں جو سورگ میں بھی نہ پائی جاتی ہوں گی۔ ہر مہمان کو آرام کرنے کے لیے اس کی

کا افسوس ہے جس کے شاندار کارنامے ساری دنیا میں مشہور ہیں جو رام اور لچھمن جیسے بیٹوں کا باپ تھا اور جس نے رام کی محبت میں اپنی جان دیدی۔ اس کی اس خوش نصیبی کی وجہ سے اس کی موت پر افسوس کرنا مناسب نہیں۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ سری رام لچھمن اور سیتا ننگے پاؤں، سادھوؤں کا لباس پہنے جنگل جنگل بھٹک رہے ہیں۔ ہرن کی کھال پہنے، جنگلی پھلوں پر گزارہ کرتے ہوئے، زمین پر گھاس پھوس کے بستر پر سوتے ہوئے، درختوں کے سایے میں پناہ لیتے ہوئے۔ سردی، گرمی، بارش طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ بن میں زندگی گزار رہے ہیں۔

”یہی وہ دکھ ہے جو میرے سینے پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ اس لیے نہ مجھے دن کو بھوک لگتی ہے نہ رات کو نیند آتی ہے۔ اس مہلک بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ میں اپنے خیال میں ساری دنیا کو تیاگ چکا ہوں۔ میری ماں نے میری بھلائی کے خیال سے ایسا بیہودہ منصوبہ بنایا جس کے سبب رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے بن باس لینا پڑا۔ میری ہی وجہ سے وہ ساری دنیا پر تباہی لانے کا سبب بنی۔ یہ مصیبت اس وقت ختم ہوگی جب رام چندر جی اجودھیا کو لوٹ آئیں گے۔ اس کے سوا اجودھیا کے اس غم سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ نہیں۔“ منی بھاردواج بھرت کی ان باتوں سے بہت متاثر ہوئے۔ باقی سب نے بھی اس کے خلوص کی بے حد تعریف کی۔ منی بولے ”بیٹے! رنجیدہ نہ ہو جب تو رام چندر جی کے قدم دیکھے گا تو تیرے سارے دکھ دور ہو جائیں گے۔ اب میرے معزز مہمان کی حیثیت سے آرام کر اور ہم لوگ جو قند، پھل اور مول پیش کریں انھیں قبول کر۔“

منی کے یہ الفاظ سن کر بھرت کو تکلیف ہوئی۔ وہ اس وقت ایک عجب الجھن میں

جوتے تھے نہ سر پہ چھاتا۔ ان کے دل میں سچی محبت جوش مار رہی تھی۔ بھرت نے گہا سے کہا کہ وہ رام چندر جی، لچھمن اور سیتا جی کے بن میں سفر کا حال سنائے اور اس نے محبت بھرے انداز میں ان کی یاترا کا حال سنایا۔ جب بھرت نے وہ جگہیں دیکھیں جہاں رام چندر جی نے قیام کیا تھا اور وہ درخت دیکھے جن کے سایے میں انھوں نے آرام کیا تھا تو ان کے دل میں محبت کا ایسا دریا امڈا جس کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جن دیوتاؤں نے یہ عالم دیکھا انھوں نے پھولوں کی بارش کی۔ ان مسافروں کے لیے زمین نرم ہوگئی اور راستے خوشگوار ہوگئے۔ بادل ان پہ سایہ کیے رہے اور خوشگوار ہوا انھیں راحت پہنچاتی رہی۔ سری رام پر سفر اتنا آسان نہ ہوا تھا جتنا بھرت پہ ہوگیا۔

راستے کی جن جاندار اور بے جان چیزوں نے رگھو بیر کو دیکھا تھا اب انھوں نے بھرت کو دیکھا اور انھیں ہمیشہ کے لیے آواگون کے چکر سے نجات مل گئی۔ اور بھرت کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ انھیں تو رام چندر جی ہمیشہ اپنے من میں بسائے رکھتے تھے۔ جو لوگ دل میں کبھی ایک بار بھی رام چندر جی کا نام لے لیتے ہیں نہ صرف وہ خود کنارے سے جا لگتے ہیں بلکہ دوسروں کا بیڑا بھی پار کر دیتے ہیں۔ بھرت تو رام چندر جی کو بہت عزیز تھے اور ان کے چھوٹے بھائی بھی تھے۔ اس لیے ان کا سفر آسان ہو جانا کوئی حیرت کی بات نہ تھی۔ اس بات کا دیوی دیوتا آپس میں چرچا کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اندر دیو نے بھرت کی طاقت دیکھی تو فکرمند ہوگیا۔ سچ ہے دنیا اچھے کے لیے اچھی ہے اور برے کے لیے بری۔ اندر دیو نے اپنے گرو برہسپتی سے کہا کہ "رام اور بھرت کے ملاپ کو روکنے کے لیے ضرور کچھ کرنا چاہیے۔ رام رحم و کرم والے ہیں اور انھیں محبت سے جیتا جا سکتا ہے اور بھرت محبت کا ایک سمندر ہیں اس لیے سوچ سمجھ کر اسی حربے کو استعمال کرنا چاہیے۔"

پسند اور خواہش کے مطابق جگہ دی گئی۔ بعد میں بھرت اور اس کے خاندان کو جگہ دی گئی۔ مُنی کی ہدایت یہی تھی۔ اپنی تپسیا سے منی نے وہ دولت حاصل کی جسے برہما بھی دیکھ کر حیران رہ جائے۔

جب بھرت نے مُنی کی یہ روحانی طاقت دیکھی تو اسے بڑے سے بڑے راجا کا راج بھی بے حقیقت معلوم ہونے لگا۔ وہاں آرام کا ایسا ایسا سامان موجود تھا جس کا بیان کرنا بھی انسانی قدرت سے باہر ہے۔ آرام دہ گدیاں، بستر، شامیانے، چمن باغ، طرح طرح کے چرند وپرند، جھکنے والے والے پھول، اور، جھیل تالاب، ہر طرح اور ہر ذائقے کے کھانے جن کی لذت امرت سے بھی زیادہ تھی وہاں حاضر تھے ہر گھر میں ایک ایک گائے بھی موجود تھی۔ اندر دیو اور ساچی بھی اسے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ بہار کا موسم تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جس میں خوشبو بھی شامل تھی۔ ہر ایک کو زندگی کا ہر آرام حاصل تھا۔ ہار پھول، صندل اور آرام کی ہر چیز دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور غم بھی۔ (خوشی کا سبب منی کی محبت اور طاقت تھا۔ اور غم اس لیے کہ یہ وقت عیش کرنے کا نہیں تکلیف اٹھانے کا تھا) عیش و آرام اور بھرت اس رات منی کے حکم سے ایک جگہ قید کر دیے گئے تھے۔ اور دن نکلے تک یہ وہیں قید رہے۔

بھرت اور ان کے ساتھیوں نے تروینی میں اشنان کیا اور پھر رشی کو پرنام کیا۔ اس کے بعد بھرت نے ان کے آگے سر جھکا کر ان کی مہربانیوں کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ ان کی دعائیں لیں اور پھر ان سے اجازت لی۔ رشی نے راستہ دکھانے کے لیے آدمی ان کے ساتھ کر دیے اور یہ قافلہ چتر کوٹ کی طرف اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ بھرت گُہا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے محبت کے دیوتا کی طرح چلتے رہے۔ نہ ان کے پیروں میں

بٹانے کے لئے تیار رہتے ہیں اور بھرت تو ان دیوتاؤں عقیدت مندوں میں سب سے
اونچے اور ہیرا جیسے ہیں۔ ان سے خوف کھانا ٹھیک نہیں۔

"پربھو اپنی بات کے سچے ہیں اور دیوتاؤں کے ہمدرد۔ بھرت ان کا حکم مانتے ہیں
اس لئے بے چین ہو کر تم اپنا ذاتی فائدہ دیکھ رہے ہو۔ بھرت کو الزام دینا غلط
ہے۔" اندر دیو نے اپنے گورو کی یہ باتیں سنیں تو ان کے دل کا بوجھ سا اتر گیا اور ان کی
غلط فہمی دور ہو گئی اس لئے اس نے بھرت پر پھول برسائے اور ان کی تعریف کرنے لگا۔
اس طرح بھرت نے اپنا سفر جاری رکھا۔ ان کی حالت دیکھ کر منیوں اور سدھوں کو
رشک آیا۔ جب بھی وہ لمبی سانس لیتے رام کا نام ان کے ہونٹوں پر آجاتا یہ لفظ
سن کر پہاڑ بھی پانی ہو جاتے۔ اجودھیا کے رہنے والوں کی محبت بیان سے باہر تھی۔
جگہ جگہ رکتے ہوئے یہ قافلہ جمنا کنارے آپہونچا۔ اس کے سانولے پانی کو دیکھ کر بھرت
کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انھیں رام چندر جی کا سانولا بدن یاد آگیا۔ انھیں
اور ان کی جدائی کو یاد کر کے وہ سب غمگین ہو گئے۔ اور سوچنے لگے کہ اگر وہ سوجھ بوجھ
سے کام نہ لیتے تو ان کا جہاز ڈوب گیا ہوتا۔

اس دن انھوں نے جمنا کنارے پر پڑاؤ کیا۔ سب کو ضرورت کی چیزیں مہیا کر دی گئیں
رات کو ہر طرف سے طرح طرح کی کشتیاں گھاٹ پر آگئیں۔ دن نکلتے ہی سب نے ایک
ساتھ دریا پار کیا۔ نشد سردار نے جو خدمت کی تھی اس پر سب بہت خوش تھے۔ دونوں
بھائی بھی اشنان کر کے نشد سردار کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ آگے آگے بڑے بڑے
منی تھے جیسے وسو دیو اور وشسشٹ اس کے بعد شاہی قافلہ تھا۔ اس کے بعد
دونوں بھائی تھے جو پیدل چل رہے تھے۔ ان کا لباس بہت سادہ تھا۔ نوکر، دوست

اندر دیو کے یہ الفاظ سن کر دیوتاؤں کا گرو مسکرایا اور سوچنے لگا کہ اندر ہزار آنکھیں رکھنے کے باوجود اندھا ہے۔ اس نے کہا اگر کوئی مایا کے آقا سری رام کے پجاری کے ساتھ کوئی دغا کرے گا۔ تو وہ آپ نقصان اٹھائے گا۔ اے دیوتاؤں کے راجا پچھلی بار ہم نے ایک غلط کام یہ سمجھ کر کر لیا تھا کہ رام چندر جی اسے ناپسند نہیں کرتے۔ لیکن اس بار ہم ضرور تباہی میں پڑ جائیں گے۔ رام چندر جی کا مزاج یہ ہے کہ اگر کوئی ان کے ساتھ زیادتی کرے تو وہ ناخوش نہیں ہوتے لیکن اگر کوئی ان کے کسی چیلے کے ساتھ ایسا کرے وہ ان کے غصے کی آگ سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا کا ہر آدمی اس بات کو جانتا ہے اور ویدوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ رام چندر جی کی یہ خوبی منی درواسا کے علم میں ہے۔ کیا بھرت سے زیادہ رام چندر جی کو کسی نے چاہا ہے۔ رام چندر جی ہمیشہ اسی کا نام لیتے رہتے ہیں جبکہ رام چندر جی کا نام ساری دنیا کے ہونٹوں پر ہے۔ کبھی خیال میں بھی رام چندر جی کے کسی بھگت کے خلاف کوئی خیال نہ لانا۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیا میں بدنامی ہوگی پرلوک میں دکھ ہوگا اور روزانہ کے کام خراب ہونگے۔

" او دیوتاؤں کے راجا میری صلاح کو غور سے سن رام چندر جی اپنے ہر غلام کو بہت عزیز رکھتے ہیں۔ جو ان کے غلاموں کی غلامی کرے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جو انھیں دکھ پہنچائے اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب کے ساتھ ایک سا سلوک کرتے ہیں لیکن اپنے عقیدت مندوں سے انھیں بے حد پیار ہے اور وہ ان کی خواہشوں کا لحاظ رکھتے ہیں وید اور پران اس کے گواہ ہیں۔ سادھو اور دیوتا اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کا خیال رکھو اور دل سے عداوت نکال کے بھرت کے قدموں سے پیار کرو۔ سری رام کے بھگت دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتے اور دوسروں کا دکھ

تکلیفیں دیکھ کر سب نے کہا کہ اتنے اچھے لڑکے کو اتنی بری کیکئی کا بیٹا نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کسی نے کہا کہ کیکئی کی شکایت فضول ہے۔ یہ سب بھگوان کے کارنامے ہیں جس نے ہمیں اتنی خوشیاں دی ہیں۔ کتنے اچھے لوگ کتنی تکلیف میں ہیں اور ہم بُرے لوگ کتنے آرام میں۔ یہ قافلہ جس جس گاؤں سے گزرا وہاں اسی طرح کی باتیں ہوئیں۔ بھرت کو دیکھ کر سب لوگ سڑک کے کنارے جمع ہو جاتے اور سب کو یوں لگتا جیسے سنبھالا پریاگ میں آگیا۔

اپنی اور سری رام کی تعریف سنتے ہوئے بھرت اپنے راستہ پر چلے جاتے تھے۔ جہاں کہیں انھیں پوتر دریا ملتا وہاں وہ اشنان کرتے اور جہاں مندر پاتے وہاں پوجا کرتے وہ ہر جگہ یہی پرارتھنا کرتے کہ انھیں جلدی سے جلدی سری رام اور سیتا کے درشن ہوں۔ راستے میں انھیں کوئی جنگل کا رہنے والا یا بھیل ملتا تو وہ انھیں اس طرح پرنام کرتے جیسے وہ کوئی بڑے آدمی ہوں اور ہر ایک سے یہی پوچھتے کہ رام لچھمن اور سیتا جنگل کے کس حصے میں ہیں۔ وہ رام چندر جی کے بارے میں بھرت کو بتاتے اور انھیں دیکھ کر اپنی مراد پاتے۔ جو لوگ خیریت کی خبر دیتے وہ لوگ بھرت کو بہت پیارے لگتے۔ اس طرح معلومات کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ رات کو ایک مناسب جگہ آرام کرنے کے بعد صبح کو وہ پھر اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ بھرت کی طرح قافلے کا ہر آدمی سری رام کو دیکھنے کے لئے بے چین تھا۔

ہر ایک کو مبارک شگن دکھائی دینے لگے۔ ان کی آنکھیں اور ہاتھ پھڑکنے لگے۔ بھرت اور اس کے سب ساتھی اس خیال سے خوش تھے کہ اب انھیں سری رام کے درشن کا موقع ملے گا اور ان کے دلوں سے غم کا کانٹا نکل جائے گا۔ ہر ایک اسی طرح کے خیالوں میں گم تھا اور سری رام کی محبت کی مدرا سے سرشار تھا۔ ان لوگوں کے جسم ان کے قابو میں نہ رہے تھے۔

اور منتری کا بیٹا ان کے ساتھ تھا۔ یہ لوگ رام چندر جی، سیتا جی اور لچھمن کے خیال میں مگن چلے جاتے تھے۔ راستے میں جہاں جہاں رام چندر جی نے قیام کیا تھا وہاں وہاں یہ پرنام کرتے جاتے تھے۔ سڑک کے آس پاس جو لوگ رہتے تھے انہیں اس شاہی قافلے کے گزرنے کی خبر ملی تو وہ سب اپنے کام چھوڑ کر اس قافلے والوں کو دیکھنے کے لیے آئے۔ اور انھیں دیکھ کر اپنے دل کی مرادیں پائیں۔

ایک عورت نے دوسری سے کہا "سکھی! کہیں یہ رام اور لچھمن تو نہیں۔ ان کی وہی عمریں ہیں، وہی قد اور وہی رنگ روپ۔ ان کا انکسار اور محبت سب رام اور لچھمن کی سی ہے اور چال بھی ویسی ہے۔ ہاں ان کا لباس ویسا نہیں اور نہ سیتا جی ان کے ساتھ ہیں اور فوج ان کے ساتھ ہے ایک بات یہ اور ہے۔ کہ یہ لوگ خوش نہیں دکھائی دیتے ان کے دلوں پر غم کا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے شبہ ہے کہ یہ رام اور لچھمن نہیں۔" اس کی بات سب نے مانی اور اس کی عقل مندی کی تعریف کی۔ ایک اور عورت نے اس کی بات سے اتفاق کیا اور سارا قصہ بیان کیا کہ کس طرح رام چندر جی کا تلک نہ ہو سکا۔ اس کے بعد اس نے بھرت کی دوستی محبت برتاؤ اور خوش قسمتی کی تعریف کی۔ اس نے کہا "بھرت کو اس کے باپ نے تاج سونپ دیا تھا لیکن یہ راج چھوڑ کر پیدل جنگل کو جا رہا ہے تاکہ رام چندر جی کی خوشامد کر کے ان کو واپس لا سکے۔ بھرت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔"

"جو کوئی بھرت کی وفاداری، برادرانہ محبت، برتاؤ کا ذکر کرتا ہے اس کے دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ ان کی کتنی ہی تعریف کیوں نہ کی جائے کم ہے اور کیوں نہ ہو آخر یہ رام چندر جی کے بھائی ہیں۔ ہم عورتوں میں سے جنھوں نے بھرت اور ان کے چھوٹے بھائی کے درشن کر لئے ہیں وہ سب خوش قسمت ہیں۔" بھرت کی خوبیاں سن کر اس کی

اتنے میں کول اور کرات نے آکر ساری خبر سنادی۔ جب انھوں نے یہ خبر سُنی تو بہت خوش ہوئے۔ ان کا جسم خوشی سے لرزنے لگا، اور ان کی آنکھوں میں جو کنول کی طرح خوبصورت تھیں، تلسی داس کہتا ہے کہ خوشی کے آنسو آگئے۔

لیکن سیتا کا سُندر پتی اگلے ہی لمحے پریشان ہوگیا اور یہ سوچنے لگا کہ بھرت کے آنے کا کیا سبب ہوسکتا ہے۔ اتنے میں کسی نے آکر اُن سے کہا کہ بھرت کے ساتھ کافی بڑی فوج ہے اور فوج کے چاروں حصّے پیدل، گھوڑے، ہاتھی اور رتھ ان کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر رام چندر جی کافی پریشان ہوگئے۔ ایک طرف ان کے باپ کا حکم اور دوسری طرف اپنے چھوٹے بھائی بھرت کا خیال۔ وہ اس کے مزاج سے واقف تھے اس لیے کچھ طے نہ کر پائے۔ لیکن انھوں نے یہ کہہ کر دل کو تسلّی دے لی کہ بھرت فرمانبردار، نیک اور معقول ہے۔ لچھمن نے بھائی کو پریشان دیکھا تو عقل سے کام لیتے ہوئے بولے اور یہی عقل کا تقاضا تھا "میرے مالک! میں آپ کے پوچھے بغیر کچھ کہنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ لیکن بات ضروری ہو تو یہ گستاخی نہیں ہے۔ آپ میرے سوامی اور میں آپ کا داس ہوں پھر بھی میں آپ کو رائے دیتا ہوں۔ آپ مزاج کے سیدھے اور دل کے صاف ہیں ہر ایک سے محبت کرتے ہیں ہر ایک پر بھروسہ کرتے ہیں اور سب کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔

"بیوقوف لوگوں کو جب عیش وعشرت کا موقع ملتا ہے تو ان کی خصلت کا پتہ چلتا ہے۔ بھرت نیک اور اچھا لڑکا تھا۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ آپ کا وفادار تھا۔ لیکن اب اسے آپ کی جگہ مل گئی ہے کیا پتہ اب اس کی نیکی بدی میں بدل گئی ہو۔ یہ جان کر کہ آپ جنگل میں اکیلے ہیں اس نے آپ کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا معلوم ہوتا ہے۔ اپنی حکومت کو محفوظ کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے اور دونوں بھائی فوجیں جمع کر کے یہاں چڑھ

ان کی ٹانگیں لرزنے لگی تھیں اور جذبات کی شدت سے ان کی آواز بھرائی ہوئی نکلتی تھی۔ رام چندر جی کے جاں نثار گہا نے دور سے دریا کا وہ گھماؤ دکھایا جسے گمداگری کہتے تھے اسی کے کنارے رام، لچھمن اور سیتا رہے تھے۔ اس جگہ کو دیکھتے ہی سب عقیدت سے دوزانو ہو گئے اور رام چندر جی اور سیتا جی کی جے جے کار بولنے لگے۔ یہ قافلہ ایسا جوش میں بھرا ہوا تھا جیسے سری رام بن باس سے لوٹ آئے ہوں۔ بھرت کے دل میں اس وقت اتنی محبت موجیں مار رہی تھی کہ سیس دیو اپنی زبانوں سے اس کا بیان نہیں کر سکتے۔ کسی گناہگار کے گناہ معاف ہو جائیں اور اس کی آتما پرماتما سے مل جائے تو اسے جتنی خوشی ہو اتنی ہی خوشی اس وقت بھرت کو تھی۔

رام چندر جی کی محبت میں سرشار یہ قافلہ ابھی چار میل ہی چلا تھا کہ سورج غروب ہو گیا پانی کے نزدیک ہی ایک مناسب جگہ پاکر ان لوگوں نے آرام کیا اور رات ختم ہونے پر اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ رام چندر جی اٹھ بیٹھے۔ سیتا جی نے بتایا کہ انھوں نے رات خواب میں یہ دیکھا کہ بھرت اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آئے ہیں اور رگھوپتی سے جدائی کے سبب ان کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی غمگین اور نڈھال ہیں۔ اس کی ساس کی صورت بدل گئی ہے رام چندر جی نے سیتا کا یہ خواب سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جو دوسروں کے غم دور کرتا ہے وہ خود غمگین ہو گیا۔ وہ بولے "لچھمن! یہ خواب اچھا نہیں ہے۔ آج کوئی بری خبر سنائے گا"۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے بھائی کے ساتھ اشنان کیا اور تری پُرا کے دشمن شو جی کی پوجا کی اور سادھوں کو ڈنڈوت کرنے کے بعد وہ بیٹھ گئے اور اُتّر کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔ اُدھر ہوا میں گرد تھی چڑیاں ڈر کے وہاں سے اُڑ رہی تھیں اور رگھوپتی کی کٹیا کی طرف آ رہی تھیں۔ تلسی داس کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سوچنے لگے کہ اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔

سوئیں گے۔ یہ اچھا ہی ہے کہ آج سب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر آئے ہیں۔ آج میں اپنا پرانا غصہ نکالوں گا۔ جیسے شیر ہاتھیوں کے گلے کو پھاڑ ڈالتا ہے۔ یا جیسے باز چڑیا کو پکڑتا ہے اس طرح میں بھرت اس کے بھائی اور اس کی ساری فوج کو زمین پہ الٹ دوں گا۔ اگر شنکر جی بھی اس کی مدد کو آئے تو میں تمھاری قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں انھیں بھی لڑائی میں مار ڈالوں گا۔" لچھمن کو اتنے غصے اور جوش میں بولتے اور قسمیں کھاتے دیکھا تو زمین کے سارے طبقے لرزنے لگے اور ان کے سارے دیوتا خوف سے بھاگنے کی تیاریاں کرنے لگے۔

ساری دنیا خوف سے لرزنے لگی اور ایک غیبی آواز لچھمن کی بہادری کو سراہنے لگی۔ "پیارے لڑکے تمھاری طاقت اور تمھاری شان سے کون واقف نہیں لیکن کچھ کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ بات مناسب بھی ہے یا نہیں جو جلدی میں کام کرتے ہیں وہ بعد کو پچھتاتے ہیں ویدوں میں یہی لکھا تھا اور منی بھی یہی کہتے ہیں۔" یہ آواز سن کر لچھمن حیران ہوئے سیتا اور رام انھیں سمجھانے لگے "لچھمن جو کچھ تم کہتے ہو درست ہے۔ راج کی طاقت کا نشہ سب نشوں سے برا ہے۔ لیکن جو راجا منیوں اور رشیوں کی صحبت میں نہیں بیٹھے ہوتے صرف انھیں کا دماغ خراب ہوتا ہے۔ لیکن بھرت کے بارے میں تمھیں بتاتا ہوں کہ کوئی لڑکا اس سے اچھا نہیں اسے چاہے برہما، وشنو اور شیو کا درجہ مل جائے لیکن اس کا دماغ کبھی خراب نہیں ہو گا۔ کانجی کے دو چار قطرے دودھ کے سمندر کو خراب نہیں کر سکتے۔

دوپہر کے سورج کو اندھیرا نگل سکتا ہے آسمان بادل میں سما سکتا ہے گائے کے پیر کے نشان میں جمع ہونے والے پانی میں اگستیا منی جس نے ایک گھونٹ میں سارے سمندروں کا پانی پی لیا تھا۔ ڈوب سکتا ہے۔ زمین اپنی برداشت کھو سکتی ہے۔ مچھر کی پھونک سے میرو پہاڑ اڑ سکتا ہے۔ لیکن پیارے بھائی بھرت راج کی طاقت سے نشے میں نہیں

آئے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہاتھی گھوڑے اور رتھ لیکر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن بھرت کو کیا الزام دیا جائے جس کو راج پاٹ ملتا ہے اس کا دماغ خراب ہو ہی جاتا ہے چندر دیو نے گورو برہسپتی کے ساتھ کیا کیا جب کہ نہوسا اس رتھ پر سوار تھے جیسے برہمن اٹھائے پھرتے ہیں اور راجا دنیا سے بڑا دیدوں کا دشمن کوئی نہ تھا۔

"راجا سہسرا باہو، اندرا، راجا تری سنکو (ہریشچندر کے پتا) — ان میں سے کون تھا جسے راج کے نشے نے گمراہ نہ کر دیا ہو۔ بھرت نے ٹھیک ہی سوچا۔ آدمی کو کسی بھی طرح اپنے دشمن کا نشان نہ چھوڑنا چاہیئے۔ لیکن اس نے ایک غلطی کی کہ تمھاری محبت کو تیاگ دیا لیکن آج جب وہ جنگ کے میدان میں تمھارا چہرہ اپنے سامنے پائے گا تو پچھتائے گا۔"

جب وہ باتیں کر رہا تھا تو یہ بھول گیا کہ کیا کہنا مناسب ہے اور کیا کہنا مناسب نہیں ہے۔

اس نے رگھوپتی کے چرن چھوئے ان کی دھول اپنے ماتھے کو لگائی اور اپنے خاص جوشیلے لہجے میں ادب کے ساتھ یوں بولا "مالک مجھے معاف کر دینا کیونکہ بھرت نے مجھے بہت غصہ دلایا ہے۔ آخر میں کب تک برداشت کروں جب کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور کمان ہاتھ میں ہے۔ میں چھتری ہوں رگھوؤ ذات سے ہوں اور دنیا مجھے آپ کے غلام کی حیثیت سے جانتی ہے۔ دھول سے زیادہ گرا ہوا کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے ٹھوکر ماری جائے تو وہ بھی اُڑ کر سر پر آتی ہے۔

لچھمن اٹھے اور انھوں نے ہاتھ جوڑ کر بھرت سے مقابلے کی اجازت چاہی۔ اس کا بہادری کا سویا ہوا جذبہ بیدار ہو گیا تھا۔ اس نے بال سر پر باندھے ترکش کمر پر کسا کمان لٹکائی اور ہاتھ میں تیر لے لیا۔ بولا "آج میں تمھارے غلام کی حیثیت سے جنگ کے میدان میں بھرت کو مزہ چکھا دوں گا دونوں بھائی رام سے نفرت کرنے کے جرم میں آج میدان جنگ میں

رام کے قدموں کے سوا اور کوئی پناہ نہیں وہ نیکیوں کا پتلا ہے اور اس کا داس برائیوں کا۔ اس کے چاہنے والے ایسے ہیں جیسے چاتک اور مچھلی جو وفاداری سے منہ نہیں موڑتے۔” یہ باتیں سوچ کر اس نے اپنا سفر جاری رکھا محبت کے جذبات نے اس کے سارے جسم کو بے جان کر دیا تھا اس کی ماں کی حرکت اسے پیچھے کھینچ رہی تھی اور رام چندر جی سے اس کی محبت اس کو آگے کھینچ رہی تھی۔ جب انھیں رام چندر جی یاد آتے تو ان کے قدم تیز تیز اٹھنے لگتے۔ نشد کا سردار ان کی یہ حالت دیکھ کر اپنی سدھ بھول گیا۔ اس وقت مبارک شگون ظاہر ہوئے جنھیں سن کر نشد سردار نے کہا سارے دکھ دور ہو جائیں گے اور خوشی ملے گی لیکن آخر میں پھر غم ہوگا۔

بھرت جانتے تھے کہ ان کے سیوک (گہا) کی ہر بات بالکل سچ ہے لیکن وہ چلتے رہے اور رام آشرم کے قریب آپہونچے۔ جب انھیں جنگل اور پہاڑی سلسلہ دکھائی دیا تو وہ ایسے خوش ہوئے جیسے بھوکا لذیذ کھانے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اگر کسی گاؤں میں مصیبت آرہی ہو بیماری پھوٹ رہی ہو طاعون پھیل رہا ہو تو وہاں کے لوگ گاؤں کو چھوڑ کر اور کسی خوشحال جگہ پہونچ کر خوش ہوتے ہیں اس وقت بھرت کا بھی یہی حال تھا۔ اچھے راجا کے راج میں لوگ خوش ہوتے ہیں اور وہاں آ کر جمع ہونے لگتے ہیں اسی طرح سری رام کے وہاں رہنے سے چاروں طرف ہریالی اگ آئی تھی۔ یہاں نیکی اور عقل کی حکومت تھی۔ پانچوں یم اور پانچوں نیم کا یہاں چلن تھا۔ شانتی اور سوجھ بوجھ یہاں کی رانیاں تھیں اور چترکوٹ یہاں کی راجدھانی تھی اس طرح یہ ایک پوری حکومت تھی۔ خوشی خوشحالی اور آرام ہر طرف نظر آتا تھا۔

اس جنگل میں ہر جگہ سادھوؤں کی کٹیا تھی کٹیاں کیا تھیں قصبے شہر گاؤں اور

ڈوب سکتا۔ لچھمن میں تمھاری اور پتا جی کی سوگند کھا کے کہتا ہوں کہ بھرت جیسا معصوم اور اچھا بھائی ہو نہیں سکتا۔ بھگوان نے نیکی کے دودھ میں برائی کا پانی ملا کے اس سنسار کو بنایا لیکن بھرت ایک ایسا ہنس ہے جو سورج ونشیوں کی جھیل میں پیدا ہوا۔ اور برائی کو بھلائی میں بدل دیا۔ اس نے نیکی کے دودھ کو پسند کر کے اور برائی کے پانی کو ٹھکرا کے اپنی شان سے ساری دنیا کو روشن کر دیا۔ جب رام چندر جی بھرت کے گن بیان کر رہے تھے اور اس کی نیکیوں کا ذکر کر رہے تھے تو وہ محبت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سری رام کی باتیں سن کر اور بھرت کے لئے ان کی محبت دیکھ کر سارے دیوتاؤں نے ان کی تعریف کی اور کہا" کیا سری رام جیسا کوئی اور پربھو ہو سکتا ہے"۔

" اگر بھرت اس دنیا میں نہ پیدا ہوئے ہوتے تو یہ نیکی کا کام کس نے کیا ہوتا۔ رگھوناتھ تمھارے سوا بھرت کی خوبیاں کون جان سکتا ہے۔ ان خوبیوں کی تعریف بڑے بڑے شاعروں سے نہیں ہو سکتی"۔ دیوتاؤں کے یہ الفاظ سن کر لچھمن سری رام اور سیتا اتنے خوش ہوئے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا دوسری طرف بھرت نے پوتر مندا کنی میں اشنان کیا۔ پھر وہ اپنی ماتاؤں گورو وششٹ اور وزیر سمنت کی اجازت لے کر اپنے بھائی اور گہا کے ساتھ اس طرف بڑھے جہاں سیتا اور سری رام تھے۔ بھرت کو یہ خیال تھا کہ اس کی ماں نے ان لوگوں کے ساتھ بہت ظلم کیا ہے"۔ اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے آنے کی خبر سن کر یہ لوگ جگہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ماں کے ساتھ سازش میں شریک سمجھیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی عظمت پر نظر کر کے وہ میرے سارے قصور معاف کر دیں گے اور مجھے اپنے پاس آنے دینگے۔

" چاہے وہ مجھے برا سمجھ کر دھتکار دیں اور چاہیں غلام سمجھ کر آنے دیں میرے لئے تو

کا بیان نہیں کر سکتی۔ کسی بھکاری کے ہاتھ پارس آجائے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ قافلے کے سارے لوگ اس منظر کو دیکھ کر ایسے ہی خوش ہوئے اس جگہ کی دھول انھوں نے اپنے ماتھے آنکھیں اور سینے پر لگائی اور وہ خوش ہوئے جیسے انھوں نے رگھوبر کو دیکھ لیا۔ بھرت پر محبت کا جذبہ طاری تھا اور اس کے جذبے کو دیکھ کر چرند پرند اور بے جان چیزیں بھی خوشی محسوس کر رہی تھیں۔ گہا خوشی سے ایسا پاگل ہوا کہ راستہ بھول گیا لیکن دیوتاؤں نے اسے راستہ دکھایا اور اس پر پھول برسائے۔ سادھو اور سب لوگ بھرت کے خلوص اور محبت کی تعریف کرتے تھے۔

لچھمن دونوں بھائیوں اور ان کے ساتھی گہا کو نہ دیکھ سکے کیونکہ وہ گھنی جھاڑی کے پیچھے تھے۔ لیکن بھرت کو وہ پیاری اور پاک کٹیا دکھائی دے گئی جسے پربھو نے بنایا تھا۔ اور بھگوان کی کرپا کا جہاں بسیرا تھا۔ اسے دیکھ کر بھرت ساری تکلیفیں بھول گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ لچھمن رگھوبر کے آگے کھڑے ہیں اور ان کے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں سر پہ انھوں نے بال باندھ رکھے ہیں اور سادھوؤں کا سا لباس پہن رکھا ہے ان کی کمر سے ترکش بندھا ہوا ہے تیر ان کے ہاتھ میں ہے اور سری رام بیٹھے ہیں۔ ان کی جٹائیں سر پہ بندھی ہیں اور چھال کا لباس پہنے ہیں۔ ایسا محسوس ہوا جیسے رتی اور محبت کا دیوتا سادھو کے بھیس میں اتر آئے ہوں۔

بھرت اس کا بھائی اور ساتھی سب اتنے خوش ہوئے کہ غم خوشی دکھ درد سب بھول گئے۔ "پربھو مجھے بچاؤ میری رکشا کرو سردار" یہ کہتے ہوئے بھرت لکڑی کے لٹھے کی طرح زمین پہ گر پڑا۔ لچھمن نے اس کی آواز کو پہچانا۔ وہ اس وقت عجیب الجھن میں مبتلا تھا ایک طرف بڑے بھائی کی محبت تھی اور دوسری طرف سردار کی خدمت کرنے کا

راج محل تھے۔ رنگ برنگی چڑیاں اور طرح طرح کے جانور یہاں کی رعایا تھے۔ ہرن، خرگوش، ہاتھی، شیر، چیتے، ریچھ، بیل بھینس بڑا پرکشش منظر پیش کرتے تھے۔ آپس کی دشمنی بھول کر یہ آپس میں اس طرح گھلے ملے تھے جیسے کسی راجا کی فوج ہو۔ پانی کے چشمے بہہ رہے تھے مست ہاتھی چنگھاڑ رہے تھے جیسے ڈھول بج رہے ہوں۔ چکوا، چکور، چانک، طوطے، کوئلیں اور ہنس خوش خوش ادھر ادھر اڑ رہے تھے۔ شہد کی مکھیوں کے جھنڈ بھنبھنا رہے تھے۔ مور ناچ رہے تھے۔ ایسا منظر تھا جیسے کسی خوشحال حکومت میں کوئی جشن ہو رہا ہو۔ بیلیں درخت گھاس پھولوں پھلوں سے لدے تھے غرض سہانا منظر تھا۔ چترکوٹ کی خوبصورتی دیکھ کر بھرت کا دل ایسا خوش تھا جیسے کسی سادھو کو نروان مل جائے تو وہ خوش ہو۔

اس اثناء میں نشد کا سردار دوڑ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اپنا ہاتھ اٹھا کر بھرت سے بولا۔ "ناتھ وہ دیکھو سامنے پاکر، جامن، آم اور تملا کے پیڑ ہیں اور ان کے بیچ میں برگد کا پیڑ ہے۔ ان میں پھل پھول لدے ہیں یوں لگتا ہے کہ بھگوان نے یہ سب اپنے ہاتھوں سے لگائے ہیں۔ اس کے پاس دریا بہتا ہے جس کے کنارے پربھو نے پتوں سے اپنی جھونپڑی بنائی ہے۔ ان کے سامنے جھاڑیاں ہیں جن میں سے کچھ سیتا نے بوئی ہیں اور کچھ لچھمن نے۔ برگد کی چھاؤں میں سیتا جی نے اپنے کنول جیسے ہاتھوں سے پوجا کا چبوترا بنایا ہے۔ یہاں سادھوؤں کے ساتھ بیٹھ بیٹھ کر سیتا اور رام تنتروں ویدوں اور پرانوں کی کہانیاں سنتے ہیں۔"

جس وقت بھرت نے گہا کے یہ لفظ سنے اور وہ درخت دیکھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھوں نے پرنام کیا اور آگے بڑھ گئے تقریر کی دیوی شاردا بھی اس کی محبت

اپنے سر سے لگائی اور انھیں بار بار پرنام کیا سیتا جی نے بار بار انھیں اٹھا کے بیٹھایا اور دل ہی دل میں انھیں دعائیں دیں۔ وہ بھی محبت سے بے سدھ ہو گئیں۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ سیتا جی ہر طرح سے خوش ہیں تو ان کے دلوں سے فرضی خوف جاتا رہا۔ کسی نے ایک لفظ زبان سے نہ کہا اور نہ کچھ پوچھا۔ سب کے دماغ محبت سے اس طرح پُر تھے کہ وہ اور کوئی کام کر ہی نہ کر سکتے تھے۔ اتنے میں نشد سردار نے اپنے اوپر قابو پا کے اور اپنا سر جھکا کے یہ کہا۔ "ناتھ تمھاری جدائی کے غم سے بے قابو ہو کر شہر کے سارے لوگ نوکر فوج کے افسر منتری اور مہامنی وششٹ سب ہی آئے ہیں۔

جب نیک دل سری رام کو یہ پتہ چلا کہ ان کے گورو بھی آئے ہیں تو انھوں نے شتروگھن کو سیتا کے پاس چھوڑا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ادھر بڑھے۔ گورو کو دیکھ کر رگھوپتی اور ان کے بھائی بہت خوش ہوئے اور ان کے آگے دوزانو ہو گئے مگر مہامنی نے دوڑ کر انھیں گلے سے لگا لیا اور بڑی محبت سے ان کا سواگت کیا۔ گہا نے بھی دور سے اپنا نام بتایا اور زمین پر گر پڑا۔ منی نے اسے سری رام کا دوست سمجھ کر زبردستی گلے لگایا جیسے وہ زمین میں پڑی ہوئی محبت کو سمیٹ رہا ہو۔ بولا سب سے بڑی نیکی رگھوپتی کی محبت ہے۔ تعریف کے یہ جملے سن کر دیوتاؤں نے آسمان سے پھول برسائے۔ دیوتاؤں نے کہا کہ یہ آدمی کتنا کم رتبہ ہے اور وششٹ کا دنیا میں بہت بڑا رتبہ ہے پھر بھی اس منی نے گہا کو لچھمن سے بھی زیادہ خوشی سے گلے لگایا۔ سیتا کے پتی سے پریم کرنے والوں کا یہی رتبہ ہے۔

دیا کی مورت اور سب کچھ جاننے والے سری رام نے دیکھا کہ سب لوگ بے چین ہیں اس لئے وہ اور ان کے چھوٹے بھائی ایک ایک کے پاس جا کر اس سے ملے اور ہر ایک کا

جذبہ اس لئے نہ وہ اپنے بھائی سے مل سکا اور نہ نظر انداز کر سکا۔ لچھمن کے دماغ کی اس وقت کیا حالت تھی یہ کوئی بڑا شاعر ہی بیان کر سکتا ہے۔ اس نے اپنے دماغ میں یہ طے کیا کہ خدمت کو محبت پر ترجیح دے گا۔ اس کی حالت اس پتنگ اڑانے والے کی سی تھی جس کا پتنگ ہوا میں تیز اڑ رہا ہو اور وہ اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس نے سر جھکا کے کہا۔ "رگھوپتی بھرت تمہیں پرنام کر رہا ہے"۔ سری رام نے جیسے ہی یہ الفاظ سنے وہ اٹھ کر دوڑے۔ ان کا لباس ایک طرف کو اڑا تیر کہیں گیا کمان کہیں اور ترکش کہیں۔ محبت کے ساگر رام چندر جی نے بھرت کو زبردستی زمین سے اُٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔ جس جس نے بھی رام اور بھرت کا ملاپ دیکھا وہ ہوش کھو بیٹھا۔

یہ محبت بھری ملاقات کیسے بیان کی جا سکتی ہے۔ شاعر کے لئے اس کا تصور کرنا اور بیان کرنا ممکن نہیں۔ دونوں بھائی محبت سے ایسے بے قابو ہوئے کہ انھیں اپنے ہوش و حواس کی خبر نہ رہی۔ برہما ہری اور ہر بھی اس ملاقات کا حال بیان نہیں کر سکے۔ پھر میں بیچارا کس گنتی میں تھا۔ گندار بغیر زخمہ کے کس طرح موسیقی پیدا کر سکتا ہے جب دیوتاؤں نے بھرت اور رگھوبر کا ملاپ دیکھا تو وہ گھبرا گئے اور ان کا دل دھڑکنے لگا۔ انھیں جب ہوش آیا ان کے گورو برہسپتی نے انھیں سمجھایا اب خوش ہو کر تعریف کرنے اور پھول برسانے لگے۔ شتروگھن سے گلے ملنے کے بعد سری رام گہا سے ملے۔ جب لچھمن نے بھرت کو پرنام کیا تو بھرت نے انھیں گلے سے لگایا۔

اسی طرح لچھمن اپنے چھوٹے بھائی سے ملے اور اس کے بعد نشدپتی کو گلے لگایا۔ پھر بھرت اور شتروگھن نے سادھوؤں کو پرنام کیا اور ان کی دعاؤں سے نہال ہوئے۔ محبت کے عالم میں بھرت اور اس کے چھوٹے بھائی نے سیتا کے کنول جیسے پیروں کی دھول

سیتا آئی اور منی وششٹ کے قدموں میں گر پڑی۔ منی نے اسے دعائیں دیں جس طرح وہ ارندھتی اور سادھوؤں کی بیویوں سے ملی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ ایک، ایک کے چرن چھو کر سیتا نے دعائیں لیں۔ اس نرم دل لڑکی نے جب اپنی سب ساسوں کو دیکھا تو اسے بڑا صدمہ ہوا اسے وہ سب ان پرندوں کی طرح لگیں جو کسی شکاری کی قید میں ہوں۔ وہ سوچنے لگی قسمت نے ان کے ساتھ کیسا ستم کیا ہے۔ وہ سب بھی سیتا کو دیکھ کر رنجیدہ ہوئیں۔ اور سوچنے لگیں کہ قسمت جو کچھ دکھائے دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ جنک کی بیٹی نے ہمت کی اور اپنی کالی کنول سی آنکھوں میں آنسو بھر کر ان سے گلے ملنے کے لئے بڑھی۔ ساری دنیا کو اس وقت ان سے ہمدردی ہوئی۔ ایک ایک کے قدموں پر گر کے اس نے محبت کا اظہار کیا۔ ان سب نے بھی اس کا سہاگ قائم رہنے کی دعا دی۔

سمجھدار گورو نے سب رانیوں اور سیتا کو محبت سے بے چین دیکھا تو سب کو بیٹھنے کے لئے کہا پھر اس نے دیر تک انھیں نصیحتیں کیں اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا۔ پھر بتایا راجا پرلوک کو سدھار گئے۔ رگھوپتی پر یہ خبر بجلی کی طرح گری۔ یہ سوچ کر انھیں، اور بھی دکھ ہوا کہ راجا نے ان کی محبت میں جان دیدی۔ یہ دردناک خبر سن کر لچھمن اور سیتا رونے لگے اور کہرام مچ گیا یوں محسوس ہوا کہ راجا کی موت آج ہی ہوئی ہے۔ منی نے رگھوبر کو دلاسا دیا پھر انھوں نے سب کے ساتھ اشنان کیا اس دن انھوں نے برت رکھا اور پانی بھی نہ پیا منی نے ہر ایک کو بہت سمجھایا مگر کسی نے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ اگلی صبح کو رگھونندن نے ادب کے ساتھ وہ ساری رسمیں ادا کیں جن کا منی نے حکم دیا۔

رام چندر جی نے جو گناہوں کے لئے ایسے ہیں جیسے اندھیرے کے لئے سورج۔

دکھ درد دور کیا۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ ایک اکیلا سورج ایک ساتھ لاکھوں پر اپنی روشنی ڈالتا ہے۔ نشدپتی سے بھی سب خوش ہو کر محبت کے ساتھ ملے اور سب نے اسکی قسمت کو سراہا۔ سری رام نے اپنی ماؤں کو غم سے ایسا نڈھال پایا جیسے پالے کی ماری نازک بیلیں۔ سب سے پہلے کیکئی کے پاس گئے اور اپنی مخلصانہ محبت سے اس کے دل کا بوجھ اتارا۔ وہ اس کے قدموں پر گر پڑے اور بتایا کہ اس میں اس کا کچھ دوش نہیں۔ یہ تو وقت کا چکر اور قسمت کا کھیل ہے۔ پھر وہ اپنی ماؤں کے پاس گئے اور ایک ایک کو سمجھایا کہ سنسار کا سارا کارخانہ اس طرح چلتا ہے جس طرح بھگوان چاہے اسلئے کسی کو دوشی نہیں ٹھہرانا چاہیے۔

اس کے بعد دونوں بھائی اپنے گورو کی پتنی ارندھتی کے پیر چھونے گئے۔ پھر انھوں نے ان سب برہمن عورتوں کے چرن چھوئے جو اس قافلے کے ساتھ آئی تھیں۔ اور ان کی وہ عزت کی جو گنگا اور گوری کی کی جاتی ہے۔ ان سب نے بھی بڑی محبت کے ساتھ دعائیں دیں۔ پھر انھوں نے سُمترا اور کوشلیا کے چرن چھوئے اس وقت محبت سے ان کا بدن کانپ رہا تھا۔ کوشلیا جی نے انھیں پیار سے گلے لگا لیا اور محبت کے آنسوؤں سے انھیں بھگو دیا۔ اس موقعہ پر انھیں جو خوشی اور غم حاصل ہوا وہ ایسا مشکل ہے جیسے گونگا کچھ کھائے اور بتا نہ سکے کہ اس نے کیا کھایا ہے۔ اپنی ماں سے ملنے کے بعد رگھوپتی اور لچھمن نے اپنے گورو سے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ منی کا حکم پاکے سب لوگوں نے پانی کے پاس جہاں جہاں مناسب سمجھا خیمے لگائے۔ لچھمن اور رگھوبر نے کچھ لوگوں جیسے برہمنوں منتریوں رانیوں گورو اور بھرت کو ساتھ لیا اور اپنے آشرم کی طرف چل دئے۔

پھل پھول اور پتے پتھروں کی خوبصورت چٹانیں اور ان کے خوشگوار رنگ آرام دہ چھاؤں جنگل کی خوبصورتی سب چیزیں بیان سے باہر تھیں۔ کنول جھیلوں کی شوبھا بڑھاتے آبی پرندوں کی آوازیں گونجتیں شہد کی مکھیاں بھنبھناتیں رنگ برنگ کے چرند پرند آپسی دشمنی سے آزاد جنگل میں گھومتے پھرتے۔

کول، کرات اور جنگل کے دوسرے رہنے والے پتوں کے پیالے بناتے اور ان میں امرت کی طرح لذیذ خالص اور عمدہ شہد بھر دیتے اور کند مول اور پھلوں کے ساتھ سب کو پیش کرتے اور ایک ایک چیز کی تفصیل بتاتے جاتے۔ لوگ ان چیزوں کی بھاری بھاری قیمت دینا چاہتے لیکن جنگل کے لوگ اسے قبول نہ کرتے اور رام چندر جی کی محبت کا واسطہ دے کر اسے واپس کر دیتے۔ وہ لوگ محبت بھرے لہجے میں کہتے "تمھارے یہاں سچا احترام اور سچی محبت ہے۔ تم لوگ نیکیوں والے ہو اور ہم نیچ نشد ہیں یہ رام کی محبت کا کرم ہے کہ ہمیں تمھارے درشن کا موقعہ ملا۔ جیسے مارو کے ریگستان کی ریت گنگا تک نہیں پہونچ سکتی اسی طرح ہماری رسائی تم تک نہیں ہو سکتی تھی۔ کرم کرنے والے رام نے نشد کے سردار پر اپنے کرم کی بارش کر دی۔ راجا کی رعایا اور عزیز و اقارب کو بھی ان سے محبت کرنی چاہئے۔ اس لئے بھید بھاؤ کو بھول کر اور ہماری محبت کو قبول کر کے ہمارے اوپر مہربانی کرو اور ہمارے یہ تحفے قبول کر لو۔

"تم ہمارے عزیز مہمانوں کی طرح یہاں آئے ہو۔ لیکن ہم اتنے خوش نصیب نہیں کہ تمھاری خدمت کے قابل ہوں۔ ہم تمھیں پیش ہی کیا کر سکتے ہیں۔ کراتوں کی دوستی کا ایک ہی تحفہ ہو سکتا ہے ایندھن اور پتے۔ اور ہماری سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ہم تمھارے برتن اور کپڑے نہ چرائیں۔ ہم بےحس لوگ ہیں جو دوسروں کی جان لے لیتے

انھوں نے ویدوں میں دئے ہوئے طریقوں سے اپنے باپ کی کریا کی۔ اور پھر وہ پوتر ہو گئے۔ رگھوپتی کا نام گناہوں کی روئی کے لئے آگ کا کام کرتا ہے اور ان کے خیال سے ہی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ وہ اس طرح پوتر ہو گئے جیسے پوتر گنگا میں اور دریاؤں کا پانی گر کے پاک ہو جاتا ہے۔ جب انھیں پوتر ہوئے دو دن بیت گئے۔ تو سری رام اپنے گورو سے محبت کے ساتھ یوں مخاطب ہوئے۔ "گورو دیو یہاں لوگوں کو صرف قند مول پھول اور پانی پر گزارا کرنا پڑ رہا ہے۔ جب میں بھرت اس کے چھوٹے بھائی، منتریوں اور اپنی ماؤں کو دیکھتا ہوں تو میرے لئے ایک ایک لمحہ ایک ایک جگ ہو جاتا ہے۔ اسلئے میری درخواست ہے کہ تم سب کو لے کر اجودھیا کو لوٹ جاؤ کیونکہ تم یہاں ہو اور راجا پرلوک میں۔ شہر کا نگہبان کوئی نہیں۔ میں نے بہت کچھ کہہ دیا۔ شاید یہ گستاخی ہو۔ اب تم جو مناسب سمجھو کرو۔ گورو بولے۔ رام جو کچھ تم کہتے ہو وہ سن کر مجھے حیرت نہیں ہوتی کیونکہ تمہارے اندر رحم کرم اور محبت کا جذبہ بہت ہے۔ لیکن یہ لوگ بہت دُکھی ہیں۔ کوئی دن انھیں اپنے درشن کا آنند لینے دو۔"

سری رام کی باتیں سن کر سب لوگ خوف سے اس طرح لرزنے لگے جیسے سمندری طوفان میں گھر کر جہاز لرزتا ہے لیکن جب انھوں نے گورو کے الفاظ سنے تو انھیں ایسا محسوس ہوا جیسے ہوا کا رخ موافق ہو گیا ہو۔ وہ لوگ دن میں تین بار اس پاک دریا میں اشنان کرتے تھے جس کے دیکھنے سے ہی گناہ دھل جاتے ہیں دن بھر وہ رام چندر جی کا مبارک چہرہ دیکھتے اور خوش ہو کر ڈنڈوت کرتے۔ وہ اس پہاڑ اور جنگل کی سیر کرتے جسے رام چندر جی کی موجودگی نے پوتر بنا دیا تھا۔ جہاں ہر طرح کی خوشیوں کی حکمرانی تھی۔ اور جو غموں سے آزاد تھی۔ چشموں سے امرت جیسا پانی بہتا۔ نرم ٹھنڈی اور خوشبوؤں بسی ہوا چلتی جو دماغ اور جسم کے ہر درد کو دور کر دیتی۔ درخت، بیلیں، طرح طرح کی گھاس

یہ بات سب کو معلوم ہے، ویدوں میں بھی یہی لکھا ہے اور منی بھی یہی کہتے ہیں کہ جو رام سے دشمنی کرے گا اسے نرک میں بھی سکون نہیں ملے گا۔ اس وقت سب کے دماغ میں ایک ہی سوال تھا کہ دیکھئے رام اجودھیا کو لوٹتے ہیں یا نہیں۔ بھرت کو نہ دن کو بھوک تھی نہ رات کو نیند۔ وہ اس طرح بے چین تھا جیسے کم پانی میں مچھلی۔

بھرت نے دل میں سوچا "میری ماں نے قسمت کا بھیس بدل کر یہ ظلم کیا۔ یہ ایسا ہی ہوا کہ جب دھان کی فصل پک جائے تو اسے کوئی بیماری لگ جائے۔ اب سری رام کا تلک کس طرح ہو۔ اس کی کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔ وہ صرف اپنے گورو کے کہنے سے اجودھیا کو لوٹ سکتے ہیں۔ لیکن گوروجی بھی یہ بات صرف اسی صورت میں کہہ سکتے ہیں جب وہ یہ سمجھیں کہ رام جی اسے پسند کریں گے۔ رگھوپتی اپنی ماں کا حکم سن کر بھی لوٹ سکتے ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ ان کے لوٹنے پر اصرار بھی کرینگی یا نہیں۔ میری حیثیت ایک غلام سے زیادہ نہیں۔ پھر یہ کہ قسمت کے روٹھ جانے کے سبب میرے برے دن ہیں۔ اگر میں اپنی بات پر اصرار کروں تو یہ بھی پاپ ہے۔ ایک غلام کا کام کیلاش کا پہاڑ اٹھا لینے سے بھی مشکل ہے۔" بھرت کی سمجھ میں کوئی ترکیب نہ آئی۔ رات بھر اس نے یہ سوچتے گذار دی کہ کیا ہونے والا ہے۔ صبح سویرے اٹھ کر اس نے اشنان کیا اور رگھوبیر کو پرنام کیا۔ وہ اس کے پاس بیٹھنے ہی والا تھا کہ منی وششٹ نے اسے بلا بھیجا۔ گرو کے چرن چھو کر اور ان کی اجازت لے کر بھرت بیٹھ گیا۔ اتنے میں برہمن، شہر کے بڑے بڑے لوگ، منتری اور مشیر وہاں آکر جمع ہو گئے۔

موقعے کی مناسبت سے منی وششٹ یوں بولے "سنو مشیرو اور ہوشیار بھرت! رگھو خاندان کے روشن آفتاب رام چندر جی نیکیوں کا مجسمہ ہیں۔ وہ معاملات پر خود غور

ہیں۔ ہم بد خصلت، نیچ ذات ہیں اور بُرے خیالات ہمارے دماغ میں جاگزیں رہتے ہیں۔ ہمارے شب و روز گناہوں کے کاموں میں صرف ہوتے ہیں پھر بھی ہمیں تن ڈھکنے کو کپڑا میسر نہیں ہوتا اور پیٹ بھرنے کو روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ اچھے خیالات ہمارے دماغ میں کس طرح جگہ پا سکتے ہیں ہاں رگھوناتھ کے درشن ہو جائیں تب تو یہ ممکن ہے۔ جب سے ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ ہم انھیں دیکھ لیا کریں اس وقت سے ہمارے دکھ درد کم ہو گئے ہیں۔" اجودھیا کے رہنے والے ان باتوں سے بہت خوش ہوئے اور جنگل کے باسیوں کی تعریف کرنے لگے۔ سب نے ان کی قسمت کو سراہا اور ان سے محبت سے گفتگو کی۔ ان کی گفتگو سن کر، ان کا انکسار دیکھ کر اور انھیں رگھوبر کا بھگت پاکر سب کو خوشی ہوئی اور سب ان کولوں اور بھیلوں (جنگل میں آباد دو ذاتیں) سے بہت متاثر ہوئے۔ تلسی داس کا کہنا ہے کہ ان لوگوں پر رام چندر جی کے کرم کا یہ اثر ہوا کہ ان کا بیڑا پار ہو گیا۔ لوہا جو پانی میں ڈوب جاتا ہے اگر لکڑی کی کشتی میں دلا دیا جائے تو تیرنے لگتا ہے۔ اجودھیا کے لوگ روزانہ جنگل میں ٹہلتے اور سچی مسرت حاصل کرتے۔ پہلی بارش کے بعد مور اور مینڈک بھی تازہ دم ہو گئے تھے۔

اجودھیا شہر کے باشندے محبت سے سرشار، دن گزارتے رہے۔ اور دن تیز رفتاری سے گزرتے رہے۔ سیتا جی کی جتنی ساسیں تھیں اتنے ہی روپ دھار کے وہ ان سب کی برابر خدمت کرتیں۔ رام چندر جی کے سوا کسی کو یہ راز معلوم نہ تھا۔ سیتا جی نے اپنی خدمت سے اپنی ساسوں کا دل موہ لیا اور ان کی دعائیں اور نیک خواہشات حاصل کیں۔ رام چندر جی، سیتا جی اور لچھمن کا اچھا برتاؤ دیکھ کر ظالم رانی (کیکئی) اپنے کئے پر پچھتاتی۔ اس نے زمین یم دوت (موت کا دیوتا) دونوں سے مدد مانگی۔ لیکن نہ تو زمین نے اسے اپنی کوکھ میں جگہ دی اور نہ بھگوان نے اسے موت دینا منظور کیا

ہچکچاتا ہوں۔ ہوشیار آدمی وہ ہے کہ پورا جاتا دیکھے تو آدھا لینے پر رضامند ہوجائے۔ تم دونوں بھائی (بھرت اور شتروگھن) بن باس لے لو رام اور لچھمن گھر لوٹ جائیں"۔ گورو کی یہ بات سن کر دونوں بھائیوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ خوشی سے ان کا بدن کانپنے لگا۔ وہ ایسے خوش ہوئے جیسے راجا دشرتھ دوبارہ زندہ ہو گئے ہوں اور رام چندر جی کا تلک ہو گیا ہو۔ لوگوں نے بھی یہ سوچا کہ اس رائے پر عمل کرنے سے انھیں فائدہ زیادہ ہوگا اور نقصان کم۔ ساری رانیاں یہ سن کر رُو دیں۔ ان کے دلوں میں خوشی اور غم دونوں مل گئے تھے۔ بھرت نے کہا "گورو کا حکم مان کر انسان دونوں جہان کی خوشیاں حاصل کر لیتا ہے۔ میں ساری زندگی بن میں گزارنے کے لئے تیار ہوں۔ میں اس سے بڑی کسی خوشی کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ رام اور سیتا تو دلوں کا حال جانتے ہیں۔ اور تم بھی غیب کی باتیں جانتے ہو۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اگر وہ سچ ہے تو اسے پورا کردو۔"

بھرت کے یہ الفاظ سن کر اور اس کی محبت کو دیکھ کر وہاں جمع سب لوگ خوشی سے بے قابو ہو گئے۔ اس وقت بھرت کا دل ایک وسیع سمندر جیسا ثابت ہوا تھا اور مُنی کی عقل اس کے کنارے پر ایک بے بس و لاچار عورت کی طرح کھڑی تھی جو اُسے پار کرنا چاہتی ہو اور جہاز کشتی یا پار کرنے کے لیے کوئی چیز چاہتی ہو۔ منی دل ہی دل میں بھرت سے بہت خوش ہوئے اور سارے مجمع کو لیے ہوئے رام چندر جی کے پاس آئے۔ رام چندر جی نے انھیں پرنام کیا اور تعظیم دی۔ پھر انھوں نے اپنے گورو کو بیٹھنے کے لئے مناسب جگہ دی۔ منی جی کی اجازت لے کر سب لوگ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حالات اور موقعے کی مناسبت سے منی یہ تقریر کی "سنو رام! تم انتریامی ہو، دانشمند ہو اور نیکیوں اور خوبیوں کے مجسمے ہو۔ ہر ایک کے دل میں تم براجمان ہو۔ ہمارے دلوں کے نیک اور بُرے ارادوں سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ لہٰذا ایسا طریقہ ہمیں بتاؤ جس سے سب شہری

کرتے ہیں کسی اور کی صلاح پر عمل نہیں کرتے۔ وہ اپنے قول کے پکّے ہیں اور اخلاق کے اس ضابطے کی پابندی کرتے ہیں جو ویدوں میں مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اپنے گورو اور اپنے ماں باپ کا حکم بجالانے والے ہیں وہ دیوتاؤں کے دوست اور برائیوں کی فوج کو کچل ڈالنے والے ہیں۔ کردار کی بلندی اور محبت ان کا اصل مقصد ہے۔ برہما، ہری، ہر، چندر دیو، سوریہ دیو، سنسار کی ہر سمت کی رکشا کرنے والے دیوتا، مایا، جیو، کرم، وقت کا دیوتا، سیس، زمین پر حکومت کرنے والا دیوتا، وید اور منتر ہر ایک سری رام کے حکم کا تابع ہے۔ اگر ہم سری رام کا حکم مانیں اور ان کی مرضی کے مطابق چلیں تو ہی ہم سب کے لئے بہتر ہوگا۔

"رام چندر جی کا تلک کیا جائے۔ سب کی یہی خواہش ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایسی کون سی صورت ہے کہ انھیں اجودھیا کو واپس چلنے پر راضی کیا جا سکے۔ سب سوچ کر بتاؤ تاکہ ہم اس پر عمل کریں"۔ سب نے ادب کے ساتھ مُنی کی بات سُنی کیونکہ انھوں نے بہت عقل کی بات اور سچی بات کہی تھی۔ لیکن کوئی بھی جواب نہ ملا۔ سب لوگ خاموش تھے۔ بھرت نے سر جھکا کے اور ہاتھ جوڑ کے عرض کی "سورج ونشیوں میں ایک سے ایک بڑا راجا ہوا ہے۔ ان سب کی پیدائش کے ذمہ دار ان کے ماتا پتا ہیں لیکن اچھے اور بُرے کاموں کی توفیق بھگوان ہی دیتا ہے۔ آپ کی دعائیں غموں کو دور کرتی ہیں اور خوشیوں کو جنم دیتی ہیں۔ گورو دیو! تم نے تو قسمت کا بھی رخ موڑ موڑ دیا ہے اور جو کچھ تم طے کر لو اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس کے باوجود آپ اس موقعے پر مجھ سے صلاح لے رہے ہیں۔ یہ سب ہماری بدقسمتی ہے"۔ مُنی نے بھرت کے یہ الفاظ سنے تو محبت سے ان کا دل لبریز ہوگیا۔

مُنی بولے "میرے بیٹے! جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے۔ لیکن یہ سب سری رام کی عنایت ہے۔ وہ جو اُن کے خلاف کچھ کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں تم سے ایک بات کہتے

وہ ہم سب کے لئے مفید ہوگا۔" اتنا کہہ کر سری رام چپ ہو گئے۔ اب مُنی نے بھرت سے کہا "میرے پیارے بیٹے تمھارے بھائی دیا کا سمندر ہیں۔ تم اپنے دل سے سارے اندیشے نکال دو اور جو کچھ تمھارے دل میں ہے اپنے پیارے بھائی سے کہہ ڈالو۔

جب بھرت نے منی کے الفاظ سنے اور انھیں پتا چلا کہ رام چندر جی کے دماغ میں کیا ہے تو اسے اطمینان ہوا کہ اس کا بھائی اور آقا اس پر مہربان ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ ساری ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ اس لئے ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ وہ مجمعے میں کھڑا تھر تھر کانپتا رہا۔ اس کی کنول جیسی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ بولا "منی جی نے وہ سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا جو مجھے کہنا تھا اس کے سوا مجھے کچھ نہیں کہنا۔ میں اپنے مالک کے مزاج سے واقف ہوں کہ انھیں اس آدمی پر غصہ نہیں آتا جو انھیں غصہ دلانے کی بات کرے۔ اور میرے اوپر تو وہ خاص طور سے مہربان رہے۔ میں نے کبھی کھیل کھیل میں بھی انھیں غصہ کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے بچپن سے کبھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور یہ بھی ہمیشہ مجھ پر مہربان رہے۔ انھوں نے ہمیشہ مجھ پر دیا کی ہے۔ اگر میں کبھی ہار بھی جاتا تو یہ مجھے جتا دیتے تھے۔ محبت اور انکسار کے سبب میں نے بھی کبھی ان کے آگے زبان نہیں کھولی اور میری آنکھیں جو ہمیشہ ان کے درشن کی پیاسی رہی ہیں آج بھی انہیں دیکھتے نہیں بھرتیں۔

"لیکن قسمت یہ نہ دیکھ سکی کہ میرے ساتھ محبت کا برتاؤ۔ میری ظالم ماں کے روپ میں قسمت نے ہمارے درمیان خلیج پیدا کر دی۔ لیکن آج مجھے یہ کہنا بھی زیب نہیں دیتا کیونکہ اگر کوئی اپنے قصور کا اقرار کرے تو وہ بے گناہ نہیں ہو جاتا۔ یہ سمجھنا کہ میری ماں بری ہے اور میں اچھا ہوں خود ایک بری بات ہے۔ کودو کا پودا اچھا چاول نہیں اُگا سکتا اور

تمھاری مائیں اور بھرت سب کو فائدہ ہو اور سب کی دلی مرادیں بر آئیں۔

"جسے تکلیف ہو وہ سمجھداری کی بات نہیں کہہ سکتا۔ جواری صرف اپنا ہی فائدہ دیکھتا ہے۔" منی کے یہ الفاظ سُن کر رگھوپتی نے کہا "گورو دیو! علاج تو خود تمھارے ہی ہاتھ میں ہے ہر کوئی آپ کا حکم مان کے، آپ کی خوشنودی حاصل کر کے خوش رہ سکتا ہے۔ بات تو یہ ہے کہ مجھے جو حکم دیا جائے گا اور جو ہدائتیں دی جائیں گی میں انھیں پورا کروں گا۔ دوسرے یہ کہ جو کوئی آپ کا جو حکم پائے گا، بجا لائے گا۔" منی نے کہا "رام! تم جو کچھ کہتے ہو درست ہے لیکن بھرت کی محبت نے میری عقل گم کر دی ہے اور میرے فیصلے کو بھرت کی عقیدت نے متزلزل کر دیا ہے۔ میں شیو جی کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ تم بھرت کی خواہشات کو ذہن میں رکھ کر جو کچھ کرو گے وہی مناسب ہو گا۔ بھرت کی درخواست غور سے سنو۔ اور پھر عقل کو کام میں لا کے اور ویدوں کی نصیحت کو مان کے جو مناسب سمجھو کرو۔"

رام چندر جی نے جب یہ دیکھا کہ گورو کو بھرت سے اتنی محبت ہے تو وہ بے حد خوش ہوئے۔ وہ جانتے تھے کہ بھرت نیکیوں کا مجسمہ ہے اور جی جان سے ان کا غلام ہے۔ اس لئے انھوں نے ایسی باتیں کہیں جو پیاری تھیں دل کو خوش کرنے والی تھیں اور گورو کی مرضی کے مطابق تھیں۔ بولے "گورو دیو میں تمھاری اور پتا جی کے قدموں کی سوگند کھا کے کہتا ہوں کہ ساری دنیا میں کوئی بھائی ایسا نہ ہو گا جیسا بھرت ہے۔ وہ لوگ جو اپنے گورو کے قدموں کے وفادار ہوتے ہیں ان پر بھگوان کی دیا ہوتی ہے۔ دنیا والوں کا یہی کہنا ہے اور ویدوں میں بھی یہی لکھا ہے۔ بھرت سے زیادہ خوش قسمت کون ہو سکتا ہے جس کے لئے تمھارے دل میں اتنا پیار ہے۔ بھرت میرا چھوٹا بھائی ہے اس کے منہ پر اس کی تعریف کرتے ہوئے میرا دل ہچکچاتا ہے۔ واقعی اگر اس کی مرضی کے مطابق کام کریں تو

اس عورت نے رام لچھمن اور سیتا کو اپنا دشمن جانا۔"

بھرت کے یہ الفاظ محبت اور خلوص میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان الفاظ سے اس کے دل کا درد ظاہر ہو رہا تھا۔ سبھا کے لوگ جو یہ گفتگو سن رہے تھے۔ انھیں ایسا معلوم ہوا جیسے کنول کے پھولوں پہ پالا پڑ گیا ہو۔ گیان رکھنے والے منی نے طرح طرح کے پرانے قصے سنا کر بھرت کو اطمینان دلایا اور سری رام چندر جی نے یوں کہا" پیارے بھائی تم خواہ مخواہ شرمندگی محسوس کر رہے ہو۔ سب کا مقدر بھگوان کے ہاتھ میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا کے نیک لوگ جو پہلے گزرے، اب ہیں اور یا آیندہ ہونگے وہ سب تمھارے آگے بونے ہیں۔ جو کوئی تمھارے اوپر حسد یا سازش کا الزام لگائے گا وہ اس دنیا میں بھی دکھ اٹھائے گا اور پرلوک میں بھی۔ جو لوگ ماتا کیکئی کو الزام دیتے ہیں وہ نہ گورو کے پاس بیٹھے ہیں اور نہ انھوں نے کچھ سادھوؤں سے سیکھا ہے۔ جو تمھارے نام کا جاپ کرے گا اس کے سارے گناہ سارے قصور معاف ہو جائیں گے۔ اسے اس دنیا اور دوسری دنیا میں خوشی اور نیک نامی ملے گی۔

"میں شیو جی کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ سارا سنسار تمھاری وجہ سے قائم ہے۔ اپنے بارے میں بے سبب بری رائے قائم نہ کرو۔ کوئی کتنی ہی کوشش کرے نفرت اور محبت چھپائے نہیں چھپتی۔ شکاری چرند پرند کو تکلیف دیتے ہیں اس لئے وہ انھیں دیکھ کر دور بھاگتے ہیں اور سادھوؤں کے پاس آجاتے ہیں۔ جانور اور پرندے بھی دوست اور دشمن میں تمیز کر لیتے ہیں پھر آدمی تو واقف کار سمجھدار ہوتا ہے۔ میرے پیارے بھائی میں تمھیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اب میں کیا کروں۔ میرے دماغ میں بڑی الجھن ہے۔ تم جانتے ہو کہ راجا نے اپنا وچن پورا کیا اور مجھے چھوڑ دیا بلکہ محبت کی قسم نبھانے کے لئے جان دیدی۔

گھونگے میں موتی نہیں ہو سکتے خواب میں بھی کسی کو الزام دینا درست نہیں۔ میری بدقسمتی سمندر سے بھی زیادہ گہری ہے۔ اپنے پاپوں کے نتیجے میں جو سزا مجھے ملی اس کے لئے ماں کو طعنے دے کر تکلیف پہونچانا درست نہیں۔ میں نے بہت سے طریقوں پر غور کیا مگر مایوسی ہوئی۔ اب میری نجات کی صرف ایک ہی امید ہے۔ گورودیو تم میرے استاد ہو۔ سیتا اور رام میرے مالک ہیں۔ اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ آخر کار سب درست ہو جائے گا۔ ان بزرگوں کی موجودگی میں، اپنے گورو اور مالک کے سامنے میں جو بھی کہہ رہا ہوں خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ میرے دل میں محبت ہے یا یہ سب دکھاوا ہے اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ غلط ہے یا صحیح ہے یہ بات منی جانتے ہیں یا رگھوبر جانتے ہیں۔

"ساری دنیا اس بات کی گواہی دے گی کہ راجا کے مرنے کا کارن ایک طرف تو رگھوپتی سے محبت تھی اور دوسری طرف میری ماں کی سازش۔ رانی مائیں ایسی تکلیف میں ہیں کہ ان کا حال دیکھا نہیں جاتا۔ شہر کے سارے لوگ غم کی آگ میں جل رہے ہیں میں نے یہ سنا ہے اور محسوس بھی کرتا ہوں کہ اس ساری بربادی کی جڑ میں ہوں۔ اس کے لئے میں نے تکلیف بھی اٹھائی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جب میں نے سُنا رام چندر جی سادھو کا لباس پہن کر لچھمن اور سیتا کے ساتھ ننگے پاؤں بغیر جوتے کے جنگل کا سفر کر رہے ہیں تو شنکر دیو کی قسم میں نے یہ صدمہ بھی جھیل لیا۔ پھر جب میں نے نشد کے لوگوں کی محبت دیکھی تو بھی میرا دل ایسا پتھر نکلا کہ پھٹ نہ گیا۔ اب سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جب تک میں زندہ رہونگا ہر طرح کی تکلیف مجھے پہنچتی رہے گی۔ رام لچھمن اور سیتا کے بارے میں میں کیا عرض کروں راستہ کے سانپ اور بچھو بھی انھیں دیکھ لیں تو کاٹنا اور تکلیف پہنچانا بھول جاتے ہیں۔ اب کیکئی کے بیٹے پر عذاب نازل نہ ہو تو کس پر ہو کیونکہ

کرلو خوف کا کوئی سبب نہیں"۔ رگھوپتی ہر ایک کے دل کی بات سمجھتے ہیں۔ جب انھیں دیوتاؤں اور ان کے گورو کے صلاح مشورے کی خبر ملی تو وہ بے چین ہو گئے۔ بھرت نے اب اپنے دل میں یہ محسوس کیا کہ ساری ذمہ داری انھیں کے کندھوں پر ہے۔ لہٰذا مختلف تجویزوں پر غور کرتے رہے۔ بہت سوچ وچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کی بھلائی سری رام کا حکم ماننے میں ہے۔" انھوں نے اپنی بات نہ رکھ کر میری بات رکھی۔ اس طرح حد سے زیادہ محبت اور مہربانی دکھائی" چنانچہ انھوں نے ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے کہا:۔

"میرے مالک تم سب کے دلوں کا حال جانتے ہو اور محبت کا دریا ہو تمھارے آگے میں کیا زبان کھولوں۔ اس وقت تم اور گورو دیو مجھ پر مہربان ہیں اس لئے میرے دل کا سارا دکھ درد دور ہو گیا۔ میں خواہ مخواہ کے فرضی خوف میں گرفتار تھا۔ اگر کوئی دیکھ نہ سکے تو سورج کا کیا دوش۔ میری اپنی بدقسمتی، میری ماں کی زیادتی، بھگوان کی مرضی اور قسمت کا ستم ان سب نے مل کر میری تباہی کا سامان کیا۔ لیکن اب تم میرے تحفظ کے لئے آ گئے ہو۔ تم نے ہمیشہ بے سہاروں کو سہارا دیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ دنیا اس بات کو جانتی ہے اور ویدوں میں اس کا ذکر ہے۔ اگر ساری دنیا دشمن ہو اور صرف تم مہربان ہو تو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ تم تو سورگ کے درخت کے مانند ہو۔ اگر کوئی اس درخت کے نیچے جا بیٹھے تو اس کی ساری تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ چاہے کوئی اچھا ہو یا بُرا راج کمار ہو یا فقیر جس نے جو کچھ مانگا تم نے فوراً دیا۔

"میرے گورو اور میرے سوامی ہر طرح میرے ساتھ ہیں اس لئے میری بے چینی دور ہو گئی ہے اور مجھے کسی طرح کا ڈر نہیں اے رحم کے سمندر اس وقت کوئی ایسا قدم اٹھاؤ کہ تمھیں بھی اپنے سیوک کے کارن کوئی پریشانی نہ ہو۔ وہ غلام مطلبی ہے جو اپنے فائدہ کے لئے

میرا دماغ یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ اس کے قول کی خلاف ورزی کروں لیکن تمھاری تکلیف کا خیال اس سے بھی زیادہ ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے گورو نے مجھے یہ حکم دیدیا ہے۔ بہرحال جو کچھ تم کہو میں بالکل اسی طرح کرنے کو تیار ہوں۔ بے جھجک اور خوشی سے مجھے بتاؤ کہ کیا کروں جو کچھ تم مجھے کرنے کو کہو گے آج ہی کر لوں گا۔" رگھوبر جو قول کے پکّے تھے ان کے یہ الفاظ سن کر سب لوگ بہت خوش ہوئے۔

اندر اور دوسرے دیوتاؤں نے یہ سنا تو وہ خوف سے لرزنے لگے اور سوچنے لگے کہ ان کا سارا منصوبہ خاک میں ملایا جا رہا ہے۔ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کیا کریں۔ انھوں نے آپس میں صلاح کی کہ رام چندر جی پر ان کے بھگتوں کی بات اثر کر رہی ہے۔ امبریش اور دُرواسا کا قصہ یاد کر کے دیوتا اور ان کا سردار اندر بہت گھبرائے پہلے بھی دیوتاؤں نے بہت دنوں تک تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ آخر جب پرہلاد نے نرسنگھ دیو کو نمودار کیا تو یہ ختم ہوئیں۔ اپنے اپنے سر پیٹتے ہوئے انھوں نے ایک دوسرے سے کہا:

"دیوتاؤں کے نفعے نقصان کی بات اس وقت بھرت کے ہاتھ میں ہے۔ اے دیوتاؤں! اس وقت اس کا علاج صرف یہ ہے کہ کسی طرح بھرت کو راضی کرو کہ اس کے سری رام اس سے ہر طرح راضی ہیں" جب دیوتاؤں کے گورو نے یہ بات سنی تو بولے "خوب تمھاری قسمت بہت اچھی ہے۔ اس وقت بھرت کے چرنوں کی پوجا سے بہت فائدہ ہوگا۔

"سیتا کے پتی کے سیوک کی خدمت اس وقت ہمارے دلوں کی مراد پوری کر سکتی ہے۔ اب بھرت کی خدمت کرنا تمھاری سمجھ میں آگیا ہے اس لئے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ بھگوان نے تمھارا مقصد پورا کر دیا۔ دیوتاؤں کے راجا ذرا بھرت کی عظمت دیکھو کہ رگھوپتی پوری طرح اس کے اثر میں ہے۔ اب انھیں رام کی پرچھائیں سمجھو اور آسانی سے فیصلہ

میں کہا "خوب خوب" پھر انھوں نے پھولوں کی بارش کی۔ اجودھیا کے لوگ الجھن میں پڑ گئے جبکہ جنگل کے لوگ خوشی محسوس کر رہے تھے۔ رگھوپتی دوسروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ وہ چپ ہو گئے اور ان کو خاموش دیکھ کر سب ہی لوگ پریشان ہو اٹھے۔ اسی لمحے راجہ جنک کے دوست آ پہنچے۔ جب مُنی وششٹ نے ان کے آنے کی خبر سنی تو انھیں فوراً بلا لیا۔ انھوں نے آکر پرنام کیا اور سری رام کو اس لباس میں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے۔ منی وششٹ نے اُن سے آنے کا سبب پوچھا "کیا راجا وِدیہہ (جنک) ہر طرح خیریت سے ہیں"۔ نیک دل سفیر یہ سن کر شرمائے اور ہاتھ جوڑ کے سر جھکا کے بولے "گورو دیو! آپ کا خیریت پوچھنا ہی ان کے لئے خوشی کا باعث ہے ورنہ ہماری خوشی تو راجا کوشل کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ ان کی موت نے ساری دنیا اور خاص طور پر متھلا (جنک کی راجدھانی) اور اجودھیا کو بے سردار کے چھوڑ دیا ہے۔"

راجا دشرتھ کی موت کی خبر سن کے جنک پور کے لوگ غم سے پاگل ہو گئے جب راجا کو رانی کیکئی کی شرارت کا پتہ چلا تو وہ ایسے پریشان ہوئے جیسے وہ سانپ جس کا منکا کھو جائے۔ راجکمار بھرت راجا بنیں اور سری رام کو بن باس ملے خوب! متھلا کے سردار کو اس خبر سے بہت ملال ہوا۔ انھوں نے وہاں کے ہوشیار لوگوں اور منتریوں کو جمع کیا اور بولے "سوچ کر بتاؤ کہ اب کیا کیا جانا چاہیئے"۔ لیکن اجودھیا کے معاملات پر غور کر کے کوئی بھی ٹھیک رائے نہ دے سکا نہ کسی نے یہ بتایا کہ وہ وہاں جائیں یا اپنے شہر ہی میں ٹھہریں۔ راجا نے سوچ بچار کیا اور پھر چار جاسوس اجودھیا کو بھیجے اور انھیں ہدایت کی یہ پتہ لگائیں کہ بھرت کے ارادے اچھے ہیں یا بُرے اور کسی کو بھی اپنی اصلیت بتائے بغیر لوٹ آئیں۔ جاسوس اجودھیا گئے اور وہاں کے حالات کا پتہ لگایا۔ جب بھرت اور ان کے ساتھی چترکوٹ کو روانہ ہو گئے تو جاسوس بھی لوٹ گئے۔

مالک کو پریشانی میں ڈال دے۔ جو غلام اپنا ذاتی آرام اور لذت چھوڑ کر اپنے مالک کی خدمت کرتا ہے وہی فائدے میں رہتا ہے۔ اگر تم اجودھیا کو لوٹ آؤ گے تو ہر ایک کو فائدہ ہوگا اگر ہمیں تمہارے اشاروں پر چلنے کا موقعہ ملے گا تو ہمارا لاکھوں طرح فائدہ ہوگا۔ تمہاری اطاعت میں مادی اور روحانی دونوں طرح کا فائدہ ہے۔ اور یہی زندگی کی معراج ہے۔ میری ایک عرض غور سے سنو اور پھر جو مناسب سمجھو کرو میں تلک کا سارا سامان اپنے ساتھ لایا ہوں مہربانی کر کے اسے کام میں آنے کا موقعہ دو مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو بن کو جانے دو۔ ہر کوئی تمھارے سائے میں خود کو محفوظ سمجھے گا۔ یا پھر دونوں چھوٹے بھائیوں کو واپس بھیج دو مجھے اپنے ساتھ رہنے دو۔

دو یا ہم تینوں بھائی بن میں رہیں اور تم سیتا اجودھیا کو لوٹ جاؤ۔ اے میرے سوامی اور رحم کے سمندر اب جس طرح تم چاہو کرو۔ تم نے فیصلے کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈال دیا لیکن نہ میں اخلاقی معاملات کو سمجھتا ہوں نہ مذہبی معاملات پر نظر رکھتا ہوں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اپنی بھلائی کے خیال سے کہہ رہا ہوں۔ جو آدمی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ اگر سیوک مالک کا حکم نہ مانے تو شرم بھی اُسے دیکھنے سے شرمائے۔ میں پاپوں کا اتھاہ سمندر ہوں اور تم میرے مالک میرے لئے محبت کا سمندر ہو اور مجھے تعریفوں سے نوازتے ہو۔ میں اس تجویز کو ہی پسند کروں گا جس میں آپ کو الجھن نہ ہو۔ میں اپنے سوامی کے چرنوں کی سوگند کھا کے کہتا ہوں کہ دنیا میں خوشی حاصل کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ میرے مالک آپ جو حکم دیں گے سب اُسے جی جان سے بجا لانے کے لئے تیار ہیں۔

بھرت کی یہ مخلصانہ باتیں سُن کر دیوتا بھی خوش ہو گئے اور سب نے ایک آواز

ساری خوشیاں میسر ہوں ۔ اور سری رام بھرت کو اپنا جانشین بنائیں ۔ سب خوشی کے امرت میں نہائیں ۔ اور سب کو اپنی زندگی کا اصل مقصد حاصل ہو ۔ سری رام اجودھیا میں راج کریں اور گورو، مشیر اور راجا کے بھائی راج میں ان کی مدد کریں ۔ جب ہم مریں تو سری رام ہی راج کرتے ہوں ۔

صبح کی پوجا پاٹھ کے بعد سب لوگ رام کے پاس پرنام کرنے کے لئے پہنچے ۔ اس وقت ان کے شریروں میں خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی ۔ مرد عورت، نیچے رتبے کے لوگ اور اونچے رتبے کے لوگ سب ان کے درشنوں سے نہال ہوئے ۔ سری رام نے سب کی عزت افزائی کی سب نے سری رام کی جو ہمدردی اور محبت کا خزانہ ہیں، ان الفاظ میں تعریف کی:۔ "بچپن ہی سے سری رام نیکی کا مجسمہ رہے ہیں اور جس نے ان سے محبت کی انھوں نے اسے اپنایا ۔ ان کی پیاری اور ہنس مکھ صورت اور اچھا برتاؤ لوگوں کو موہ لیتا رہا ہے ۔"
اس طرح وہ سری رام کے گُن بیان کرتے اور خوش ہوتے رہے ۔ اتنے میں متھلا کے راجا کے آنے کی خبر ملی ۔ سری رام جو رگھو خاندان کے روشن آفتاب تھے ان کا سواگت کرنے کے لئے جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔

راجا جنک کا سواگت کرنے کے لئے رگھوپتی آگے آگے چل رہے تھے ۔ ان کے چھوٹے بھائی، منتری، گورو اور شہری ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے ۔ راجا جنک نے جب کام دنتھا پہاڑی کو دیکھا تو ڈنڈوت کی ۔ اور گاڑی سے نیچے اتر آیا ۔ سب کو سری رام کے دیکھنے کی خواہش تھی اس لئے کسی کو تکلیف یا تھکن محسوس نہیں ہو رہی تھی ۔ جنک اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا ۔ اس کا دماغ محبت کے نشے میں چور تھا ۔ جب دونوں طرف کے لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو دلوں سے محبت امڈنے لگی ۔ سب نے ایک دوسرے کو

"ان جاسوسوں نے جنک کے دربار میں پہنچ کر بھرت کے ارادے اور اس کے عمل کا تفصیل سے ذکر کیا۔ گورو ستیہ آنند راجا کے کنبے کے لوگ، منتری اور خود راجا سب کو یہ حال معلوم ہو کر صدمہ بھی ہوا اور ان سے محبت کا جذبہ بھی پیدا ہوا۔ اس کے بعد سب نے بھرت کی کارگزاری اور اس کے کارنامے کو سراہا۔ راجا نے جگہ جگہ پہریدار مقرر کئے، محلوں کی حفاظت کا بندوبست کیا اور بہت سے گھوڑے ہاتھی رتھ اور دوسری سواریاں لے کر وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر روانہ ہو گئے اور راستے میں کہیں آرام نہ کیا۔ آج صبح وہ پریاگ میں اشنان کرنے کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور جب وہ جمنا کو پار کرنے لگے تو ہمیں یہاں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا۔" یہ کہہ کر وہ لوگ روانہ ہو گئے۔ منی نے چھ سات کراتوں کو راستہ دکھانے کے لئے ان کے ساتھ کر دیا اور انھیں واپس بھیج دیا۔ جنک کے آنے کی خبر سن کر اجودھیا کے لوگ بہت خوش ہوئے۔ لیکن رگھوپتی بہت بے چین ہوئے اور دیوتاؤں کا راجا، اندر اس خبر سے بے حد پریشان ہو گیا۔

* * *

ظالم کیکئی تاسف سے کمھلائی جا رہی تھی۔ وہ اپنے دل کی بات کس سے کہے اور کسے الزام دے۔ دوسری طرف سب لوگ اس خیال سے خوش تھے کہ کچھ دن اور رہنے کا موقع ملا۔ اس طرح وہ دن بھی بیت گیا۔ اگلی صبح ہر کوئی اشنان کرنے کے لئے گیا۔ اشنان سے پوتر ہو جانے کے بعد عورت مرد سب نے گنیش دیو، گوری دیوی، شو بھگوان اور سوریہ دیو کی پوجا کی۔ پھر سب نے بھگوان وشنو کے آگے سر نوایا۔ مردوں نے ہاتھ جوڑ کے اوپر اٹھا رکھے تھے اور عورتوں نے ساری کے پلّو اس طرح اٹھا رکھے تھے جیسے بھیک مانگ رہے ہوں۔ سب یہ پرارتھنا کر رہے تھے "ہمارے راجا سری رام، ہماری رانی سیتا کے ساتھ ہمارا شہر اجودھیا پھر سے آباد ہو۔ اور اسے

سب سے اونچا رتبہ اس کا ہے جس کے دل میں سری رام کا پیار ہو۔ رام سے پیار کے بغیر عقل اسی طرح نکمی ہے جیسے بغیر ملاح کے کشتی۔ منی وششٹ نے طرح طرح سے ودیہہ کے راجا کو سمجھایا۔ اس کے بعد سب لوگوں نے اس گھاٹ پر اشنان کیا جہاں سری رام اشنان کیا کرتے تھے۔ وہ دن اس طرح غموں میں گزرا کہ کسی نے ایک قطرہ پانی بھی نہ پیا، چوپائے، پرند اور ہرن اس دن کسی نے کچھ بھی نہ کھایا سری رام کے عزیزوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ دن نکلا تو راجا جنک اور سری رام دونوں کے ساتھیوں نے اشنان کیا اور سب برگد کی چھاؤں میں بیٹھ گئے۔ سب کے دل ملول تھے اور سب کے جسم نڈھال۔

اجودھیا سے آئے ہوئے اور متھلا سے آئے ہوئے برہمنوں نے اور سورج ونشیوں کے گورو وششٹ اور راجا جنک کے منی ستیہ آنند نے اس دن مختلف موضوعات پر بھاشن دئے۔ انھوں نے مذہب اور فلسفے کی بہت سی باتیں بتائیں منی وشوامتر نے پرانے زمانے کے بہت سے قصے سنائے اور اپنے شیریں اور پُر اثر انداز میں طرح طرح کی نصیحتیں کیں۔ اتنے میں رگھوپتی بولے "گورو جی! کل سے کسی نے پانی نہیں پیا ہے" اس پر وہ بولے "رگھوپتی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے اور اس وقت دوپہر ہو چلی ہے"۔ اس پر راجا ودیہہ سمجھ گئے کہ منی وشوامتر کے دماغ میں کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہاں کھانا کھانا ٹھیک نہ ہوگا۔ راجا کے اس معقول جواب سے سب بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد منی کی اجازت سے سب لوگ دوپہر کا اشنان کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ اتنی دیر میں جنگل کے لوگ بڑی مقدار میں کند، مول، پھل اور سبزیاں لے کر آ گئے۔

سری رام کی عنایت سے پہاڑ وہ چیزیں پیدا کرتے تھے جن کی لوگوں کو خواہش ہوتی

نمسکار کیا اور عزت افزائی کی۔ راجا جنک نے اجودھیا کے سادھوؤں کے قدم چھوئے اور سری رام نے راجا جنک کے ساتھ آنے والے منیوں کو پرنام کیا۔ پھر اپنے خسر کو ڈنڈوت کیا اور پھر سب کو اپنی کٹیا کی طرف لائے۔ یہ کٹیا ایک ایسا سمندر تھی جس میں سکون موجیں مار رہا تھا۔ اور جو لوگ جنک کے ساتھ تھے ان کے دل میں ہمدردی اور محبت کا دریا موجزن تھا۔

دریا نے عقل کے کناروں کو غرق آب کر دیا تھا اور چھوٹے چھوٹے دریا غمناک گفتگو کی شکل میں آملے تھے۔ چاروں طرف سے غم کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور جو دد کرم کا دہ زبردست درخت جسے طوفان نے اکھاڑ دیا تھا اس کا خیال موجود تھا۔ کشتی بان منیوں کی شکل میں وہاں حاضر تھے لیکن کشتیوں کو پار نہ لے جا سکتے تھے کیونکہ دریا کی گہرائی کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ کول اور کرات اس طوفان کو دیکھ کر حیران تھے۔ سب ہی لوگ غمگین تھے راجا دشرتھ کی چاروں طرف سے تعریفیں ہو رہی تھیں اور سب انھیں یاد کر کے رو رہے تھے۔ سب کہتے تھے کہ ہائے یہ کیا ہو گیا قسمت نے یہ کیا کر دیا۔ دیوتاؤں۔ سادھوؤں منیوں جوگیوں نے راجا جنک کی جو حالت دیکھی اسے وہ برداشت نہ کر سکے۔ منی وششٹ نے راجا سے کہا کہ دھیرج سے کام لو۔

وہ سورج جو غموں کے اندھیرے کو دور کر دیتا ہے۔ وہ آج خود اندھیرے میں گھرا ہوا تھا۔ یعنی راجا جنک بہت غمگین تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسے سیتا اور ان کے پتی سری رام سے کتنا پیار تھا۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ آتما کے تین روپ ہوتے ہیں۔ وہ جو دنیا کے عیش و آرام میں پھنسے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نردان حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں اور تیسرے وہ جنھیں نردان حاصل ہو چکا ہوتا ہے لیکن

یہ تھا وہ خیال جو ہر ایک کے دل میں آیا۔

اس طرح ہر ایک اپنے اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اتنی دیر میں سیتاجی کی ماتا رانی سناین نے اپنی داسیوں کو راجا دشرتھ کی رانیوں کے پاس بھیجا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ فرصت کا وقت ہے۔ یہ داسیاں سیتا کی ساس کی خدمت میں حاضر ہوگئیں اور ان کی اجازت کے بعد سیتاجی کی ماں بھی آپہنچیں۔ رانی کوشلیا نے محبّت اور عزت سے ان کا سواگت کیا۔ اور انھیں بیٹھنے کے لئے مناسب جگہ دی۔ دونوں طرف کی عورتیں بڑی نیک اور ہمدرد صاف دل تھیں۔ بہت دیر تک سب چپ رہے اور پیر کے ناخون سے زمین کریدتے رہے۔ سب پر غم کی کیفیت طاری تھی۔ بہت دیر خاموشی کے بعد سیتاجی کی ماتا یوں بولیں" بھگوان کے کام نرالے ہیں۔ ہم امرت کا ذکر سنتے ہیں لیکن دیکھنے کو صرف زہر ملتا ہے۔ کوّے اور اُلّو ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں لیکن ہنس صرف منسا جھیل میں پایا جاتا ہے۔"

یہ سن کر لچھمن کی ماں رانی سُمترا نے افسوس کے ساتھ کہا" قدرت کے کھیل بھی الٹے اور عجیب ہیں۔ بھگوان پیدا کرتا ہے، پالتا پوستا ہے اور پھر ختم بھی کر دیتا ہے۔ اس کے کام بھی بچّوں کے سے کھیل ہیں۔ اپنے بھید وہ آپ ہی جانتا ہے اور اچھے بُرے پھل بھی وہ آپ ہی دیتا ہے۔" رانی کوشلیا نے کہا" اس میں کسی کا قصور نہیں۔ ہمارا نفع نقصان ہمارے پچھلے جنم کے کرموں کے مطابق ہوتا ہے۔ بھگوان کی باتوں کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور ہر جگہ اس کی مرضی چلتی ہے۔ زندگی موت سب اسی کے اختیار میں ہے۔ کسی بات کا صدمہ کرنا بیکار ہے۔ اس لیے صبر کرو۔ اگر ہم راجا کی زندگی کے زمانے اور اس کے بعد کے زمانے کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم صرف اس لیے غم کرتے ہیں کہ

تھی اور وہ اتنے خوبصورت تھے کہ انھیں دیکھنے والوں کے دکھ درد دور ہو جاتے تھے۔ جھیلیں، ندیاں، جنگل اور وہاں کا چپہ چپہ خوشبوؤں اور محبت سے معمور تھا۔ درخت اور بیلیں پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔ چرند، پرند اور شہد کی مکھیاں سب خوش تھے اور خوشی کی آوازیں نکالتے رہتے تھے۔ اس وقت جنگل سے خوشی امڈی پڑ رہی تھی۔ ٹھنڈی، نرم اور خوشبودار ہوا چل رہی تھی۔ غرض ہر ایک کے لئے خوشی کا سامان موجود تھا۔ جنگل کی خوشیاں اس وقت ناقابلِ بیان تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بھومی راجا جنک کا سواگت کر رہی ہے۔ اتنے میں سب لوگ اشنان سے فارغ ہو گئے۔ انھوں نے سری رام راجا جنک اور منی وششٹ کی اجازت سے اِدھر اُدھر درختوں کے نیچے ڈیرے ڈالنے شروع کر دئے۔ سب کو سبزیاں، پھل، مول، قند جو قسم قسم کے اور خوش ذائقہ تھے ٹوکریوں میں بھیجے گئے۔ یہ کام منی وششٹ کی نگرانی میں ہوا۔ سب لوگوں نے پوجا پاٹ کے بعد یہ چیزیں کھائیں۔

اس طرح چار دن بیت گئے۔ مرد اور عورت سب خوش تھے کہ انھیں سری رام کے درشنوں کا موقع ملا۔ دونوں طرف کے لوگوں کے دلوں میں ایک ہی بات تہہ نشین تھی "سیتا اور سری رام کو ساتھ لئے بغیر لوٹنا مناسب نہیں۔ رام چندر جی اور سیتا کے ساتھ جنگل میں رہنا امراوتی کی لاکھوں زندگیوں سے بہتر ہے۔ جو آدمی لچھمن، رام اور سیتا کو جنگل میں چھوڑ کر خود اپنے گھر زندگی گزارنا چاہے گا اسے بھگوان پسند نہ کریں گے۔ رگھوپتی کے ساتھ آدمی جب ہی زندگی گزار سکتا ہے کہ بھگوان اس سے راضی ہو۔ منداکنی میں روزانہ تین بار اشنان کرنا، سری رام کو ان پہاڑیوں پر گھومتے دیکھنا جو ان کے نام سے مشہور ہیں اور پھل پھول پتوں پر گزر کرنا کتنا پُرمسرت تھا۔ یہاں تو دس اور چار سال اسی خوشی اور آسانی سے گزر جائیں گے جیسے ایک پل لیکن ہم اس خوشی کے مستحق نہیں ہیں"۔

سب رانیاں بہت متاثر ہوئیں۔ دیوتاؤں نے انھیں سراہا۔ پھول برسائے۔ سبھی رشی منی سادھو اور جوگی بھی بہت خوش ہوئے محل کی عورتیں کچھ کہہ نہ سکیں چپ رہ گئیں۔ اتنے میں سُمترا نے یاد دلایا کہ کافی رات بیت چکی ہے۔ یہ سن کر کوشلیا جی اٹھیں اور محبت کے ساتھ بولیں۔ اب آپ سب لوگ جا کر آرام کیجئے۔ اب ہماری رکشا بھگوان ہی کے ہاتھ میں ہے اور متھلا کے راجا ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں"۔

کوشلیا کی محبت دیکھ کر اور ان کے یہ خلوص بھرے الفاظ سن کر جنک کی پیاری رانی نے ان کے پاؤں پکڑ لئے۔ بولی" دیوی تمھارے یہ انکسار کے الفاظ اور تمھارا یہ اخلاق تمھاری شان کے شایاں ہے کیونکہ تم راجا دشرتھ کی پتنی ہو اور رام کی ماں ہو۔ آگ کے سر پر دھوئیں کا تاج ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی چوٹی پر گھاس اگی ہوتی ہے۔ متھلا کا راجا ہر طرح تمہارا غلام ہے۔ بھگوان شیو اور ان کی بھوانی لگاتار تمھارے مددگار رہیں۔ وہ خوش نصیب ہوگا جو تمھارا ساتھ دے۔ ویسے کونسی روشنی ہے جو سورج کی مدد کر سکے۔ بن باس کی مدت گزارنے کے بعد دیوتاؤں کی خواہش پوری کرنے کے بعد اجودھیا کو لوٹیں گے۔ اور پھر برابر راج کرتے رہیں گے۔ دیوتا ناگ اور رعایا سب ان کے سائے میں محفوظ ہونگے۔ منیوں نے یہ پیشین گوئی کی ہے اور ان کی پیشین گوئی غلط نہیں ہوتی"۔ یہ کہہ کر وہ کوشلیا جی کے پیروں پر گر پڑیں اور ان کی اس بات سے اتفاق کیا کہ سیتا جی کو ساتھ لے جائیں۔ ن کی اجازت پا کر سیتا کی ماں اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر اپنے ڈیرے کی طرف چلی گئیں۔

وِدیہہ کی بیٹی نے اپنے ہر رشتہ دار کو اس کے درجے کے مطابق پرنام کیا۔ جب انھوں نے جانکی کو سادھوؤں کے لباس میں دیکھا بڑا صدمہ ہوا۔ سری رام کے گورو وششٹ سے اجازت لے کر اپنے ڈیرے کو لوٹے تو انھوں نے سیتا کو وہاں دیکھا انھوں نے

اس کی موت سے ہمیں ذاتی نقصان پہنچا ہے"۔ سیتا کی ماں نے کہا "تمھاری باتیں بالکل سچ ہیں۔ آخر اجودھیا کے اس راجا کی بیوی ہو جو تاریخ کے نیک بادشاہوں میں سب سے بڑا تھا۔" کوشلیا جی بولیں" اگر لچھمن رام اور سیتا بن میں رہیں تو اس کا انجام اچھا ہی ہوگا لیکن میں تو بھرت کی طرف سے فکر مند ہوں۔ بھگوان کی دیا سے اور آپ کی دعا سے میرے بیٹے اور بہوویں سب گنگا جل کی طرح پوتر ہیں۔ میں نے آج تک رام کی سوگند نہیں کھائی لیکن آج سچے دل سے اس کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ بھرت کے اندر جو نیکی، خوبی، انکسار، کردار کی بلندی، برادرانہ محبت، وفاداری اور شرافت ہے شاید شاردا بھی اس پر پوری نہ اترے۔ کیا گھونگے کا خول سمندر کو خالی کر سکتا ہے۔ بھرت اپنے گھر کی عزت رہا ہے اور راجا نے یہ بات بارہا مجھے بتائی۔ سونے کو پرکھنے کے لئے جوہری اسے کسوٹی پر رگڑتا ہے۔ انسان کے مزاج اور کردار کا پتا اس وقت چلتا ہے جب اسے مصیبتیں پڑیں۔ آج مجھے اس طرح کی باتیں نہیں کرنا چاہیئے تھیں لیکن تم جانتی ہو کہ غم اور محبت نے میرے ہوش و حواس کھو دئے۔" کوشلیا جی کے یہ الفاظ پوتر دریا کی طرح پاک صاف تھے۔ سب رانیوں پر اس کا بہت اثر ہوا۔ کوشلیا جی نے ہمت سے کام لیا اور اپنی بات جاری رکھی۔" اے متھلا کی عزت والی رانی اور راجا جنک کی شریک حیات تم تو خود عقل کا ایک سمندر ہو تمہیں کون صلاح دے سکتا ہے۔

"رانی کوئی مناسب موقعہ نکال کہ تم خود راجا سے بات کرو اور ایسے بات کرد جیسے تمھارا اپنا یہ خیال ہو۔ کہ لچھمن اور بھرت کو بھی بن میں رہنے دیا جائے۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو پھر جس طرح چاہیں بات چیت کر لیں۔ مجھے بھرت کا بہت خیال ہے اس کے دل میں بھائیوں کی بہت محبت ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اسے گھر لوٹنے پر مجبور کیا گیا تو اسے کچھ ہو نہ جائے۔" کوشلیا جی کی یہ محبت بھری اور فریب سے عاری یہ گفتگو سن کر

ایسا تھا جیسے کسی نے خوشبو اور سونے کو ملا دیا ہو۔ یا اسے چاند کے امرت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ وہ بولے۔ "حسین اور سندر اور چمکدار آنکھوں والی خاتون بھرت کے برتاؤ نے زمین آسمان میں کھلبلی مچا دی ہے میں غیب کے کچھ اسرار جانتا ہوں۔ بھرت کی عظمت کا بیان ناممکن ہے۔ برہما، گنیش، شیش، شیو بھگوان، شاردا، منی، رشی اور بڑے بڑے عقل مند جو اپنی شہرت نیکی اور کارناموں کے لئے مشہور ہیں وہ آج بھرت کے قصے سنتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں۔ یہ قصے اپنی پاکیزگی میں پوتر دریاؤں کو اور مزے میں امرت کو مات کرتے ہیں۔ صرف نیک اور منصف مزاج لوگ بھرت کے رتبہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ سیمرو پہاڑ کو ایک سیر وزن سے کیسے تولا جا سکتا ہے اس لئے شاعر اس کی تعریف بیان کرنے میں عاجز ہے۔

اے حسین عورت! لوگ بھرت کی بڑائی بیان کرنے میں اس طرح ناکام رہتے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں تیرنے سے۔ بھرت کی ناقابل بیان شان کو صرف سری رام ہی سمجھ سکتے ہیں لیکن بیان وہ بھی نہیں کر سکتے۔" اس طرح بھرت کی تعریفیں کرنے کے بعد راجا جنک جو اپنی پتنی کے دماغ کو اچھی طرح سمجھتے تھے یوں بولے۔ "اگر لچھمن اجودھیا کو لوٹ جائے اور بھرت بن میں رام کے ساتھ رہے تو یہ بات بہت اچھی ہوگی اور ہر کوئی یہ چاہتا ہے۔ لیکن بھرت اور رام کی محبت بیان سے باہر ہے۔ بھرت کی محبت اور رام سے لگاؤ بہت زیادہ ہے۔ بھرت نے اس محبت کے آگے کبھی اپنے فائدے اور دنیاوی آرام کا خیال نہ کیا۔ رام کے قدموں سے عقیدت بھرت کی زندگی کا مقصد ہے۔ بس بھرت کے بارے میں اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ اس لئے بھرت کسی بھی حالت میں سری رام کا حکم ٹالنے کی بات سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس لئے ہمیں اس محبت کے کارن پریشان نہیں ہونا چاہئے۔"

اپنی پیاری بیٹی کو کلیجے سے لگا لیا۔ ان کے دل سے محبت کا دریا امڈنے لگا۔ اور اس وقت ان کا دل ایسا ہو گیا جیسے پریاگ۔ اور محبت کا برگد جیسا تناور درخت پیدا ہوا جس کی چوٹی پر سری رام کی محبت کا بسیرا تھا۔ ان کا دل سیتا کی محبت سے ڈانواڈول ہونے لگا۔ سیتا جی پر بھی ان کی ماتا پتا کی محبت غالب آنے لگی۔ لیکن انھوں نے جلدی ہی اپنے اوپر قابو پا لیا۔

جب راجا جنک نے اپنی بیٹی کو سادھو کے لباس میں دیکھا تو ان کا دل خوشی سے بھر آیا اور وہ بڑے شکر گزار ہوئے۔ بیٹی سے بولے "بیٹی تم نے دونوں گھروں کی عزت افزائی کی ہے۔ ہر ایک کہتا ہے کہ تمھاری شہرت نے ساری دنیا کو منور کر دیا ہے۔ تمھاری شہرت کے دریا نے پوتر دریا گنگا کو بھی مات دیدی۔ گنگا نے تو تین جگہوں کا رتبہ بڑھایا اور تم نے ان خاندانوں کا ساری کائنات میں مرتبہ بڑھا دیا۔" جب سیتا جی کے پتا نے یہ پیار بھرے اور سندر لفظ ادا کئے تو سیتا جی شرما گئیں۔ ماں باپ نے بار بار انھیں کلیجے سے لگایا، نصیحتیں کیں اور دعائیں دیں۔ سیتا جی کچھ بولیں تو نہیں لیکن اپنے دماغ میں وہ بےچینی محسوس کر رہی تھیں۔ انھیں یہ خیال تھا کہ رات بھر ماں باپ کے ساتھ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ ان کی ماں نے یہ بات سمجھ لی اور اپنے پتی کو بتائی وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ ان کی بیٹی اتنی حساس ہے۔ رخصت سے پہلے ماں باپ نے اپنی بیٹی کو بار بار گلے سے لگایا۔ اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جنک کی رانی نے بھرت کے بارے میں بھی بات کہہ دی۔

جب راجا کو بھرت کے برتاؤ کا پتہ چلا تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور محبت سے ان کا سارا جسم لرزنے لگا۔ وہ ان کے برتاؤ سے بے حد متاثر ہوئے کیونکہ اس کا برتاؤ

دھرم کرم کا پالن کرنے والے ہو۔ تمھارے سوا اس مصیبت کے لمحے میں صحیح راستہ کون نکال سکتا ہے۔"

منی کے یہ الفاظ سُن کر جنک پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ جب اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کی عقل بھی رخصت ہو گئی۔ اس نے اپنے دل میں سوچا "میں نے اس جگہ آکر کوئی اچھی بات نہیں کی۔ اس میں شک نہیں راجا دشرتھ نے سری رام سے بن باس لینے کو کہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے جان دے کر سری رام سے اپنی محبت بھی ثابت کر دی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم اسے اس بن سے دوسرے بن کو بھیج دیں گے۔ اور یہ سمجھ کر خوش ہوتے ہوئے لوٹیں گے کہ ہم نے کوئی کامیابی حاصل کر لی۔" یہ سن کر سب سادھو اور برہمن جذبات سے مغلوب ہو گئے۔ موقعہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے راجا نے ہمت سے کام لیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھرت کے پاس گئے۔ بھرت ان کا سواگت کرنے کے لئے آئے اور انھیں لے جا کر سب سے اونچی جگہ بٹھا دیا۔ ترہٹ کے راجا نے کہا۔ "پیارے بھرت تم سری رام کے مزاج سے واقف ہو۔ وہ اپنے قول کے پکے اور فرض شناس ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی تکلیف کا احساس کر کے پریشان ہیں۔ اب تم مجھے اپنا فیصلہ سناؤ تاکہ میں یہ ان تک پہنچا دوں۔

بھرت نے جب یہ سنا تو ان کا سارا بدن کانپنے لگا اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بڑی مشکل سے اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے انھوں نے کہا۔ "آپ میرے لئے میرے باپ کی طرح ہیں۔ اور میرے گورو جی پر میرے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ یہاں جو رشی منی اور منتری ہیں وہ سب عقل والے لوگ ہیں اور آپ بھی

راجا اور رانی بھرت کی تعریفیں کرتے رہے۔ اور ساری رات بیت گئی۔ صبح کو دونوں طرف کے لوگ اٹھے۔ اشنان کیا اور دیوتاؤں کی پوجا کر کے روانہ ہو گئے۔ رام چندر جی نے اشنان کیا اور اپنے گورو کو پرنام کرنے گئے اور پھر ان کی اجازت لے کر یوں بولے "گورو دیو! بھرت، شہری اور میری ماتائیں سب بہت غمگین ہیں۔ انھوں نے سفر کی بہت تکلیف اٹھائی ہے اور اب بھی جنگل میں بے آرامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ راجا متھلا اور ان کے ساتھی بھی بہت دنوں سے تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے ان حالات میں جو مناسب ہو وہ کیجئے۔ سب لوگوں کی بھلائی اس وقت آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔" یہ کہتے ہوئے سری رام نے پریشانی محسوس کی اور منی جی نے ان کی محبت اور اچھا برتاؤ دیکھا تو ان کے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ بولے اجودھیا کے رہنے والوں اور جنک کے ساتھیوں کے لئے زندگی اور زندگی کے سارے آرام نرک کی طرح ہیں۔ تم لوگوں کی جان کی جان، آتما کی آتما۔ اور خوشی کی خوشی ہو۔ ان لوگوں کا مقدر خراب ہے جو تم سے دور اپنے گھر میں رہنا چاہیں۔

تباہ ہو وہ خوشی اور وہ آرام جو تمہارے پیروں کی عقیدت سے دور ہو۔ وہ لوگ بیکار رہے جو تمھاری محبت سے خالی ہو۔ جو ناخوش ہے وہ تمھارے نہ ہونے کی وجہ سے ناخوش ہے۔ اور جو خوش ہے وہ تمھارے ہونے کی وجہ سے خوش ہے۔ تم جانتے ہو کہ کس کے دماغ میں کیا ہے۔ تمھیں ہر ایک کے دماغ کے اوپر قدرت حاصل ہے۔ اور تم ہر بات کو جانتے ہو اب تم اپنی کٹیا کو واپس جا سکتے ہو۔" سری رام نے پرنام کیا اور واپس ہو گئے۔ منی نے مشکل سے اپنے اوپر قابو پایا اور جنک کے پاس گئے اور ان کے سامنے سری رام کے محبت بھرے الفاظ دہرا دئے اور بولے "مہاراج اب وہ کیجئے جس میں دھرم کا اور سب لوگوں کا بھلا ہو تم گیان کا بھنڈار ہو تم ہوشیار ہو

اندر دیو نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا "سری رام کے دل میں دوسروں کی بہت محبت ہے اور وہ دوسروں کے جذبات کا بہت خیال رکھتے ہیں اس لئے سب مل کر کوئی بڑی سازش کرو ورنہ ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔

سب دیوتا شاردا (تقریر کی دیوی) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی تعریف کی اور بولے "دیوی! ہم تیری شرن میں آئے ہیں۔ ہماری رکشا کر۔ مایا کو کام میں لاکر بھرت کے دماغ کو بدل دے۔ کسی فریب سے ان کو ورغلا کے اس آسمانی مخلوق (دیوی دیوتاؤں) کو تباہی سے بچالے۔" اس ہوشیار دیوی نے جب دیوتاؤں کی یہ عرض سُنی تو وہ سمجھ گئی کہ خود غرضی نے ان کی عقل گم کر دی ہے اور جواب دیا "تم چاہتے ہو کہ میں بھرت کا دماغ پلٹ دوں۔ حالانکہ تمھارے ہزار آنکھیں ہیں لیکن تم میرو پہاڑ کو نہیں دیکھ سکتے۔ برہما۔ ہری اور ہر کی مایا بہت طاقتور ہونے کے باوجود بھرت کی سوجھ بوجھ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور تم کہتے ہو کہ میں اس کی مت پھیر دوں۔ واہ! کیا چاند سورج کی روشنی سے محروم ہو سکتا ہے۔ بھرت کے دل میں سیتا اور رام رہتے ہیں۔ جہاں سورج چمکتا ہو کیا اندھیرا وہاں داخل ہو سکتا ہے۔" یہ کہہ کر شاردا برہما کے آسمان کی طرف لوٹ گئی۔ دیوتا اس طرح پریشان رہ گئے جیسے چکراوک رات کو پریشان ہوتا ہے۔ یہ دیوتا فطرتاً خود غرض تھے۔ اور ان کے دل میں کینہ بھرا ہوا تھا۔ اس لئے انھوں نے ایک چال چلی انھوں نے اجودھیا کے لوگوں کے دلوں میں خوف، بے چینی اور پریشانی پیدا کر دی۔

یہ شرارت شروع کرنے کے بعد دیوتاؤں کے سردار نے اپنے دل میں سوچا کہ اسکی کامیابی اور ناکامی بھرت کے ہاتھ میں ہے۔ اتنے میں راجا جنک رگھوپتی کے پاس گئے

جو سب سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں یہاں موجود ہیں۔ مجھے آپ اپنا بچہ اور فرمانبردار غلام سمجھئے اور جو حکم مناسب سمجھیں دیجئے۔ میرا مشورہ دینا کہاں مناسب ہے۔ لیکن اگر میں چپ رہوں تو سیاہ دل مانا جاؤں گا اور اگر بولوں تو یہ میری دیوانگی ہوگی۔ اس کے باوجود میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پتا جی اس وقت قسمت میرے خلاف ہے۔ اس لئے اگر گستاخی ہو تو معاف کر دیجئے گا۔ یہ بات سب مانتے ہیں تنتروں، ویدوں اور پرانوں میں بھی یوں ہی آیا ہے کہ ایک غلام کا کام بہت سخت ہوتا ہے۔ خود غرضی اس میں نہیں شامل ہونی چاہئے۔ نفرت اندھی ہوتی ہے پر محبت عقل سے عاری۔ اس لئے مجھے اپنا چھوٹا سمجھ کر، سری رام کی خواہشات، فرض اور قول کا خیال رکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ سب کی بھلائی کس میں ہے آپ لوگ جو مناسب سمجھیں وہ کیجئے"۔

بھرت کی یہ باتیں سن کر اور ان کا یہ برتاؤ دیکھ کر سب نے اُن کی تعریف کی۔ ان کی یہ گفتگو صاف لیکن سمجھ سے باہر، نرم اور شیریں لیکن سخت، بہت مختصر لیکن بہت پرمعنی اور رازوں سے بھرپور تھی یہ ایسی تھی جیسے کسی شخص کا عکس آئینے میں نظر آئے کہ آئینہ تو اس کی مٹھی میں رہے لیکن عکس اس کی گرفت سے باہر۔ راجا جنک، بھرت منی اور سب لوگ سری رام کے پاس گئے۔ جن کا چہرہ ایسے خوشی دیتا ہے جیسے چاند کُمد کے پھولوں کو۔ یہ خبر سن کر سب لوگ اس طرح پریشان تھے جیسے مچھلی برسات کی پہلی بارش میں۔ دیوتاؤں نے سب سے پہلے تو منی وششٹ کی حالت کو غور سے دیکھا اور پھر راجا ودیہہ کی محبت پر نظر کی۔ اس کے بعد انہوں نے بھرت کو دیکھا جو سری رام کی محبت کا مجسمہ تھے۔ یہ سب دیکھ کر خود غرض دیوتا پریشان ہو گئے اور ہمت ہار بیٹھے جب انھوں نے دیکھا کہ ہر ایک سری رام کی محبت میں سرشار ہے تو وہ بہت گھبرائے۔

سب کچھ جانتے ہو ہوشیار اور طاقتور ہو جو تمھاری پناہ میں آنا چاہیں ان کے محافظ ہو نیکیوں کی تعریف کرنے والے ہو برائیوں اور گناہوں کو دور کرنے والے ہو۔ جیسے مالک تم ہو ایسا کوئی اور نہیں۔ اور میں ایسا ہوں کہ اپنے مالک کی وفاداری نہ کر سکا۔ میں نے اپنے پربھو (سری رام) اور اپنے باپ کا حکم اپنی بیوقوفی کی وجہ سے نہ مانا اور عورتوں مردوں کی ایک بھیڑ لیکر یہاں آگیا۔ اس دنیا میں اچھے آدمی بھی ہیں اور بُرے بھی، اعلیٰ بھی اور ادنیٰ بھی یہاں امرت بھی ہے اور بقا بھی اور دوسری طرف زہر بھی ہے اور موت بھی۔ لیکن کہیں بھی میں نے کوئی ایسا دیکھا نہ سنا جو خیال میں بھی سری رام کا حکم ٹال سکے لیکن جو کچھ میں کر گزرا اسے میرے پربھو نے میری محبت اور خدمت سمجھا۔ اپنی دیا اور نیکی سے رگھوپتی نے مجھے اچھا بدلہ دیا۔ میری کمزوری میری اچھائی بن کر چاروں طرف مشہور ہو گئی۔

" آپ کے طور طریق، آپ کا شریفانہ برتاؤ، اور آپ کی عظمت کا ساری دنیا میں چرچا ہے۔ ویدوں اور دوسری پاک کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ بُرے، ظالم، گھٹیا آدمی کو بھی آپ نے اپنایا بشرطیکہ اس نے آپ کی شرن میں آنا چاہا ہو یا ایک بار آپ کے آگے سر جھکا دیا ہو۔ اگر تم نے اپنی آنکھوں سے ان کی خطا دیکھ لی تب بھی ان پر توجہ نہیں کی بلکہ نیک لوگوں کے مجمع میں ان کی تعریفوں کو سراہا۔ ایسا سوامی کون ہے جو اپنے داس پر ایسا مہربان ہو، جو یہ سوچے بغیر کہ اس نوکر نے کیا کیا اسے ہر طرح کا آرام اور آسائش مہیا کی ہو۔ ایسا مالک بس میرا ہی ہے اور کوئی نہیں یہ بات میں ہاتھ اٹھا کے اور قسم کھا کے کہتا ہوں۔ ایک چوپایہ ناچ سکتا ہے اور ایک طوطے کو جو کچھ سکھایا جائے سیکھ سکتا ہے لیکن ان دونوں چیزوں کے لئے تعریف کے قابل ان کو سکھانے والا ہے۔ اس طرح اپنے نوکروں کو سدھار کر اور ان کے ساتھ عزت کا

رگھوپتی نے بڑی عزت سے ان کا استقبال کیا اور رگھو خاندان کے مہنت نے وہ بات چیت سنائی جو راجا جنک اور بھرت کے درمیان ہوئی تھی۔ اور سری رام سے یہ بھی کہا کہ جو حکم آپ دیں گے وہ سب کو منظور ہوگا۔ اسے سُن کر رگھوپتی نے ہاتھ جوڑ کر نرم لفظوں میں وہ بات کہی جو سچائی اور خلوص پر مبنی تھی۔ بولے "آپ لوگوں اور راجا متھلا کے سامنے میرا کچھ بولنا مناسب نہیں۔ آپ لوگ جو حکم مجھے دیں گے میں اس کے آگے سر جھکا دونگا۔" سری رام کا یہ عہد سن کر منی وشسٹ راجا جنک اور باقی سب لوگ بڑی الجھن میں پڑ گئے۔ سب کی آنکھیں بھرت پر جم گئیں اور کوئی کچھ بول نہ سکا۔

بھرت نے جب اس مجمع کو پریشان دیکھا تو انھوں نے بہت برداشت سے کام لیا۔ اور رشی اگستیہ کی طرح اپنے جذبات پر قابو پایا۔ برن یکش دیو نے غم کے روپ میں سب لوگوں کی عقل پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن بھرت کی سمجھداری نے اس دیو سے نجات دلائی انھوں نے سری رام راجا جنک اور اپنے گورو دوسرے سب لوگوں کے سامنے سر جھکا کے اور ہاتھ جوڑ کے عرض کی "میں اپنے ان حقیر ہونٹوں سے ایک سخت بات کہنے والا ہوں۔ میری اس گستاخی کو آپ لوگ مہربانی کر کے معاف کریں۔" اب انھوں نے اپنے دل میں خوبصورت دیوی شاردا سے مدد مانگی وہ مان سرور جھیل سے اس کے کنول جیسے منہ میں آگئی بھرت کی گفتگو، عقل، نیکی اور مٹھاس سے بھری ہوئی تھی۔ بھرت نے اپنی عقل کی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ سارا مجمع محبت سے بے قابو ہے۔ چنانچہ انھوں نے سب کو پرنام کیا اور سیتا اور رگھوپتی سے یوں مخاطب ہوئے۔

"پربھو! تم ہی میرے ماں، باپ، دوست، گورو، مالک، محسن اور پوجنے کے قابل ہو۔ تم میرے سرپرست ہو۔ دیا کا بھنڈار ہو، مصیبت کے ماروں کے مددگار ہو،

لرزنے لگا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بڑی تکلیف کی حالت میں اس نے رگھوپتی کے کنول جیسے پیر پکڑ لئے۔ اس وقت اس کے دل میں جو جوش تھا اور جس طرح محبت امنڈی پڑ رہی تھی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ دیا کے سمندر نے مہربانی کے لفظوں سے اس کی عزت بڑھائی اور ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا۔ بھرت کی درخواست سن کر اور اس کا برتاؤ دیکھ کر رگھوپتی اور محفل کے سب لوگ بے تاب ہو گئے۔ رگھوراؤ، نیک سادھو، منی وشسٹ، متھلا کا راجا، سب بے حد خوش ہوئے سب نے بھرت کی برادرانہ محبت اور وفاداری کو بہت زیادہ سراہا۔ دیوتاؤں نے بھرت کی تعریف کی اور پھول برسائے۔ تلسی داس کہتا ہے کہ یہ سب سن کر ہر ایک اس طرح بے چین ہوا جیسے رات کے آنے سے کنول مرجھا جاتے ہیں۔ اجودھیا اور متھلا کے عورت مرد بہت مایوس اور غمگین تھے۔ اندر کے دل میں بہت کینہ تھا۔ وہ یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے کوئی مرتے کو مارے۔

دیوتاؤں کا راجا اندر دھوکہ اور بدی کا بدترین نمونہ ہے۔ وہ دوسرے کے نقصان اور اپنے نفع کو پسند کرتا ہے۔ اس کے طریقے کوے کے سے ہیں ــ چالاکی بدطینتی اور کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔ اپنی شرارت کا منصوبہ بنا کر اس نے دھوکہ کا ایک جال بُنا اور اسے لوگوں کے سروں پر پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں کو ورغلایا لیکن رام کی محبت سے وہ پوری طرح خالی نہ ہو سکے لیکن ان کے دماغوں میں خوف اور بے اطمینانی بیٹھ گئی۔ کبھی وہ جنگل میں رہنا پسند کرنے لگتے اور کبھی گھر لوٹ جانے کی خواہش کرتے۔ جیسے دریا کے دہانے پر پانی دونوں طرف کو اچھلتا ہے اسی طرح ان کا دل کبھی ایک چیز کو پسند کرتا کبھی دوسری کو۔ اس طرح ان میں سے کسی کو کسی بات سے اطمینان نہ ہوتا۔ وہ اپنے دل کی ایک بات بھی دوسرے سے نہ کہتے۔ یہ حالت دیکھ کر

برتاؤ کر کے ان کا رتبہ بڑھا دیا ہے۔ اور آپ کی یہ نیک نامی ہمیشہ باقی رہے گی۔

اپنے غم یا محبت یا صرف اپنے بچپنے کے سبب میں آپ کے حکم کے خلاف یہاں آ گیا۔ لیکن یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ نے اسے میری گستاخی نہ سمجھا اور اسے اچھا ہی خیال کیا۔ میں نے آپ کے مبارک قدم دیکھے اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا مالک مجھ پر مہربان ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ان نیک آدمیوں کے جلسے میں بھی میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجھ پر مہربان ہیں حالانکہ مجھ سے ایک بڑی بھول ہوئی میرے نیک آقا نے میرے ساتھ ایسی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا ہے جس کا میں مستحق نہیں ہوں۔ اپنے شریفانہ برتاؤ اپنی نیکی اور خوش اخلاقی کے سبب ہمیشہ آپ نے محبت کی۔ اپنے آقا اور ان سب لوگوں کے احساسات کا خیال کیے بغیر میں بے باکی کے ساتھ بولنے کی جرأت کرتا رہا۔ لیکن میں بہت پریشان ہوں اسلئے میری خطا معاف ہو جانی چاہیے۔ محبت کرنے والے اور نیک مالک سے بہت کچھ کہنا ایک بڑی بھول ہے۔ اس لئے میرے مالک چونکہ آپ نے میری ہر خواہش پوری کر دی اس لئے جو کچھ حکم ہو دیجئے۔

" اپنے سوامی کے قدموں کی دھول کی میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ دھول جو خوبی، خوشی اور نیکی کی علامت ہے۔ کہ سوتے جاگتے مجھے اس خاک سے محبت رہتی ہے میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے میں اپنے سوامی کی خواہش پوری کروں اور حکم بجالاؤں۔ اور اپنے ذاتی فائدے کا بالکل خیال نہ کروں۔ ایک نوکر کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ اس کا حکم بجالائے۔ اب آپ اپنے خادم کو جو حکم مناسب سمجھیں دیں۔ اتنا کہہ کر وہ بے قابو ہو گیا۔ اس کا جسم

کی محبت کا تصور کرے اور اس کے دل میں رام اور سیتا کی محبت پیدا نہ ہو۔ سب لوگوں کی تکلیف کا احساس کرکے اور بھرت کے دل میں جو کچھ تھا اس کو سمجھ کے جگہ، وقت اور موقعہ کا خیال کرکے رام چندرجی نے جو رحم و کرم کا مجسّمہ تھے نیکی، خوبی اور عقل کے پتلے تھے اور لوگوں کو خوشی بخشتے تھے انھوں نے اپنی پُراثر، شیریں اور امرت میں ڈوبی ہوئی تقریر شروع کی۔ بولے "پیارے بھرت تم نیکی کے علمبردار ہو ویدوں کے عالم ہو محبت کے پتلے ہو قول فعل اور خیال میں صادق ہو۔ پیارے بھائی تمھارا کوئی ہمسر نہیں۔ بڑے لوگوں کی محفل میں اے میرے چھوٹے بھائی میں تمھاری خوبیاں کیسے بیان کروں۔

"پیارے بھائی تم رگھو خاندان کی ریت رواج سے پوری طرح واقف ہو۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے پتا کتنے سچے اور نیک نام تھے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم اس وقت کیسے نازک وقت سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے بزرگوں کے احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے اور دوست دشمن کے دل کی بات سمجھنا چاہیئے۔ تم جانتے ہو کہ کس کا کیا فرض ہے، تمھارے اور میرے لئے کیا بہتر ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ مجھے تمھارے اوپر پورا بھروسہ ہے۔ لیکن اس وقت میں جو کچھ مناسب سمجھ رہا ہوں وہ کہتا ہوں۔ اس وقت پتاجی موجود نہیں۔ اس وقت ہماری بھلائی یہ دیکھنے میں ہے کہ ہمارے گورو کے کنبے کا بھلا کس میں ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہماری رعایا، ہمارے عزیز، ہمارے لوگ، اور ہم خود سب برباد ہونگے۔ بتاؤ اگر سورج وقت سے پہلے غروب ہو جائے تو کسے تکلیف نہ ہو گی۔ ایک ایسی ہی مصیبت پہلے بھی ہمارے اوپر آئی تھی لیکن منی وششٹ اور راجا متھلا نے بچا لیا۔ اگر ہمارے گورو کی عظمت رہ گئی تو نہ صرف راج پاٹ کے معاملات، ہماری عزت، اور نیک نامی، ہماری خوبیاں، جائداد دھن دولت مکانات ہر چیز محفوظ ہو جائے گی۔

رگھوپتی من ہی من میں مسکرائے اور بولے۔" اندر اور دھوکہ باز نوجوان (سوان اور دیوان) ایک ہی خصلت کے ہیں۔ بھرت، راجا جنک، رشی منیوں، منتریوں اور سادھوؤں کے علاوہ جس کو دیوتا نے جتنا کمزور دماغ کا پایا اس کو اتنا ہی ورغلایا۔

رگھوپتی نے محسوس کر لیا کہ یہ لوگ ایک طرف تو میری محبت میں گرفتار ہیں۔ اور دوسری طرف ان پر دیوتاؤں کے راجا اندر کا فریب چل رہا ہے۔ سب لوگ راجا جنک گورو وششٹ، منترا اور برہمن، سب سری رام کے لئے بھرت کی محبت کو دیکھ کر لاجواب تھے۔ سب لوگوں کی حالت ایسی تھی جیسے تصویروں کی اور ان کی زبانوں سے جو لفظ نکل رہے تھے وہ ایسے تھے جیسے کسی نے ان کو رٹوا دئے ہوں۔ بھرت کی محبت، انکسار، حلیمی اور شرافت ایسی تھیں کہ ان کے بارے میں آدمی سن کر خوش تو ہو لیکن ان کو بیان نہیں کر سکتا۔ راجا متھلا اور سب سادھو رگھوپتی کے لئے اتنی محبت رکھتے تھے کہ تلسی داس اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی محبت ایک ایسا جذبہ تھا جس نے بڑے بڑے شاعروں کو شاعری پر اکسایا۔ جب شاعروں کے فن نے بھرت کی خوبیوں اور اپنی کوتاہیوں کو دیکھا۔ تو وہ مایوس ہو گئے۔ کوئی رگھوپتی کی محبت کو کتنا ہی پسند کرے مگر شاعری میں اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ بھرت کی خوبیاں اور ان کی عظمت بے داغ چاند کی طرح ہے۔ جبکہ شاعر کا فن چکور کی طرح ہے جو محبت کے ساتھ اور پلک جھپکائے بغیر چاند کو دیکھتی رہتی ہے۔

بھرت کے شریفانہ جذبات وید بھی بیان نہیں کر سکتے اس لئے اے شاعروں اگر میری شاعری اس میں ناکام رہے تو معاف کر دینا۔ بھرت کی سچی محبت کو دیکھ کر وہ کون ہو گا جو سیتا اور رام کا پجاری نہ ہو جائے۔ ایسا کون بدنصیب ہو گا جو بھرت

آگے سر جھکاؤں گا اور اسے ادب کے ساتھ بجا لاؤں گا ۔ میری کچھ اس طرح مدد کیجئے کہ میں اس دن کو دیکھنے کے لئے زندہ رہ سکوں جب آپ بن باس سے واپس لوٹیں ۔ اپنے گورو کے حکم کی تعمیل میں میں تلک کے لئے سارے تیرتھ استھانوں سے پانی لایا ہوں ۔ اس کے لئے آپ کا حکم کیا ہے ؟

" میرے دل میں ایک ہی بڑی خواہش ہے لیکن خوف اور ادب کی وجہ سے میں اسے بیان کرنے کی ہمت نہیں پاتا ۔" یہ سُن کر رام چندر جی نے محبت کے ساتھ کہا کہ وہ خواہش کیا ہے ۔ ضرور بیان کرو ۔ جب بھرت کو اجازت مل گئی تو انھوں نے شہد میں ڈوبے لفظوں میں عرض کیا ۔ " آپ کی اجازت سے میں چترکوٹ ، اس کے متبرک مقامات ، اس کے تیرتھ ، چرند ، پرند ، جھیلیں ، ندیاں ، چشمے ، پہاڑ دیکھنا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وہ جگہیں جہاں آپ کے قدموں کے نشان ہیں ۔" سری رام بولے " ہاں بھائی ! منی اتری جس طرح کہیں اس طرح کرو ۔ سارے بن کی بلا جھجک سیر کرو ۔ یہ رشیوں اور منیوں کی دیا ہے کہ جنگل اتنا خوبصورت ، پاک اور مبارک ہو گیا ۔ منی اتری جہاں جہاں کا پوتر پانی جمع کرنے کو کہیں وہاں کا پانی جمع کبھی کر لو ۔" سری رام کا یہ جواب سن کر بھرت کو بے حد خوشی ہوئی اور اس نے پربھو کے پاس جا کر سر نوایا ۔ دیوتاؤں نے جب دونوں بھائیوں کی مبارک بات چیت سنی تو انھوں نے رگھو خاندان کی تعریف کی اور سورگ سے پھول برسائے ۔

سب دیوتاؤں نے کہا " دھنیہ ہے بھرت اور جے ہو سری رام کی ۔" منی وششٹ راجا متھلا اور وہاں موجود ہر آدمی بھرت کی گفتگو سے بہت خوش ہوئے ۔ راجا ودیہہ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا اور دونوں بھائیوں کی آپسی محبت اور خوبیوں کو

ہمارے گورو کی نیک نامی ہی گھر پر اور جنگل میں تمھیں مجھے اور ہمارے سب لوگوں کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔ جب تک زمین کو شیش اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اس وقت تک ساری نیکی کی بنیاد یہ ہے کہ آدمی اپنے، باپ، ماں، گورو اور مالک کا حکم مانے۔ اس لئے پیارے بھائی تم خود ان کا حکم مانو اور مجھے ان کا حکم ماننے میں مدد دو۔ اور سورج ونشیوں کو تباہی سے بچالو یہی کامیابی کا ایک طریقہ ہے جو تینوں دریاؤں گنگا جمنا اور سرسوتی کے پریاگ میں ملاپ کے مانند شہرت اور خوشحالی دے سکتی ہے اس بات پر غور کرتے ہوئے اور تکلیف اٹھاتے ہوئے اپنے لوگوں کو خوشی دو میرے دکھ میں سب شریک رہے لیکن میرے بن باس کی مدت تمھارے لئے بڑی تکلیف دہ ہوگی میں جانتا ہوں کہ تم بہت نرم دل ہو۔ لیکن میں مجبوراً اتنی سخت بات کہہ رہا ہوں اور مجبوری کی وجہ سے ایسا کہنے میں حق بجانب ہو۔ مصیبت کے وقت میں اچھے بھائی ہی ساتھ دے سکتے ہیں۔ بھائی بازو کی قوت ہوتا ہے اور بازو مضبوط ہو تو آدمی طوفانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ نوکر ہاتھوں پیروں اور آنکھوں کے مانند ہے۔ جب کہ مالک منہ کے مانند ہے۔ آقا اور مالک کے درمیان اس طرح کی محبت دیکھ کر شاعر بھی خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔“

رام چندر جی کی گفتگو سمندر سے متھ کر نکالے گئے امرت کی طرح تھی۔ اسے سن کر سب حاضرین محبت کے نشے میں چور ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر شاردا بھی چپ رہ گئی بھرت نے دیکھا کہ اس کا مالک اس پر مہربان ہے تو اسے بہت اطمینان ہوا۔ اس کی پریشانی اور الجھن دور ہو گئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے تقریر کی دیوی کسی بے زبان پر مہربان ہو گئی ہو۔ اس نے دنڈوت کی اور ہاتھ جوڑ کر بولا "سوامی! میں نے تمھارے ساتھ رہ کر وہ خوشی حاصل کر لی کہ مجھے اس دنیا میں آنے کا انعام مل گیا۔ آپ کا جو بھی حکم ہوگا میں اس کے

وہ پوری رات محبت اور عقیدت کے ساتھ دھرم کے قصے سنتے سناتے گزری۔ دن نکلنے پر سب لوگ صبح کے کاموں سے فارغ ہوئے۔ رام چندر جی سے اجازت لے کر منی اتری اور گورو وشسٹ بھرت اور شتروگھن دونوں بھائی اس بن کی سیر کو روانہ ہوئے جو رام چندر جی کے مبارک نام سے تعلق رکھتا تھا۔ باقی لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اور سادہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ زمین نے دونوں بھائیوں کو ننگے پیر پھرتے دیکھا تو اس نے اپنی سطح کو ہموار کر لیا اور کانٹوں پتھروں کو اپنے اندر سما جانے کو کہا۔ اس طرح زمین نے اپنے راستوں کو چکنا اور خوشگوار بنا دیا۔ ادھر نرم، ٹھنڈی خوشبودار ہوا چلنے لگی۔ دیوتاؤں نے پھولوں کی بارش کی۔ درخت اور پودے پھل پھول دینے لگے۔ گھاس نے راستوں پر نرم نرم فرش بچھا دیا۔ بادلوں نے ان کے سروں پر سایہ کر دیا۔ ہرن اپنی دلکش آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے لگے۔ چڑیاں اپنے میٹھے نغمے بکھیرنے لگیں۔ اس طرح فطرت کی تمام چیزوں نے رام چندر جی کے پیارے بھائیوں کی خاطر داری کی۔ رام کا نام لینے والے کے لئے جب قوتِ فطری قوتیں مسخر ہو جاتی ہیں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ان کے پیارے بھائی کے سواگت کے لئے فطرت نے یہ تیاریاں کیں۔

اس طرح بھرت جنگل میں گھومتے رہے۔ ان کی عقیدت کو دیکھ کر سادھو بھی شرمائے۔ پوتر تالاب، زمین کے قطعات، چرند پرند، درخت، گھاس، پہاڑ جنگل باغات سب بہت خوبصورت تھے اور پوتر تھے۔ ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر بھرت نے طرح طرح کے سوالات کیے اور منی اتری ان سب کی تفصیل بتاتے رہے۔ کہیں وہ اشنان کرتے کہیں پرنام کرتے۔ کہیں وہ ان مناظر کو دیکھتے جنھیں دیکھ کر آتما خوش ہو جاتی۔ کبھی وہ ایک جگہ بیٹھ کر رام چندر جی اور سیتا جی کے دھیان میں گم ہو جاتے۔ اور لچھمن جی کو یاد کرتے۔ دیوتاؤں نے بھرت کو سری رام کا بھگت پا کر انھیں دعائیں دیں۔ دن کی تیسری گھڑی آدھی

بہت سراہا۔ منتری اور جتنے لوگ موجود تھے وہ سب بہت خوش ہوئے اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق سب نے ان دونوں کی تعریف کی اور اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ دونوں بھائیوں کی گفتگو سن کر اجودھیا اور متھلا کے لوگوں میں رنج اور خوشی کے ملے جلے جذبات پائے جا رہے تھے۔ رام چندر جی کی ماں نے سری رام کی خوبیاں بیان کر کے دوسری رانیوں کو دلاسا دیا۔ کچھ لوگ رام چندر جی کی عظمت بیان کرنے لگے۔ کچھ بھرت کی تعریف کرنے لگے۔ اتری نے بھرت سے کہا "پہاڑی سے ملا ہوا ایک خوبصورت کنواں ہے۔ اس کا پانی متبرک، میٹھا اور امرت جیسا ہے۔ اس میں دریاؤں کا پوتر پانی ڈالنا چاہیئے۔"

اتری کا حکم پانے کے بعد بھرت نے اپنے آدمیوں کو اس کنویں کی طرف بھیجا اور ان کے پیچھے پیچھے وہ خود اپنے چھوٹے بھائی، اتری، سادھوؤں اور دوسرے سادھوؤں کے ساتھ ادھر روانہ ہوا۔ یہ کنواں بہت گہرا تھا۔ بھرت نے وہاں پانی ڈالا۔ منی اتری بہت خوش ہوئے اور بولے کہ "اس کنویں کا کسی کو پتہ نہ تھا اس کا پانی دلی مرادوں کو پورا کرتا ہے۔ یہ کنواں بہت پرانا ہے مگر مٹی میں دبا ہوا تھا۔ میرے نوکروں نے کھدائی کر کے اسے نکالا۔ ساری دنیا کے لوگوں نے پوتر دریاؤں کا پانی اس میں لا لا کے ڈالا۔ اب لوگ اس کو 'بھرت کوپ' کے نام سے یاد کیا کریں گے۔ اب اس کی پوترتا اور بڑھ گئی ہے کیونکہ تمام پوتر دریاؤں کا پانی اس میں ڈالا گیا ہے۔ جو لوگ سچے عقیدے کے ساتھ اس میں اشنان کریں گے ان کی باتیں، ان کے کام اور ان کے دل سب پاک ہو جائیں گے۔" سب لوگ آپس میں اس کنویں کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے سری رام کی کٹیا کو لوٹے اور منی اتری نے رام چندر جی کو اس کنویں کے بارے میں بتایا۔

آپ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے اس دنیا میں بھی اور پرلوک میں بھی اپنے غلاموں کی رکشا کیجئے۔ میری بے چینی اور آپ کے رحم و کرم نے مجھے اتنا گستاخ کر دیا ہے کہ میں اپنے دل کی باتیں بیان کر رہا ہوں۔ آپ میری غلطیوں کی اصلاح کیجئے اور مجھے کھل کر نصیحتیں کیجئے"۔ ہر ایک نے بھرت کی باتیں سن کر تعریف کی اور کہا" بھرت کی یہ درخواست خلوص پر مبنی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیتی ہے۔ سری رام نے اپنے بھائی کی باتیں سنیں تو انکسار کے ساتھ موقع محل کی مناسبت سے جواب دیا۔

"بھیا! تم اور میں چاہے گھر میں ہوں اور چاہے بن میں ہمارے گورو منی وششٹ اور راجا جنک ہی ہمارا خیال رکھتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں ہمارے محافظ ہیں اس وقت تک ہم دونوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم دونوں کے لئے سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا کام یہی ہے کہ ہم اپنے پتا کے حکم پر عمل کریں۔ وید بھی یہی کہتے ہیں اور دنیا میں نیک نامی کی بھی یہی صورت ہے۔ جو لوگ اپنے گورو، باپ، ماں اور مالک کا حکم مانتے ہیں وہ اگر غلط راستے پر بھی چل رہے ہوں تو ٹھوکر نہیں کھاتے۔ اس لیے میرے اس مشورے پر غور کرو اور بے فکر ہو کر اجودھیا کو لوٹ جاؤ اور مقررہ وقت تک وہاں راج کرو۔ ہماری جائداد، خزانہ، عزیزوں اور سب لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے گورو کے قدموں کی خاک ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم اپنے گورو، ماؤں اور منتری کی صلاح کے مطابق اپنی رعایا، جائیداد اور راجدھانی کی حفاظت کرو۔ سردار کو منہ کی طرح ہونا چاہیئے۔ تلسی داس کہتے ہیں جس طرح منہ کھاتا خود ہے لیکن اپنے لئے نہیں جسم کے تمام اعضا کو خوراک پہنچانے اور توانا رکھنے کے لئے۔

"یہی راجا کا فرض ہے اور ویدوں میں یوں ہی بیان کیا گیا ہے"۔ رگھوپتی نے طرح طرح

بیتی تھی کہ دونوں بھائی اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے اور سری رام کے چرنوں کے درشن کئے۔ بھرت نے پانچ دن میں سب متبرک مقاموں کی سیر کرلی۔ آخری دن ہری ہر کی عظمت بیان کرنے میں بیتا اور شام ہوگئی۔

اگلی صبح اشنان کرنے کے بعد بھرت، برہمن اور راجا ترہٹ پھر سب جمع ہوئے۔ سری رام جانتے تھے کہ دن واپسی کے لئے مبارک ہے لیکن وہ دل کے نرم تھے اور ایسا کہنے میں ہچکچاتے تھے۔ انھوں نے اپنے گورو، راجا جنک اور سب لوگوں پر ایک نظر ڈالی۔ اگلے ہی لمحے وہ گھبرا گئے اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ سری رام کو لوگوں کے جذبات کا کتنا خیال ہے تو سب ان کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ایسا سوامی کہاں میسّر آسکتا ہے۔ بھرت رام چندر جی کے دل کی بات سمجھ گئے وہ اٹھے اور سوامی کے آگے پہنچ کر زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد ہاتھ جوڑ کر بولے "سوامی! تم نے میری ساری خواہشیں پوری کی ہیں۔ میری وجہ سے سب لوگوں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور آپ کو بھی بہت زحمت ہوئی ہے۔ اب مجھے رخصت دیجئے تاکہ میں اجودھیا کو لوٹ جاؤں اور آپ کی واپسی تک انتظار کروں۔ میرے سوامی مجھے نصیحت کیجئے اور ایسے طریقے بتایئے جن پر عمل کر کے میں اس دن کو پاسکوں جب مجھے آپ کے قدم دیکھنے نصیب ہوں۔

"آپ کے شہری، آپ کے عزیز اور آپ کی سب رعایا آپ سے محبت کرنے اور آپ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے پوتر ہے۔ آپ کے لئے جینے اور مرنے کی تکلیفیں برداشت کرنا درست ہی ہے۔ آپ کا ساتھ نہ ہو تو نروان حاصل کرنا بھی بیکار ہے۔ آپ اپنے غلاموں کے دلوں کا حال جانتے ہیں۔ ان کی خواہشوں کا آپ کو علم ہے۔ جو آپ کی مدد چاہتے ہیں

محبت کو دیکھا۔

شاعر جدائی کے اس منظر کو بیان کرنا نہیں چاہتا ورنہ لوگ اسے سخت دل کہیں گے۔ اس موقع پر محبت کا جو اظہار ہوا اس کے ذکر میں شاعری عاجز ہے۔ سری رام نے پہلے تو بھرت کو سینے سے لگایا پھر اسے دلاسا دیا۔ اس کے بعد انھوں نے شتروگھن کو گلے لگایا۔ بھرت کے دل کی بات سمجھ کر ان کے نوکر، منتری اور سب لوگ وہاں سے ہٹ کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ اجودھیا اور متصلا کے لوگوں کو روانگی کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ بھرت اور شتروگھن دونوں بھائیوں نے شری رام کے کنول جیسے قدم چھوئے اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ انھوں نے سادھوؤں، رشیوں منیوں اور دیوتاؤں کی بار بار عزت افزائی کی۔ بھرت نے لچھمن کو گلے لگایا اور شتروگھن اس کے آگے دوزانو ہوا۔ دونوں نے سیتا جی کے قدموں کی خاک اپنے سروں سے لگائی۔ اور ان کی دعائیں لیں۔ جو ساری خوشیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو گئے۔

سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی لچھمن نے راجا جنک کے آگے سر جھکایا اور ان کی بزرگی اور برتری کا ذکر کیا۔ بولے "آپ نے ہماری محبت کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ اور اپنے ساتھ سب کو لے کر بن میں آنے کی تکلیف برداشت کی۔ اب آپ ہمیں دعاؤں سے نوازئے اور اپنی راجدھانی کے لیے روانہ ہو جیے۔" راجا نے ہمت سے کام لیا اور رخصت ہو گیا۔ رگھوپتی نے سادھوؤں، برہمنوں اور بزرگوں کا ہری اور ہر کی طرح احترام کیا۔ پھر اپنی ساس کے چرن چھو کر انھوں نے دعائیں لیں اور واپس آگئے۔ سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی لچھمن نے سادھوؤں (وشوامتر، دم دیو، جیالی) شہریوں، اپنے وفادار منتریوں کو پرنام کیا اور ان سے اجازت لی۔ رگھوپتی نے

سے بھرت کو دلاسا دیا لیکن اس کے دل کو اطمینان نصیب نہ ہوا۔ ایک طرف تو بھرت کا خیال دوسری طرف اپنے بڑوں اور منتریوں کی موجودگی کا احساس۔ غرض سری رام کو اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہوگیا۔ آخر انھیں اپنے بھائی پر ترس آیا اور انھوں نے اپنی کھڑاؤں بھرت کو دیدیں۔ بھرت نے احترام سے انھیں سر پر رکھ لیا۔ یہ کھڑاؤں گویا اجودھیا کے لوگوں کی محافظ تھیں اور بھرت کے لئے سہارا تھیں۔ ان کھڑاؤں کو اس دروازے کے دو کواڑوں سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے جو رگھو خاندان کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہو۔ یا دو ایسی آنکھوں کے مانند تھیں جو سچا راستہ دکھانے کے لیے ہوں۔ وہ انھیں پاکر ایسا خوش ہوا جیسے سری رام اور سیتا جی اجودھیا کو لوٹ گئے ہوں۔ اس نے پرنام کیا اور واپسی کی اجازت مانگی۔ پربھو نے اسے سینے سے لگا لیا۔ دیوتا اس منظر کو دیکھ کر غمگین ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو تھکا ہوا سا بنا دیا۔

لیکن اس شرارت سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچا۔ اور وہ یہ کہ رام چندر جی، جو سب کے لیے ان کی زندگی کے مانند تھے، کی جدائی کا صدمہ وہ برداشت کر پائے۔ اگر ان کے دماغ تھوڑی دیر کے لیے خوابیدہ سے نہ ہو گئے ہوتے تو وہ رام، لچھمن اور سیتا کی جدائی نہ سہ سکتے تھے۔ اُدھر رام چندر جی نے محبت بھری نظروں سے اپنے بھائی بھرت کو دیکھا۔ اس محبت کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ ان کی کنول جیسی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔ اس وقت جو دیوتا ایک جگہ جمع تھے وہ بھی اس منظر کو دیکھ کر ملول ہو گئے۔ منی وشسشٹ بھی اس منظر کی تاب نہ لا سکے۔ بھگوان نے راجا جنک کو مضبوط دل و دماغ کا بنایا تھا اور ان کے دماغ کے سونے کو عقل کی بھٹی میں تپا کے آزمایا گیا تھا۔ بلکہ منی وشسشٹ اور راجا جنک کو دنیا کے سارے علائق سے الگ پیدا کیا گیا تھا وہ بھی اس وقت ہوش و حواس کھو بیٹھے جب انھوں نے سری رام اور بھرت کی لاثانی اور بے پناہ

رام، لچھمن اور سیتا برگد کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اپنے عزیزوں سے جدائی پر افسوس کرنے لگے۔ رام چندر جی نے اپنے بھائی اور پتنی سے بھرت کی محبت اس کے برتاؤ اور اس کی محبت بھری گفتگو کا ذکر کیا۔ اپنے بھائی کی محبت سے متاثر ہو کر سوامی اس کی دیر تک تعریف کرتے رہے اور اس کے خلوص کو سراہتے رہے۔ اس وقت چڑیاں، چوپائے اور پانی کی مچھلیاں بلکہ چترکوٹ کے سارے جاندار اور بے جان بڑا دکھ محسوس کرتے رہے۔ دیوتاؤں نے جب سری رام کی یہ حالت دیکھی تو پھولوں کی بارش کی اور بتایا کہ اس وقت ان کے گھروں پر کیا ہو رہا ہے۔ رگھوبیر نے انھیں پرنام کیا اور ان کے اندیشے دور کئے تو دیوتا بے خوف اور خوش خوش واپس چلے گئے۔ سری رام، لچھمن اور سیتا کے ساتھ اپنی پھونس کی کٹیا کو روشن کرتے رہے۔ ایسا محسوس ہوا کہ بھگتی، ویراگ اور گیان منوّر شکلوں میں نمودار ہو گئے ہیں۔

مُنی، برہمن، گورو، بھرت اور راجا جنک اور سب لوگ سری رام سے جُدائی کے سبب ذہنی طور پر پریشان تھے۔ ان کے دماغوں میں سوامی کی خوبیاں گردش کر رہی تھیں۔ اس لیے سب نے چپ چاپ اپنا سفر جاری رکھا۔ دریائے جمنا کو پار کر کے سب لوگ دوسرے کنارے پر آ پہنچے۔ وہ دن اس طرح گزرا کہ کسی نے کچھ نہ کھایا۔ گنگا کے پار ان کا دوسرا پڑاؤ تھا۔ یہاں گُہا نے ان کے آرام کے سارے بندوبست کئے۔ سائی کو پار کر کے انھوں نے گومتی میں اشنان کیا اور چوتھے دن اجودھیا جا پہنچے۔ راجا جنک نے اس راجدھانی میں چار دن قیام کیا۔ وہاں کے معاملات اور جائیداد کی دیکھ بھال کی۔ اس نے بھرت، گورو اور منتریوں کو راج کی باگ ڈور سونپی اور سارے انتظامات کرنے کے بعد اپنی راجدھانی ترہٹ کے لیے

چھوٹے بڑے، عورت مرد۔ سب آدمیوں کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ رخصت کیا۔ انھوں نے بڑے احترام سے بھرت کی ماں کے چرن چھوئے اور اسے گلے لگایا اور ان کی ساری الجھنوں، شرمندگی اور غم کو دور کیا۔ پھر انھیں اس پالکی میں سوار کرا دیا جو ان کے لیے پوری طرح آراستہ کی گئی تھی۔

سیتا جی جنھیں اپنے پیارے پتی سے بے حد پیار تھا، اپنے ماں باپ اور عزیزوں کو رخصت کر کے واپس آ گئیں۔ انھوں نے اپنی ساسوں کو پرنام کیا اور ان سب سے گلے ملیں۔ ان کے گلے ملنے میں جو جوش و خروش پایا جاتا تھا، شاعر اسے بیان کرنے میں ناکام ہے۔ سیتا جی نے اپنے ماں باپ اور ساسوں کے مشوروں کو غور سے سُنا اور دل خوش کرنے والی دعائیں لیں۔ رگھوپتی نے خوبصورت پالکیاں منگوائیں اور سب کو دلاسا دے کر سوار کرا دیا۔ دونوں بھائی ان سے بار بار ملے اور انھیں رخصت کر دیا۔ بھرت اور راجا جنک کے ساتھی اپنے اپنے ہاتھی اور گھوڑوں کو کس کر روانہ ہو گئے۔ سب لوگ سکتے کے عالم میں چلے جاتے تھے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں رام سیتا اور لچھمن کی محبت بسی ہوئی تھی۔ بیل، گھوڑے، ہاتھی اور دوسرے جانور اس جدائی سے ملول، افسردہ اور غمگین چلے جاتے تھے۔ رام چندر جی سیتا اور لچھمن اپنے گورو اور ان کی پتنی کے چرن چھو کر خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات میں ڈوبے ہوئے اپنی گھاس پھوس کی کٹیا کو لوٹ آئے۔

نشد کے سردار کو بھی محبت کے ساتھ سمجھا بجھا کے واپس کر دیا گیا۔ اسے رگھوپتی کی جدائی بڑی شاق گزر رہی تھی۔ کول، کرات اور جنگل میں رہنے والے دیگر لوگ بار بار پرنام کر کے واپس چلے گئے کیونکہ ان سے باصرار جانے کے لئے کہا گیا تھا۔

شروع کر دی۔ شاہانہ لباس، زیورات اور عیش و آرام کی زندگی کو اس نے قطعاً تج دیا۔ اجودھیا کا راج ایسا تھا کہ راجا اندر کا راج بھی اس کے آگے شرمندہ ہو۔ اور وہاں کی دولت اتنی تھی کہ دولت کے دیوتا کُبیر کا دھن دولت بھی اس کے آگے ہیچ ہے۔ لیکن دھن دولت سے بھرے اسی شہر میں بھرت اس طرح بے نیازی کے ساتھ رہتا تھا جیسے چمپک پھولوں کے باغ میں شہد کی مکھی۔ جو لوگ سری رام کے بھگت ہیں وہ لکشمی کی شان و شوکت کو تنکے کی طرح اُلٹ دیتے ہیں لیکن بھرت کی عظمت اس میں نہیں بلکہ اس بات میں تھی کہ وہ سری رام کے غلام تھے۔ چاتک کی تعریف اس کی وفاداری کے سبب کی جاتی ہے اور ہنس کی اس لیے کہ وہ دودھ اور پانی کو الگ الگ کر سکتا ہے۔

بھرت کا جسم روز بروز گھٹتا گیا۔ لیکن اس کی طاقت اور چہرے کی کشش برقرار رہی۔ اس کے دل میں سری رام کی محبت کا شعلہ برابر روشن رہا۔ دھرم کی زندگی گزارنے کے لئے اس کی خواہش میں برابر اضافہ ہوتا گیا۔ اس کے دل میں اب کسی طرح کا رنج و ملال نہ تھا جیسے خزاں کے موسم میں دریا کا پانی کم ہو جانے کے باوجود سرد کا پودا برابر پروان چڑھتا رہتا ہے اور کنول کھلنے لگتا ہے۔ دل دماغ پر قابو، ضبط و تحمل، مذہبی رواجوں کی پابندی بھرت کے دل میں اس طرح روشن رہے جیسے کھلے آسمان میں ستارے۔ اس کا مضبوط عقیدہ قطب ستارے کی طرح اس کی رہنمائی کرتا رہا۔ بن باس کی مدّت پوری ہو جانے کے بعد رام چندر جی کی واپسی کا یقین چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن رہا۔ اور سری رام کا تصوّر آکاش گنگا (کہکشاں) کی طرح منور رہا۔ رام چندر جی کے لیے ان کی محبت ایک ٹھہرے ہوئے بے داغ چاند کے مانند تھی جو ستاروں کے جھرمٹ میں لگاتار چمکتا رہے۔ تمام بڑے بڑے شاعر بھرت کے رہنے کا طریقہ، اس کے عادات و اطوار، اس کے عقیدے، اس کی عقیدت اور اوصاف کا ذکر کرتے ہچکچاتے ہیں۔ شاعر تو کیا ہزار زبانیں رکھنے والا شیش، عقل کا دیوتا گنیش۔

روانہ ہو گیا۔ گورو کی صلاح پر عمل کرتے ہوئے سب لوگ پھر سے اجودھیا میں آباد ہو گئے۔ سب شہریوں نے پوجا پاٹ کی اور اس کے لئے برت رکھا کہ وہ سری رام کو پھر سے دیکھ سکیں۔ سب نے عیش آرام، ٹھاٹ باٹ سب ترک کر دیا اور صرف اس امید پر جیتے رہے کہ وہ سری رام کو پھر سے دیکھیں گے۔

بھرت نے منتریوں اور قابلِ اعتماد نوکروں کو ضروری ہدایتیں دیں اور انھوں نے اپنے اپنے کام سنبھال لیے۔ پھر اس نے اپنے چھوٹے بھائی شتر دگھن کو بلایا، اسے نصیحتیں کیں اور اس کے ذمے ماؤں کی دیکھ بھال کر دی۔ برہمنوں کو بلا کر اس نے انھیں پرنام کیا اور ہاتھ جوڑ کے کہا "اچھا بُرا، اونچا نیچا جیسا کام آپ لوگ چاہیں میرے سپرد کر دیں اور اس معاملے میں ہچکچائیں بالکل نہیں"۔ اس نے اپنے رشتہ داروں، شہریوں کو بھی بلایا اور انھیں ہر طرح اطمینان دلانے کے بعد انھیں ان کے کاموں پر مامور کر دیا۔ پھر اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر وہ اپنے گورو کے پاس گیا اور ادب سے اس کے آگے سر جھکایا پھر ہاتھ جوڑ کر بولا "آپ کی اجازت سے اب میں تپسیا کی زندگی گزاروں گا"۔ منی کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ بولا "جو کچھ تم سوچو، کرو یا کہو وہی اصل دھرم ہے"۔ اپنے گورو سے اتنا بڑا اشیرباد ملنے کے بعد اس نے نجومیوں سے شُبھ لگن نکلوائی اور اجودھیا کے تخت پر سری رام کی کھڑاؤں کو رکھ دیا۔

رام چندر جی کی ماتا کے آگے سر جھکانے اور پربھو کی کھڑاؤں سے اجازت لینے کے بعد نیکی کے علمبردار بھرت نے پھونس کی ایک کُٹیا بنائی اور اس میں رہنے لگے۔ انھوں نے سر پر جٹائیں رکھ لیں، سادھو کا سا لباس پہن لیا اور زمین کھود کر اُس میں کُش گھاس بچھالی۔ کھانے، لباس، برتن، اور عبادت ہر معاملے میں انھوں نے سادھو کی سی زندگی گزارنی

تیسرا حصّہ: ارانیہ کانڈ

میں برہما کے چہیتے بھگوان شنکر کے آگے ادب سے سر جھکاتا ہوں جو دھرم کے درخت کی جڑ ہیں، جو راجا سری رام کے محبوب عقیدت مند ہیں، جو چودھویں رات کے وہ چاند ہیں جو عقل کے سمندر کے لیے خوشی کا پیغام بن کے آتا ہے، وہ سورج ہیں جسے دیکھ کر کنول کی پتیاں کھل جاتی ہیں، وہ ہوا ہیں جو جہالت کے بادلوں کو منتشر کردیتی ہے۔ ان کے کرم سے گناہوں کی تاریکی چھٹ جاتی ہے۔ تکلیفیں مٹ جاتی ہیں اور بدعقیدگی فنا ہوجاتی ہے۔

میں سری رام کی پوجا کرتا ہوں جو برسنے والے بادل کی طرح سانولے ہیں اور جن کے تصور سے سچی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سری رام جو سادھوؤں کی طرح چھال کا لباس پہنے ہیں۔ ہاتھ میں تیر ہے۔ کندھے پر کمان لٹکی ہے اور کمر سے ترکش کسا ہوا ہے۔ ان کی آنکھیں کنول جیسی ہیں، جن کے سر پہ جٹائیں بنی ہوئی ہیں۔ سیتاجی اور لچھمن کے ساتھ وہ سفر میں ہیں۔

پچھلے صفحوں میں اپنی لیاقت کے مطابق میں نے اس بے مثال اور زبردست محبت کا ذکر کیا ہے جو رام چندر جی کے لیے بھرت اور اجودھیا کے شہریوں کے دل میں تھی۔ اب میں رام چندر جی کے ان کارناموں کا ذکر کرتا ہوں جو انھوں نے جنگل میں انجام دیے اور جو دیوتاؤں، منیوں اور لوگوں کے لیے دائمی مسرت کا سبب بنے۔ ایک بار

اور تقریر کی دیوی سرسوتی بھی اس کام سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ بھرت روزانہ محبت بھرے دل سے پربھو کی کھڑاووں کی پوجا کرتے تھے اور راج پاٹ کے معاملوں میں ان سے صلاح کرتے تھے۔

ان کے جسم پر ہر وقت لرزہ طاری رہتا۔ دل میں مسلسل سری رام اور سیتا کی یاد رہتی۔ ہر وقت سری رام کا نام ان کی زبان پہ رہتا اور آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے۔ سری رام، لچھمن اور سیتا بن میں تھے اور بھرت گھر میں رہتے ہوئے تپسیا کر رہے تھے جو کوئی بھرت کے بارے میں سنتا وہ ان کی تعریف کرتا۔ بڑے بڑے سادھو اور رشی منی بھرت کے زندگی بتانے کے انداز کو دیکھتے تو شرمندہ ہو جاتے۔ بھرت کی نیکیوں کی کہانی خوشی اور برکت دینے والی ہے۔ کالی جُگ کے بھیانک دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پانے کے لئے بھرت کی محبت کے قصے کافی ہیں۔ یہ ایک طرح کا سورج ہیں جو غموں اور مصیبتوں کے اندھیروں کو دور کرتے ہیں گناہوں کے ہاتھیوں کے لئے ان کی حیثیت شیر کی سی ہے۔ رام بھگتوں کو ان سے سچی خوشی ملتی ہے اور آواگون سے نجات مل جاتی ہے۔ بھرت جو رام چندر جی اور سیتا کی عقیدت سے ہمیشہ سرشار رہتے تھے اگر انھوں نے اس دنیا میں جنم نہ لیا ہوتا تو نیکی، ایثار، تپ اور بے مثال محبت کا ثبوت کس نے دیا ہوتا۔ دکھ، غربت، ریاکاری اور دوسرے عیبوں کے دنیا سے دور کرنے کا علاج کس نے بتایا ہوتا اور اس کالی جگ میں تلسی داس جیسے گناہگار کا دل سری رام کی طرف زبردستی کس نے منتقل کیا ہوتا۔

تلسی داس کہتے ہیں، کہ جو بھرت کی کہانی توجہ سے سنے گا اُسے دنیا کے لہو و لعب سے نفرت ہوگی اور اس کا دل سری رام کی طرف راغب ہوگا۔

اس نے ایسا ہی کیا اور سری رام کے آگے جا کر بہت منت سماجت کی اور مدد مانگی۔ کہ "تم بے سہاروں اور دکھیاروں کی مدد کرتے ہو۔ میری بھی مدد کرو۔ میں نے اپنی بیوقوفی میں یہ حرکت کر دی۔ مجھے معاف کرو"۔ تو پاربتی! رام چندر جی نے اس کو معاف کر دیا اور ایک آنکھ کے ساتھ اسے جانے دیا۔ اس نے رگھوپتی کو تکلیف پہنچائی تھی لیکن انھوں نے معاف کر دیا۔ ایسا رحم و کرم والا اور کون ہو سکتا ہے۔

رام چندر جی نے سوچا کہ ابھی اتنے بہت سے لوگ میرے پاس آ چکے ہیں جس کو بھی میرے یہاں ہونے کا پتہ چلے گا وہ یہاں چلا آئے گا اس لئے انھوں نے سادھوؤں سے اجازت لی اور سیتاجی اور لچھمن کے ساتھ وہاں سے چل دیے۔ وہ مُنی اتری سے ملنے گئے۔ منی کو جب ان کے آنے کی خبر ملی تو اس کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ بھاگا بھاگا باہر آیا اور انھیں اعزاز و اکرام کے ساتھ کٹیا میں لے جا کے بٹھایا اور ان کے درشن سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ پھر ہاتھ جوڑ کے عرض کی "بھگوان! تم دیا کا بھنڈار ہو، محبت اور ہمدردی کے پتلے ہو۔ تمھیں دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ تمھارے درشن کر لینے سے عیب اور غرور دور ہو جاتے ہیں۔ تمھارے ہاتھ میں تیر، کندھے پر کمان اور کمر میں ترکش بندھا ہے اور تم تینوں سنساروں کے مالک ہو۔ شیو جی کی کمان تم ہی نے توڑی تھی۔ تم نے دیوتاؤں کے دشمن راکششوں کو شکست دی۔ جو لوگ تمھارے قدموں کی پوجا کرتے ہیں وہ سارے عیبوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ جو تنہائی میں تمھاری پوجا کرتے ہیں انھیں گیان حاصل ہو جاتا ہے میں تمھارے آگے سر نواتا ہوں میرے اوپر دیا کرو اور مجھے اپنی محبت میں گم کر دو"۔ یہ کہہ کر اس نے سر جھکایا اور پھر بولا "بھگوان کرے میں تمھارے کنول جیسے قدموں سے کبھی جُدا نہ ہوں"۔

رام چندر جی نے پھول جمع کیے اور اپنے ہاتھوں سے سیتا جی کے لیے گہنے بنائے۔ وہ گہنے پہنا کر رام چندر جی سیتا کے ساتھ پتھر کی ایک خوبصورت چٹان پر بیٹھے۔ اس وقت اندر کے احمق بیٹے نے کوّے کی شکل اختیار کر کے رام چندر جی کی شکتی کا امتحان لینا چاہا۔ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے کوئی عقل کی اندھی چیونٹی سمندر کی گہرائی ناپنے کی کوشش کرے اس نقلی کوّے نے سیتا جی کے پاؤں میں اپنی چونچ سے کاٹ لیا اور اُڑ گیا۔ رام چندر جی کو اس کا پتہ اس وقت چلا جب ان کے پیر سے خون بہنے لگا۔ انھوں نے سرکنڈے کا ایک تیر کمان میں جوڑ لیا۔ سری رام تو کمزوروں کے مددگار ہیں لیکن اس شریر اور بیوقوف نے ان کے ساتھ چال چلی تھی۔

اس بیوقوف نے اس تیر سے خوف زدہ ہو کر اڑ جانا چاہا لیکن تیر نے اس کا پیچھا کیا۔ اب تو گھبرا کے وہ اپنی اصل شکل میں آگیا اور پناہ لینے کے لیے اپنے باپ کے پاس پہنچا لیکن جب اس کے باپ نے دیکھا کہ یہ رام چندر جی کا دشمن ہے۔ تو اس کے دل میں ایسی دہشت بیٹھی جیسی سوامی کے گولے سے دُروا سا کے دل میں بیٹھی تھی۔ پریشان ہو کر وہ برہما، شیو اور دوسرے دیوتاؤں کے علاقوں میں پہنچا لیکن کسی نے اس سے بیٹھنے کو بھی نہ کہا۔ شیو جی کے دشمن کو کون پناہ دے سکتا ہے۔ اگر شیو جی سے محبت نہ ہو تو ماں موت کی طرح خوفناک بن جاتی ہے، باپ یم دوت ہو جاتا ہے، امرت زہر بن جاتا ہے، دوست دشمن کی شکل اختیار کر لیتا ہے، گنگا دیتارنی (نرک کا ایک دریا) بن جاتا ہے بلکہ اس کے لئے ساری دنیا نرک سے زیادہ گرم اور تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ مُنی نارد نے اندر کے بیٹے جینت کو مصیبت میں دیکھا تو اسے ترس آیا کیونکہ رشی منی ہمیشہ نرم دل کے ہوتے ہیں۔ منی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ رام چندر جی کے پاس جا کر ان سے مدد مانگے۔

تمھیں جان سے زیادہ عزیز ہیں اس لیے عورتیں تمھاری قسم کھا کر اپنے شوہروں سے وفاداری کا اظہار کیا کریں گی۔ سنسار کی بھلائی کے خیال سے میں نے اس موضوع پر تم سے گفتگو کی ہے۔"

جنک کی بیٹی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئی اور اس نے مُنی کی پتنی کے قدموں پر سر جھکایا۔ اب رگھوپتی منی سے مخاطب ہوئے۔ بولے "آپ کی اجازت سے میں کسی دوسرے بن کو جانا چاہتا ہوں۔ میرے اوپر اپنی دعاؤں کی بارش جاری رکھیے۔ مجھے اپنا خادم سمجھیے اور مجھ پر ہمیشہ عنایت فرماتے رہیے۔ رگھوپتی کے یہ الفاظ سن کر وہ روشن ضمیر منی یوں بولا: "تم وہ رام ہو جو کمزوروں کا مددگار ہے، برہما اور شیو جس کی عنایت کے طلبگار ہیں وہ آپ مجھ سے اتنی عاجزی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔ اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ لکشمی دیوی نے اور دیوتاؤں کو چھوڑ کر تمھیں کیوں منتخب کیا۔ سوامی! میں تم سے یہ کس طرح کہہ دوں کہ چلے جاؤ۔" یہ کہہ کر وہ رگھوپتی کا منہ دیکھتا رہا۔ جذبات سے اس کا سارا جسم لرز رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ وہ دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ سے کیا نیکی ہوئی جس کے عوض مجھے سری رام کے قدم دیکھنے نصیب ہوئے۔ شاید یہ جاپ، یوگ، دھرم پالن اور عقیدت کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ اسی لئے تلسی داس دن رات بھگوان کے گن گاتا رہتا ہے۔ رام نام کے جپ سے کالی یگ کی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور دل کو خوشی نصیب ہوتی ہے۔ جو سری رام کی باتیں غور سے سنتا ہے وہ اس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ بھیانک زمانہ گناہوں کا جگ ہے۔ نیکی، روحانیت، یوگ، جاپ ان کا اس زمانے میں کوئی رواج نہیں۔ وہ لوگ جو ساری امیدیں تج کر سری رام کی پوجا کرتے ہیں وہی ہوشیار لوگ ہیں۔

اس کے بعد سیتا جی جو بہت خوش اخلاق اور اچھی عادت کی تھیں اتری کی پتنی انسویا سے ملیں اور اس کے چرن چھوئے۔ منی کی پتنی بے حد خوش ہوئی۔ اس نے سیتا کو دعائیں دیں، اپنے برابر بٹھایا۔ اسے سادھوؤں کا لباس پہنایا اور وہ زیور پہنائے جو ہمیشہ نئے، صاف اور پرکشش رہتے ہیں۔ محبت بھرے اور نرم لہجے میں اس نے سیتا کو بتایا کہ ایک پتنی کو اپنے پتی کی سیوا کس طرح کرنی چاہئے۔ بولی "سنو راج کماری! ہمارے ماں، باپ، بھائی سب ہم سے پیار کرتے ہیں لیکن ان سے جو خوشی ملتی ہے وہ محدود ہوتی ہے۔ اور شوہر جو خوشی دیتا ہے وہ لامحدود ہوتی ہے۔ وہ عورت بدنصیب ہے جو اپنے پتی کی سیوا نہیں کرتی۔ اخلاق، دھرم، دوست اور بیوی کا امتحان اس وقت ہی ہوتا ہے جب مصیبت آپڑی ہو۔ وہ عورت نرک کی تکلیفیں جھیلے گی جو اپنے شوہر کا ادب نہیں کرتی چاہے وہ شوہر بوڑھا، بیمار، اندھا، بہرا، غصّہ ور اور عیبوں سے بھرا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک عورت کے لیے سب سے بڑی عبادت اپنے شوہر کی خدمت ہے۔ وید میں عورتوں کی چار قسمیں بتائی گئی ہیں۔ سب سے اچھی عورت وہ ہے جس کے دل میں اس کے شوہر کے سوا کسی مرد کا خیال آتا ہی نہیں۔ اس کے بعد اس عورت کا درجہ ہے جو پرائے مرد کو اپنا باپ، بھائی یا بیٹا سمجھتی ہے، پھر اس عورت کا درجہ ہے جو اپنی ذلت اور مرتبے کو ذہن میں رکھ کر پاک رہتی ہے۔ جو عورت خوف کی وجہ سے غیر مرد سے بچتی ہے وہ بہت پست درجے کی ہے اور وہ عورت جو اپنے پتی سے دغا کرتی ہے اور کسی اور کو چاہتی ہے اس کی نجات ایک لاکھ جنموں نرک نہیں ہوتی۔ ایک لمحے کی خوشی کے لئے وہ لاکھوں جنموں کا عذاب مول لیتی ہے ایسی عورت اگلے جنم میں کم عمر میں ودھوا ہو جاتی ہے۔ عورت پیدائش سے ناپاک ہوتی ہے لیکن اپنے پتی کی سیوا کر کے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ تلسی سے ہری آج بھی پیار کرتے ہیں اور چاروں ویدوں میں اس کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ سری رام

اس نے چتا تیار کی اور دنیا کے سارے علائق تج کر اس پر چڑھ گیا۔ بولا "پربھو، سیتا اور تمھارا چھوٹا بھائی ہمیشہ میرے دل میں رہیں اور اس کے اندھیرے کو دور کرتے رہیں"۔

یہ کہہ کر اس نے یوگ کی آگ سے اپنے جسم کو جلا دیا اور سری رام کی عنایت سے بیکنٹھ کو سدھار گیا۔ اس کی آتما شری ہری میں نہیں ملی کیونکہ اس نے رام چندر جی سے بھگتی کا بردان لے لیا تھا۔ بہت سے مُنی وہاں جمع ہو گئے تھے جب انھوں نے اس سدھار جانے والے منی کی خوش قسمتی دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور سب نے رام چندر جی کی عظمت کے راگ گائے اور کہا کہ یہ رحم کا سرچشمہ ہیں اور مصیبت کے ماروں کے حامی ہیں۔ اس کے بعد سری رام بن میں آگے بڑھ گئے اور کتنے ہی سادھو ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ ایک جگہ ہڈیوں کا ڈھیر دیکھ کر ان کا دل بہت دُکھی ہوا اور پوچھا "یہ کیسی ہڈیاں ہیں"۔ لوگوں نے کہا "یہ کیا بات ہے سوامی! کہ تم سب کچھ جانتے ہوئے ان کے بارے میں سوال کر رہے ہو۔ یہاں راکشش منیوں رشیوں کو نگل گئے ہیں"۔ جب انھوں نے یہ جواب سنا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ انھوں نے ہاتھ اٹھا کر سوگند کھائی کہ وہ انھیں روے زمین سے مٹا کے رہیں گے۔ اس کے بعد انھوں نے ہر ایک کی کٹیا میں جا کر ہر ایک کے دل کی آرزو پوری کی۔

منی اگستیہ کا ایک بڑا گیانی چیلا تھا۔ اسے رگھوپتی سے بڑا پیار تھا۔ ہر وقت وہ انھیں کے خیالوں میں گم رہتا تھا۔ اسے کسی اور دیوتا پر وشواس نہ تھا۔ جب اسے رام چندر جی کے آنے کا پتہ چلا تو وہ دوڑا۔ اس کے دل میں بس یہی خیال تھا کہ بے سہاروں کا سہارا رگھوپتی مجھ جیسے گناہگار پر دیا کریں گے بھی یا نہیں۔ سری رام

منی کے قدموں پہ سر جھکا کر رام چندر جی، جو دیوتاؤں، منیوں، انسانوں سب کے سوامی ہیں، جنگل کو چل دیے۔ سری رام آگے آگے تھے اور لچھمن پیچھے پیچھے۔ دونوں سادھوؤں کے لباس میں بڑے پیارے لگ رہے تھے۔ سیتا جی دونوں کے بیچ میں چل رہی تھیں۔ وہ ایسی ہی لگ رہی تھیں جیسے خوشحالی کی دیوی شری جو مایا کی طرح آب و تاب رکھتی تھی اور شیو اور جیو کے درمیان چل رہی تھی۔ دریا، پہاڑ، جھاڑیاں، پتھریلے راستے سب نے اپنے سوامی کو پہچان لیا اور ان کے لیے ہموار اور چکنا راستہ فراہم کر دیا۔ رگھوپتی جدھر سے گزرتے بادل ان کے سر پہ شامیانہ لگا دیتے۔ یہ تینوں راستہ طے کر ہی رہے تھے کہ راکشش درادھو کا سامنا ہو گیا اور نظر آتے ہی رگھوبیر نے اسے الٹ دیا۔ وہ موت کی گود میں جا سویا۔ سری رام نے اسے اس کے اپنے علاقے کو بھیج دیا۔ اب یہ تینوں منی شر بھنگ کی خدمت میں حاضر ہوئے منی نے رام چندر جی کا کنول سا چہرہ دیکھ کر اس طرح اس کا رس پیا جیسے شہد کی مکھی پھول کا رس پیتی ہے۔ واقعی شر بھنگ کی پیدائش قابلِ مبارکباد تھی۔

۱۳

"بھگوان شیو کے دل کی منسا جھیل میں تیرنے والے ہنس سری رام! سنو۔ میں تو برہما کی خدمت میں حاضر ہونے ہی والا تھا کہ مجھے اطلاع ملی سری رام اسی جنگل کو آ رہے ہیں۔ تب سے دن رات میں راستہ تکتا رہا۔ اب اپنے سوامی کو دیکھ کر میرے دل کو ٹھنڈک پہنچی۔ میرے اندر کوئی بھی خوبی نہیں لیکن آپ نے اپنا داس سمجھ کر مجھ پر عنایت کی۔ اپنے بھگتوں کی مدد کرنے کا جو آپ کا عہد ہے آپ نے وہ پورا کر دیا۔ اب اپنے اس غلام کی خاطر کچھ دنوں یہاں رہ جائیے۔ یہاں تک کہ میں اپنا یہ شریر چھوڑ کر آپ سے آملوں۔" یہ کہہ کر اس نے وہ سب کچھ پیش کر دیا جو اس نے یوگ، جاپ، یگیہ، تپ، برت کے ذریعے حاصل کیا تھا۔ اور رگھو کی خوشنودی حاصل کی۔ اس کے بعد

منی نے کہا "پربھو! یہ بتاؤ میں تمھاری پوجا کس طرح کروں۔ تمھاری شان اور خوبیاں بے حد و حساب ہیں اور میں عاجز۔ تم سورج ہو اور میں ایک ادنیٰ جگنو۔ میں اس سری رام کو پوجتا ہوں جس کا رنگ نیل کنول جیسا ہے۔ جس کے سر پر جٹاؤں کا تاج ہے، جو سادھوؤں کا سا لباس پہنے ہے، جس کے ہاتھ میں تیر، کمر میں ترکش اور کندھے پر کمان ہے۔ وہ آگ جو اَدھرم کے جنگل کو جلا ڈالتی ہے، وہ سورج جو سادھوؤں کے کنول جیسے دل کو کھلا دیتا ہے۔ وہ شیر جو راکششوں کے ہاتھیوں کو فنا کر دیتا ہے۔ وہ باز جو بے یقینی کے پرندوں کو شکار کر لیتا ہے۔ وہ سدا ہماری رکشا کرے۔ میں اُس سری رام کا پجاری ہوں جس کی روشن آنکھیں سرخ کنول کے مانند ہیں۔ جو سیتا کی چکور جیسی آنکھوں کے لیے چودھویں کا چاند ہے اور جو ہنس کی طرح شیو جی کے دل کی منسا جھیل میں تیرتا رہتا ہے۔ جس کے بازو لمبے اور سینہ کشادہ ہے۔ جو آواگون سے نجات دلاتا ہے اور دیوتاؤں کو خوشی بخشتا ہے وہ ہماری حفاظت کرے۔ وہ پاک ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اپنے پجاریوں کے لیے وہ منتیں پوری کرنے والے درخت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بازو کی قوت بے اندازہ ہے اور اس کے ہتھیار حق و صداقت کی حفاظت کے لیے ہیں۔ غرض وہ رام جس کے نام سے کالی جگ کی برائیاں اور مصیبتیں دفع ہو جاتی ہیں وہ مجھ پر مہربان رہے۔"

رام چندر جی مُنی کی ان باتوں سے خوش ہوئے اور انھوں نے ایک بار پھر منی کو سینے سے لگایا۔ اور بولے "منی! میں تجھ سے بہت خوش ہوں اور تو جو بھی بردان مانگے دینے کے لیے تیار ہوں۔" منی نے جواب دیا "میں نے آج تک کوئی بردان نہیں مانگا اس لیے نہیں جانتا کہ کیا مانگنا چاہیے اور کیا نہیں۔ اس لیے بھگوان! جو تم مناسب سمجھو وہ دے دو۔" وہ بولے "زندگی کی دانشمندی اور نیکی تجھے حاصل ہو جائے۔ تجھے عقیدت مندی اور روحانی دانشمندی بھی نصیب ہو۔" اس کے بعد وہ مُنی

اور ان کے چھوٹے بھائی مجھے اپنے غلام کی حیثیت سے قبول کرلیں گے یا نہیں۔ میرا وشواس بھی مضبوط نہیں، نہ عقیدت کی روشنی میرے اندر موجود ہے۔ نہ میں نے سادھوؤں کی طرح یوگ اور جاپ کیا ہے، نہ اور مذہبی فرض ادا کیے ہیں۔ مجھے صرف ایک بات پر بھروسا ہے۔ سری رام اپنے بھگتوں کو نوازتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آج ان کے درشن ہو جائیں اور میری آنکھوں کی پیاس بجھ جائے۔" یہ ہوشیار سادھو بھگوان کی محبت کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا۔ اے پاربتی! اس کی حالت بیان نہیں کی جا سکتی۔ اسے راستے کا بھی ہوش نہ تھا۔ کبھی پیچھے کو مڑتا اور بے تحاشا بھاگنے لگتا، کبھی ناچتا، کبھی سری رام کی تعریف کے گانے گاتا۔ اس وقت وہ بہت شدید محبت میں ڈوبا ہوا تھا۔ رگھوپتی نے ایک درخت کے پیچھے چھپ کر اس کا حال دیکھا۔ جب انھوں نے اسے اتنی محبت میں سرشار پایا تو وہ اس کے دل میں نمودار ہو گئے۔ وہ راستے کے بیچ میں بے حس وحرکت بیٹھ گیا اور اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ رگھوپتی نے اسے طرح طرح اٹھانا چاہا مگر اس پر ایک طرح کا سکتہ طاری تھا۔ اب انھوں نے اس کے دل میں اپنی چار بازوؤں والی ہستی ظاہر کی۔ اب اس پر ایک طرح کی تکلیف گزری اور وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس وقت اس کی کیفیت اس سانپ کی سی تھی جس کا منکا چھن گیا ہو۔ لیکن اپنے سامنے سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی کو دیکھا تو اس پر عجب طرح کی خوشی طاری ہوئی اور وہ لکڑی کے لٹھے کی طرح ان کے قدموں پر گر پڑا۔ رگھوبر نے اسے زبردستی اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔ سادھو اس طرح ان کے سینے سے ملا جیسے تملا کا پیڑ سونے کے درخت سے۔ اس کے بعد وہ کھڑا ہوا اس طرح ان کے قدموں کو دیکھتا رہا جیسے وہ آدمی نہ ہو تصویر ہو۔ خود پر قابو پا لینے کے بعد اس نے بار بار سری رام کے قدم چھوئے اور پھر اپنی کٹیا میں لے جا کر طرح طرح اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

اندر رہتی ہیں۔ وقت کی بے رحم آتما ان پھلوں کو کھا جاتی ہے۔ لیکن وہ بھی تمھارے خوف سے کانپتی رہتی ہے۔ تم تو سب راجاؤں کے راجا ہو۔ اس کے باوجود تم مجھ سے اس طرح سوال کر رہے ہو جیسے تم کوئی معمولی آدمی ہو۔ میں تم سے یہ بردان مانگتا ہوں کہ تم، تمھارا چھوٹا بھائی اور سیتا جی ہمیشہ میرے دل میں موجود رہیں۔ اور مجھے تمھارے قدموں سے ہمیشہ پیار رہے۔ میں تمھیں برہما جیسا مانتا ہوں جو صرف سادھوؤں اور رشیوں کے دل میں ہی بستا ہے لیکن میری خواہش یہی ہے کہ تم میرے دل میں سمائے رہو۔ تم نے اپنے غلاموں کو ہمیشہ ابھارا ہے۔ شاید اسی لیے تم نے مجھ سے مشورہ کرنا مناسب سمجھا۔ رگھوپتی! ایک متبرک مقام ہے جسے پنچ وٹی کہا جاتا ہے۔ دَنک کے جنگل کو اپنے قدموں سے پاک کر دو اور اسے شُکراچاریہ کے شراپ سے نجات دلا دو۔ وہاں رہ کے سب منیوں رشیوں پر اپنی عظمت واضح کر دو۔" منی کی اجازت لے کر رام چندر جی فوراً روانہ ہو گئے اور ذرا دیر میں پنچ وٹی کے نزدیک پہنچ گئے۔ وہاں وہ گدھوں کے راجا جٹایو سے ملے اور طرح طرح سے اس سے دوستی قائم کی۔ گوداوری کے قریب انھوں نے قیام کیا اور وہاں پھونس کی ایک جھونپڑی بنائی۔

جب سے سری رام نے وہاں رہنا شروع کیا، سادھو ہنسی خوشی وہاں رہنے لگے۔ اور ساری فکروں سے آزاد ہو گئے۔ وہاں کے پہاڑ، جنگل، ندیاں اور جھیلیں سب پہلے ہی خوبصورت تھے اور اب تو وہ روز بروز اور خوبصورت ہوتے جاتے تھے۔ چڑیاں اور ہرن خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ شہد کی مکھیاں خوشی سے بھنبھناتی پھرتی تھیں اس وقت جنگل کی خوبصورتی کا جو عالم تھا اسے شیش بھی بیان نہیں کر سکتا۔ ایک دن وہ آرام سے بیٹھے تھے کہ لچھمن جی ان سے یوں مخاطب ہوئے "اے دیوتاؤں کے دیوتا، انسانوں سادھوؤں، جانداروں اور بے جانوں کے آقا! میں تمھیں اپنا مالک سمجھ کے ایک سوال

بولا "پربھو! مجھے جو کچھ چاہیے تھا وہ حاصل ہو گیا۔ بس یہ اور چاہتا ہوں کہ تم مع تیر کمان کے اور تمھارا چھوٹا بھائی اور جنک سُتا میرے دل میں براجمان رہیں۔"

"ایسا ہی ہو" سری رام نے جواب دیا اور خوشی خوشی منی اگستیہ کی کُٹیا کی طرف روانہ ہو گئے۔ "بہت دن ہو گئے جب سے میرے گورو اس کُٹیا میں آئے ہیں میں نے ان کے درشن نہیں کیے۔ اب میں تمھیں ساتھ لے کر ان کے پاس جاؤں گا۔" اس رحم و کرم کے سرچشمے نے مُنی کی چالاکی کو سمجھ لیا۔ جب انھوں نے مُنی کو ساتھ لے لیا تو دونوں بھائی مسکرا دیے۔ وہاں پہنچ کر مُنی نے گورو کے درشن کیے، ان کے قدموں پر سر جھکایا اور سیتا جی اور لچھمن جی کے آنے کی خبر سنائی۔ وہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور انھیں دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اور ان کے آنے پر اپنی خوش نصیبی پر ناز کرنے لگا۔ جتنے سادھو وہاں موجود تھے سبھی کے دل کی مُراد بر آئی۔ جب رام چندر جی ان سادھوؤں کے درمیان بیٹھے تھے تو وہ سب انھیں ایسی پیار بھری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جیسے چکوری چاند کو دیکھتی ہے۔

سری رام مُنی سے یوں مخاطب ہوئے "پربھو! مجھے تم سے کیا چھپانا ہے۔ تم خود جانتے ہو کہ میں یہاں کس غرض سے آیا ہوں۔ مجھے اب یہ صلاح دو کہ میں سادھوؤں کے دشمنوں کو کس طرح ختم کر سکتا ہوں۔" مُنی نے رام چندر جی کی یہ بات سُنی تو وہ مسکرایا۔ "پربھو! تم نے یہ سوال مجھ سے کیوں پوچھا؟ اے گناہوں کو نیست و نابود کر دینے والے! یہ بھی تمھارا ہی کرم ہے کہ مجھے تمھارے بارے میں تھوڑا بہت کچھ معلوم ہے تمھاری مایا اُدمبرا کے زبردست درخت کے مانند ہے۔ بے شمار دنیائیں اس درخت کے پھلوں کی طرح ہیں۔ جاندار اور بے جان چیزیں ان کیڑوں کی طرح ہیں جو پھلوں کے

کیا چیز ہے جس کے ذریعے آسانی سے مجھ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آدمی کسی سادھو کے قدموں سے گہری عقیدت پیدا کرے۔ دوسرے یہ کہ جس طرح ویدوں میں لکھا ہے آدمی اپنا کام اور اپنا فرض پورا کرے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی دنیا کے لہو و لعب سے خود کو محفوظ رکھے۔ یہ چیز آدمی کو مجھ سے بہت دور رکھتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مجھے اپنا باپ، ماں، عزیز، سوامی اور دیوتا مانے اور میری خدمت کے لیے مستحکم رہے۔ جب وہ میرا گن گائے تو فرطِ عقیدت سے اس کا جسم کانپنے لگے، اس کی آواز گلوگیر ہو جائے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ پھر یہ کہ وہ لالچ، حرص، غرور، ریاکاری اور دوسرے عیبوں سے پاک ہو۔ طلب کرنے پر میں اپنے ہر بھگت (عقیدت مند) کی مدد کے لیے موجود ہوتا ہوں۔ جو بے غرضی کے ساتھ جی جان سے میری پوجا کرتے ہیں میں ان کے کنول جیسے دل کے اندر رہتا ہوں۔"

لچھمن جی نے بھگتی پر پربھو کی یہ گفتگو سنی تو عقیدت سے ان کے قدموں پر سر جھکا دیا۔ اس طرح کچھ دن مذہب، اخلاق، عبادت، ادھادن، گیان، سیاست پر وہ گفتگو کرتے رہے اور دن بیتتے رہے۔ لنکا کے راکشش راجا راون کے ایک بہن تھی۔ جس کا نام تھا سوپنکھا۔ وہ ناگ کی طرح ظالم اور دل کی بُری تھی۔ ایک بار وہ پنچاوتی گئی اور وہاں دونوں راجکماروں کو دیکھ کر محبت کی تکلیف میں مبتلا ہو گئی۔ بدکردار عورت جب خود اپنے باپ، بھائی یا بیٹے کو دیکھتی ہے تو وہ اپنے دل کی حرص کو دبا نہیں سکتی۔ اس کی کیفیت سورج پتھر کی سی ہوتی ہے جو سورج کو دیکھ کر آگ اگلنے لگتا ہے۔ وہ حسین صورت بنا کر پربھو کے پاس گئی اور طرح طرح سے مسکرا مسکرا کر یہ باتیں کہنے لگی: "سنسار میں تم جیسا کوئی مرد اور مجھ جیسی کوئی عورت نہیں۔ بھگوان نے یہ جوڑا بہت سوچ سمجھ کے بنایا ہے۔ میں نے تمام سنسار کو چھان مارا لیکن مجھے اپنے جوڑ کا کوئی نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ابھی

کرتا ہوں۔ وہ کیا صورت ہے کہ میں سب چیزوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے قدموں کی دھول کی پوجا کروں۔ سچی عقل کس طرح حاصل کروں اور مایا (فریب) سے کس طرح نجات پاؤں۔ یہ بھی بتلایئے کہ بھگتی حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ بھگوان اور انفرادی آتما میں کیا فرق ہے۔ یہ سب میں اس لئے جاننا چاہتا ہوں کہ میرا غم اور بے یقینی ختم ہو جائے اور میں جی جان سے آپ کے قدموں پر نثار ہوتا رہوں"۔

"سنو پیارے بھائی! میں ہر چیز بہت مختصر کر کے بیان کر دوں گا اور یہ تمہارے ذہن نشین ہو جائے گی۔ 'میں'، 'میرا'، 'تو' اور 'تیرا' یہ سب مایا (فریب) ہے جو انسان پر قابو پا لیتی ہے۔ علم اور لاعلمی دونوں خطرناک چیزیں ہیں۔ لاعلمی بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ علم کی اپنی کوئی طاقت نہیں ہوتی اسے پربھو ہی آگے بڑھاتا رہتا ہے۔ روحانی دانشمندی سب سے بڑی چیز ہے اور تمام عیبوں سے پاک صاف ہے۔ جو آدمی فوقِ فطری قوتوں اور تینوں گنوں سے نجات پا لے اس کا رتبہ بلند ہے۔ جیو کہلانے کا حقدار وہی ہے جسے نہ مایا کی خبر ہو، نہ بھگوان کی اور نہ خود اپنی۔ اور شیو بھگوان وہ ہے جو قید اور آزادی عطا کرتا ہے اور مایا کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

"نیک کاموں سے دھرم حاصل ہوتا ہے اور یوگ سے گیان۔ گیان سے مکتی ملتی ہے۔ ویدوں میں یہی بتایا گیا ہے۔ اور پیارے بھائی! جس چیز سے میرا دل پگھل کر موم ہو جاتا ہے وہ سچی عقیدت ہے۔ اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں۔ اسی پر جَنّ (ذاتِ مطلق) اور وِجَنّ (ذاتِ متصف) کا دار و مدار ہے۔ بھگتی کا کسی چیز سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ ساری خوبیوں کی جڑ ہے۔ کسی رشی منی یا سادھو کی مدد سے ہی اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اب میں تمھیں یہ بھی بتا دوں کہ بھگتی (عقیدت)

وہ چیختے، چنگھاڑتے اور ہوا میں کودتے پھاندتے تھے۔ اس فوج کو دیکھ دیکھ کر دونوں بھائی بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک بولا "دونوں بھائیوں کو پکڑ لو اور پھر انھیں مار ڈالو۔ اس کی عورت کو لے چلو۔" اس فوج کے پیروں سے جو دھول اڑ رہی تھی اس سے آسمان اٹ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر سری رام نے اپنے چھوٹے بھائی کو بلا کر کہا کہ "جنک کی بیٹی کو کسی پہاڑی گپھا میں لے جاؤ۔ یہ بھینکر سپاہیوں کی فوج ہے۔ ہوشیار رہو۔" بھائی نے رام چندر جی کے حکم کی تعمیل کی۔ تیر کمان لے کر وہ سیتا کے ساتھ ایک محفوظ جگہ پر لے گیا۔ جب رام چندر جی نے دیکھا کہ دشمن آگے بڑھ آئے ہیں تو وہ مسکرائے اور اپنی ناقابلِ تسخیر کمان لٹکائی۔ جب انھوں نے اپنی جٹائیں سر پر لپیٹیں تو ایسا لگا جیسے دو ناگ آپس میں گتھے ہوئے ہوں۔ انھوں نے ترکش کمر سے کسا، اپنے لمبے بازو سے کمان سنبھالی اور تیر درست کر لیے۔ انھوں نے دشمن کی فوج کو اس طرح دیکھا جیسے بپھرا ہوا شیر ہاتھیوں کے جھنڈ کو دیکھتا ہے۔ اُدھر سے طاقت ور دشمن "پکڑ لو — پکڑ لو" کرتے ہوئے ایسے آگے بڑھے جیسے سورج کو دیو چاروں طرف سے گھیر لیں۔

جب حملہ آور دشمنوں نے سری رام کو دیکھا تو وہ تیر نہ چھوڑ سکے اور ان کے جسم اپنی طاقت کھو بیٹھے۔ کھر اور دشن نے اپنے منتریوں کو بلایا اور کہا "یہ راجکمار کوئی بھی ہو لیکن سب کا سرتاج ہے۔ ہم نے ناگا، دیوتا، آدمی، سادھو جن جن کو دیکھا جن سے لڑے اور جن کو مار ڈالا یہ ان سب سے نرالا ہے۔ ایسا خوبصورت آدمی ہم نے نہیں دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے ہماری بہن کی صورت بگاڑ دی پھر بھی یہ لاثانی آدمی ہے۔ اسے مارنا نہ چاہیے۔" انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہا "جاؤ اور اس سے کہو کہ جس عورت کو کہیں تم نے چھپا رکھا ہے اسے ہمارے حوالے کر دو اور اپنے بھائی کو لے کر گھر واپس چلے جاؤ۔ اس پیغام کا جو وہ جواب دے وہ لے کر فوراً واپس آؤ۔" ان کے

تک کنواری رہی۔ تمھیں دیکھ کر مجھے ذرا سا اطمینان ہوا ہے۔" رگھوپتی نے سیتا جی پر نظر ڈالی اور صرف اتنا کہا "میرا چھوٹا بھائی کنوارا ہے۔" وہ لچھمن کے پاس پہنچی۔ وہ جان گئے کہ یہ ان کے دشمن کی بہن ہے۔ انھوں نے اپنے سوامی کی طرف دیکھا اور بڑی نرمی سے بولے "سن اے حسین عورت! میں نوکر ہوں اور اپنے مالک کا پابند۔ اس لیے تجھے کوئی خوشی نہیں دے سکتا۔ میرا مالک بڑی قدرت والا ہے اور اجودھیا کا راجا ہے۔ وہ ایسا ہی کام کرتا ہے جو اس کی شان کے شایان ہو۔ آدمی کو اس سے وہی کچھ چاہنا چاہیے جس کے وہ قابل ہو۔" وہ پھر رام کی طرف گئی اور انھوں نے پھر اسے لچھمن کی طرف لوٹا دیا۔ اب لچھمن جی بولے "تجھ سے صرف وہی شادی کر سکتا ہے جس نے شرم و حیا کو طاق میں رکھ دیا ہو۔" اب تو وہ غضبناک ہو کر سری رام کی طرف گئی اور اپنا بھیانک روپ دکھایا۔ رام چندر جی نے دیکھا کہ سیتا جی خوف زدہ ہو گئی ہیں تو انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو اشارہ کیا۔ لچھمن جی نے بڑی پھرتی سے اس کے ناک کان کاٹ لیے اور اس طرح راون کو چنوتی (چیلنج) دے دی۔

ناک کان کے بغیر وہ بڑی ڈراونی لگنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی پہاڑ ہو جس سے گیرو بہہ رہا ہو۔ وہ روتی پیٹتی کھر اور دوشن کے پاس گئی اور ان سے کہا۔ "بھائیو! ڈوب مرو۔ نہ تم میں طاقت ہے نہ مردانگی۔" جب انھوں نے پوچھا تو اس نے ساری تفصیل بیان کر دی۔ یہ سن کر انھوں نے بھاری فوج جمع کی۔ یہ طرح طرح کے بھیانک سپاہیوں (راکشسوں) کی بھیڑ تھی جس کے پاس طرح طرح کا اسلحہ اور سواریاں تھیں۔ سوپنکھا کو انھوں نے سب سے آگے رکھا جس کے نہ کان تھے اور نہ ناک۔ اس طرح اس فوج سے ہی نحوست برستی تھی۔ راستے میں طرح طرح کے برے شگن دکھائی دیے لیکن انھوں نے اس پر دھیان ہی نہ دیا۔ ان کی تو قسمت ہی میں موت لکھی تھی۔

موڑ کے بھاگ نکلے۔ یہ دیکھ کر تینوں بھائی (لکھن، دوشن اور تری شرا) غصّے سے آگ بگولا ہو گئے۔ " جو کوئی میدان جنگ سے بھاگے گا وہ خود ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا" یہ سن کر ان کے سپاہی لوٹے اور انھوں نے مرنے کی ٹھان لی۔ ہر طرح کے ہتھیاروں سے لیس وہ رام چندر جی پر لوٹ پڑے۔ انھوں نے دیکھا کہ دشمن کے سپاہی غصّے سے پاگل ہو رہے ہیں تو ——— وہ مہلک تیر کمان میں جوڑ جوڑ کے چلانے لگے۔ دشمن زمین پر ڈھیر ہوتے جاتے تھے۔ ہاتھ پاؤں اور جسم کے حصّے کٹ کٹ کے الگ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے جسم کے حصّے ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ان کے جسم میں تیر چھدتے تھے تو چیخیں نکل جاتی تھیں۔ سارے سپاہیوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور ان کے بے سر جسم زمین میں لوٹ رہے تھے۔ ان کے سروں پر چیلیں اور کوّے منڈلا رہے تھے اور گیدڑ ڈراونی آوازیں نکال رہے تھے۔

گیدڑ چلا رہے تھے۔ بھوت پریت اور چڑیلیں کھوپڑیوں کے پیالوں میں خون بھر رہی تھیں۔ خبیث روحیں مقتولوں کے سروں سے باجا بجا رہی تھیں اور لوگنیاں ناچ رہی تھیں۔ سری رام کے اچوک بانوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیے تھے۔ لیکن یہ مردے ذرا دیر میں پھر اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور " دوڑو۔ پکڑو" کا شور مچانے لگتے تھے۔ میدان جنگ کے اوپر گدھ منڈلا رہے تھے اور مردوں کے جسموں کے ٹکڑے لے کر اڑ رہے تھے۔ جو زخمی پڑے تھے وہ درد سے چیخ چلا رہے تھے۔ اپنی فوج کو مشکل میں دیکھ کر تری شرا، کھر اور دوشن سری رام کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان گنت سپاہیوں نے رگھوبیر پر تیر، بلّم، بھالے اور کلہاڑے پھینکے مگر سری رام نے انھیں الٹا دیا اور پھر اپنے تیر چلائے۔ دشمن کے ایک ایک سردار کے سینے میں دس دس تیر پیوست ہو گئے۔ یہ لوگ بے دم ہو کر زمین پر گر پڑے لیکن اگلے ہی لمحے زندہ ہو کر

آدمیوں نے سری رام کے پاس جاکر یہ پیغام سنایا۔ وہ یہ سن کر مسکرائے اور بولے "ہم پیدائشی چھتری ہیں اور اس بن میں شکار کے لیے نکلے ہیں۔ جیسے لوگ تم ہو ہمیں ایسے ہی شکار کی تلاش ہے۔ ہم دشمنوں کی طاقت کو دیکھ کر ڈرتے نہیں۔ ایک بار موت بھی ہمارے سامنے آجائے تو ہم اس کا مقابلہ کریں۔ ہم انسان ہیں مگر راکششوں کا صفایا کرنے والے ہیں۔ سادھوؤں کی رکشا کرنا ہمارا دھرم ہے اور ان کے دشمنوں کا صفایا کرنا ہمارا مقصد۔ اگر تم میں لڑنے کی طاقت نہیں تھی تو تمھیں لوٹ جانا چاہیے تھا۔ جو دشمن میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے میں کبھی اسے نہیں مارتا۔ اب جب تم لڑنے کے لیے آ ہی گئے ہو تو چالاکیاں دکھانا اور دشمن پر ترس کھانا بے کار ہے۔" قاصد یہ جواب لے کر لوٹ گئے۔ کھر اور دوشن کو انھوں نے پوری بات بتادی۔ یہ جواب سن کر وہ دونوں آگ بگولہ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہا "اسے پکڑ لو" یہ سن کر ان کے سپاہی تیر، کمان، بھالے، بلّم، گرز اور کلہاڑے لے کر دوڑ پڑے۔ سری رام نے اپنی کمان کو ایک زبردست جھٹکا دیا جس کی آواز نے دشمن کے کان بہرے کر دیے۔ ان کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اور جسم میں بالکل سکت نہ رہی۔ یہ دیکھ کر ان کا مقابلہ ایک طاقت ور دشمن سے ہے کھر اور دوشن کے سپاہی ڈر ڈر کے آگے بڑھتے تھے اور دور دور سے طرح طرح کے ہتھیار اور گولے سری رام پر برساتے تھے۔ لیکن سری رام نے ان کے ٹکڑے کر دیے اور وہ کمان کے چلّے کو اپنے کان تک کھینچ کھینچ کے تیر چھوڑ رہے تھے۔

رام چندر جی کی کمان سے نکلے ہوئے خوفناک تیر پھنکارتے ہوئے سانپوں کی طرح دشمن پر گرتے تھے۔ وہ غصّے میں بھر گئے اور ان کی کمان سے تیر تیزی کے ساتھ نکلنے لگے۔ جب دشمن کے سپاہیوں نے تیروں کو ایسا اچوک پایا تو وہ بیٹھ

تمھارے جیتے جی میری یہ حالت ہو کیا یہ مناسب ہے؟"

یہ سن کر درباری گھبرا کے اٹھے، اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور اسے دلاسا دینے لگے۔ لنکا کے راجا نے پوچھا "مجھے بتا، تیرے ساتھ کیا ہوا۔ تیرے ناک کان کس نے کاٹ لیے؟" "اجودھیا کے راجا دشرتھ کے بیٹوں نے جن کی حیثیت انسانوں میں شیروں کی سی ہے اور جو شکار کرنے کے لیے جنگل میں آئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ زمین کو دیووں سے پاک کر کے رہیں گے۔ اے دس سروں والے راون! ان کے زورِ بازو پر بھروسا کر کے سادھو بے خوف آزاد گھوم رہے ہیں۔ ان کی عمریں دیکھنے میں کم ہیں پھر بھی وہ موت کی طرح خوفناک ہیں۔ تیر اندازی میں وہ ماہر ہیں اور دوسرے فنوں میں بھی مشتاق ہیں۔ دونوں بھائی طاقت میں لاثانی ہیں اور برائی کا دنیا سے خاتمہ کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ منیوں اور دیوتاؤں کے لیے وہ خوشی کا سرچشمہ ہیں۔ بڑا جو بہت سندر ہے رام کہلاتا ہے۔ ایک جوان لڑکی اس کے ساتھ ہے۔ بھگوان نے اسے حُسن کی مورت بنایا ہے۔ لاکھوں رتیاں (محبت کے دیوتا کی بیتنیاں) بھی اس کے آگے ہیچ ہیں۔ اس کے چھوٹے بھائی نے ہی میرے ناک کان کاٹ لیے اور جب اسے پتہ چلا کہ میں تمھاری بہن ہوں تو اس نے میرا مذاق اڑایا۔ جب کھر اور دوشن کو میرے ساتھ کی گئی اس زیادتی کا پتہ چلا تو وہ بدلہ لینے کے لیے گئے لیکن رام نے ذرا دیر میں ساری فوج کو کاٹ ڈالا۔" دس سر کا دیو راون یہ سب سن کر غصّے سے پھنکنے لگا۔ اس نے سوپنکھا کو طرح طرح سے دلاسا دیا اور اپنی طاقت کی ڈینگیں مارنے لگا لیکن جب وہ اپنے محل کو گیا تو پریشان تھا اور ساری رات سو نہ سکا۔

وہ سوچنے لگا "دیوتاؤں، انسانوں، دیووں، ناگاؤں میں کوئی ایسا نہیں

پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑائی میں شریک ہو گئے۔ دیوتاؤں نے جب یہ دیکھا کہ رام چندر جی کے دشمنوں کی تعداد چودہ ہزار ہے اور رام چندر جی اکیلے ہیں تو وہ خوف سے لرز گئے۔ جب سری رام نے دیوتاؤں اور سادھوؤں کو خوف زدہ پایا تو انھوں نے ایک زبردست چمتکار دکھایا دشمنوں کو اپنے ساتھی رام چندر جی کی شکل کے دکھائی دینے لگے اور وہ آپس میں لڑنے لگے اور کٹ مرے۔ دیوتا خوشی سے پھول برسانے لگے اور آسمان میں فتح کے شادیانے بجنے لگے اور دیوتا سری رام کے گن گاتے ہوئے روانہ ہو گئے۔

جب رگھوناتھ نے دشمن کو میدانِ جنگ میں شکست دیدی تو دیوتاؤں، منیوں، انسانوں سب کو فکر سے نجات مل گئی۔ لچھمن سیتا جی کو واپس لے آئے اور بھائی کے قدموں پر گر پڑے۔ انھوں نے خوش ہو کر انھیں گلے لگا لیا۔ سیتا جی اپنے پتی کا خوبصورت بدن دیکھتی رہیں مگر ان کی آنکھوں کی پیاس نہ بجھی۔ اس طرح پنچھاوتی میں رہتے ہوئے رگھوپتی نے ایسے کام کیے جن سے دیوتا اور منی یکساں طور پر خوش ہوئے۔ کھر اور دوشن کی تباہی دیکھ کر شورپنکھ راون کے پاس پہنچی اور اُسے سری رام کے خلاف اکسایا۔ اس نے بہت غصے کے عالم میں یہ الفاظ ادا کیے: تم نے اپنی حکومت اور اس کے معاملات کا خیال چھوڑ دیا ہے۔ دن رات تم سوتے، شراب پیتے اور عیش کرتے ہو۔ دشمن دروازے دستک دے رہا ہے اور تم بالکل بے خبر ہو۔ راج نیتی کی سوجھ بوجھ نہ ہو تو تخت تاج بیکار ہے، فیاضی کے بغیر دولت بیکار ہے، وہ نیک کام جو ہری کے لیے نہ کیے گئے ہوں بے فائدہ ہیں، وہ علم جو عقل نہ دے بے مقصد ہے۔ برے مشورے سے راجا کا راج، دھوکے سے عقل، شراب سے اخلاق، محبت کے نہ ہونے سے دوستی جاتی رہتی ہے میں نے تو یہی سنا ہے۔ دشمن، بیماری، آگ، مالک اور سانپ کو حقیر سمجھ کر نظر انداز نہ کر دینا چاہیے۔" یہ کہہ کے وہ رونے لگی اور بولی "میرے دس سروں والے بھائی!

راون نے بڑے غرور کے ساتھ ساری کہانی سنا دی۔ اور یہ بھی کہا "تم ہرن کی شکل بنا لو تاکہ میں راجکماری کو ہرن کر کے لا سکوں۔" ماریچ نے اسے سخت سست کہا۔ بولا "سنو راون! وہ (سری رام) اس وقت انسان کے روپ میں ہیں، لیکن، بیٹے بلا شبہ ہیں وہ بھگوان۔ وہ سنسار کے سارے جانداروں اور بے جانوں کے سوامی ہیں۔ ان سے لڑائی نہیں لڑی جا سکتی۔ جب تک وہ چاہیں اس وقت تک ہماری زندگی ہے اور جب وہ چاہیں تب ہم مر جائیں گے۔ یہی دونوں راجکمار منی وشوامتر کے یگیہ کی رکشا کرنے کے لیے گئے تھے۔ وہاں جب سری رام نے بے سر کا ایک تیر میرے مارا تو میں ایک لمحے میں آٹھ سو میل دور جا کر پڑا۔ انھیں غصہ دلانا ٹھیک نہیں۔ جب میں ان دونوں بھائیوں کا تصور کرتا ہوں تو مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں بھرنگ کے جالے میں پھنسا ہوا ایک کیڑا ہوں۔ اگر وہ انسان بھی ہیں تو ان کی طاقت بے حساب ہے اور ان سے دشمنی مول لینا غلط ہے۔ لیکن کیا وہ انسان ہو سکتا ہے جس نے ذرا دیر میں تاڑکا اور سباہو کو مار ڈالا، شیوجی کی کمان توڑ دی، کھر، دوشن اور تری شرا کو فنا کر دیا؟

"اس لیے اگر تم اپنی نسل کی بھلائی چاہو تو اپنے گھر کو واپس لوٹ جاؤ۔" راون نے جب یہ سنا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور ماریچ کو بے شمار گالیاں دیں۔ "بیوقوف! تو مجھے اس طرح صلاح دے رہا ہے جیسے میرا گورو ہو۔ بتا، دنیا کا وہ کون سا جنگ جو ہے جو میری برابری کر سکے۔" ماریچ نے اپنے دل میں سوچا "نو آدمیوں سے دشمنی کرنی ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے جو ہتھیار چلانے میں ماہر ہو، اس سے جسے کوئی راز معلوم ہو، طاقتور آقا سے، احمق سے، دولت مند سے، وید سے، ہجو نگار سے، شاعر سے، باورچی سے۔ دونوں طرف اسے موت دکھائی دی۔ آخر اس نے طے کیا کہ رگھوپتی کے چرنوں میں شرن لینی چاہیے۔" اگر میں اس سے اور بحث کرتا ہوں تو یہ خبیث مجھے مار ڈالے گا۔

ہے جو میرے نوکروں کا مقابلہ کر سکے۔ کھر اور دوشن اتنے ہی طاقت ور تھے جتنا خود میں۔ بھگوان کے سوا انھیں کون مار سکتا تھا۔ اگر یہ صحیح ہے کہ بھگوان زمین پر اتر آئے ہیں تو میں خود جاؤں گا اور جم کر ان سے جنگ کروں گا اور ان کے تیروں کا نشانہ بن جاؤں گا۔ یہ شریر بھگتی کے لیے تو بنا ہی نہیں۔ اس کے خمیر میں اگیان اور تمس بھری ہوئی ہے۔ اور اگر وہ راجکمار انسان ہیں تو میں ان دونوں کو جنگ میں ہرا دوں گا، اور اس دلہن کو لے آؤں گا۔" یہ ارادہ کر کے وہ رتھ میں سوار ہوا اور اکیلا سمندر کے کنارے کی طرف چل دیا۔ جہاں ماریچ رہتا تھا۔ اب سنو، اوما! رام نے جو ترکیب کی۔ جب لچھمن کند، پھل، مول جمع کرنے کے لیے جنگل کو چلے گئے تو وہ رحم و خوشی کا مجسمہ جنک کی بیٹی سے یوں مخاطب ہوا:

"تم مجھے بہت عزیز ہو کیونکہ تم میری بہت وفادار ہو۔ مجھے ایک کام کے لیے جانا ہے میں تمھارے لیے آگ کا حصار بنا دوں گا۔ جب تک میں دیووں کا خاتمہ کر کے لوٹ نہ آؤں اس وقت تک تم اسی کے اندر ٹھہرنا۔" جوں ہی سری رام نے یہ بتایا سیتا جی نے اپنے پتی کے پیروں کی دھول سر پہ رکھی اور فوراً آگ کے حصار میں داخل ہو گئیں لیکن ان کی ایک پرچھائیں جو بالکل انھیں کی طرح تھی۔ سندر اور سوشیل۔ وہ ان کے ساتھ آگ کے حصار سے باہر ہی رہ گئی۔ رام چندر جی نے کیا کیا یہ بھید لچھمن کو بھی معلوم نہ تھا۔ اُدھر دس سروں والا راون ماریچ کے پاس جا پہنچا۔ وہ خودغرض اور بدطینت تو تھا ہی۔ ذلیل کا انکسار مکاری ہوتا ہے، بدمعاش کی دوستانہ گفتگو خطرناک ہوتی ہے اور بھوانی! جو پھول موسم کے خلاف کھلتے ہیں وہ بھی اچھے نہیں ہوتے۔ پوجا کرنے کے بعد ماریچ نے راون کے آنے کا سبب پوچھا۔ "میرے بیٹے! تم اتنے پریشان کیوں ہو کہ اتنی دور اکیلے چلے آئے؟"

چندر جی کو تو اس کے دل کا حال معلوم تھا۔ انھوں نے اسے وہ درجہ دیا جو دوسروں کے لیے رشک کے لائق تھا۔ دیوتاؤں نے بے شمار پھول برسائے اور پربھو کے گن گائے۔

اس کو مارنے کے بعد رگھوپتی واپس آئے۔ تیر کمان ان کے ہاتھ میں تھا — اور ترکش ان کی کمر سے بندھا ہوا تھا۔ سیتا جی نے چیخ سنی تو وہ ڈر گئیں اور لچھمن سے بولیں : "جلدی جائیے۔ تمھارا بھائی بہت خطرے میں ہے۔" لچھمن مسکرائے اور بولے "سن ماں! سری رام کے ابرو کے ایک اشارے سے سارا عالم ختم ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خود خطرے میں ہوں ؟" لیکن جب سیتا جی بہت پریشان ہوئیں اور ان سے جانے کو کہا تو ان پر بھی اثر ہوا اور یہی ہری کی مرضی تھی۔ انھوں نے سیتا جی کو دیوتاؤں کی امان میں چھوڑا اور خود ادھر روانہ ہوئے جدھر رام چندر جی گئے تھے۔

وہ رام چندر جی جو راون کے لیے ایسے ہی تھے جیسے چاند کے لیے کیتو۔ جب سیتا جی اکیلی رہ گئیں تو دس سروالے راون نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور فقیر کا روپ لے کر ان کی کٹیا کے پاس آیا۔ وہ راون جس کے خوف سے دیوتا اور دیو یکساں طور پر کانپتے تھے اور جس کی وجہ سے وہ نہ دن کو کچھ کھاتے تھے نہ رات کو سو پاتے تھے۔ وہ چوروں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا ہوا اپنا منصوبہ پورا کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

جب کوئی برائی کے راستے پر قدم رکھتا ہے تو اے گرودا ! (پرندوں کا راجا)

تو پھر میں سری رام کے تیروں سے کیوں نہ مارا جاؤں؟" دل میں یہ سوچ کر وہ راون کیساتھ ہو لیا لیکن اس کے دل میں رام چندر جی کی عقیدت جوش مار رہی تھی۔ اس خیال سے اسے بے حد خوشی ہو رہی تھی کہ اسے سری رام کے درشن نصیب ہوں گے۔ لیکن اس نے اپنی یہ خوشی راون پر ظاہر نہ ہونے دی۔ اس نے سوچا "میرے دل کی آرزو بر آئے گی اور کرم کرنے والے رام کے قدموں کا ہر وقت مجھے خیال رہے گا۔ میرے لیے وہ خود اپنے ہاتھوں سے کمان میں تیر جوڑیں گے اور پھر وہ تیر میرے سینے میں اتار دیں گے۔ جب وہ تیر لے کر میرے پیچھے دوڑیں گے تو میں بار بار پیچھے مڑ مڑ کر ان کے درشن کروں گا۔ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہیں ہو سکتا۔"

جب دس سر کا راون اس بن کے نزدیک پہنچا جس میں رام چندر جی موجود تھے تو ماریچ نے ہرن کی شکل بنالی۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس کا بیان مشکل ہے۔ اس کا سارا جسم سونے کا تھا اور اس میں قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے۔ جب سیتا جی نے وہ ہرن دیکھا تو رام چندر جی سے اس کو مارنے اور اس کی کھال انھیں دینے کی فرمائش کی۔ رام چندر جی جانتے تھے کہ یہ ہرن نقلی ہے۔ پھر بھی انھوں نے کمر سے کپڑا لپیٹا، ہاتھ میں تیر کمان لیا اور جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ روانہ ہونے سے پہلے انھوں نے لچھمن سے ہوشیار رہنے کو کہا اور بتایا کہ دیو اس بن میں گھوم رہے ہیں یہ سمجھا کر وہ ہرن کے پیچھے روانہ ہوئے۔ ہرن قلانچیں بھرتا رہا۔ کبھی ایک طرف بھاگتا اور کبھی دوسری طرف اور کبھی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔

آخر کار رام چندر جی نے اسے مار گرایا۔ دم توڑنے سے پہلے وہ اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔ لچھمن کا نام اس کے ہونٹوں پر تھا اور سری رام کی یاد اس کے دل میں۔ رام

" آہ رگھوپتی، دنیا کی تکلیفوں کو دور کرنے والے، مصیبت کے ماروں کی مدد کرنے والے! وہ جو رگھو خاندان کو ایسے خوشی دیتا ہے جیسے کنول سورج کو۔ مجھ سے کیا قصور ہوا جو تم اپنے مزاج کے خلاف میرے معاملے میں سخت دل ہو گئے۔ آہ لچھمن! تمھارا کوئی دوش نہیں۔ مجھے اپنی جلد بازی کی سزا مل گئی۔ میرا پتی کتنا رحم دل ہے مگر وہ مجھ سے کوسوں دور ہے۔ اسے میری مصیبت کی خبر کون دے گا۔ سیتاجی کی آہ و بکا سے جاندار اور بے جان سب ہی کو سخت تکلیف پہنچی۔ گدھوں کے راجا جٹایو نے یہ چیخ پکار سنی اور آواز سے پہچان گیا کہ یہ سیتاجی ہیں اور دیو راون انھیں ہر کر لے جا رہا ہے۔ وہ بولا " ڈرمت بیٹی! میں اس دیو کو مار ڈالوں گا۔" گدھ نے اس پر حملہ کیا اور بولا " او بدمعاش تو رکتا کیوں نہیں۔ تو ایسے اڑا چلا جا رہا ہے جیسے مجھے پہچانتا ہی نہیں۔" راون نے مڑ کر دیکھا اور سوچا " یہ مینا کا پہاڑ ہو سکتا ہے یا چڑیوں کا راجا گرود ہے۔ خیر میری طاقت کا اسے بھی علم ہے۔" جب وہ پرند قریب آیا تو راون نے اسے پہچانا " ہو نہ ہو یہ جٹایو ہے۔ اس کی موت میرے ہاتھوں آئی ہے۔" یہ سن کر گدھوں کا راجا غصّے میں آگیا۔ بولا " سن راون! میرا کہا مان۔ جنک کی بیٹی کو چھوڑ دے اور گھر لوٹ جا۔ ورنہ یہ ہوگا کہ اتنے بہت سے سروں کے باوجود تو اور تیرا کنبہ کیڑے کی طرح سری رام کے غصّے کی آگ میں جل جائے گا۔" لیکن شریر راون نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر جٹایو غصّے میں بھر گیا۔ اس نے راون پر حملہ کیا اور اس کے بال چونچ سے پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ سیتاجی کو اس نے ٹھیک طرح سے بٹھا دیا۔ اس کے بعد وہ برابر چونچوں سے راون پر حملے کرتا رہا اور اسے لہولہان کر دیا۔ کوئی آدھے گھنٹے تک راون بے ہوش پڑا رہا۔ ہوش آنے پر اس نے غصّے سے اپنی سب سے خوفناک تلوار نکالی اور جٹایو کے بازو کاٹ دیے۔ دل میں سری رام کو یاد

اس کے جسم کا حسن ، اس کی عقل اور اس کی طاقت سب جاتی رہتی ہے۔ طرح طرح کی دلچسپ اور پرکشش کہانیاں گھڑتا ہوا وہ سیتا کے نزدیک پہنچا اور اسے وہ راستہ دکھایا جو مقدر تھا۔

اس نے دھمکیاں بھی دیں ، محبت بھی جتائی ۔۔ سیتا جی نے کہا "سنو بابا ! تم نے کمینوں اور بچوں کی طرح گفتگو کی ہے"۔ اب تو راون نے اپنی شکل دکھادی اور اپنا نام بھی بتا دیا۔ سیتا جی اس کا نام سن کر خوف زدہ ہوگئیں۔ انھوں نے اپنی ساری ہمت جمع کر کے کہا " او کمین ٹھہر تو۔ میرا پتی آگیا ہے۔ جیسے کوئی ننھا خرگوش شیر کو دعوت دے ایسے ہی تو نے اپنی تباہی کو دعوت دی ہے"۔ یہ الفاظ سن کر دس سر کا وہ دیو غصے میں بھر گیا۔ حالانکہ اس کے دل میں یہ آرہا تھا کہ وہ ان کے قدموں کی پوجا کرے۔ غصے میں بھر کر اس نے سیتا جی کو اپنے رتھ میں بٹھایا اور پرواز کرنے لگا۔ اس وقت وہ اتنا خوف زدہ تھا کہ اس سے رتھ بھی نہ چلایا جا رہا تھا۔

جب کوئی آدمی غلط بات کرتا ہے تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے۔ اندر کوئی چیز ایسی ہوتی ہے جو اس کے بُرے ارادوں کو کمزور کر دیتی ہے اور اس کے دل میں ایک طرح کی ہیبت سی بیٹھی رہتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ حالانکہ ظاہر میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوتا ہے لیکن اصلیت میں وہ ہار چکا ہوتا ہے۔ یہی حال راون کا تھا دس سروں اور بیس ہاتھوں والا راون کامیاب ہو گیا تھا۔ سیتا جی جو سارے سنسار کی ماتا ہیں اس وقت بظاہر اس کے قبضے میں تھیں لیکن راون پر ایک طرح کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ وہ رتھ چلا رہا تھا لیکن اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

اس کا سر تھپتھپایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی ساری تکلیف جاتی رہی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر سیتا جی کا قصہ بتایا۔ رام چندر جی نے اسے لمبی عمر کی دعا دینی چاہی لیکن وہ بولا " آپ کو دیکھ لینے کے بعد اب اور کیا رہ گیا۔ اب میں رخصت ہونا ہی چاہتا ہوں۔" رام چندر جی نے اسے نجات کی دعا دی اور کہا " پرلوک میں میرے پتا کو سیتا کے بارے میں نہ بتانا۔ جلد ہی راون اور اس کا کنبہ وہاں پہنچے گا۔ وہ خود سارا حال سنا دے گا۔" گدھ کا جسم زمین پر گر پڑا اور اس نے شری ہری کا روپ لے لیا۔ وہ پیلے رنگ کا لباس پہنے تھا۔ جسم پر قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے اور اسے چار بازو مل گئے اور وہ سری رام کے گن گا رہا تھا۔ اس کی کریا کی رسم سری رام نے اپنے ہاتھوں سے انجام دی۔

اب دونوں بھائی سیتا جی کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ان کے سامنے گھنا جنگل تھا جس میں طرح طرح کے پیڑ پودے اُگے تھے اور ہر طرح کے چرند پرند اس جنگل میں موجود تھے۔ راستے میں ان کا سامنا کبندھ دیو سے ہوا جسے انھوں نے شکست دی۔ اس پر منی دُرواسا کا شراپ تھا۔ اس کا سارا قصہ اس نے سری رام کو سنایا۔ اور کہا " آج آپ کے درشن ہوئے تو یہ شراپ ختم ہوا۔" سری رام نے کہا: " سن اے گندھرو! برہمنوں کے دشمنوں کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ جو کوئی جی جان سے برہمنوں کی سیوا کرتا ہے وہ برہمنوں، شیو اور سب دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔ برہمن تمھارے ساتھ چاہے جیسا بھی برتاؤ کرے وہ تعریف کے لائق ہے۔ چاہے اس میں خوبیاں نہ ہوں لیکن اس کا احترام کیا جانا چاہیے۔ اس کے برعکس ایک شودر میں کتنی بھی خوبیاں کیوں نہ ہوں اور وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ نہ وہ تعریف کا مستحق ہے اور نہ احترام کا۔" رام چندر جی نے اسے بہت سی باتیں سمجھائیں اور یہ دیکھ کر خوش ہوئے کہ اب اس کے دل میں عقیدت پیدا ہو گئی ہے۔ گندھرو نے

کرتے ہوئے۔ اور ہوا میں طرح طرح کے کرتب دکھاتے ہوئے جٹایو زمین پر گر پڑا۔ راون نے سیتاجی کو پھر رتھ میں بٹھایا اور ذرا سہا تیزی کے ساتھ اڑنے لگا۔ سیتاجی کی حالت یہ تھی جیسے خوف زدہ فاختہ شکاری کے جال میں گرفتار ہو۔ سیتاجی نے ایک پہاڑی پر کچھ بندروں کو بیٹھے دیکھا اور ہری کا نام لے کر کپڑے کی ایک دھجی گرادی۔ راون نے سیتاجی کو لے جاکر اشوک باغ میں قید کردیا۔ اس نے سیتاجی کو ڈرایا دھمکایا۔ ہر طرح کا لالچ دیا لیکن اسے بری طرح ناکامی ہوئی۔ آخر اس نے انھیں اشوک کے درخت کے نیچے سخت پہرے میں رکھا۔ سیتاجی کے دل پر رام چندر جی کی وہ تصویر ثبت تھی جب وہ ہرن کا شکار کرنے کے لیے نکلے تھے اور ان کے ہونٹوں پر ہری کا نام تھا۔

جب رام چندر جی نے اپنے بھائی کو آتے دیکھا تو انھوں نے بڑی پریشانی کا اظہار کیا۔ بولے "تم جانکی کو تنہا چھوڑ آئے حالانکہ میں نے تمھیں ہدایت کی تھی کہ وہاں سے نہ ہلنا۔ اس وقت بے شمار دیو اس جنگل میں گھوم رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اب سیتا وہاں نہ ہوگی۔" لچھمن نے ان کے پاؤں پکڑ لیے اور بولے کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ دونوں بھائی گوداوری کے کنارے پہنچے۔ جب انھوں نے کٹیا کو خالی دیکھا تو وہ اتنے ہی پریشان اور غمگین ہوئے جتنا کوئی عام آدمی ہو سکتا ہے۔ وہ غم سے بے حال ہوگئے۔ لچھمن نے طرح طرح انھیں تسلی دی۔ رام چندر جی نے ایک ایک چرند، پرند اور ایک ایک درخت، بیل، بوٹے سے سیتا کا پتہ پوچھا۔ جواب نہ ملنے پر انھوں نے انتہائی صدمے کے ساتھ کہا کہ "تم سب میرے اس نقصان سے خوش معلوم ہوتے ہو۔" غرض رام چندر جی ایک محبت کرنے والے شوہر کی طرح سیتاجی کے بچھڑنے پر غم کرتے رہے۔ اس کے بعد انھوں نے گدھوں کے سردار کو زخمی پڑا دیکھا۔ وہ ان کی محبت میں سرشار تھا۔ سری رام نے

نو میں سے کوئی ایک چیز بھی کسی مرد یا عورت کے اندر ہوتی ہے تو میں اسے عزیز رکھتا ہوں۔ تمھارے اندر عقیدت کی یہ نو کی نو صورتیں موجود ہیں۔ جو انعام یوگی بھی حاصل نہیں کر پاتا وہ تیری دسترس میں ہے۔ میرے درشن کر لینا بھی کچھ کم بات نہیں ہے۔ ہاں، اگر تمھیں جنک کی بیٹی کے بارے میں معلوم ہو تو مجھے بتاؤ۔" وہ بولی "رگھوپتی! پمپا جھیل کی طرف جاؤ۔ وہاں سگریو سے تمھاری دوستی ہو جائے گی اور وہ تمھیں سب کچھ بتا دے گا سوامی! تم سب کچھ جانتے ہوئے بھی مجھ سے سوال کرتے ہو۔ یہ تمھارا کرم ہے۔" پھر اس نے سر جھکا کے وہ سب کچھ بتایا جو متنگ نے اسے بتایا تھا اور جس کے بعد سے وہ رگھوپتی کی راہ دیکھتی رہی تھی۔ یہ بتانے کے بعد وہ ان کا سندر چہرہ دیکھتی رہی اور پھر ان کے قدموں کا نقش اپنے دل میں جما لیا اور یوگ کی آگ میں اپنا جسم ڈال کر شری ہری تک جا پہنچی جہاں سے پھر واپسی نہیں ہوتی۔ تلسی داس کہتے ہیں "اے انسانو! اپنے مختلف کام چھوڑ دو۔ گناہوں سے توبہ کر دو۔ ان سے غم کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ شری رام کے قدموں سے لَو لگاؤ۔" ایک عورت وہ بھی نیچی ذات کی اور ایسی عورت جو پاپوں کی کھان تھی۔ اسے پربھو کی دیا سے مکتی ملی۔ اے نادان دل! تو ایسے سوامی کو بھول کر خوشی کا متلاشی ہے؟

شری رام وہ جنگل بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اور سیتا جی کے گم ہو جانے پر برابر اپنے غم کا اظہار کرتے رہے۔ وہ لچھمن کو طرح طرح کے قصے سناتے رہے۔ چرند پرند جوڑے بنائے خوش خوش گھوم رہے تھے۔ انھیں اس طرح گھومتے دیکھ کر ان کا غم اور بڑھ جاتا تھا۔ وہ لچھمن کو دکھاتے تھے کہ چرند پرند سب اپنی ماداؤں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ باتیں کرتے ہوئے رام چندر جی اس خوبصورت جھیل کے پاس جا پہنچے اور اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے اس میں اشنان کیا۔ پھر وہ اپنے بھائی

اب اپنی اصلی شکل حاصل کی، سری رام کے چرن چھوئے اور پرلوک کو سدھار گیا۔ اب رام چندر جی سبری کی کٹیا میں گئے۔ جب سبری نے یہ دیکھا کہ رام چندر جی نے اس کی جھونپڑی کا رتبہ بڑھایا ہے تو اسے بہت خوشی ہوئی اور اسے منی متنگا کے الفاظ یاد آ گئے۔ کنول جیسی آنکھیں، لمبے لمبے بازو، سر پہ تاج کی طرح جٹائیں بنی ہوئی، جنگلی پھولوں کے ہار سینے پر لٹکتے ہوئے۔ دونوں بھائی — ایک سانولا دوسرا گورا — اس وقت بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ سبری نے زمین پر گر کے ان کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ عقیدت میں اتنی سرشار تھی کہ الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ بار بار وہ ان کے کنول جیسے قدموں پر سر جھکاتی تھی۔ پھر اس نے پانی سے ان کے چرن دھوئے اور عزت کے ساتھ انھیں بٹھا دیا۔ اس نے بہت لذیذ پھل، پھول اور کند ان کو پیش کیے۔ وہ کھاتے گئے اور بار بار ان چیزوں کی تعریف کرتے گئے۔

وہ رگھوپتی کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی "میں نیچوں کی نیچ اور پھر عورت ذات۔ میں تمھاری خوبیاں کیسے بیان کر سکتی ہوں"۔ رام چندر جی نے جواب دیا "سن اے نیک عورت! میں سچی عقیدت کے سوا کسی اور رشتے کو اہمیت نہیں دیتا۔ ذات، رشتہ داری، نسل، نیکی، نیک نامی، دولت، جسمانی طاقت، بڑا کنبہ اور لیاقت — یہ سب چیزیں بے کار ہیں اگر دل میں عقیدت نہ ہو۔ عقیدت کے بغیر آدمی ایسا ہے جیسے بغیر بارش کا بادل۔ عقیدت کا اظہار نو طریقوں سے ہوتا ہے۔ منیوں کے ساتھ رہنا، میری کہانیوں سے دلچسپی، اپنے گورو کی خدمت، میری تعریف کے گیت بے غرض ہو کر گانا، میرے نام کا جاپ، اپنے نفس پر قابو — نیکیاں پیدا کرنا، برائیوں سے بچنا، ہر جگہ میرا جلوہ دیکھنا، جو ملے اس پر قناعت کرنا اور دوسروں کے عیب نہ ڈھونڈنا، ہر ایک سے صاف ستھرے معاملات رکھنا۔ ان

ستارے چمکتے ہیں۔ اس طرح تمھارا نام رام جو چاند کے مانند ہے دوسرے ناموں کے ساتھ جو ستاروں کے مانند ہیں جگمگاتا رہے اور تمھارے بھگتوں کی رہنمائی کرتا رہے۔" منی نے رگھوناتھ کو بہت خوش پایا تو دوبارہ یوں گویا ہوا "میرے دل میں شادی کا ارادہ تھا۔ آپ نے میری خواہش پوری کیوں نہ کی؟" اس پر سری رام نے تفصیل سے سمجھایا اور بتایا کہ "جب کوئی سمجھدار عقیدت مند ہوتا ہے تو اسے منہ مانگی چیز دی جاتی ہے لیکن ناسمجھ عقیدت مند کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ۔ ہمیں سب کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اس لیے جو مناسب سمجھتے ہیں وہ دیتے ہیں۔ حرص، غصہ، لالچ، غرور وغیرہ۔ ان سب چیزوں کو اگیان جنم دیتا ہے۔ لیکن مایا جسے عورت کہتے ہیں سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔

"سنو منی! پُران اور وید بتاتے ہیں کہ اگیان کے جنگل کے لیے عورت موسم بہار کی طرح ہے۔ گرمی کے موسم کی طرح وہ جاپ اور دھرم کی جھیلوں کو خشک کر دیتی ہے۔ حرص، غصہ، غرور اور حسد مینڈکوں کی طرح ہیں اور عورت ان کے لیے برسات کی حیثیت رکھتی ہے۔ نوجوان عورت سب برائیوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اس کی بدولت ہر طرح کے دکھ اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس لیے اے منی! یہ سب باتیں ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے تمھاری شادی رکوا دی۔

سری رام کی یہ باتیں سن کر جوشِ عقیدت سے منی کا جسم کانپنے لگا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس نے دل میں سوچا "ایسا سوامی اور کون ہے جسے اپنے غلاموں کے فائدے کا اتنا زیادہ خیال ہو۔ جو لوگ ایسے سوامی کی پوجا کرنے سے گریز کریں وہ احمق، بدنصیب اور عقل کے اندھے ہیں۔" اس کے بعد اس نے سری رام سے پوچھا کہ "سادھو کی

کے ساتھ ایک گھنے درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئے۔ دیوتا اور منی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے گن گاتے ہوئے لوٹ گئے۔ اس وقت شری رام خوش تھے اور اپنے بھائی سے ہنسی خوشی باتیں کر رہے تھے۔ جب نارد منی نے دیکھا کہ پتنی کی جدائی کے غم نے کمزور کر دیا ہے تو انھیں بہت صدمہ ہوا۔ انھوں نے سوچا "یہ سب میری بد دعا کا اثر ہے کہ رگھوپتی کو بےشمار تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔ مجھے جا کر ایسے سوامی سے ملنا چاہیے۔ ایسے موقعے بار بار نہیں آتے۔" نارد منی یہ سوچتے ہوئے وہاں گئے جہاں سری رام بیٹھے تھے۔ منی کے ہاتھ میں بانسری تھی۔ انھوں نے بڑی تفصیل سے سری رام کے کارنامے گائے۔ آواز بڑی سریلی تھی۔ جب وہ پربھو کے چرن چھونے کے لیے زمین کی طرف جھکے تو انھوں نے منی کو اٹھا لیا اور دیر تک گلے سے لگائے رکھا۔ پھر خیریت پوچھی اور برابر میں بٹھا لیا۔ لچھمن نے ادب سے ان کے پیر چھوئے۔ بہت دیر کی منت سماجت کے بعد جب نارد کو یہ یقین ہو گیا کہ پربھو اس سے راضی ہیں تو وہ ہاتھ جوڑ کے یوں بولا:

"رگھوپتی! تم بڑے فیاض اور بڑے دیا والے ہو۔ تم وہ ابدی مسرت دیتے ہو جو کسی اور طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں تم سے ایک بردان مانگتا ہوں۔ ویسے تم دلوں کا حال جانتے ہو اور تمھیں معلوم ہے کہ میں کیا مانگنے والا ہوں۔" وہ بولے "ہاں منی! تم میرے مزاج سے واقف ہو۔ میں اپنے بھگتوں سے کچھ نہیں چھپاتا۔ تم جانتے ہو کہ مجھے سب سے زیادہ عزیز کیا چیز ہے۔ مجھ سے جو کوئی جو کچھ مانگے، میں بے دریغ وہ دینے کے لیے تیار رہتا ہوں۔ یہ بات غلطی سے بھی نہ بھولنا۔" منی بولے "سوامی! تمھارے نام بہت سے ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر ہے ویدوں میں یہی لکھا ہے۔ لیکن رام نام ایسا ہے جس کے جاپ سے گناہ اس طرح مر جاتے ہیں جیسے کوئی شکاری پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ شکار کر لیتا ہے۔ رات کو جس طرح چاند اور

پاؤں پکڑ لیے۔ اور بار بار ان کے قدموں پہ سر جھکایا۔ اور پھر وہ برہما پور کے لیے روانہ ہو گیا۔ تلسی داس کہتا ہے کہ وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جو اور ساری امیدیں چھوڑ کر شری ہری کی عقیدت میں گم ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی راون کے دشمن کی یہ کہانی سنے گا وہ بغیر کسی پوجا پاٹ اور یوگ کے سری رام کی عقیدت سے بہرہ ور ہوگا۔ جوان عورت کا بدن شمع کی لو کے مانند ہے، اے میرے دل! اس کا پروانہ نہ بن۔ حرص و ہوس کو چھوڑ کر سری رام کی پوجا کر اور سادھوؤں کی صحبت سے لطف اندوز ہو۔

پہچان کیا ہے۔ سری رام نے جواب دیا "سادھو چھ کے چھ جذبات ـــ حرص، غصہ، لالچ، غرور، حماقت اور حسد پر قابو رکھتے ہیں، گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، بے غرض ہوتے ہیں، مستحکم عقیدہ رکھتے ہیں، کوئی چیز اپنی ملکیت میں نہیں رکھتے، صاف دل معاملے کے کھرے ہوتے ہیں، دوسروں کے لیے برکت کا باعث ہوتے ہیں، بے حساب عقل رکھتے ہیں، کوئی خواہش نہیں رکھتے، کم خوراک، سچے اور پرجوش ہوتے ہیں، بھگوان سے سمبندھ رکھتے ہیں، دوسروں کی عزت کرتے ہیں، دھرم کے معاملات سے واقف اور نیکیوں کا بھنڈار ہوتے ہیں، شک شبہ سے دور ہوتے ہیں اور میرے چرن انھیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔

"اگر کوئی ان کی تعریف کرتا ہے تو وہ شرمندہ ہوتے ہیں لیکن دوسروں کی تعریف سن کر خوش ہوتے ہیں۔ خوش اخلاق ہوتے ہیں اور نیکی کے راستے کو کبھی ترک نہیں کرتے۔ دھوکے فریب سے دور ہوتے ہیں، پوجا پاٹھ میں لگے رہتے ہیں، اپنے اوپر قابو رکھتے ہیں، عیش و عشرت اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ اپنے گورو، گوبند (وشنو) اور برہمنوں کے قدموں سے عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کے اندر ہمدردی اور معاف کر دینے کا جذبہ ہوتا ہے، ہر ایک سے دوستی کا جذبہ رکھتے ہیں، ہر وقت خوش رہتے ہیں اور میرے قدموں سے عقیدت رکھتے ہیں، وہ حلم سے کام لیتے ہیں، بھگوان کا سچا علم رکھتے ہیں، ویدوں اور پرانوں کی تعلیم حاصل کر چکے ہوتے ہیں، ریاکاری اور ضد سے نفرت کرتے ہیں۔ ہر وقت میری کہانیاں سننے کا شوق رکھتے ہیں، بے مطلب اوروں کے کام آتے ہیں۔ مختصر یہ بات ہے، منی! کہ سادھو میں اتنی خوبیاں ہونی چاہئیں جن کا بیان نہ شاردا سے ممکن ہے اور نہ ویدوں سے۔ شیش بھی ان کے گن بیان کرنے سے عاجز ہے۔ یہ سن کر نارد منی نے شری رام کے

کاشی میں رہنا پُرمسرت ہے کیوں کہ وہ شمبھو اور بھوانی (دیوی پاروتی) کی جائے رہائش ہے، مکتی کی جائے پیدائش ہے، دانش مندی کا منبع ہے اور گناہوں کو فنا کرنے والی ہے۔ اے نادان دل! یہ کیا بات ہے کہ تو اس کی پرستش نہیں کرتا جس نے کائنات کی تخلیق کے وقت دودھ کے سمندر کا سارا مہلک زہر پی لیا تھا، جس کی موجودگی سے دیوتا خائف ہوتے تھے۔ شری شنکر سے زیادہ رحم وکرم کرنے والا اور کون ہے؟

رگھورائے نے اپنا سفر جاری رکھا اور رشیہ مُک پہاڑ کے نزدیک جا پہنچے۔ وہاں سگریو (ہنومان سردار) اور اس کے ساتھی رہتے تھے۔ جب اس نے ان دونوں بھائیوں کو دیکھا جو طاقت میں بے مثال تھے تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور اپنے ایک منتری سے بولا: "سن ہنومان! یہ دونوں آدمی حسن اور طاقت کا مجسمہ ہیں۔ تو برہمن چھاتر (طالب علم) کی شکل بنا کے ان کے پاس جا اور ان کی نیت کا پتہ لگا کر مجھے اشاروں اشاروں میں خبردار کر۔ اگر کسی دشمن والی نے انھیں یہاں بھیجا ہے تو مجھے فوراً یہ پہاڑ چھوڑ کر بھاگ جانا چاہیے۔" ہنومان برہمن کی شکل اختیار کر کے دونوں بھائیوں کے پاس پہنچا اور سر جھکا کے بولا "اے گورے، سانولے بہادرو! تم کون ہو کہ چھتریوں کا بھیس بنائے یہاں گھوم رہے ہو؟ سوامیو! تم سخت زمین پر کیوں چل رہے ہو اور جنگل میں کس کام سے گھوم رہے ہو؟ تم نازک اور خوبصورت جسم والے ہو اس علاقے کی تپتی ہوئی دھوپ اور تکلیف دہ ہوا کیوں برداشت کر رہے ہو؟ کیا تم برہما، وشنو اور شیو میں سے کوئی ہو یا نر اور نارائن ہو؟ یا تم کائنات کی تخلیق کا باعث ہو اور اوتار کا روپ لے کر دھرتی کے دکھ دور کرنے آئے ہو؟

"ہم کوسل کے راجا دشرتھ کے بیٹے ہیں اور اپنے باپ کا حکم بجا لانے کے لیے

حصہ : ۴

کشکندھا کانڈ

چنبیلی کے پھول اور نیل کنول کی طرح خوبصورت، بے حد طاقتور، عقل و دانش کا خزانہ، فطری شان و شوکت رکھنے والے، بہترین تیر انداز، ویدوں کے ممدوح، گائے اور برہمنوں سے محبت رکھنے والے، خود اپنی مایا سے انسانی شکل اختیار کر کے رگھو خاندان کا وقار بڑھانے والے، سچے دھرم کے محافظ، ہر ایک کے دوست، غمخوار، سیتا کی تلاش میں روانہ ہونے والے ـــ یہ دونوں مجھے اپنی سچی عقیدت (بھگتی) عطا کریں۔

خوش نصیب ہیں وہ پاک لوگ جو سری رام کے نام کا امرت جو ویدوں کے سمندر کو متھ کر نکالا گیا ہوتا ہے، گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے رہتے ہیں۔ وہ امرت جو لازوال ہے جو کالی یگ کے گناہوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیتا ہے، جو عظیم الشان شمبھو (شیو) کے چاند جیسے خوبصورت منہ میں ہمیشہ چمکتا رہتا ہے اور جو آواگون کی بیماری کا علاج ہے اور جس میں سیتا کی جان ہے۔

جب پَوَن دیو (ہوا کے دیوتا) کے بیٹے ہنومان نے اپنے سوامی کو اتنا مہربان پایا تو اس کے دل سے ساری فکر جاتی رہی۔ بولا "سوامی! اس پہاڑ کی چوٹی پر ہنومانوں کا سردار سرگیو رہتا ہے۔ وہ تمھارا غلام ہے۔ اس پر کرم کرو۔ وہ خوف زدہ ہے۔ اسے خوف سے نجات دلاؤ۔ وہ سیتا کو ڈھونڈنے کے لیے لاکھوں ہنومانوں کو چاروں طرف دوڑا دے گا۔" یہ کہہ کر اس نے دونوں بھائیوں کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور وہاں لے گیا جہاں سرگیو موجود تھا۔ جب سرگیو نے سری رام کو دیکھا تو اسے اپنی پیدایش پر فخر ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر ان کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ دونوں بھائیوں نے بھی باری باری اسے گلے لگایا۔ وہ دل میں سوچنے لگا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ میرے حال پر اتنا کرم کریں۔ پھر ہنومان منتری نے دونوں طرف کے حالات بتائے۔ اس کے بعد پاک آگ جلائی گئی اور اس کی گواہی میں یہ دونوں طرف سے دوستی کا معاہدہ ہوا۔

لچھمن سے سارا قصہ سننے کے بعد سرگیو نے یقین دلایا کہ سیتا جی کو ضرور حاصل کر لیا جائے گا۔ اس نے مزید کہا "ایک بار جب میں یہاں بیٹھا اپنے مشیروں سے صلاح کر رہا تھا تو میں نے انھیں دشمن کے ہاتھوں گرفتار اور ان کے رتھ کو ہوا میں اڑتے دیکھا تھا وہ رام رام میرے رام چلّا رہی تھیں اور انھوں نے ہمیں دیکھ کر ایک کپڑا گرا دیا تھا۔" سری رام نے وہ کپڑا مانگا تو سگریو نے وہ فوراً ان کے حوالے کر دیا اور انھوں نے اسے فوراً اپنے سینے سے لگا لیا۔ سگریو نے کہا "رگھوبیر! ہمت سے کام لو۔ میں تمھاری مدد کروں گا اور جنک کی بیٹی کو ایک دن ضرور واپس لے لیا جائے گا۔" کرم کے اس سمندر نے جو جسمانی طاقت میں بھی بے مثال تھا، یہ الفاظ سن کر بے حد خوش ہوا۔ پھر سری رام نے اس سے پوچھا "تم اس جنگل میں آ کر کیوں رہنے لگے؟"

بن کو آئے ہیں۔ رام اور لچھمن ہمارے نام ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی تھی جو ودیہا کے راجا کی بیٹی ہے۔ یہاں کوئی دیو اسے اٹھا لے گیا۔ اے پاک برہمن! ہم اسی کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ ہم نے اپنی داستان تجھے سنا دی اب تو بھی اختصار کے ساتھ اپنی کہانی سنا۔" اب ہنومان نے اپنے سوامی کو پہچانا اور زمین پر گر کے ان کے پاؤں پکڑ لیے۔ اس وقت جو خوشی اسے نصیب ہوئی، اوما! وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ فرطِ عقیدت سے اس کا جسم کانپنے لگا اور اس کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا۔ بس وہ ان کے لباس کا خوبصورت انداز دیکھتا ہی رہ گیا۔ ہوش میں آیا تو اس نے ان کے گن گائے اور دل میں خوش ہوا کہ سوامی کے درشن ہو گئے۔ "پربھو! میں نے تم سے سوال کیا تو یہ تو ٹھیک ہے لیکن تم نے ایک عام آدمی کی طرح مجھ سے کیوں سوال کیا؟ میں لاعلم، جاہل اور برا ہوں۔ اس لیے اپنے مالک کو پہچان نہ سکا۔

"پربھو! حالانکہ مجھ میں بہت سے عیب ہیں لیکن مالک پھر مالک ہے وہ اپنے خادم کو یاد رکھتا ہے۔ جیو کو مایا سے تم ہی نجات دلا سکتے ہو۔ میں تو اتنا عاجز ہوں کہ یہ بھی نہیں جانتا کہ تعریف کیوں کر کی جاتی ہے۔ نوکر اپنے مالک پر بھروسہ رکھتا ہے اور بچہ اپنی ماں پر اور اس طرح دونوں فکر سے آزاد رہتے ہیں۔" اتنا کہہ کر وہ پھر اپنے مالک کے قدموں پر گر پڑا۔ اس کا دل محبت سے لبریز ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ سری رام بولے "سن ہنومان! مایوس مت ہو۔ تو مجھے لچھمن سے دوگنا عزیز ہے۔ سب کہتے ہیں میں ہر ایک کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہوں لیکن اپنا بھگت مجھے خاص طور پر عزیز ہے۔ کیوں کہ وہ صرف مجھی پر بھروسا کرتا ہے کسی اور پر نہیں۔ میرا بھگت صرف وہی ہے جو خود کو غلام سمجھے اور بھگوان کو جو ہر جاندار اور بے جان میں اپنا روپ دکھاتا ہے، اپنا مالک سمجھے۔"

مصیبتوں کے پہاڑ تلے دبا ہے تو اسے یہ پہاڑ ریت کا ایک ذرہ نظر آنا چاہیے اور اگر اس کے دوست پر غم ہے تو وہ میرو پہاڑ سے بھی زیادہ نظر آنا چاہیے۔ جو لوگ یہ نہیں سمجھتے وہ خواہ مخواہ دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ ایک دوست کو چاہیے کہ وہ دوست کو برے راستے سے بچائے اور اسے سیدھا راستہ دکھائے۔ دوستوں کی خوبیاں دیکھے اور اپنے عیبوں پر نظر رکھے۔ دوست کے مفادات کا جہاں تک ممکن ہو خیال رکھے اور جب اسے مصیبت میں دیکھے تو پہلے سے سو گنا محبت کرے۔ ویدوں میں سچے دوست کی یہ خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ وہ آدمی جو منہ پر تمھاری تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے برائی کرے یا نقصان پہنچانے کی سازش کرے یا بری نیت رکھے اور جس کا دماغ ایک زہریلے سانپ کی طرح ہو، دوست کہلانے کا مستحق نہیں۔ ایسے آدمی سے کنارہ کر لینا ہی بہتر ہے۔ بے وقوف نوکر، ظالم راجا، بری بیوی اور بے وفا دوست۔ ان چاروں سے تکلیف ہی پہنچتی ہے۔ دوست! فکر مت کرو، میری طاقت پر بھروسا رکھو۔ میں ہر طرح تیرے کام میں مدد کروں گا۔"

لیکن سگریو والی کی طاقت سے بہت خوف زدہ تھا۔ آخر رام نے جب اپنی طاقت کے کرشمے دکھائے تو اسے یقین آیا کہ اس کا دشمن زیر کیا جا سکتا ہے۔ اس نے عہد کیا کہ وہ اپنا سارا عیش آرام تج کر زندگی بھر رگھوبیر کی خدمت کرے گا۔ رام چندر جی نے سگریو کو والی کی طرف روانہ کیا۔ اس کے آنے کی خبر سن کر والی اس کے مقابلے کو نکلا مگر اس کی پتنی نے اسے طرح طرح سمجھایا کہ جن کی مدد سے سگریو حملہ آور ہوا ہے وہ سری رام اور لچھمن ہیں، راجا دشرتھ کے بیٹے۔ یہ میدانِ جنگ میں موت کو بھی شکست دے سکتے ہیں۔ والی نے کہا "سن میری کمزور دل بیوی! رگھوپتی سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اگر انھوں نے مجھے مار بھی ڈالا تو اس میں بھی میرا ہی بھلا ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لیے میرے سوامی ہو جائیں گے۔"

وہ بولا " سوامی! والی اور میں دو بھائی ہیں۔ ہم دونوں کے درمیان جو محبت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ایک بار مایا دیو کا بیٹا مایاوی ہمارے شہر کشکندھا میں آیا۔ آدھی رات میں شہر کے دروازے پر اس نے آواز لگائی۔ والی اس چیلنج کو برداشت نہ کر سکا اور مقابلے کے لیے روانہ ہو گیا۔ لیکن جب اس نے والی کو آتے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ میں بھی اپنے بھائی کے ساتھ تھا۔ دشمن بھاگ کر ایک بڑے پہاڑ کے غار میں چھپ گیا۔ تب والی نے مجھے ہدایت کی " پندرہ دن تک میری واپسی کا انتظار کرنا اگر میں واپس نہ آؤں تو سمجھ لینا کہ میں مارا گیا " مجھے وہاں رہتے ایک مہینہ ہوا تھا کہ غار سے خون کا دریا اُبل پڑا۔ اس لیے میں نے سمجھ لیا کہ والی مارا گیا۔ اب دشمن نکل کے مجھے بھی مار دے گا۔ چنانچہ میں نے ایک بڑے پتھر سے غار کا منہ بند کر دیا اور وہاں سے بھاگ لیا۔ جب منتریوں نے دیکھا کہ شہر کا کوئی راجا نہ رہا تو انھوں نے زبردستی مجھے تخت پر بٹھا دیا۔ اس اثنا میں والی، جس نے دشمن کو مار ڈالا تھا، لوٹ کر آ گیا۔ اس نے مجھے تخت پر بیٹھا دیکھا، اس کے دل میں میری طرف سے غبار بھر گیا۔ اس نے مجھے اس طرح پیٹا جیسے کوئی دشمن کو پیٹتا ہے اور میرا سب کچھ چھین لیا۔ میری بیوی بھی چھین لی۔ اس کے خوف سے میں دنیا بھر میں گھومتا پھرا اور میری حالت قابلِ رحم ہو گئی۔ اُسے ایک شراپ ہے جس کی وجہ سے وہ یہاں نہیں آ سکتا۔ پھر بھی میں یہاں سکون سے نہیں رہتا " سری رام نے یہ قصہ سنا تو غصے اور بہادری کے جوش سے ان کے دونوں لمبے لمبے بازو پھڑکنے لگے۔ وہ بولے " سن سگریو! میں ایک ہی تیر میں والی کا خاتمہ کر دوں گا۔ اگر وہ برہما کے یا شیو کے یہاں پناہ لے تو بھی اس کی زندگی بچ نہ سکے گی۔

" وہ آدمی پاپی ہوتا ہے جو دوسروں کے دکھ کو دیکھ کر دکھی نہ ہو۔ اگر وہ خود

کم بخت! چھوٹے بھائی کی بیوی، بہن، بہو اور اپنی بیٹی یہ چاروں برابر ہیں۔ جو انھیں بُری آنکھ سے دیکھے اس کا مارنے والا پاپی نہیں ہوتا۔ تو نے اپنے گھمنڈ میں اپنی بیوی کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ تجھے معلوم تھا۔ تیرے بھائی نے میرے ہتھیار کے سایے میں پناہ لی ہے پھر بھی تو نے اسے مار ڈالنے کی بات سوچی۔" وہ بولا "سنو سوامی رام! میرے مالک کے آگے میری چالاکی نہیں چل سکتی۔ میں گنہ گار ضرور ہوں لیکن میں نے مرتے وقت تمھارے چرنوں میں پناہ لی ہے۔"

جب سری رام نے والی کی یہ آہ وزاری دیکھی اور اسے اپنا بھگت پایا تو انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ مار کے اس کے جسم کو امر کرنا چاہا لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوا اور اس نے رگھوپتی کے قدموں میں دم توڑنے کو خوش نصیبی سمجھا۔ آخر انھوں نے اسے اپنے بھگتوں میں داخل کر لیا اور اسے مکتی عطا کر دی۔ اس کے بعد اس کی جگہ سگریو کو گدی پر بٹھا دیا گیا۔ وہی سگریو جو کل تک پریشان اور فکرمند تھا۔ اب سب غموں سے نجات پا کے **بندروں** کا راجا تھا۔ سری رام نے اسے بہت سی نصیحتیں کیں اور راج نیتی کے اصول بتائے۔ انگد کو یوراج بنایا گیا۔ اس کے بعد سری رام نے اسے بتایا "میں دس اور چار سال تک لوٹ کر اپنی راجدھانی کو نہیں جا سکتا۔ گرمی کا موسم ختم ہو گیا ہے اور برسات شروع ہو گئی ہے۔ اب میں یہیں کہیں تیرے اور انگد کے قریب ہی پہاڑی پر اپنا گھر بناؤں گا۔ تم لوگ راج کرو لیکن میرے کام کا دھیان رکھنا۔" سری رام پرورشن پہاڑی پر رہنے لگے۔ دیوتاؤں نے اس امید میں کہ سری رام یہاں آ کے کوئی روز رہیں گے ایک خوبصورت سا غار پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔

رام چندر جی کے یہاں آ بسنے سے جنگل میں منگل ہو گیا۔ ہر طرف بہار چھا گئی۔ چرند پرند

یہ کہہ کے وہ بڑے غرور کے ساتھ نکلا۔ سگریو کو وہ گھاس پتی سے زیادہ نہ سمجھ رہا تھا۔ دونوں بھائی نزدیک آئے۔ والی نے غصے سے چیختے ہوئے گھونسے سے وار کیا۔ سگریو بوکھلا کر سری رام کی طرف پلٹا۔ گھونسا اس پر اس طرح پڑا تھا جیسے آسمان سے بجلی گری ہو۔ بولا "رگھوپتی! میں کیا کہتا تھا۔ یہ میرا بھائی نہیں یم دوت (موت) ہے۔" وہ بولے "تم دونوں بھائی ہم شکل ہو۔ اس الجھن کے سبب میں نے اسے نہیں مارا۔" سری رام نے اس کے بدن کو چھوا اور گھونسے کی تکلیف جاتی رہی۔ انھوں نے اس کے گلے میں ایک ہار ڈال دیا اور اسے کافی طاقت دے کر واپس بھیج دیا۔ اب دونوں بھائی طرح طرح سے لڑے اور رگھوپتی ایک درخت کے نیچے چھپے یہ منظر دیکھتے رہے۔ جب سگریو بہت سے حربے آزما چکا اور پوری طاقت صرف کر چکا تو وہ ہمت ہار گیا اور خوف زدہ ہو گیا۔ آخر سری رام نے تیر کھینچا اور والی کے سینے میں پیوست کر دیا۔

* * *

تیر کھا کے والی زمین پر گرا۔ اس وقت وہ بہت تکلیف میں مبتلا تھا۔ پھر جب اس نے پربھو کو اپنے سامنے دیکھا تو کود کر اٹھ بیٹھا۔ وہ بار بار ان کی سانولی رنگت، ان کے سر پر جٹائیں، ہاتھ میں کمان غور سے دیکھتا تھا اور اپنا دل ان کے قدموں میں بچھائے ہوئے تھا۔ اس نے رگھوپتی کو دیکھا تو سمجھا کہ اس کی زندگی کا صلہ مل گیا۔ حالانکہ اس کا دل محبت سے لبریز تھا لیکن ہونٹوں پر سخت الفاظ تھے۔ سری رام کی طرف دیکھ کر اس نے کہا: "پربھو! تم زمین پر حق کا بول بالا کرنے کے لیے اترے ہو لیکن تم نے مجھے اس طرح مار دیا جیسے کوئی جنگلی جانور کو مار دے۔ میں تمھارا دشمن ہوں اور سگریو تمھارا دوست! آخر تم نے میرا کیا قصور دیکھا جو میری جان لے لی؟" وہ بولے "سن

سگریو نے سری رام کے قدموں پر سر ٹیکا کر اور ہاتھ جوڑ کر کہا "سوامی! میرا کوئی دوش نہیں۔ تمھاری مایا ایسی ہے جو اسی وقت ختم ہوتی ہے جب تم کسی سیوک پر دیا کرتے ہو۔ دیوتا، سادھو اور آدمی سبھی اپنی کمزوریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، میں تو ایک ادنا بندر ہوں۔ وہ آدمی جو عورت کی نظر کے تیر کا شکار نہ ہو، جو غصے کی حالت میں ہوش میں رہے اور لالچ کے جال میں نہ پھنسے وہ آپ ہی جیسا ہو سکتا ہے یا پھر آپ کی عنایت سے یہ خوبی حاصل کر سکتا ہے۔" یہ سن کر رگھوپتی مسکرائے اور بولے "بھائی تم مجھے بھرت کی طرح عزیز ہو۔ اب تم ایک بار سچے دل سے سیتا کا پتہ لگانے کی کوشش کرو۔" یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ رنگ برنگے بندروں کے جھنڈ دکھائی دیے۔

یہ بندر اتنے زیادہ تھے کہ ان کی گنتی ممکن نہیں۔ ان سب نے آکر بھگوان کے آگے سر جھکایا اور دنیا میں آنے کا صلہ پایا۔ سری رام نے ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ خیریت پوچھی۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ رگھوپتی ہزاروں شکلوں میں اور ایک ساتھ ہزاروں جسموں میں دکھائی دے سکتے ہیں۔ ان بندروں کو حکم دیا کہ چاروں طرف سیتا جی کی تلاش میں روانہ ہوں اور ایک مہینے کے اندر لوٹ کر اطلاع دیں۔ انھیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اگر انھوں نے کوتاہی کی تو انھیں موت کی سزا ملے گی۔

سارے بندر جو اپنے دلوں میں سری رام سے لو لگائے ہوئے تھے، اس مہم پر روانہ ہو گئے۔ آخری پرنام کرنے والا ہنومان تھا۔ رام چندر جی جانتے تھے کہ ان کا کام اس کے ذریعے ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے ہنومان کو اپنے قریب بلایا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر تھپتھپایا۔ سری رام نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دی اور بولے "سیتا کو ہر طرح اطمینان دلا دینا اور جلد ہی لوٹ آنا لیکن لوٹنے سے پہلے اسے میری طاقت

خوشی سے سرشار ہو گئے۔ پیڑ پودوں نے نیا روپ نکالا۔ دونوں بھائی پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھ جاتے اور شری رام اپنا [illegible] نوع بنوع پر چرچے کرتے رہتے۔ شری رام لچھمن کو چرند پرند دکھاتے جو خوشی خوشی چاروں اور گھومتے پھرتے اور شری رام لچھمن سے کہتے تھے "یہ خوش نصیب ہیں [illegible] سیتا ہم سے بچھڑ گئی [illegible] برسات کا موسم بیتنے پہ آیا اور خزاں کے آثار نظر آنے لگے۔ ایک دن شری رام لچھمن سے بولے "اتنے دن بیت گئے سیتا کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اگر مجھے صرف اتنا معلوم ہو جاتا کہ وہ ہے کہاں تو میں اسے آزاد کرا لوں۔ اگر وہ موت کے پنجے میں ہو تو بھی میں اسے چھڑا سکتا ہوں۔ سگریو کے لیے ہم نے کتنا کچھ کیا لیکن وہ بھی عیش آرام کی زندگی میں پڑ کر ہمیں بھول گیا۔ میں نے جس تیر سے بالی کو مارا ہے اسی سے سگریو کی جان بھی لے لوں گا۔" یہ سن کر لچھمن نے کمان میں تیر جوڑ لیا لیکن رحم و کرم کا سرچشمہ شری رام یوں بولے "سگریو ہمارا دوست ہے۔ پیارے بھیا! تم اسے صرف ڈرانا اور یہاں لے آنا۔"

ادھر ہنومان منتری نے دل میں سوچا کہ سگریو نے وہ کام بھلا دیا ہے جو شری رام نے اسے سونپا تھا۔ اس لیے وہ سگریو کے پاس گیا اس نے قدموں پر سر جھکایا اور نیتی کے چاروں طریقے (سام یعنی بات چیت، دان یعنی تحفہ دے کر راضی کرنا، بھید یعنی اختلاف کرنا۔ ڈنڈ یعنی زبردستی کرنا) استعمال کیے۔ ہنومان کی بات سن کر وہ گھبرا گیا اور چاروں طرف یہ اعلان کرا دیا کہ سارے بندر فوراً لوٹ کر آ جائیں۔ اتنے میں غصے سے بھرے ہوئے لچھمن شہر میں داخل ہوئے۔ سارے بندر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ جب لچھمن کو بتایا گیا کہ بندروں کی ٹولیاں مدد کے لیے چاروں طرف سے بلائی گئی ہیں تب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور وہ راجا سگریو، انگد اور دوسرے بندروں کے ساتھ شری رام کے پاس گئے۔

سے وہ سری رام کی عقیدت دل میں لیے بدری ناتھ کو چلی گئی۔

دوسری طرف بندر پریشان تھے کہ مقررہ مدت ختم ہوگئی اور کچھ بھی نہ ہوسکا۔ سیتاجی کی خیر خبر کے بغیر کشکندھا کو لوٹنے سے کیا حاصل۔ انگد نے سوچا کہ دونوں طرح موت ہے۔ اس خیال سے سب پریشان ہوگئے۔ آخر سب بندروں نے انگد سے کہا کہ ہم سیتاجی کی خیر خبر لیے بغیر واپس جانے والے نہیں۔

انگد کو پریشان دیکھ کر پرانے ریچھ دیوتا جمباون نے بہت سی نصیحتیں کیں اس نے بتایا کہ رام چندرجی برہما کا اوتار ہیں۔ وہ لافانی ہیں۔ جٹایو کے بڑے بھائی سمپاتی نے بھی اپنے غار میں سے یہ باتیں سنیں۔ جب وہ باہر نکلا تو اس نے بندروں کے جھنڈ کے جھنڈ دیکھے۔ وہ بہت دنوں سے بھوکا تھا اس نے سوچا میں ان سب کو نگل جاؤں گا۔ آج تو پیٹ بھر کے کھانے کو ملے گا۔ اس گدھ کو دیکھ کر سارے بندر خوف سے لرزنے لگے۔ اسے دیکھ کر انگد کو خیال آیا کہ جٹایو خوش نصیب تھا اس نے سوامی کی خدمت کی اور ان کے قدموں میں جان دیدی۔ اس کی یہ بات سن کر سمپاتی کے دل میں خوشی اور غم کے جذبات پیدا ہوئے۔ وہ بندروں کے قریب آیا۔ بندر خوف زدہ ہوگئے۔ سمپاتی نے ان سے اپنے چھوٹے بھائی کے بارے میں پوچھا اور انھوں نے ساری کہانی سنادی۔ یہ قصہ سن کر وہ سری رام کا شکر گزار ہوا اور بولا "مجھے سمندر کے کنارے لے چلو۔ میں اپنے بھائی کی مکتی کے لیے پرارتھنا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمھاری بھی مدد کرسکتا ہوں مگر صرف مشورہ دے کر۔ اگر تم نے میرے مشورے پر عمل کیا تو سیتاجی کو پالوگے۔"

سمندر کے کنارے پوجا پاٹ کرنے کے بعد سمپاتی نے اپنی کہانی سنائی۔ بولا

اور جدائی کے غم کے بارے میں بتا دینا۔" ہنومان یہ محسوس کر کے بہت خوش ہوا کہ دنیا میں آنے کا اسے صلہ مل گیا۔ وہ سری رام کی یاد دل میں لیے روانہ ہو گیا۔ سارے بندر اپنے آپ کو بھول کر سری رام کے کام میں لگ گئے۔ انھوں نے جنگل، دریا، جھیلیں، پہاڑ اور غار سب ڈھونڈ ڈالے۔ راستہ میں انھیں اگر کوئی دیو مل جاتا تو وہ ایک تھپڑ میں اس کی جان لے لیتے۔ انھوں نے جنگل اور پہاڑ کا ایک ایک کونا چھان مارا۔ راستے میں کوئی سادھو مل جاتا تو اسے وہ چاروں طرف سے گھیر لیتے۔ وہ سب پیاسے تھے اور پانی ناپید تھا۔ اتنے میں وہ راستہ بھی بھول گئے۔ ہنومان نے سوچا کہ پانی کے بغیر تو یہ سب مر جائیں گے۔ یہ سوچ کر وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ نیچے اسے ایک غار سا دکھائی دیا جس میں چرند پرند جا رہے تھے۔ ہنومان اپنے ساتھیوں کو لے کر اس غار میں داخل ہو گیا۔ اندر جا کر انھیں ایک باغ دکھائی دیا۔ اس کے پاس ایک جھیل تھی۔ اس جھیل میں کنول تیر رہے تھے اور پاس میں ایک مندر تھا۔ اس میں ایک خوبصورت سی لڑکی بیٹھی تھی۔

دور سے سب نے سر جھکا کے اسے پرنام کیا اور اس کے پوچھنے پر سب نے اپنے بارے میں تفصیل بتائی۔ یہ سن کر اس نے کہا "جاؤ، پانی پیو اور مختلف طرح کے لذیذ پھل کھاؤ۔" سب نہا کے اور پھل کھا کے پھر اس کے پاس آئے۔ اس لڑکی نے انھیں اپنی کہانی شروع سے آخر تک سنائی۔ اور بولی "اب میں سری رام کی خدمت میں حاضر ہوں گی۔ تم اپنی آنکھیں بند کر لو تم غار کے باہر پہنچ جاؤ گے تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیتا تمھیں مل جائے گی۔" سب نے آنکھیں بند کر لیں اور کھولیں تو سب سمندر کے کنارے کھڑے تھے۔ وہ لڑکی سری رام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں پر جھکی اور انھوں نے اسے اپنی عقیدت عطا کر دی۔ زبانی

پچھلی طاقت مجھ میں باقی نہیں رہی جب کھر دیو کے فاتح سری رام نے تری وکرم کی شکل اختیار کی تھی تو مجھ میں بہت طاقت تھی۔ بالی کو قید کرنے کے لیے سری رام کا جسم اتنا لمبا چوڑا ہو گیا تھا کہ اس کا بیان مشکل ہے لیکن میں نے ایک گھنٹے سے کم میں ان کے گرد سات چکر لگائے تھے۔"

انگد نے کہا "میں آسانی سے پار کود جاؤں گا لیکن شک ہے کہ میں لوٹ کر نہ آسکوں گا۔" لیکن جمباوان بیچ ہی میں بول پڑا۔ "حالانکہ تم ہر طرح اس کام کی صلاحیت رکھتے ہو لیکن ہم تمھیں کیسے بھیج سکتے ہیں۔ تم ہم سب کے سردار ہو۔" اب ریچھوں کا راجا ہنومان سے مخاطب ہوا "کیا بات ہے تم کیوں خاموش ہو تم تو پون دیوتا کے بیٹے ہو۔ تم بہت ہوشیار بھی ہو اور اپنے باپ کی طرح طاقت ور بھی۔ پیارے بیٹے! دنیا کا وہ کون سا کام ہے جو تم نہیں کر سکتے۔ تم نے سری رام کی خدمت کے لیے ہی اس سنسار میں جنم لیا ہے۔"

ہنومان نے جب یہ لفظ سنے تو اس کا جسم پہاڑ کی برابر ہو گیا اور وہ سونے کی طرح چمکنے لگا۔ اب وہ شان و شوکت میں پہاڑوں کے سردار سمیرو کی طرح تھا۔ وہ شیر کی طرح چنگھاڑ چنگھاڑ کر کہہ رہا تھا۔ "میں سمندر پار کود سکتا ہوں۔ راون اور اس کی فوج کو مار سکتا ہوں۔ اور ترکوٹ پہاڑ کو اکھاڑ کر یہاں لا سکتا ہوں۔ لیکن جمباوان! تم مجھے کچھ مشورے دو۔" اس نے جواب دیا "میرے بیٹے! تمھیں صرف یہ کرنا ہے کہ جاؤ اور سیتا جی کی خیر خبر لے آؤ اس کے بعد سری رام خود اسے واپس لے لیں گے۔ بندروں کو وہ محض کھیل تماشے کے لیے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ وہ سارے دیووں کو تباہ کر دیں گے اور سیتا جی کو واپس لے

"جوانی کے زمانے میں میں اور میرا چھوٹا بھائی آسمان پر، اڑتے اڑتے سورج کے علاقے میں جا پہنچے۔ جٹایو سورج کی گرمی نہ برداشت کر سکا اور لوٹ آیا لیکن میں اپنے گھمنڈ میں اوپر اڑتا چلا گیا گرمی سے میرے پر جل گئے اور میں چنختا ہوا زمین پر آ گرا۔ ایک منی چندراما کو میری حالت پر ترس آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ترتیا کے عہد میں بھگوان اوتار بن کے زمین پر اتریں گے۔ اور ان کی پتنی کو ایک راجا (راون) ہر لے جائے گا۔ وہ اوتار اس کی تلاش میں چاروں طرف جاسوس بھیجے گا۔ جب تم ان سے ملو گے تو تمھارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اپنے پروں کی طرف سے مت فکر کرو، وہ بھی پھوٹ نکلیں گے۔ بس تمھیں اتنا کرنا ہو گا کہ ان جاسوسوں کو سیتا کا پتا بتا دو۔ منی کی یہ پیش گوئی آج پوری ہو گئی۔ میرے مشورے پر عمل کرو اور اپنا کام شروع کرو۔ ترکوٹ پہاڑ کی چوٹی پر لنکا کا شہر ہے۔ راون جو بہت نڈر ہے وہاں رہتا ہے وہیں اشوک باغ میں سیتا موجود ہے جو غموں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں لیکن تم اسے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ گدھ بہت دور تک دیکھ سکتے ہیں۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں ورنہ تمھارے ساتھ چل کے تمھاری مدد کرتا۔

" سری رام کا کام وہ کر سکتا ہے جو ذہین ہو اور آٹھ سو میل کی چوڑائی کو کود کے پار کر سکے۔ مجھے دیکھو اور ہمت سے کام لو۔ سری رام کی عنایت سے میرے پر نکل آئے اور میں پھر سے ٹھیک ہو گیا۔ ان کا نام لینے سے گنہگار بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ تم تو ان کے دوت ہو تمھیں ہمت سے کام لینا چاہیے اور سری رام کی عقیدت کا سہارا لے کر اپنے کام میں لگا رہنا چاہیے۔" گدھ انھیں حیران چھوڑ کر اڑ گیا۔ سب گدھ اپنی اپنی طاقت کا ذکر کر رہے تھے لیکن کوئی اتنی دور تک نہ کود سکتا تھا۔ ریچھوں کا راجا جمباوان بولا " اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور

پانچواں حصہ: کلیان کانڈ

ہنومان، جاموںت کی باتوں سے بہت خوش ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا "جب تک میں سیتا جی کی خبر لے کر آؤں تم یہیں میرا انتظار کرنا۔" یہ کہکر وہ روانہ ہو گیا۔ اور سمندر کے کنارے آ پہنچا۔ یہاں ایک خوبصورت پہاڑ تھا۔ اس پر چڑھ کے ہنومان نے پوری طاقت سے چھلانگ لگا دی۔ اُسے سری رام کا بھگت سمجھ کر سمندر نے مینا کا پہاڑ سے اس کی تھکن دور کرنے کو کہا۔ اس کی طاقت کا امتحان لینے کے لئے دیوتاؤں نے سُرسا سانپن کو بھیجا۔ اس نے ہنومان کو نگلنے کی کوشش کی مگر وہ اپنا منہ جتنا بڑا کرتی ہنومان اس سے دونا بڑا ہو جاتا۔ پھر وہ بے حد باریک ہو گیا اور اس کے منہ میں داخل ہو کر اور پیٹ میں گھوم کر باہر نکل آیا۔ آخر اس نے ہنومان سے کہا۔ "تمھارے پاس طاقت بھی ہے اور ذہانت بھی اس لئے تم ضرور سری رام کا کام مکمل کر دو گے۔" ہنومان یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے ہوا میں اپنا سفر جاری رکھا۔ تھوڑی دیر میں وہ سمندر کے دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔

دوسرے کنارے پہ ایک خوبصورت پہاڑ تھا۔ اس پہاڑ پر چڑھ کر ہنومان نے

آئیں گے۔ نارد منی، دوسرے منی اور دیوتا ان کے گن گائیں گے۔ جو کوئی انھیں دہرائے گا اسے بھی اونچا رتبہ ملے گا اور تلسی داس! جو اسے بار بار گائے گا وہ بھی بلند مقام حاصل کرے گا۔ ترپرا کو شکست دینے والے سری رام اس کی مدد کریں گے۔ اسے آواگون کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔

خوبصورت عورت یا تو میرا حکم مان یا پھر مرنے کے لئے تیار ہو جا۔" وہ بولیں "میرے شوہر کا بازو کنول کی شاخ کی طرح خوبصورت اور ہاتھی کی سونڈ کی طرح لمبا ہے۔ او دس سروں والے راکشش! یہ بات دھیان میں رکھنا۔ میری گردن یا تو اس بازو میں ہو گی یا پھر تیری تلوار کی ندر ہو جائے گی۔ یہ میں نے قسم کھائی ہے۔" اس کے بعد وہ راون کی تلوار سے مخاطب ہو کر بولیں "اٹھ، میرے سینے میں میرے شوہر سے جدائی کی جو آگ دہک رہی ہے اس کو بجھا دے۔ تیری دھار تیز ہے۔ تو مجھے دکھوں سے نجات دلا سکتی ہے پھر دیر کیوں؟" یہ سن کر راون انھیں قتل کرنے کے لئے دوڑا لیکن مایا کی بیٹی، رانی مندودری درمیان میں آگئی اور اس نے کسی طرح راون کا غصہ ٹھنڈا کر دیا۔ جو خادمائیں سیتا کی نگرانی پر مامور تھیں راون نے ان سب کو بلا کر کہا کہ "ایک مہینے کے اندر سیتا کو رضامند کر لو ورنہ میں اپنی تلوار سے اسے قتل کر دوں گا۔" یہ حکم دینے کے بعد راون اپنے محل کی طرف لوٹ گیا۔ اُدھر اس کی خادماؤں نے جو اشوک باغ میں مقرر تھیں، طرح طرح کے روپ بھر کر سیتا کو ستانا شروع کر دیا۔

اُن میں سے ایک جس کا ترجٹا نام تھا رام چندر جی سے گہری عقیدت رکھتی تھی۔ اس نے خواب میں رگھوپتی کو دیکھا تھا۔ ترجٹا نے اپنی سب ساتھیوں کو جمع کر کے انھیں اپنا خواب سنایا اور کہا کہ سیتا جی کی خدمت کر کے نجات حاصل کریں۔ بولی "میں نے سپنا دیکھا کہ ایک بندر نے لنکا کو آگ لگا دی ہے اور سارے راکشش جل کر بھسم ہو گئے ہیں۔ راون ننگے بدن گدھے پر سوار ہے۔ اس کے دسوں سر اور بیسوں ہاتھ قلم کر لیے گئے ہیں۔ اس طرح وہ جنوب کی طرف (موت کے دیوتا، یم دوت کی رہائش گاہ) جا رہا ہے۔ لنکا پر وبھیشن کا قبضہ ہو گیا ہے۔ رام چندر جی کی فتح کا ہر طرف اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد سری رام نے سیتا جی کو بلایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خواب جلد ہی پورا

ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ لنکا کا خوبصورت شہر اس کے سامنے تھا۔ شہر کے چاروں طرف سونے کی دیوار تھی جس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ خوبصورت باغات دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ مسلح محافظ شہر کی نگرانی پر تعنات تھے اس لئے ہنومان اتنا چھوٹا بن گیا کہ اسے کوئی دیکھ نہ سکے اور اس طرح وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے محلوں کا کونا کونا چھان مارا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر وہ راکشسوں کے راجا راون کے محل میں داخل ہوا اور اسے سوتا ہوا پایا۔ جانکی اس محل میں بھی نہ تھی۔ اسے پاس میں ایک محل دکھائی دیا جس میں مندر تھا۔ اس کی دیواروں پر رام چندر جی کے تیر کمان کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اور وہاں تلسی کے پودے لگے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا کہ راکشسوں کے شہر میں ایسے مندر کا کیا کام۔ اس مندر میں راون کا سب سے چھوٹا بھائی وبھیشن سو رہا تھا۔ ہنومان برہمن کی شکل اختیار کر کے مندر میں داخل ہوا۔ وبھیشن نے اس کا سواگت کیا۔

وبھیشن نے یہ بتایا کہ سیتا جی کہاں موجود ہیں۔ ہنومان ان سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ سیتا جی اشوک باغ میں بیٹھی تھیں اور سری رام کے کنول جیسے قدموں کی یاد میں گم تھیں۔ ہنومان وہاں پہنچ کر پتّوں میں چھپ گیا۔ ذرا دیر میں راون وہاں پہنچا۔ اس نے سیتا جی کو خوشامد سے اور پھر سختی سے رام کرنا چاہا مگر وہ بہت سختی سے پیش آئیں۔ اپنے اور راون کے بیچ انھوں نے ایک پتّی کو دیوار بنا لیا۔ وہ غصّہ ہو کر راون سے بولیں "احمق شاید تجھے یہ اندازہ نہیں کہ رام چندر جی کے تیروں میں کتنی طاقت ہے۔ تو مجھے بزدلی کے ساتھ اس وقت لے آیا تھا جب میں تنہا تھی۔ یہ سوچ کر تجھے خود شرم آنی چاہیے"۔ سیتا جی کی باتوں سے راون جل اٹھا اور اپنی تلوار نکال کر سیتا جی سے یوں مخاطب ہوا۔

" سیتا! تو نے میری توہین کی ہے۔ میں اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر لوں گا۔ اے

انداز میں کھدا ہوا ہے۔ انھوں نے اس انگوٹھی کو فوراً پہچان لیا۔ اُسے پاکر وہ خوش بھی ہوئیں اور غمگین بھی۔ "رگھوپتی ناقابلِ تسخیر ہیں اور انھیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ ان کی انگوٹھی کسی تدبیر سے جعلی بنائی نہیں جا سکتی۔" یہ خیال اُن کے دل میں آئے۔

اتنے میں ہنومان نے گفتگو شروع کر دی۔ سب سے پہلے انھوں نے سری رام کے اوصاف بیان کیے۔ جب یہ الفاظ سیتا جی کے کان میں پہنچے تو ان کا غم دور ہو گیا۔ ہنومان نے شروع سے آخر تک سارا قصہ سنایا اور سیتا جی ہمہ تن گوش ہو کر سنتی رہیں اور سوچنے لگیں یہ کون ہے جو اس باغ میں سری رام کے گُن گا رہا ہے۔ اتنے میں ہنومان سیتا جی کے قریب آ گئے۔ سیتا جی کی پُشت اُن کی طرف تھی۔ وہ بولے "جانکی ماں! میں سری رام کا سفیر ہوں۔ یہ بات میں خود انھیں کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ یہ انگوٹھی میں ہی لے کر آیا ہوں۔ یہ انگوٹھی انھوں نے تمھارے لیے بھیجی ہے۔" وہ حیران ہوئیں اور انھوں نے یہ جاننا چاہا کہ انسان اور بندر کے درمیان اتنا گہرا تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر ہنومان نے وہ سارا واقعہ سنایا جو اُن کے یہاں آنے کا سبب بنا تھا۔ جب انھوں نے پوری بات سُن لی تو وہ سمجھ گئیں کہ یہ سری رام کا سچا بھگت ہے۔

یہ جان کر کہ ہنومان سری رام کا عقیدت مند ہے وہ اس پر مہربان ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ بولیں "ہنومان! میں تو مایوسی کے سمندر میں ڈوب رہی تھی۔ تو میرے لیے پار لگانے والی کشتی بن کر آیا ہے۔ مجھے میرے آقا کی خیریت سنا۔ اس کے بھائی کی خبر دے۔ بتا تو سہی ایسے نرم دل سری رام اتنے سخت دل کیسے ہو گئے۔ کیا کبھی وہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ ہنومان! کبھی ایسی گھڑی بھی آئے گی جب میری آنکھوں کو ان کے دیدار سے ٹھنڈک پہنچے۔" اس کے بعد ان سے بولا نہ گیا اور آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔ ذرا دیر میں بڑی مشکل سے ان کی زبان سے اتنا نکلا

ہو کے رہے گا۔" یہ سن کر وہ سب گھبرا گئیں اور جانکی کے قدموں پر گر پڑیں۔ پھر ادھر ادھر چلی گئیں۔ سیتا جی اپنے دل میں سوچنے لگیں کہ "ایک مہینہ ختم ہونے کے بعد یہ راکشش مجھے مار ڈالے گا۔" (یہ موت کا ڈر نہ تھا بلکہ افسوس اس بات کا تھا کہ مہینہ گذرنے میں ابھی بہت دن ہیں)۔

سیتا جی ہاتھ جوڑ کر ترجٹا سے بولیں "ماں! اس مصیبت میں بس تم ہی میری ہمدرد ہو۔ کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ جلدی اس زندگی سے میرا پیچھا چھوٹ جائے۔ رگھوپتی سے دوری مجھ سے سہی نہیں جاتی۔ لکڑیاں منگا کر چتا بناؤ اور اس میں آگ لگا کے مجھے نجات دلا دو۔ راون کے الفاظ مجھ سے سنے نہیں جاتے۔" یہ الفاظ سن کر ترجٹا نے ان کے پاؤں پکڑ لیے اور طرح طرح انھیں دلاسا دینے لگی۔ سیتا جی نے سوچا "بھگوان ہی مجھ سے روٹھ گئے ہیں۔ آگ اس وقت میسر نہیں۔ اور اس کے سوا میرے دکھ درد کا کوئی علاج نہیں۔ آسمان پر تاروں کی شکل میں چنگاریاں چمک رہی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی زمین پر نہیں گرتی۔ چاند بھی سر تا پا آگ نظر آتا ہے مگر وہ بھی زمین پر آگ نہیں گراتا۔ شاید یہ بھی میری تکلیف کو کم کرنا نہیں چاہتا۔ اشوک! تو تو دُکھ درد کو دور کرنے والا ہے (اشوک لفظ کے معنی ہیں دُکھ دور کرنے والا) تو ہی میری مصیبت کا علاج کر تیرے پتے آگ کی طرح روشن ہیں۔ تو ہی آگ دہکا کر میری مدد کر۔" سیتا جی کے لیے ایک ایک لمحہ ایک ایک جُگ ہو گیا۔ ہنومان نے سیتا جی کو اس تکلیف میں دیکھا تو اس کے لیے بھی ایک ایک لمحہ پہاڑ ہو گیا۔ اس نے سیتا جی کے آگے انگوٹھی پھینک دی وہ خوشی سے اچھل پڑیں۔ انگوٹھی انھوں نے ہاتھ میں لے لی۔

سیتا جی نے دیکھا کہ اس خوبصورت انگوٹھی پر رام چندر جی کا نام بہت خوبصورت

" رگھوپتی کو خبر ہوتی کہ تم یہاں ہو تو وہ کبھی کے یہاں پہنچ گئے ہوتے۔ جوں ہی اُن کے سورج جیسے تیر یہاں پہنچیں گے دشمنوں کی فوجیں اس طرح چھٹ جائیں گی جیسے اندھیرا چھٹتا ہے۔ جننی! میں بھگوان کی سوگند کھا کے کہتا ہوں کہ میں تمھیں اسی وقت رگھوپتی کے پاس لے جاتا مگر مجھے اس طرح کا کوئی حکم نہیں ملا ہے۔ اس لیے صبر کرو اور کچھ دن اور انتظار کر لو۔ رگھوپتی بندروں کی ایک فوج کے ساتھ یہاں پہنچا ہی چاہتے ہیں۔ نسیچروں کا خاتمہ کر کے وہ تمھیں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ نارد اور دوسرے منی تینوں دنیاؤں میں ان کے گن گائیں گے۔" سیتا جی بولیں" مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ سارے بندر تمھاری ہی طرح چھوٹے چھوٹے قد کے ہوں گے جب کہ دشمن دیووں کی طرح لمبے تڑنگے ہیں۔ یہ لوگ جنگ میں بھی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔" یہ سن کر ہنومان نے اپنا اصلی قد ظاہر کر دیا۔ پہاڑ کی طرح عظیم، سونے کی طرح سندر، جنگ کے معاملے میں بھیانک اور سرتاپا طاقت کا مجسمہ۔ اب سیتا جی کو اطمینان ہوا۔ اس کے بعد ہنومان جی نے پھر سے چھوٹا قد اور کمزور سی شکل اختیار کر لی۔ بولے" سنو، ماتا! بندر نہ طاقتور ہوتے ہیں اور نہ ذہین۔ رگھوبر کی عنایت ہو تو چھوٹے سے چھوٹا سانپ گروڈا کو نگل سکتا ہے۔"

سری رام کی عظمت کا بیان سن کر اور ہنومان کی بھگتی دیکھ کر سیتا جی بہت خوش ہوئیں۔ انھوں نے ہنومان کو دعائیں دیں" بھگوان کرے تو ہمیشہ طاقتور اور نیکی کا خزانہ بنا رہے۔ تجھے بڑھاپا اور موت اپنے قبضے میں کبھی نہ لے سکے۔ سدا تجھ پر رگھوپتی کی نظر رہے۔ یہ الفاظ سن کر ہنومان کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا۔ بار بار وہ سیتا جی کے قدموں پر اپنا سر جھکاتے بولے "ماتا! آج مجھے وہ سب کچھ مل گیا جس سے زیادہ کی تمنا نہیں کی جا سکتی۔ سب جانتے ہیں کہ تمھارے منہ سے نکلی دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔

"میرے آقا! تم تو مجھے بالکل بھول گئے۔" سیتا جی کو غموں سے نڈھال پاکر ہنومان نے انھیں دلاسا دینے کی کوشش کی۔ وہ نرم لہجے میں سیتا جی سے یوں مخاطب ہوئے۔ "دونوں بھائی خیریت سے ہیں۔ ان کی طرف سے بے فکر رہو۔ سری رام البتہ تمھاری طرف سے فکرمند ہیں۔ انھیں ہر وقت تمھارا ہی خیال لگا رہتا ہے۔ جتنی محبت تم ان سے کرتی ہو اس سے دوگنی محبت وہ تم سے کرتے ہیں۔ اب تم ہر طرح مطمئن ہو جاؤ اور توجہ کے ساتھ ان کا پیغام سن لو۔" ہنومان کے منہ سے جب یہ الفاظ ادا ہوئے تو ان کی آواز بھرا گئی۔

ہنومان نے کہا: سری رام نے کہا ہے کہ "سیتا! جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں ہر چیز میرے لیے بے مزہ ہو گئی ہے۔ پیڑ کے نرم نرم اور نئے نئے پھوٹے پتے آگ کے شعلے لگتے ہیں۔ راتیں بھیانک ہو گئی ہیں۔ چاند کی چاندنی سورج کی کڑی دھوپ سے زیادہ ناگوار ہوتی ہے۔ کنول کے تختے ایسے لگتے ہیں جیسے کسی نے زمین میں سنانیں گاڑ دی ہوں۔ بادل سے پانی برستا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کھولتا ہوا تیل برس رہا ہو۔ جو چیزیں پہلے بھلی لگتی تھیں اب وہی ناگوار ہوتی ہیں۔ پھولوں کی خوشبو اژدہے کی پھنکار معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہے کہ دل کی بات کہہ ڈالنے سے دل کا بوجھ کسی حد تک ہلکا ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اپنا دکھ درد سناؤں تو کسے۔ ایسا کوئی نہیں جو میری بات کو سنے اور سمجھے۔ محبت کے جس بندھن نے مجھے اور تمھیں باندھ رکھا ہے اس کو میرا دل ہی سمجھتا ہے اور میرا دل ہر وقت تمھارے ساتھ ہے۔" ودیہہ کی بیٹی نے محبت کی یہ باتیں سنیں تو انھیں ہوش کی خبر نہ رہی۔ ہنومان نے کہا "سنبھلو اور خود پر قابو رکھو۔ رگھوپتی کی طرف اپنا دھیان لگاؤ۔ کمزوری کو اپنے دل سے نکال پھینکو۔ یہ سب نسیچر پتنگوں کی طرح ہیں اور رگھوپتی کے تیر آگ کے شعلے ہیں حوصلہ رکھو اور اپنے دشمنوں کو ختم سمجھو۔

میگھ ناتھ تھا جس نے خود اندر کو شکست دیدی تھی۔ آخر کار ہنومان نے اس کے تمام ساتھیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود اس کی رتھ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ پھر دونوں میں دوبدو جنگ ہوئی۔ ہنومان کے ایک گھونسے میں میگھ ناتھ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے کمان میں برہم بان جوڑا۔ ہنومان نے سوچا کہ یہ تو برہما کا ہتھیار ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا مجھے زیب نہیں دیتا۔ آخر انھوں نے خود کو حوالے کر دیا اور انھیں زنجیروں میں جکڑ لیا گیا۔ سب انھیں دیکھنے کے لیے راون کے دربار میں جمع ہو گئے۔ راون پہلے تو انھیں دیکھ کر ہنسا پھر اسے اپنے بیٹے کی موت یاد آئی تو ملول ہو گیا۔ دس سروں والے راون نے ہنومان جی سے طرح طرح کے سوال کیے۔ انھوں نے اسے بہت سمجھایا کہ سیتا جی کو آزاد کر دے اور سری رام کے غصّے سے ڈرے۔ ان کے آگے سر جھکائے اور ان کی اطاعت قبول کرے۔

راون ہنومان جی کی اس نصیحت پر ہنسا اور اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ سب ہتھیار لے کر دوڑ پڑے۔ اتنے میں راون کے چھوٹے بھائی وبھیشن اپنے مشیروں کے ساتھ وہاں آ پہنچے۔ انھوں نے صلاح دی کہ سفیر کو اس طرح مار ڈالنا آدابِ حکومت کے خلاف ہے۔ سزا کے اور بھی بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں۔ یہ بات سارے درباریوں کو پسند آئی۔ اس بات پر سب کو اتفاق تھا کہ بندر کو سب سے زیادہ اپنی دم عزیز ہوتی ہے۔ لہٰذا طے پایا کہ ان کی دم میں چیتھڑے لپیٹ دیے جائیں اور اس پر گھی ڈال کر آگ لگا دی جائے۔ ہنومان جی کو مذاق سوجھا تو انھوں نے اپنی دُم بہت لمبی کر دی۔ لنکا میں جتنے چیتھڑے موجود تھے وہ ان کی دُم میں لپیٹ دیے گئے اور وہاں جتنا گھی حاصل کیا جا سکا وہ اُن کی دُم پر چھڑک دیا گیا۔ پھر اسے آگ لگا دی گئی۔ اب ہنومان جی نے ایک اور کمال کیا۔ انھوں نے اپنا

اور ہاں، ماں! لذیذ میووں سے لدے درخت دیکھ کر مجھے بھوک لگنے لگی ہے۔" وہ بولیں "یہاں کی رکھوالیاں بڑی ظالم اور سخت دل ہیں۔" ہنومان جی نے کہا "مجھے ان کا ذرا سا بھی خوف نہیں۔ مجھے تو بس آپ کی اجازت چاہیئے۔" جب سیتا جی نے دیکھا کہ یہ بہادر اور ہمّت کا پکّا ہے تو انھوں نے اجازت دیدی کہ وہ جی بھر کر پھل کھالے، لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی کہ وہ رام چندر جی کے چرنوں کی طرف دھیان لگائے رکھے۔

ہنومان نے سر جھکا کے سیتا جی کو نمسکار کیا اور باغ میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہلے تو انھوں نے جی بھر کے پھل کھائے۔ پھر پیڑوں کو توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا۔ باغ کی دیکھ بھال کے لیے بہت سے بہادروں کو تعینات کیا گیا تھا۔ وہ سب چلّا اٹھے "مہاراج! ایک موٹا تازہ بندر اشوک باغ میں گھس آیا ہے اور اس نے سارے پیڑوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے۔ اس نے سارے پھل کھا لیے، پیڑ اکھاڑ پھینکے اور چوکیداروں کو مار ڈالا۔" یہ سن کر راون نے کچھ چیدہ بہادروں کو باغ کی طرف روانہ کیا۔ ہنومان نے انھیں دیکھا تو بھیانک آواز نکالی اور سب کو قتل کر دیا۔ جو زخمی ہو گئے تھے مگر مرنے سے بچ گئے تھے وہ بھاگ کے راون کے پاس پہنچے۔ اپنے بہادروں کی یہ حالت دیکھ کر راون نے اکشے کمار کو بہت سے سرداروں کے ساتھ روانہ کیا۔ ہنومان جی نے انھیں دیکھ کے ڈراونی آواز نکالی اور حملہ کر دیا۔ بہت سے خاک و خون میں تڑپ تڑپ کے مر گئے، بہت سے بھاگ نکلے۔ پکار پکار کے کہہ رہے تھے "پربھو! یہ بندر بہت طاقتور ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہے۔

لنکا کے راجا کو جب یہ پتہ چلا کہ اس کا بیٹا مارا گیا تو اس کے غم و غصّے کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اس نے بہادر اور طاقتور میگھ ناتھ کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ یہ وہ

ذرا دیر بعد رگھوبیر نے سگریو کو بلایا اور حملے کی تیاری کا حکم دیا۔ دیکھتے دیکھتے بھالوؤں اور بندروں کی فوج جمع ہو گئی۔ اس فوج نے لنکا کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ اس فوج میں ہاتھی بھی شامل ہو گئے۔ راستے میں جو درخت انھیں ملے وہ انھوں نے اکھاڑ لیے تاکہ ہتھیاروں کے طور پر استعمال کیے جا سکیں۔ جلدی ہی یہ فوج سمندر کے کنارے جا پہنچی۔ سیتاجی کی بائیں آنکھ پھڑکنے لگی۔ عورت کی بائیں آنکھ پھڑکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ کوئی خوشی حاصل ہونے والی ہے۔ ادھر راون کی بائیں آنکھ بھی پھڑکی۔ مرد کی بائیں آنکھ پھڑکے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بری خبر سننے کو ملے گی۔ ہنومان نے جب سے لنکا کو آگ لگائی تھی، وہاں کے باشندے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ وہ ہر وقت یہی سوچتے تھے کہ جس کا سفیر اتنا طاقتور اور بہادر ہے وہ خود کتنا بہادر ہوگا۔ راون کی بڑی رانی مندودری کو بھی یہی ڈر تھا کہ شہر پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ اس نے ایک دن اپنے شوہر کو بہت سمجھایا کہ سیتاجی کو واپس کر کے رام چندرجی سے صلح کر لے۔ ورنہ ساری حکومت تباہ و برباد ہو جائے گی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس نے مندودری کو الٹا کمزور اور بزدل ٹھہرایا۔

راون دربار میں جا کر اپنے تخت پر بیٹھا تو اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ حملہ ہونے والا ہے اور سمندر پار بھاری فوجیں جمع ہیں۔ یہ خبر سن کر راون نے اپنے درباریوں سے صلاح کی۔ وہ سب ٹھہرے خوشامدی۔ انھوں نے وہ مشورہ دیا جس سے راجا خوش ہو۔ بولے "آپ جیسے بہادر اور اقبال مند کو کیا فکر ہے۔ آپ نے تو دیوتاؤں کو شکست دی ہے۔ یہ تو ٹھہرے آدمی، بندر اور بھالو۔" یہ کہہ کے سب ہنسنے لگے۔ راون بھی ان باتوں سے خوش ہوا۔ وبھیشن نے اس کے خلاف مشورہ دیا۔ اس نے سری رام کی عظمت کا بیان کیا اور کہا کہ یہ سوائے ہری کے اور کوئی نہیں۔ دنیا کی بھلائی کے لیے، برہمن اور گائے

جسم بہت چھوٹا کر لیا اور کود کر راون کے سنہری محل پر چڑھ گئے۔ اب انھوں نے اپنی دم سے چاروں طرف آگ لگانی شروع کر دی۔ اسی وقت زور کی ہوا چلی اور سارا لنکا جل اٹھا۔ ذرا دیر میں سارا شہر جل کر بھسم ہو گیا۔ صرف وبھیشن کا محل بچ رہا۔ اس کے بعد ہنومان سیتا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی۔ یہ سن کر وہ مغموم ہو گئیں کہ ان سے ذرا ہمارا اتقاد بھی ختم ہو رہا ہے۔ ہنومان جی نے کہا: "جیسے رگھوبیر نے مجھے آپ کے لیے نشانی دی تھی۔ اسی طرح آپ بھی ان کے لیے کوئی نشانی دیجیے۔" انھوں نے اپنے بالوں سے کھول کر ایک موتی دیا اور کہا رگھوبیر سے کہہ دینا کہ کچھ دنوں اور تم نے میری خبر نہ لی تو مجھے جیتا نہ پاؤ گے۔

ہنومان جی نے طرح طرح سیتا جی کو دلاسا دیا اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ایک ہی چھلانگ میں وہ سمندر کے اس پار پہنچ گئے۔ یہاں سب ان کے منتظر تھے۔ ہنومان جی کو دیکھ کر سب خوش ہوئے اور یہ بھی سمجھ گئے کہ وہ اپنا کام کر کے واپس لوٹے ہیں۔ اب وہ سری رام سے ملنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ راستے میں انھوں نے سگریو کے باغ مدھوبن میں خوب پھل کھائے۔ انگد نے انھیں اس کی اجازت دیدی تھی۔ سری رام کی خدمت میں حاضر ہو کر جامونت نے سارا قصہ سنایا۔ سیتا جی کے بارے میں انھوں نے بار بار سوال کیے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ بہت غمگین ہیں مگر اپنے آقا کے قدموں کا تصور کر کے زندگی گزار رہی ہیں۔ ان کی دی ہوئی نشانی بھی سری رام کو پیش کر دی گئی۔ جسے انھوں نے محبت سے سینے سے لگایا۔ سیتا جی کے حالات سن کر سری رام کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ہنومان جی کے وہ بہت احسان مند تھے۔ ان کا سر سری رام نے سینے سے لگا لیا۔ اس وقت ہنومان جی کی خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا۔

جوش اس کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پلک جھپکتی نہ تھی۔ اس نے آگے بڑھ کے سری رام کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اپنا تعارف کرایا اور امان مانگی۔

سری رام نے اسے اپنی امان میں لے لیا۔ اس کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے۔ اور اس کے ماتھے پر تلک کا نشان بنا دیا۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ لنکا پر راج کرے گا۔ اس کے بعد سری رام نے کہا "لنکا کے راستے میں سمندر حائل ہے۔ اگر میں چاہوں تو ایک تیر سے اسے خشک کر دوں لیکن میں سختی کا طریقہ اپنانا نہیں چاہتا۔ بتاؤ کیا ترکیب کی جائے۔" یہ ساری گفتگو راون کے وہ جاسوس بھی سن رہے تھے جو بندروں کی شکل بنائے ہوئے وہاں موجود تھے۔ سری رام کا برتاؤ دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ وہ امان میں آنے والوں کو کس طرح پناہ دیتے ہیں۔ کس طرح ان سے محبت کا سلوک کرتے ہیں، وہ سب کچھ بھول گئے اور اپنی اصلی شکل میں آ گئے۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ جاسوس ہیں اور انھیں پکڑ لیا۔ قریب تھا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں مگر انھوں نے رام کی دہائی دی۔ آخر ان کی جان بخشی ہوئی۔ لچھمن جی نے انھیں واپسی کی اجازت بھی دیدی۔ اور راون کے نام ایک خط لکھ کر انھیں دیدیا۔ اس خط میں راون کو سمجھایا گیا تھا کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائے۔ سری رام سے معافی مانگو اور سیتا جی کو واپس بھیج دو ورنہ تمھاری جان کی خیر نہیں۔ اور یہ سمجھنا کہ یہ سمندر ہمارے راستے میں حائل ہے۔ ہماری فوج کے سپاہی اگر ایک ایک گھونٹ پانی پئیں گے تو یہ خشک ہو جائے گا۔"

جاسوس لوٹ کر سر جھکائے راون کے دربار میں پہنچے۔ انھیں خاموش دیکھ کر راون نے پوچھا "بولو۔ چپ کیوں ہو۔ تم نے میرے دشمنوں کو دیکھا یا وہ لوگ میری بہادری کے چرچے سن کر بھاگ کھڑے ہوئے۔" آخر انھوں نے زبان کھولی۔ فوج کی

کی حفاظت کے لیے وہ انسان کے روپ میں زمین پر اترے ہیں۔ اس لیے ان کی اطاعت ضروری ہے۔ سیتا جی کو واپس کر کے ان سے معافی کا خواستگار ہونا چاہیے۔ راون کے دربار میں ایک پرانا وزیر جس کا نام مالیہ وان تھا وہ بھی سری رام کا بھگت تھا۔ اس نے بھی یہی مشورہ دیا۔ ان دونوں کی باتیں سن کر راون آگ بگولہ ہو گیا۔ مالیہ وان نے تو گھر کا راستہ لیا لیکن وبھیشن برابر اپنے بھائی کو سمجھاتا رہا۔ راون کا غصّے سے یہ حال تھا کہ وہ وبھیشن کے ٹھوکریں مار رہا تھا مگر وبھیشن برابر اس کی بھلائی کے مشورے دے رہا تھا۔ بڑے اور چھوٹے میں یہی فرق ہے کہ بڑا نیکی کرنے سے باز نہیں آتا اور چھوٹا اس کی قدر نہیں کرتا۔

وبھیشن اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہو گیا تاکہ سری رام کی پناہ میں پہنچ جائے۔ اس کی روانگی کے ساتھ ہی لنکا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا اور اس کی تباہی یقینی ہو گئی۔ وبھیشن سمندر پار کر کے وہاں جا پہونچا جہاں سری رام کی فوجوں کا پڑاؤ تھا۔ سب نے دور سے اسے دیکھ لیا اور یہ سمجھے کہ ہو نہ ہو یہ راون کا کوئی سفیر ہے۔ بعضوں نے خیال کیا کہ یہ کوئی جاسوس ہے جو ادھر کی خبر لینے آیا ہے لیکن ہنومان نے جلد ہی اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ راون کا بھائی وبھیشن ہے۔ اب یہ غور ہونے لگا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ سری رام نے لوگوں کی صلاح لی۔ سگریو نے کہا "یہ نسیچر بہت بدذات ہوتے ہیں۔ ان پر بھروسہ کرنا مناسب نہیں۔ وبھیشن کو نزدیک نہ آنے دینا چاہیے اور مقابلہ کرنا چاہیے۔" لیکن سری رام نے اس کے خلاف رائے دی اور کہا "جو کوئی میرے پاس آئے اور مجھ سے امان مانگے میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔ خواہ وہ ہزار برہمنوں کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس کے دل میں کھوٹ ہوتی تو وہ ہرگز میرے پاس آنے کی جرأت نہ کرتا۔ اس لیے تم لوگ جاؤ اور اسے لے کر میرے پاس آؤ۔" یہ حکم سن کر سگریو اور ہنومان اس کے خیر مقدم کو بڑھے۔ اعزاز و اکرام کے ساتھ اسے ساتھ لائے۔ وبھیشن کی اس وقت عجب حالت تھی۔ خوشی اور

چھٹا حصّہ ــــ لنکا کے واقعات

میں پوجتا ہوں سری رام کو جو سب سے زیادہ پوجنے کے لائق ہے اور خود شیو بھی ہمیشہ ان کی پوجا کرتے ہیں، جس کا کرم آواگون کے چکّر سے نجات دلاتا ہے۔ جس کے اوصاف بیان سے باہر ہیں، جو نیکوکار کو جزا اور بدکار کو سزا دیتا ہے۔ میں کاشی کے سردار شنکر کے آگے سر جھکاتا ہوں جو گرجا کا شریکِ حیات ہے اور جو ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ شمبھو کو میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اے دل! تو سری رام کی پوجا کیوں نہیں کرتا۔

سمندر دیوتا کے الفاظ سن کر سری رام نے اپنے مشیروں کو طلب کیا اور اُن سے کہا "اب دیر کس بات کی ہے۔ پُل تیار کرو تاکہ فوجیں سمندر کے پار پہنچ سکیں۔ جاموَنت نے ہاتھ جوڑ کر کہا "آقا! صرف تمھارا نام ہی پُل کا کام دیتا ہے جس سے سب منزل پر جا پہنچتے ہیں!" پھر جاموَنت نے نل اور نیل دونوں بھائیوں کو بلایا اور انھیں سارا قصہ سنایا۔ اس کے بعد سب بندروں کو پُل بنانے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی سب کو ہدایت کر دی کہ سری رام کا تصور دل میں بسائے رکھیں۔

کثرت، بہادری اور عزائم کا ذکر کیا۔ یہ بتایا کہ سری رام کیسے ہمدرد اور سراپا رحم وکرم ہیں۔ انھوں نے یہ بھی صلاح دی کہ سری رام کی اطاعت قبول کر لینی چاہیئے اور اپنی خطاؤں کے لیے ان سے معافی مانگ لینی چاہیے۔ یہ ساری گفتگو سن کے راون آگ بگولا ہو گیا اور انھیں دور ہونے کا حکم دیا۔ اُدھر وبھیشن نے سری رام کو بتایا کہ سمندر کا دیوتا خود ان کے بزرگوں میں سے ایک ہے۔ وہ ان کا لحاظ پاس کرے گا۔ اس نے صلاح دی کہ سری رام سمندر کے کنارے جائیں اور اس سے راستہ مانگیں۔ سری رام کو یہ تجویز پسند آئی۔ وہ سمندر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر اس سے مخاطب ہوئے۔ وہ کئی دن تک گفتگو کرتے رہے لیکن مغرور دیوتا نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخرکار سری رام نے اپنی کمان میں تیر جوڑا۔ تیر کا جوڑنا تھا کہ سمندر کا پانی کھولنے لگا۔ جتنے جاندار سمندر کے اندر موجود تھے پناہ مانگنے لگے۔ آخر سمندر کا دیوتا مجبور ہو گیا۔ اس نے اپنا غرور بالائے طاق رکھا اور عاجزی کے ساتھ معافی مانگی۔ اب سری رام نے سمندر پار کرنے کا طریقہ دریافت کیا۔ اس نے کہا "دو بندر بھائیوں نیل اور نل کو یہ بردان ملا ہوا ہے کہ جو ان کے جسم سے چھو جائے وہ چاہے پہاڑ ہی کیوں نہ ہو۔ تیرتا ہوا سمندر کے پار ہو جائے گا۔" سری رام مسکرائے اور انھوں نے سمندر کو گرمی کی تکلیف سے نجات دیدی۔ سمندر کا دیوتا نمستے کر کے رخصت ہو گیا۔ تلسی داس یہ قصہ اپنی حقیقی صلاحیتوں کے مطابق سنا رہا ہے۔ یہ قصہ جو غمگینوں کے غم دور کر دیتا ہے۔

کر دو اور سری رام کے قدموں میں گر کر معافی مانگ لو۔ وہ سراپا رحم و کرم ہیں تمھیں معاف کر دیں گے۔ اور پھر راج پاٹ اپنے بیٹے کو سونپ کر جنگل کو چلے جاؤ اور وہاں رام نام کا جپ کرتے ہوئے زندگی گزار دو۔ اگر تم میری صلاح مانو گے تو سدا نیک نام رہو گے۔

یہ کہہ کر مندودری نے راون کے پیر پکڑ لیے اور ایک بار پھر اپنی درخواست دُہرائی۔

راون نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور پھر شیخیاں بگھارنے لگا۔ بولا "بتاؤ کون ہے جو میری ہمسری کر سکے۔ تمھارے خوف بے بنیاد ہیں۔ میں نے اپنی طاقت سے وَرُن، کُبیر اور یاما کو شکست دی ہے۔ دیو۔ دیوتا اور انسان سب میرے زیرِ فرمان ہیں۔ پھر تمھیں کس بات کا ڈر ہے؟" اتنا کہہ کر راون پھر دربار میں جا بیٹھا۔ اب مندودری کو یقین ہو گیا کہ اس کے شوہر کے دن قریب آ گئے ہیں۔ راون نے دربار میں اپنے مشیروں کو طلب کر کے مشورہ کیا کہ اب مقابلے کی کیا صورت ہونی چاہیے۔ اس پر سب نے جواب دیا "اس میں فکر کی کونسی بات ہے اور اس سلسلے میں بار بار مشورہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بھالو، بندر اور آدمی تو ہماری خوراک ہیں۔" راون کے بیٹے پرہست نے ہاتھ جوڑ کے کہا "ان مشیروں کو عقل نہیں۔ ان کے مشورے کو اہمیت نہ دینی چاہیے اور حد سے نہ گزرنا چاہیے۔ یہ سب تو وہ بات کہتے ہیں جس سے آپ خوش ہوں لیکن اس طرح کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ اُدھر سے صرف ایک بندر ادھر آ نکلا تھا اس نے وہ تباہی مچائی جس کے آثار ابھی تک باقی ہیں۔ جب وہ آیا تھا اس وقت تمھاری بھوک کہاں مر گئی تھی۔

تم لوگوں نے اسے اس وقت کیوں نہ کھایا جب وہ تمھارے شہر کو آگ لگا رہا تھا۔

"آپ کے وزیروں نے اس وقت وہ صلاح دی ہے جس سے آپ ذرا دیر کے لیے خوش ہو جائیں لیکن اس صلاح پر عمل کر کے آپ خود کو مصیبت میں ڈال لیں گے۔ جس نے

بندر دور دور سے درخت، پتھر اور بڑے بڑے پہاڑ اٹھا کر لائے۔ نل اور نیل نے وہ پہاڑ اس طرح سنبھال لیے جیسے وہ بھاری پہاڑ نہ ہوں کھلونے ہوں۔ دیکھتے دیکھتے خوبصورت پل تیار ہونے لگا۔ اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر سری رام مسکرائے اور انھوں نے اعلان کیا کہ یہاں شیوجی کی مورتی تیار کی جائے گی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ "جو شیوشنکر سے عقیدت نہیں رکھتا وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو رامیشور سے لَو لگائے گا وہ مرنے کے بعد سیدھا مجھ سے آملے گا۔" ہاں تو پہاڑوں کا پُل تیار ہوتا رہا۔ پتھر خود تو ڈوب ہی جاتا ہے اس کے ساتھ کوئی چیز ملا دی جائے تو اُسے بھی لے ڈوبتا ہے۔ تیرنے کی کرامت نہ تو پتھروں میں تھی نہ یہ بندروں کا کمال تھا بلکہ یہ سری رام کا اقبال تھا کہ پہاڑ پانی کی سطح پر تیرتے رہے۔ اور پُل تیار ہوتا رہا۔ آخر پُل تیار ہو گیا اور بندروں، بھالوؤں اور آدمیوں کی فوج اسے پار کرتی رہی۔ پُل پر جگہ نہ رہی تو بندروں نے اُڑ کر سمندر پار کیا اور دوسری طرف جا پہنچے۔ سری رام نے سمندر کے پار ڈیرہ لگوایا اور سب کو اجازت دیدی کہ وہ پھلوں اور میووں سے پیٹ بھر لیں۔ موسم اور بے موسم کے پھلوں سے درخت لدے ہوئے تھے۔ پیڑ ہلائے گئے تو پھلوں کے پہاڑ بن گئے۔ سب نے جی بھر کے کھائے۔

کوئی راکشش ملتا تو یہ سب مل کے اُسے ستاتے اور آخر میں اس کے ناک کان کاٹ لیتے۔ پھر یہ روتا پیٹتا راون کے پاس پہنچتا۔ راون کو جب یہ پتہ چلا کہ سمندر پر پُل بن گیا اور فوجوں نے اُسے پار بھی کر لیا تو وہ بہت گھبرایا اور پھر اپنی گھبراہٹ پر خود ہی ہنسنے لگا۔ مندودری کو جب یہ پتہ چلا تو وہ بہت گھبرائی اور اپنے شوہر کا بازو پکڑ کر اسے اپنے محل میں لے گئی۔ اس نے ایک بار پھر راون کو سمجھایا کہ "سری رام کا اور تمھارا کوئی مقابلہ نہیں۔ اگر تم جگنو ہو تو وہ چمکتا ہوا آفتاب۔ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آدمی کو اُس سے الجھنا چاہیئے جس کا وہ مقابلہ کر سکتا ہو۔ اس لیے میری صلاح یہ ہے کہ تم جانکی کو واپس

چاند کو دیکھ کر سری رام بولے بتاؤ اس میں جو دھبّہ ہے وہ کیا چیز ہے۔ سگریو نے کہا کہ یہ زمین کا سایہ ہے جو چاند میں دھبّے کی شکل میں نظر آتا ہے۔ کسی نے کہا یہ راہو کا لگایا ہوا زخم ہے جو داغ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ کوئی اور بول اٹھا برہما نے جب رتی کو بنایا تو چاند کا حسن نچوڑ کر اس کا چہرہ بنا دیا۔ اس لیے یہ سیاہی نظر آتی ہے۔" ہنومان نے کہا "پربھو! چاند آپ کا خادم ہے اور یہ آپ کی تصویر ہے جو اُس نے اپنے سینے میں سجا رکھی ہے"۔ یہ جواب سن کر سری رام مسکرا دیے۔ پھر انھوں نے دکن کی طرف دیکھا اور بولے "دیکھو وبھیشن کیسی کالی گھٹا اٹھی ہے۔ کیسے بادل گرج رہے ہیں۔ اور کیسی بجلی چمک رہی ہے"۔ وبھیشن نے جواب دیا "پربھو! نہ یہ بادل ہیں نہ بجلی اور نہ گرج بلکہ راون نے اونچے پہاڑ پر ایک زبردست محل بنوایا ہے۔ یہ اس کا چھتر ہے جو بادل کی طرح نظر آتا ہے۔ موسیقی کی آواز بادل کی گرج معلوم ہوتی ہے اور رانی مندودری کے کانوں کے بالے چمکتے ہیں تو بجلی کی چمک کا عالم دکھاتے ہیں"۔ سری رام یہ جواب سن کر مسکرائے۔ انھوں نے اپنا تیر کمان میں جوڑا اور چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چھتر، راون کا تاج اور مندودری کے بالے سب زمین پر آ رہے اور لطف یہ کہ تیر کسی کو دکھائی بھی نہ دیا۔ بلکہ تیر واپس آ کر ترکش میں داخل ہو گیا۔

راون کی محفل موسیقی میں جو لوگ موجود تھے وہ سب کے سب خوف زدہ ہو گئے اور تاج کے گرنے کو بد شگنی سمجھنے لگے۔ راون نے کہا کہ تاج کے گرنے سے کچھ نہیں ہوتا ان باتوں کا اثر نہ لینا چاہیے۔ آخر اس نے سب کو گھر جانے کا حکم دیا۔ اس کی رانی مندودری کافی خوف زدہ تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنے شوہر کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ سری رام کی عداوت سے ہاتھ اٹھا لے۔ مگر اس پر کب اثر ہونے والا تھا۔ وہ اس کی باتوں پر ہنسنے اور سمجھانے لگا۔ اتنے میں صبح نمودار ہوئی اور راون اپنے دربار

دیکھتے دیکھتے سمندر پر پل بنا دیا گیا وہ ایسی ہستی ہے جس کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکے۔ پتا جی! مجھے بزدل نہ سمجھنا۔ میں سچی بات کہہ رہا ہوں۔ میری صلاح مانیے۔ پہلے سری رام کی خدمت میں کوئی سفیر بھیجیے اور پھر ان کی بیوی ان کو لوٹا دیجیے۔ اس طرح آپ کے اور ان کے درمیان کوئی جنگ کا سبب نہ رہ جائے گا۔ اور اگر یہ نہ کرو تو میدانِ جنگ میں مقابلہ کرو خواہ کچھ بھی نتیجہ برآمد ہو۔" اپنے بیٹے سے یہ باتیں سن کر راون آگ بگولا ہو گیا اور بولا "کم بخت! تجھے یہ عقل مندی کی باتیں کس نے سکھائیں۔ تو اپنے خاندان کے لیے باعثِ شرم ہے۔" پرہست دل دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا "جس بیمار کو موت آنی ہو اسے دوا اثر نہیں کرتی۔ اسی طرح جس کے سر پر تباہی منڈلا رہی ہو وہ کوئی اچھی بات نہیں سن سکتا۔

شام ہو چکی تھی۔ راون اٹھا اور پہاڑ کی اس چوٹی کی طرف گیا جس پر ایک بڑا اور شاندار محل بنا ہوا تھا۔ یہ جگہ بہت خوبصورت تھی۔ اکثر شام کو راون یہاں آ کر دل بہلایا کرتا تھا۔ یہاں اچھے ناچنے اور گانے والے موجود تھے۔ راون کے یہاں پہنچنے پر رقص و موسیقی کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت اسے وہ لطف آ رہا تھا جو راجا اندر کو بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایک زبردست قوت سے اس کا سامنا تھا۔ تو بھی وہ بالکل خوف زدہ نہ تھا۔ اُدھر سویلا پہاڑ پر سری رام نے ڈیرہ جمایا۔ لچھمن نے پہاڑ کی چوٹی پر نرم پھول اور نئی نئی پتیاں بچھا دیں اور ان پر مرگ چھالا پھیلا دی۔ اس پر سری رام آرام کرنے لگے۔ ان کا سر سگریو کی گود میں تھا۔ ان کے داہنی طرف کمان اور بائیں طرف تیر رکھے ہوئے تھے۔ لنکا کا ہونے والا راجا وبھیشن بھی وہیں موجود تھا۔ انگد اور ہنومان سری رام کے پاؤں داب رہے تھے۔ لچھمن تیر کمان سے لیس پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

اپنی گردن کے قریب ایک کلہاڑا کر کے اور اپنے سارے کنبے کو ساتھ لے کے اس طرح سری رام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کہ سیتاجی اس قافلے کے آگے آگے ہوں اور سری رام کے پاؤں پکڑ کر ان سے معافی مانگو۔ اس طرح تم پر آنے والی مصیبت ٹل سکتی ہے"۔

راون یہ گفتگو سن کر تپ گیا۔ بولا" اے حقیر بندر! تجھے معلوم بھی ہے تو کیا بک رہا ہے۔ تجھے یہ نہیں معلوم میں سادھوؤں اور برہمنوں کا دشمن ہوں۔ بیوقوف بندر! میرے بازوؤں کی طرف دیکھ۔ راہو کے ہاتھوں جس طرح چاند گہنا جاتا ہے۔ اسی طرح میری طاقت کے آگے اچھے اچھے زیر ہو جاتے ہیں۔ بتا اُدھر کی فوج میں کون ہے جو میرا سامنا کر سکے۔ رام کو اس کی بیوی کی جدائی نے کمزور کر دیا ہے۔ لچھمن بھی اپنے بھائی کے غم میں شریک ہے اس لیے یہی حال اس کا ہے۔ تو اور سگریو اس درخت کے مانند ہو جو دریا کے کنارے کھڑا ہو کہ اب گرا اور اب گرا۔ رہی بات میرے بھائی وبھیشن کی تو وہ سدا کا بزدل ہے۔ تمھارا مشیر جاموَنت بوڑھا ہو چکا اور میدانِ جنگ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ نل اور نیل صرف تعمیر کے ماہر ہیں۔ ہاں ایک بندر ضرور طاقتور ہے جس نے پہلے آکر شہر کو آگ لگا دی تھی"۔

انگد نے کہا" کیوں راون کیا یہ سچ ہے کہ ایک بندر نے تمھارا سارا شہر جلا کے خاک کر دیا۔ ایک ادنیٰ حقیر سے بندر نے! ۔ وہ کوئی غیر معمولی بندر نہ تھا بلکہ سگریو کا ایک معمولی خدمتگار تھا۔ اُسے اس کام کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ صرف اِدھر کی خبر لے جانے پر مامور کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سگریو کا سامنا کرنے کی جرات نہ کر سکا اور ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے۔ جب ایک معمولی بندر نے یہ ستم ڈھایا تو سمجھ لو کہ فوج کے سورما کیسے ہوں گے۔ تم ان سے کیسے نپٹو گے۔ راون! تم نے یہ بات سچ کہی کہ

میں داخل ہوا۔ اُدھر سری رام خواب سے بیدار ہوئے۔ انھوں نے اپنے مشیروں کو بلا کے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جامونت نے مشورہ دیا کہ بالی کے بیٹے راجکمار انگد کو سفیر بنا کر راون کے پاس بھیجنا چاہیے۔ یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ سری رام نے فرمایا "انگد بیٹے! تم بہادر بھی ہو نیک بھی ہو اور ہوشیار بھی۔ تمھیں زیادہ ہدایات دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ تم راون کے پاس جاؤ اور اسے وہ بات سمجھاؤ جو ہمارے لیے بھی مفید ہو اور اس کے حق میں بھی اچھی ہو۔" انگد نے اسے بہت بڑا اعزاز خیال کیا اور دل میں بہت احسان مند ہوا۔

سری رام کے قدم چھو کر انگد روانہ ہو گیا۔ جب وہ شہر میں داخل ہوا تو وہاں اس کا سامنا راون کے بیٹے پرہست سے ہوا۔ دونوں میں گفتگو ہوئی۔ بات بڑھی اور لڑائی میں تبدیل ہو گئی۔ پرہست نے ٹھوکر مارنے کے لیے ٹانگ اٹھائی۔ انگد نے اس کی ٹانگ پکڑ لی اور اٹھا کے پٹخ دیا۔ ادھر ادھر جو نسیچر موجود تھے وہ راج کمار کا یہ انجام دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سارے شہر میں کہرام مچ گیا کہ وہ بندر جس نے شہر میں تباہی مچا دی تھی پھر آ پہنچا ہے۔ شہر کے باشندے بُری طرح بوکھلا گئے کہ دیکھیے قسمت میں کیا لکھا ہے۔ آخر کار طاقتور اور نڈر انگد محل کے دروازے تک جا پہنچا۔ راون کو اس کے آنے کی اطلاع دی گئی۔ انگد کو فوراً اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ راون نے پوچھا "تم کون ہو اور کیا پیغام لے کر آئے ہو؟" انگد نے جواب دیا "میں تمھارا عزیز ہوتا ہوں" راون نے کہا "یہ تو ممکن نہیں۔ خیر بتاؤ کس طرح؟" انگد نے کہا "تم نے بالی کا نام سُنا ہوگا۔ میں اس کا بیٹا انگد ہوں۔ یہ جواب سن کر راون خاموش ہو گیا۔ انگد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "میں چونکہ تمھارا عزیز ہوں اس لیے تمھارا بھلا چاہتا ہوں۔ اگر تم جان کی خیر چاہتے ہو تو سری رام سے معافی مانگ لو۔ دانتوں میں تنکا داب کر اور

لینا ہنسی کھیل ہے۔ اُما کا شوہر (شیو) جس کی بہادری کا قایل ہے۔ راون نے کئی بار اپنے سر کاٹ کے اس کے آگے اس طرح پیش کر دیے جیسے پوجا کے پھول پیش کیے جاتے ہیں۔ آٹھوں سمتوں کے دیوتاؤں کو اس کی طاقت کا علم ہے۔ اور وہ اس کے لگائے ہوئے زخموں کی کسک آج بھی محسوس کرتے ہیں۔ جب راون دھرتی پر چلتا ہے تو وہ اس طرح لرزتی ہے جیسے چھوٹی سی کشتی۔ میں وہ راون ہوں احمق! تو نے میرا نام نہیں سُنا۔ تو میری تعریف نہ کر کے ایک ناپائیدار انسان کے گُن گا رہا ہے۔ بیوقوف بندر! تیری بے عقلی اب مجھ پہ اچھی طرح واضح ہو گئی۔

یہ سن کر انگد نے غصے سے جواب دیا "بدبخت راون! تو اسے معمولی انسان سمجھتا ہے جس کے سامنے پرشرام کا غصہ پگھل کے رہ گیا۔ وہ پرشرام جس کی کلہاڑی نے راجا سہسرا باہو کی فوجوں کا جنگل کاٹ کے ڈال دیا تھا۔ کیا محبت کا دیوتا صرف ایک تیر انداز ہو سکتا ہے۔ کیا گنگا صرف ایک معمولی ندی ہو سکتی ہے۔ کیا گائے صرف ایک چوپایا ہو سکتی ہے۔ کیا امرت معمولی پانی ہو سکتا ہے۔ کیا گرودا ایک معمولی پرند ہو سکتا ہے۔ کیا ہزار سر والا شیش ایک عام ناگ ہو سکتا ہے۔ بیکنٹھ کیا معمولی جگہ ہو سکتی ہے۔ اور کیا ہنومان جس نے تیرے شہر کو جلا کے راکھ کر دیا اور پھر نہایت اطمینان سے روانہ ہو گیا، کوئی معمولی بندر ہو سکتا ہے۔ راون! تو غرور اور گھمنڈ کو تیاگ کے رام کے گن کیوں نہیں گانے لگتا۔ اگر تو سری رام کے مقابل آیا تو برہما اور شیو بھی تیری مدد نہ آسکیں گے"۔ انگد کی یہ باتیں سن کر راون غصے سے کھولنے لگا۔ بولا "میرا بھائی کمبھ کرن ہے میرا بیٹا میگھ ناتھ اور کیا تو نے میری بہادری کے قصّے نہیں سنے کہ میں نے کس طرح جانداروں اور بے جانوں کو اپنا مطیع بنایا ہے۔

سری رام کی فوج میں ایسا کوئی نہیں جو تم سے مقابلہ کر سکے کیونکہ مقابلہ برابر والے سے کیا جاتا ہے۔ اگر شیر مینڈک کو مارے تو یہ کونسی بات ہوئی۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ سری رام تمھیں مارنے کا ارادہ کریں مگر اتنا یاد رکھو کہ چھتری کا غصّہ بُرا ہوتا ہے۔ انگد کی طنزیہ باتوں کے تیر راون کے کلیجے کے پار ہو گئے۔ اس نے بھی جوابی حملہ کیا کیونکہ وہ غصّے سے تپ چکا تھا بولا "بندر میں ایک بات اچھی ہوتی ہے وہ یہ کہ جس کا کھاتا ہے اس کے ساتھ وفاداری کرتا ہے۔ بندر تو وہی ہے جو اپنے مالک کے اشاروں پر ناچے۔"

انگد نے جواب دیا "پون دیو کے بیٹے نے تمھارے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ ٹھیک ہی تھا۔ تمھارے یہاں نیکی اور خیرت کا کوئی کام نہیں۔ اس نے تمھارے بیٹے کو مار ڈالا۔ تمھارا باغ اجاڑ دیا اور تم سمجھتے ہو کہ وہ تمھارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا۔" راون نے کہا کہ "تو تو ایسا بُرا ہے کہ اپنے باپ کی موت کا سبب بنا۔" یہ کہہ کر راون زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ انگد نے کہا "بالی کے بعد میں تیری موت کا سبب بنا ہوتا۔ راون! تجھے معلوم ہے کہ اس دنیا میں کتنے راون ہوئے ہیں۔ اگر تجھے نہیں معلوم تو مجھ سے سن ایک راون تو وہ تھا جو بالی کو فتح کرنے کے ارادے سے پاتال گیا تھا۔ بچوں نے اسے پکڑ کے اصطبل میں باندھ دیا تھا اور اسے اپنا کھلونا سمجھا تھا آخر بالی کو اس پر ترس آیا اور اس نے اسے چھٹکارا دلایا۔ دوسرا وہ تھا جسے راجا سہسرا باہو نے کوئی عجیب و غریب چیز سمجھ کر پکڑ لیا تھا اور تماشے کے طور پر اپنے گھر لے گیا تھا۔ آخر منی پُلستیہ نے اسے نجات دلائی تھی۔ مجھے کہتے شرم آتی ہے لیکن تیسرا وہ تھا جو بالی کی بغل میں تھا۔ راون! غصے مت ہو اور بتا حقیقت کیا ہے تو ان میں سے کونسا ہے۔

راون بولا "سن احمق میں وہ راون ہوں جس کے لیے شیو کا کیلاش پہاڑ اٹھا

پاس نہ عقل ہے، نہ شان اور نہ ذہانت۔ اس کے باپ نے اس میں لیاقت نہ دیکھی تو اسے جلاوطن کر دیا۔ دوسرے اس کی بیوی کی جدائی اسے نڈھال کیے دے رہی ہے۔ پھر یہ کہ میرا خوف اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ سن بندرا جس پر تجھے غرور ہے اس جیسے کو یہاں کے نسیچر صبح شام کھاتے رہتے ہیں۔" سری رام کے خلاف ایسے گستاخانہ کلمات سن کر بندروں کے سردار کو طیش آگیا۔ جو ہری اور ہر کی توہین کرتا ہے وہ گاؤکشی سے بھی بڑھ کر گناہ کرتا ہے۔ انگد نے زمین پر غصّے سے دونوں ہاتھ دے مارے۔ دھرتی کانپ اٹھی۔ راون کے دربار میں جتنے سورما بیٹھے تھے وہ سب اوندھے منہ گر پڑے۔ راون بھی الٹ گیا ہوتا مگر وہ سنبھلا اور کھڑا ہو گیا۔ اس کے بہت سے تاج زمین پر گر پڑے۔

انگد نے ان میں سے کئی تاج اس طرف اچھال دیے جدھر سری رام کا ڈیرا تھا۔ اور وہ اتنی تیزی سے سری رام کی طرف بڑھے جیسے ٹوٹے ستارے ہوں۔ بعضوں نے تو یہ سمجھا کہ یہ راون کے پھینکے ہوئے گولے ہیں۔ آخر سری رام نے لوگوں کو بتایا کہ یہ راون کے تاج ہیں جنھیں انگد نے اس طرف پھینک دیا ہے۔ پون دیو کے بیٹے نے اٹھ کر ان تاجوں کو روکا اور سری رام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ تاج سورج کی طرح چمک رہے تھے۔ اُدھر راون بے حد غصّے میں تھا۔ اس نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ بندر کو پکڑ کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ انگد نے یہ حکم سنا تو دل ہی دل میں ہنسے۔ راون بولا" اس کا کام تمام کر دو اور پھر دشمن کی طرف روانہ ہو جاؤ جو بندر، بھالو، آدمی راستے میں ملے اسے نگل جاؤ۔" انگد نے کہا" یہ سب بکواس تو بند کر دیکھ میں نے اپنا پاؤں زمین پر جما لیا ہے۔ کسی میں ہمت ہو تو یہ پیر ہی اپنی جگہ سے ہلا دے۔" یہ کہہ کے انگد رام چندر جی اور سیتا جی کو یاد کرنے لگے۔ اُن کے کرم سے انگد کا پاؤں اس طرح زمین پر جم گیا کہ سب

"احمق تیرے آقا نے بندروں کی مدد سے سمندر پر پُل بنایا ہے۔ اس کو تو بہادری کہتا ہے۔ کتنے ہی پرندا ایسے ہیں جو اُڑ کے سمندر پار کر سکتے ہیں لیکن انھیں سورما تو نہیں کہا جا سکتا۔ میرا ایک ایک بازو اتھاہ سمندر ہے جس میں جوش اور بہادری کا خون موجیں مار رہا ہے۔ بڑے بڑے دیوتا ان موجوں میں غرق ہو چکے ہیں۔ کون ہے جو ان بیس سمندروں (بازوؤں) کو پار کر کے مجھ تک پہنچ سکے۔ میں نے تو آٹھوں دشاؤں کے دیوتاؤں سے ناک رگڑوائی ہے۔ اگر تیرا آقا ایسا ہی بہادر ہے تو اس نے تجھے صلح کرنے کے لیے میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔ مجھے صلح کا پیغام دیتے ہوئے اسے شرم نہیں آتی۔ پہلے میرے ہاتھوں کو دیکھ جنھوں نے کیلاش پہاڑ کو اٹھا لیا تھا اس کے بعد اپنے آقا کی تعریف کرنا۔ کون ہے جو اس راون کا مقابلہ کر سکے جس نے بار بار خود اپنے ہاتھ سے اپنے سر کاٹ کے شیو کی نذر کر دیے۔ میرے لیے یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ میں فانی انسان کے ہاتھوں مارا جاؤں گا۔ تو سمجھتا ہے میں اس پیش گوئی کو سچ سمجھتا ہوں"

انگد نے کہا "بے وقوف! اپنے ہاتھوں اپنا سر کاٹ لینا کون سا کمال ہے۔ مداری اور جادوگر یہ کمال روز دکھاتے ہیں۔ یہ صاف صاف سن لے کہ میں سفیر بن کے یا صلح کا پیغام لے کر تیرے پاس نہیں آیا ہوں۔ مجھے اجازت نہیں ہے ورنہ میں ابھی تیرا جبڑا توڑ ڈالتا اور سیتا جی کو یہاں سے لے جاتا۔

"راون! تیری طاقت کا اندازہ تو اسی سے ہو گیا کہ لچھمن کی بنائی ہوئی ہلکی سی لکیر تجھ سے پار نہ کی جا سکی اور تو دوسرے کی بیوی کو اس وقت لے آیا جب وہ تنہا تھی۔ مجھے اجازت ہوتی تو میں ذرا دیر میں تیرے شہر کو اجاڑ دیتا اور تجھے موت کے گھاٹ اتار دیتا

راون غصے سے کانپنے لگا۔ بولا "بیوقوف بندر! تو موت کو دعوت دے رہا ہے۔ توخو ذرا سا ہے لیکن باتیں بڑھ بڑھ کے کر رہا ہے جس کے بل بوتے پر تو اکڑ رہا ہے خود اس

شہر تک آ پہنچے ہیں اور میری رعایا بھوکی ہے۔ بھگوان نے ان کی خوراک ان کے گھر ہی بھیج دی ہے۔ جاؤ اور ان سب کو نگل لو"۔ اس کا حکم سن کر نسیچر ہتھیاروں سے مسلح ہو کے نکل پڑے۔ انھیں خبر نہ تھی کہ ان کا مقابلہ کیسے بہادروں سے ہے۔ فوجی باجے بجنے لگے۔ آگے بڑھ کر انھوں نے دیکھا کہ غیر معمولی قد کے بندر اور بھالو ان کی طرف بڑھتے آتے ہیں۔ دریا پہاڑ کوئی چیز انھیں روک نہیں پاتی۔ جس پتھر کو چاہتے ہیں اٹھا کے ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔ دونوں فوجیں آگے بڑھ رہی تھیں۔ اُدھر رام رام کا نعرہ تھا اور اِدھر راون راون کا۔ آخر دوبدو لڑائی شروع ہو گئی۔ نسیچر پہاڑ کے پہاڑ بندروں اور بھالوؤں کی فوج پر للکار رہے تھے۔ اُدھر بندروں کا یہ حال تھا کہ وہ ان پہاڑوں کو معمولی گیندوں کی طرح دبوچ لیتے۔ اور اٹھا کے قلعے کی دیوار پر دے مارتے۔ بندر اچھل اچھل کے قلعے کے اندر داخل ہو گئے اور چاروں طرف رام کا نام پکارنے لگے۔ بندر اور بھالو نسیچروں کو دبوچ کے اچھلتے اور پھر اس طرح زمین پر گرتے کہ دشمن نیچے ہوتا اور وہ اوپر۔

سری رام کی عنایت سے بندروں اور بھالوؤں کی فوج غالب رہی۔ انھوں نے دشمنوں کی حالت ابتر کر دی۔ وہ اس طرح تتر بتر ہو گئے جس طرح ہوا کے زبردست آندھی سے بادل اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں۔ سارے شہر میں چیخ پکار مچ گئی۔ عورتیں بچے اور بوڑھے زار زار رونے اور فریاد کرنے لگے۔ سب یک زبان ہو کر کہنے لگے راون کو رعایا کا کیا خیال۔ وہ تو اپنے تاج و تخت میں مست ہے۔ یہ ساری مصیبت اسی کی لائی ہوئی ہے۔ جب راون کو پتہ چلا کہ اس کی فوج کی شکست ہو گئی تو اس نے بچے کھچے سپاہیوں کو ایک بار پھر جمع کیا اور غصّے میں مخاطب ہوا "اگر میں نے کسی کو میدانِ جنگ سے بھاگتے ہوئے دیکھا تو میں اپنی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اب تک تمھیں ہر طرح کا عیش و آرام حاصل رہا اور آج جب تمھاری آزمایش کا وقت

سورماؤں نے باری باری کوشش کی مگر کوئی بھی اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکا۔ آخر سب سر جھکا کے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کے راون بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ضرور انگد کے پاؤں کو اپنی جگہ سے ہلا سکے گا۔ اسے آگے بڑھتا دیکھ کر انگد نے اس پر بھرپور طنز کیا۔ "راون تو میرے پاؤں کیوں پکڑتا ہے۔ جا کے سری رام کے پاؤں پکڑ تاکہ تجھے نجات ملے۔" اس جملے نے راون پر بڑا اثر کیا۔ وہ بے حد شرمندہ ہوا اور سر جھکا کے اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں شام ہو گئی اور راون اٹھ کے اپنے محل میں چلا گیا۔

راون محل میں داخل ہوا تو اس کی رانی مندودری نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ رام کوئی معمولی انسان نہیں۔ دراصل وہ بھگوان ہیں جو دنیا کی بھلائی کے لیے اور مصیبت زدوں کو مصیبت سے چھٹکارا دلانے کے لیے انسانی شکل میں زمین پر اتر آئے ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے دیکھتے دیکھتے سمندر پر پل بنا دیا۔ اتنی آسانی سے سویلا پہاڑ تک پہنچ گئے۔ انھوں نے تمھارے پاس سفیر بھیجا مگر تم ہوش میں نہ آئے۔ انگد اور ہنومان جیسے بہادر ان کی فوج میں شامل ہیں۔ ذرا سوچو تم انھیں کس طرح شکست دے سکو گے۔" مندودری کی ان باتوں سے راون خوش نہیں ہوا اور جیسے ہی دن نکلا وہ پھر اپنے دربار میں جا بیٹھا۔ اس وقت اس کا غرور آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ اُدھر سری رام نے اپنے مشیروں کو بلایا اور لنکا فتح کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ بندروں کی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور ہر حصے کا سردار کسی تجربہ کار کو مقرر کیا گیا۔ بندروں اور ریچھوں کی یہ فوج جوشیلی آوازیں نکالتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اور سارا لنکا ان کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

مغرور راون نے جب یہ آوازیں سنیں تو مسکرایا۔ اس نے دیووں سے کہا [illegible]

دیتے اور وہاں وبھیشن ان کے نام پتے بتاتا۔ سری رام اسے امان دیدیتے۔ یہ دیکھ کر دیوتاؤں کو بھی رشک آتا۔ سری رام سمجھ گئے کہ انگد اور ہنومان قلعے اور محل میں جا گھسے ہیں جب شام ہوگئی تو یہ دونوں کود کود کر واپس آئے اور سری رام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ ان کے درشن کر کے دونوں تازہ دم ہوگئے۔ جب دشمن کو یہ معلوم ہوگیا کہ انگد اور ہنومان واپس چلے گئے تو یہ پھر جمع ہو کر حملہ آور ہوئے۔ راون کے دو بیٹے ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ ان دونوں نے مایا سے مدد لی اور آسمان سے خون، پتھر اور خاک برسنے لگی۔ بندروں اور بھالوؤں نے یہ دیکھا تو گھبرا گئے اور ادھر ادھر منتشر ہونے لگے۔ سری رام اس بھید کو سمجھ گئے۔ انھوں نے انگد اور ہنومان کو ضروری ہدایات دے کر روانہ کیا۔ یہ دونوں نہایت برہمی کی حالت میں اس جگہ پہنچے جہاں جنگ ہو رہی تھی۔ اُدھر سری رام نے مسکرا کے اپنی کمان میں تیر جوڑا اور چھوڑ دیا۔ گیان حاصل ہونے سے جس طرح جہالت کی تاریکی چھٹ جاتی ہے اس طرح اندھیرا دور ہوگیا۔ چاروں طرف تیز روشنی پھیل گئی۔ بندروں اور بھالوؤں کو پریشانی اور گھبراہٹ سے نجات مل گئی۔ اب وہ آگے بڑھنے لگے ہنومان اور انگد پوری طاقت سے حملہ آور ہوئے۔ بندروں اور بھالوؤں نے دشمنوں کو پکڑ پکڑ کے پٹکنا شروع کر دیا۔ انھوں نے بہتوں کو پکڑ کے سمندر میں ڈبو دیا اور وہ سمندری جانوروں کا لقمہ بن گئے۔

اب رات ہوگئی تھی اس لیے بندروں کی فوج لوٹ کر سری رام کے پاس جا پہنچی اور ان کے درشن سے فوراً ہی تازہ دم ہوگئی۔ اُدھر لنکا کے دس سروں والے راجا نے اپنے فوجی افسروں کو طلب کیا۔ اس نے بتایا کہ آدھی فوج جنگ میں تباہ ہوچکی ہے۔ بڑے بڑے فوجی افسر اور بہادر مارے جا چکے ہیں۔ یہ بتانے کے بعد اس نے اپنے تجربہ کار مشیروں سے پوچھا کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔ ان میں ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار

آیا ہے تو تم جان بچا کے بھاگ رہے ہو"۔ یہ تقریر سن کے راون کے سپاہی جوش میں آگئے اور ایک بار پھر انھوں نے میدانِ جنگ کا رُخ کیا۔ انھوں نے سوچا کہ موت تو ہر طرح پیچھا کر ہی رہی ہے۔ پھر کیوں نہ بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے جائیں۔ دشمن کے خوفناک ہتھیار بلّم، بھالے، برچھے دیکھ کر بندر خوف زدہ ہو کر بھاگنے لگے۔

اب یہ نعرہ تھا "انگد اور ہنومان کہاں ہیں؟ نل، نیل اور دوئی وِد کہاں ہیں؟" اس وقت ہنومان لنکا کے مغربی دروازے پر جنگ کر رہا تھا۔ یہاں میگھ ناتھ سے اس کا مقابلہ تھا۔ ہنومان کو سخت غصّہ آیا اور وہ چنگھاڑتا ہوا لنکا کے قلعے میں جا پہنچا۔ پہلے تو اس نے ایک پتھر اٹھا کے میگھ ناتھ کے رتھ پر مارا جس سے رتھ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور پھر خود میگھ ناتھ کے سینے پر ایک لات جمائی۔ ایک اور رتھ بان نے یہ دیکھا تو اس نے جلدی سے میگھ ناتھ کو اٹھا لیا اور اسے محل میں پہنچا دیا۔ جب انگد کو یہ پتہ چلا کہ ہنومان تن تنہا قلعے میں جا گھسا ہے تو وہ بھی ایک زقند میں وہاں پہنچ گیا۔ بندر کے لیے اچھل کر کسی محل میں گھس جانا کونسی مشکل بات ہے۔ ان دونوں بندروں نے بڑی پوری تباہی مچا دی۔ خود راون کے محل میں گھُس کر انھوں نے کوشل کے راجا کی فتح کا اعلان کر دیا۔ راون نے جب یہ دیکھا تو بہت گھبرایا۔ عورتیں دو مصیبت ڈھانے والے بندروں کو دیکھ کر سینہ پیٹنے لگیں۔ بڑے بڑے سنہری پتھروں کو انھوں نے پکڑ پکڑ کے ہلایا اور عمارت گرنی شروع ہو گئی۔ دشمن عمارت کے نیچے دب دب کے ڈھیر ہونے لگے۔

رام کی بھگتی سے طاقت حاصل کر کے بندروں کے جھنڈ نے دشمنوں کی صفوں میں تہلکہ مچا دیا۔ قلعے کی فصیلوں پر چڑھ چڑھ کے انھوں نے سری رام کی جے بولی۔ جو دشمن سردار ان کے ہاتھ لگتا اس کی ٹانگ پکڑ کے وہ سری رام کی طرف اچھال

دوبدو مقابلے کے لیے نکلا۔

میگھ ناتھ کی زبان پر یہ الفاظ تھے "کوشل کے دونوں بھائی کہاں ہیں جو دنیا میں بڑے تیر انداز مشہور ہیں؟ کہاں ہیں نل، نیل، دوئی وِد، سگریو، انگد، ہنومان؟ کہاں ہے وبھیشن جس نے خود اپنے بھائی سے غدّاری کی۔ کچھ بھی ہو میں آج ان سب کو ختم کر کے رہوں گا۔" یہ کہہ کے اس نے کمان میں تیر جوڑا اور سخت طیش کے عالم میں اس کے چلّے کو کانوں تک کھینچ لیا۔ اور پے در پے تیر چھوڑنے شروع کر دیے۔ اس کی کمان سے نکلے ہوئے تیر پردار زہریلے ناگوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ بندر چاروں طرف مر مر کے گرنے لگے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ کسی میں لڑنے کی ہمت نہ رہی۔ بھالو اور بندر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ پورے میدانِ جنگ میں ایک بھی زندہ بندر اور بھالو نظر نہ آتا تھا۔ اپنے ایک ایک دشمن کو اس نے دس دس تیروں سے چھید دیا۔ بڑے بڑے سورما بندر زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ اور میگھ ناتھ شیر کی طرح میدانِ جنگ میں گرج رہا تھا۔

جب پون دیو کے بیٹے نے اپنی فوج کو مصیبت میں گرفتار دیکھا تو وہ بہت غصّے کے عالم میں آگے بڑھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خود موت کا دیوتا ہو۔ غصّے کے عالم میں اس نے ایک پورا پہاڑ اٹھا کے میگھ ناتھ کی طرف پھینکا۔ پہاڑ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر میگھ ناتھ ہوا میں اُڑ گیا لیکن اس کا رتھ، گھوڑے اور رتھ بان کچل کے رہ گئے۔ ہنومان نے بار بار اسے جنگ کی دعوت دی لیکن اس نے قریب آنے کی جرات ہی نہ کی۔ اسے ہنومان کی طاقت کا اندازہ تھا۔ اس کے بعد میگھ ناتھ سری رام کے قریب پہنچا اور منہ سے بہت سے بیہودہ کلمات نکالے۔ طرح طرح کے ہتھیار اور گولے اس نے

افسر بھی تھا۔ اس کا نام مالیہ وان تھا۔ یہ رشتے میں راون کا نانا ہوتا تھا۔ اس نے کہا "میرے بیٹے! میری نصیحت کو غور سے سُن۔ جب سے تو سیتا کو لے کر آیا ہے لنکا پر نحوست منڈلا رہی ہے۔ ویدوں اور پُرانوں میں سری رام کا ذکر موجود ہے۔ تو ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کے کوئی خوشی حاصل نہ کر پائے گا۔

"سری رام کے مقابلے کا خیال ترک کر دے۔ ودیہی کو واپس کر دے۔ تجھے اندازہ نہیں سری رام کیسے رحم و کرم کے پُتلے ہیں۔ ان کی پوجا کر۔" مالیہ وان کے یہ الفاظ راون کے کلیجے میں تیر کی طرح لگے۔ غصّے سے بولا "اپنی صورت لے کر میرے سامنے سے دفع ہو جا۔ اگر تیری ضعیفی کا خیال نہ ہوتا تو میں نے تیرا کام تمام کر دیا ہوتا۔ اب دوبارہ میرے سامنے کبھی نہ آنا۔" مالیہ وان نے دل میں سوچا موت اس کم بخت کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ سراپا رحم سری رام جلد ہی دنیا کو اس کے وجود سے پاک کر دیں گے۔ دل میں راون کو بُرا بھلا کہتا ہوا اور بد دعائیں دیتا ہوا مالیہ وان وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اسی وقت میگھ ناتھ بول اٹھا "دیکھنا کل صبح تک میں کیا کرشمہ دکھاتا ہوں۔ مجھے جو کچھ کرنا ہے وہ کر کے دکھاؤں گا۔ اس وقت خواہ مخواہ اس کا ذکر کیوں کروں۔" اپنے بیٹے کی باتیں سن کر راون میں پھر سے اعتماد پیدا ہو گیا۔ اس نے پیار سے اپنے بیٹے کو گود میں لے لیا۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دن نکل آیا اور بندر پھر لنکا کے چاروں دروازوں پر حملہ آور ہو گئے۔ قلعے کا انھوں نے محاصرہ کر لیا۔ اس سے سارے شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ نسیچر طرح طرح کے ہتھیار لے کر فصیلوں پر چڑھ گئے اور اوپر سے پتھر برسانے لگے۔ بڑے بڑے پتھروں کے ساتھ انھوں نے گولے بھی پھینکے۔ بندروں نے بھی ہمت نہ ہاری وہ بھی جوابی حملے کرتے رہے اور اوپر سے جو پتھر آتے رہے ان کو لوٹا کر پھینکتے رہے۔ میگھ ناتھ نے جب یہ سنا کہ بندروں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا ہے تو وہ دروازہ کھول کے

ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ بندروں کا پلّہ بھاری تھا۔ وہ طرح طرح نشیچروں پر حملے کر رہے تھے۔ کبھی نوچتے کبھی کاٹتے کبھی مارتے۔ چاروں طرف سے مارو مارو اور پکڑو پکڑو کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دیوی دیوتا آسمان سے جنگ کا یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ بے سروں کے دھڑ ادھر ادھر زمین پر لوٹ رہے تھے۔ زمین میں جہاں جہاں گڑھے تھے وہاں خون کے تالاب بن گئے تھے اور آسمان گرد سے اٹا ہوا تھا۔

زخمی سپاہی کِمشُک کے درخت کی طرح نظر آ رہے تھے جو سرخ سرخ پھولوں سے لدا ہوا ہو۔ غصّے کے عالم میں لچھمن اور میگھ ناتھ دونوں ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے۔ دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کو زیر نہ کر پا رہا تھا۔ آخر کار نشیچر نے اپنے جادو کے تماشے دکھانے کا تہیہ کیا۔ لچھمن بھی دراصل اننت تھے۔ وہ بھی غصّے میں بھر گئے۔ انھوں نے رتھ کے ٹکڑے کر دیے اور رتھ بان کی دھجّیاں اڑا دیں۔ شیش (لچھمن) نے میگھ ناتھ کو اس طرح اٹھا اٹھا کے پٹخا کہ وہ ادھ موا ہو گیا۔ راون کے بیٹے نے سوچا کہ وہ اس وقت گھر چکا ہے اور اب اس کا بچ نکلنا مشکل ہے۔ لہٰذا اس نے لوہے کا ایک بھاری گولہ لچھمن کی طرف پھینکا اور وہ اس طرح ان کے سینے پر جا کے لگا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اب بے خوف ہو کر میگھ ناتھ ان کے نزدیک پہنچا۔ اور بہت سے بہادر بھی وہاں جا پہنچے اور انھیں اٹھانے کی کوشش کرنے لگے مگر شیش دیو جس کے سر پہ ساری دنیا کا بوجھ ہے، زمین سے کیسے اٹھایا جا سکتا ہے۔ آخر ان سب کو شرمندہ ہو کر لوٹنا پڑا۔

ہاں تو پاروتی سنو، جس کے غصّے کی آگ چودہ طبق کو پھونک سکتی ہو اسے کون شکست دے سکتا ہے۔ جس سے جاندار بے جان، دیوتا اور انسان سب خوف

سری رام کی طرف پھینکے۔ لیکن سری رام نے قریب پہنچنے سے پہلے ہی ان کے ٹکڑے کر دیے۔ سری رام کی طاقت دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اب اس نے مایا کا استعمال کرنا چاہا۔ اس کی مثال ایسی تھی جیسے کوئی سنپولیا اژدہے کا مقابلہ کرنے چلا ہو۔ نسیچر نے سارے حربے استعمال کیے مگر ان کے آگے ایک بھی نہ چلا۔

میگھ ناتھ ہوا میں اونچا اٹھ گیا اور اوپر سے طرح طرح کی چیزیں برسانے لگا۔ ذرا دیر میں آگ برسنے لگتی اور ذرا دیر میں پانی۔ کبھی پتھر برستے کبھی خاک برستی۔ گرد سے ایسا اندھیرا ہوا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ یہ کرشمے دیکھ کر بندر بھی ہمت ہار بیٹھے اور سمجھے کہ اب شکست قریب ہے۔ لیکن رام چندر جی مسکرائے۔ وہ سب کچھ سمجھ رہے تھے۔ وہ اس تماشے کو بھی سمجھتے تھے اور بندروں کے دل کا حال بھی جانتے تھے۔ انھوں نے ایک تیر چلایا اور ساری دھند چھٹ گئی۔ میگھ ناتھ کا بنا ہوا طلسم زمین پر آ رہا۔ پھر انھوں نے بندروں پر ایک نظر ڈالی۔ ان کی نظر کے اثر سے بندروں کی کھوئی ہوئی طاقت پھر سے بحال ہو گئی اور وہ تازہ دم ہو کر جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اتنے میں لچھمن آئے۔ انگد ان کے ساتھ تھا۔ لچھمن نے سری رام سے جنگ میں جانے کے لیے اجازت چاہی اور تیر کمان سے لیس بے حد غصے کے عالم میں میدانِ جنگ میں کود پڑے۔

لچھمن جی کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ان کا سینہ کشادہ تھا اور ان کا سفید خوبصورت جسم ایسا لگ رہا تھا جیسے ہمالیہ پہاڑ جس پر سفید برف کے ساتھ سرخی بھی چمک رہی ہو۔ دوسری طرف دس سروں والے راون نے اپنے سورما بھیج رکھے تھے جن کے پاس طرح طرح کے ہتھیار تھے۔ بلّم، بھالے، پہاڑ، پتھر کیا چیز تھی جو ان کے پاس نہ تھی۔ اُدھر سے بندر سری رام کی جے کے نعرے لگا رہے تھے۔ دونوں طرف کی فوجیں جنگ کے لیے

گناہوں کے بوجھ سے دبا جا رہا ہے مگر اس سے باہر نکلنا نہیں چاہتا۔ مجھے اس سے کنارہ کر لینا چاہیئے۔

یہ سوچ کر وہ روانہ ہوگیا اور اپنے کالے جادو کا کمال دکھانے لگا۔ اس نے اپنے جادو سے راستے کے پاس ایک جھیل، ایک مندر اور ایک خوبصورت باغ بنا لیا۔ پون دیو کے بیٹے نے یہ خوبصورت مندر دیکھا اور سوچا "یہاں کے پجاری سے اجازت لیتے چلو۔ پھر یہاں پانی بھی پی لیں گے تاکہ تازہ دم ہو جائیں۔" یہاں اسُر کال نیمی روپ بدلے پجاری بنا بیٹھا تھا کہ خود مایا دیکھے تو دھوکا کھا جائے۔ پون دیو کے بیٹے نے اس کے آگے پہنچ کے سر جھکایا۔ وہ دیو بھی سری رام کے گن گانے لگا بولا "سری رام اور راون کے درمیان خوفناک جنگ ہو رہی ہے۔ اس میں بلا شک شبہ رام کو فتح نصیب ہوگی۔ میرے بھائی مجھے ساری چیزیں بیٹھے بیٹھے یہیں سے دکھائی دے رہی ہیں۔ مجھے ہر بات کا الہام ہو جاتا ہے۔" جب ہنومان نے پانی مانگا تو پجاری نے خود اپنا پانی کا برتن بڑھا دیا۔ ہنومان نے کہا "اتنے سے پانی سے میری پیاس نہیں بجھے گی۔" سادھو بولا "تو پھر جاؤ اور جھیل میں اشنان کر آؤ اور لوٹ کے مجھ سے گیان حاصل کرو۔ ہنومان نے جوں ہی جھیل میں قدم رکھا ایک مگری نے ان کی ٹانگ پکڑ لی۔ ہنومان نے اسے مار ڈالا تو وہ اپنا جسم بدل کر آسمان کی طرف اڑ گئی۔

اور بولی "اے پیارے بندر! ہوشیار رہنا۔ یہ سادھو نہیں اسُر ہے اور مجھے ایک شراپ تھا لیکن آج تم نے مجھے نجات دلا دی۔ میری باتوں پر یقین کرتا۔ یہ سن کر ہنومان جلدی سے مندر میں لوٹے وہاں وہ پجاری موجود تھا۔ ہنومان بولے "پہلے تو تم دکشنا لو اور پھر مجھے سیدھا راستہ دکھاؤ۔ یہ کہہ کر ہنومان نے اس کے سر کے گرد اپنی دم گھما دی۔ اس عمل کے ساتھ ہی اس کی شکل بدل گئی اور وہ اپنے اصلی حلیے میں سامنے

کھاتے ہوں اسے کون ہرا سکتا ہے۔ اس راز کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس پر سری رام کی عنایت ہو۔ دونوں فوجیں الگ الگ ہو گئیں اور اپنے سپاہیوں کی گنتی کرنے لگیں اتنے میں کائنات کے آقا نے سوال کیا کہ لچھمن کہاں ہے۔ تھوڑی دیر میں ہنومان لچھمن کو اٹھا لائے۔ انھیں اس حالت میں دیکھ کر ان کے بھائی کو بہت دکھ ہوا۔ جامونت نے کہا "لنکا میں وید سوشین رہتا ہے اسے بلانے کے لئے کسی کو بھیجنا چاہئے"۔ پلک جھپکتے میں ہنومان جاکر اس وید کو لے آئے۔ سوشین نے آکر سری رام کے کنول جیسے قدموں پر سر جھکایا۔ وید نے ایک بوٹی (سنجیونی بوٹی) کا نام بتایا اور اس پہاڑ کا نام بھی بتایا جس پر وہ مل سکتی تھی اور پھر ہنومان سے کہا کہ فوراً جائے اور بوٹی لے آئے۔

رام چندر جی کے قدموں کو سر سے لگا کے اور ان کا خیال اپنے دل میں بسا کے پون دیو کا بیٹا فوراً روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف ایک جاسوس نے راون کو اس راز سے باخبر کیا۔ اس نے فوراً اپنے ایک حلیف کال نیمی سے ملاقات کی۔ راون نے ساری بات اپنے دوست کو بتائی۔ اس نے یہ سن کر اپنا سر پیٹ لیا۔ بولا "جس نے تمھاری آنکھوں کے سامنے تمھاری راجدھانی کو جلا ڈالا اسے کوئی بھی تو نہیں روک سکتا۔ اس لئے تمھاری بھلائی اسی میں ہے کہ رگھوپتی کے آگے سر جھکا دو اور ان کے خلاف اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔ ان کی تصویر اپنے دل میں بسا لو کہ ان کے دیدار سے ساری خلقت کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ میں اور تو میرا اور تیرا کے چکر سے باہر نکلو اور جس گہری نیند میں سوئے ہوئے ہو اس سے بیدار ہو جاؤ۔ کوئی جنگ میں انھیں فتح کرنے کا کیسے ارادہ کر سکتا ہے۔ وقت ایک ایسا سانپ ہے جو ساری کائنات کو نگل جاتا ہے اور وہ اس سانپ کو بھی نگل سکتا ہے۔ ایسی ہستی کو کس طرح شکست دی جا سکتی ہے؟" یہ باتیں سن کر دس سر والا دیو تشویش میں آگیا۔ یہ دیکھ کر کال نیمی نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کم بخت اپنے

سوچنے لگے "اے بھگوان آخر میں اس دنیا میں پیدا ہی کیوں ہوا تھا۔ اگر میں رگھوپتی کے کسی کام نہیں آسکتا تو میری زندگی کس کام کی۔ لیکن انھوں نے جلد ہی خود پر قابو پالیا۔ اور ہنومان جی سے یوں مخاطب ہوئے "اب تمھیں دیر ہو رہی ہے۔ اگر رات بیت گئی تو پھر کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اس لیے اب تم سری رام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ میرا تیر تمھیں اور اس پہاڑ کو لے کر لنکا کی طرف اڑا چلا جائے گا۔" ہنومان جی یہ سُن کر خوش ہوئے۔ "میرے وزن کے ساتھ یہ تیر کیسے اُڑے گا؟" ہنومان جی نے اپنے دل میں سوچا۔ پھر سری رام کے اقبال کا خیال کر کے مطمئن ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کے بھرت کے قدموں پر سر جھکا دیا۔ بولے "پربھو کا تصور کر کے میں تیزی کے ساتھ جا پہونچوں گا۔" یہ کہہ کے انھوں نے بھرت کے قدموں پر سر جھکایا اور تیزی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ راستے بھر ہنومان جی بھرت کی طاقت، عظمت، نیکی اور خلوص کے بارے میں سوچتے رہے۔

سویلا پہاڑ پر سری رام ایک عام انسان کی طرح پریشان تھے اور سوچ رہے تھے کہ "آدھی رات بیت چکی لیکن ہنومان ابھی تک واپس نہ آئے"۔ انھوں نے لچھمن کو سینے سے لگایا اور بولے "لچھمن! تم کمزور دل کے ہو۔ تم مجھے ایسی تکلیف میں دیکھتے تو برداشت نہ کر پاتے۔ میری وجہ سے تم ماں باپ سے چھوٹے اور تمھیں جنگل کی سردی گرمی برداشت کرنی پڑی۔ بھیا! وہ تمھاری محبت کیا ہوئی کہ آج تم جواب تک نہیں دے رہے۔ اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ جنگل میں میرا بھائی اس طرح مجھ سے بچھڑ جائے گا تو میں اپنے باپ کا حکم بھی نہ مانتا۔ بیٹے، دولت، بیویاں، مکان، عزیز سب اس دنیا میں آنے جانے والی چیزیں ہیں لیکن حقیقی بھائی دنیا میں دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بھیا! یہ بات اپنے دل میں سوچو اور اٹھ کھڑے ہو۔ جیسے بغیر پروں کا پرندہ، جیسے بغیر منکے کا سانپ، بغیر سونڈ کا ہاتھی۔ پیارے بھیا اگر تمھارے بغیر قسمت نے مجھے جینے پر

آگیا لیکن دم توڑتے وقت اس کے منہ سے رام کا نام نکلا۔ ہنومان کو یہ نام سن کر خوشی ہوئی اور وہ اپنے راستے پر چل دیے۔ ہنومان جی اس پہاڑ پر تو جا پہنچے لیکن اس بوٹی کو نہ پہچان پائے جو وید نے بتائی تھی لیکن انھوں نے وقت ضایع نہ کیا اور فوراً پورے پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ لیا اور وقت ضایع کیے بغیر ہوا میں اڑتے ہوئے فوراً لنکا کی طرف روانہ ہو گئے۔ اتفاق سے وہ اڑتے ہوئے اجودھیا کے اوپر سے گزرے۔ بھرت اس وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے سمجھا یہ کوئی دیو ہے انھوں نے فوراً اپنا تیر کمان سنبھالا اور کمان کا چلّہ کان تک کھینچ کے تیر چھوڑ دیا۔

ہنومان کے تیر لگا تو وہ زمین پر گر پڑے اور رام رام رگھو نایک کہتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ رام کا نام سن کے بھرت کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ وہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور ان کا سر اپنی گود میں لے کر انھیں ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے مگر ان کی ساری تدبیریں بیکار ہو گئیں۔ ناکام ہونے پر ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے بولے "میں ایسا بدنصیب ہوں کہ میں نے رام کو بھی تکلیف پہنچائی اور اب ان کے بھگت کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا۔ اگر رام مجھ سے راضی ہیں تو وہ مجھ پر کرم کریں۔ اس بندر کا دکھ فوراً دور ہو جائے۔" بھرت کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ہنومان جی کوشل کے راجا کی جے بولتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بھرت کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے انھوں نے ہنومان جی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کے دل میں محبت کا دریا موجیں مار رہا تھا۔

بھرت نے ہنومان جی سے سری رام، لچھمن اور سیتا جی کی خیریت پوچھی۔ ہنومان جی نے مختصراً سارا قصہ کہہ سنایا۔ بھرت نے یہ حالات سنے تو انھیں بڑا تاسف ہوا۔ وہ

مغرور راون نے اسے ساری کہانی سنائی کہ وہ کس طرح سیتا جی کو اٹھا لایا۔ پھر اس نے بتایا کہ بھالوؤں اور بندروں نے اس کی فوج کے سارے بہادر اور طاقتور سپاہیوں کا خاتمہ کر دیا۔ بہتوں کے نام بھی اس نے گنائے۔ اپنے دس سروں والے بھائی سے پوری بات سن کے اس نے کہا "اے بیوقوف! تو جگ ماتا کو اٹھا لایا۔ پھر بھی تو کسی بہتری کی توقع رکھتا ہے؟"

"اے دیووں کے سردار! تو نے اچھا نہیں کیا۔ آخر اب تو نے مجھے کیوں خواب سے بیدار کرایا ہے؟ اب بھی غرور سے توبہ کر لے اور سری رام کے قدموں پر سر جھکا دے۔ رگھوپتی جس کے خادم ہنومان جیسے ہوں کوئی معمولی انسان کیسے ہو سکتا ہے۔ افسوس بھائی! تو نے یہ بہت برا کیا۔ اچھا ہوا ہوتا اگر تو نے یہ خبر مجھے پہلے سنا دی ہوتی تو نے سراپا نیکی سے جنگ مول لے لی۔ وہ نیکی جس کے خادم شیو اور ورانچی ہیں میں نے تجھے وہ راز بتا دیا ہوتا جو منی نارد نے ایک بار مجھے بتایا تھا۔ لیکن اب وقت گزر چکا بھائی اب مجھے گود میں لے کر زور سے دباؤ تاکہ میں جا کر اس ہستی کا دیدار کر سکوں جس کے دیکھنے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور سچی خوشی حاصل ہوتی ہے"۔ جب وہ سری رام کا تصور کر رہا تھا تو ذرا سی دیر کے لیے خود کو بھول گیا تھا۔ راون نے شراب کے مٹکے اور بھینسیں منگائیں۔

کمبھ کرن نے جی بھر کے کھایا اور پیا۔ پھر وہ بجلی کی طرح کڑکنے لگا۔ پھر بے قابو ہو کر اور جوش میں بھر کر وہ بغیر فوج لیے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ جب وبھیشن نے اسے دیکھا تو وہ آگے بڑھ کر اس کے پیروں پر گر پڑا اور اپنا نام بتایا۔ کمبھ کرن نے اپنے چھوٹے بھائی کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ اس کا بھائی سری رام کا

مجبور کیا تو میری زندگی ایسی ہوگی۔ میں کس منھ سے اجودھیا کو واپس جاؤں گا کہ میں نے بیوی کے لیے اپنے بھائی کی قربانی دیدی۔ مجھے دنیا میں یہ بدنامی مول لے لینی چاہیے تھی کہ میں اپنی بیوی کو واپس نہ لے سکا کیونکہ بیوی کا نقصان کچھ اتنا بڑا نقصان نہیں ہوتا۔

"اب مجھے دنیا میں بدنامی بھی سہنی پڑے گی اور تمھارا دکھ بھی۔ تم اپنی ماں کے اکلوتے بیٹے ہو۔ لیکن تمھاری ماں نے تمھارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ انھیں پورا اعتماد تھا کہ میں تمھارا بھلا چاہنے والا ہوں اور یہ کہ میرے ساتھ تمھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ جب میں لوٹ کر جاؤں گا تو انھیں کیا جواب دوں گا۔ بھیا! تم کیوں نہیں اٹھتے۔ تم مجھے صلاح کیوں نہیں دیتے؟" سری رام یہ سوچ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اُوما! (شنکر بولے) رگھوپتی ایک ہی ہے۔ ناقابلِ تقسیم! لیکن وہ عام انسانوں کی شکل میں یوں نمودار ہوا کہ اسے اپنے بھگتوں سے پیار ہے۔ جو بندر چاروں طرف موجود تھے وہ پربھو کو اس طرح روتا دیکھ کر بہت غمگین ہوئے۔ اسی اثنا میں ہنومان جی آپہنچے۔

سری رام نے خوش ہو کے ہنومان کو گلے سے لگا لیا۔ وید نے پہاڑ سے بوٹی لے کر لگائی اور لچھمن جی فوراً اٹھ کے بیٹھ گئے۔ رام چندر جی نے فوراً اپنے بھائی کو گلے لگا لیا۔ سب بندر اور بھالو خوش ہو گئے۔ ہنومان جی نے وید کو پھر اسی طرح لنکا میں پہنچا دیا جس طرح وہ اسے پچھلی رات کو لے کر آئے تھے۔ دس سروں والے راون نے جب یہ خبر سُنی تو اُس نے مایوس ہو کر اپنا سر پیٹ لیا۔ مایوسی کے عالم میں اس نے اپنے بھائی کُمبھ کرن کو بلایا۔ وہ بڑی مشکل سے نیند سے بیدار ہوا اور جب اٹھ کے بیٹھا تو ایسا لگا جیسے خود موت اٹھ بیٹھی ہو۔ اس نے پوچھا "بھیا! یہ بتاؤ تم اتنے پریشان کیوں دکھائی دیتے ہو؟"

شیوجی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے اوما سے کہا کہ جس طرح گرودا سانپوں میں کھیلتا تھا اسی طرح رگھوپتی نے بھی انسان کی شکل میں آکر اپنا کام انجام دیا۔ ورنہ سوچو کہ جو موت کو ایک لقمہ بنانے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس طرح جنگ میں ہارجیت کیوں کرنے لگا۔ اب ہنومان ہوش میں آئے۔ انھوں نے آنکھیں کھول کر سگریو کی طرف دیکھا۔ اس اثنا میں سگریو بھی ہوش میں آچکا تھا اور کمبھ کرن کی گرفت سے باہر نکل آیا تھا۔ کمبھ کرن سمجھ رہا تھا کہ وہ مر چکا۔ اسے سگریو کے بچ نکلنے کا علم اس وقت ہوا جب وہ اس کے ناک کان کاٹ کے ہوا میں اُڑ چکا تھا۔ اس نے غصّے میں سگریو کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے زمین پر دے مارا لیکن وہ فوراً سنبھل کے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے دشمن پر جوابی حملہ کیا۔ اور سری رام کے نزدیک پہنچ کے انھیں اس فتح کی خوشخبری سنائی اور ان کی جے جے کار کی۔ جب اسے یہ یاد آیا کہ وہ ناک کان سے محروم ہو چکا ہے تو اسے صدمہ بھی ہوا اور غصّہ بھی آیا اور اسی عالم میں وہ واپس ہو گیا۔ بندروں نے اُسے بغیر ناک کان کے دیکھا تو وہ اور بھی ڈراونا معلوم ہوا اور وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اس دیو کا پیچھا کیا اور اس پر درختوں اور پتھروں کی بارش کر دی۔

غصّے سے پاگل ہو کر کمبھ کرن بندروں کے غول پر جھپٹا۔ بے شمار بندروں کو تو وہ نگل گیا۔ ہزاروں کو ہتھیلیوں سے مسل ڈالا اور ہزاروں کو اپنے جسم سے ٹکرا ٹکرا کے مار دیا۔ کتنے بندر اور بھالو جنھیں وہ نگل گیا تھا اس کے ناک اور کان کے راستے سے نکل بھاگے۔ لڑائی کے جوش میں وہ برابر جنگ کی دعوت دے رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ساری خلقت کو نگل جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ سارے بہادر اور جنگجو میدانِ جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور کسی طرح واپس آنے کے لیے تیار نہ تھے۔ نہ

بھگت ہے ۔ وبھیشن نے بتایا "جب میں نے راون کو نصیحت کی اور اس کے بھلے کی بات بتائی تو اس نے مجھے ٹھوکریں ماریں ۔ میں اسی وقت سری رام کی امان میں چلا آیا اور انھوں نے مجھے اپنی بے پناہ نوازشوں سے نوازا ۔" کمبھ کرن نے کہا "سن بیٹا ! راون موت کے پنجے میں ہے اور اس وقت وہ بہتر سے بہتر نصیحت بھی سننے پر رضامند نہ ہوگا ۔ وبھیشن تم بہت خوش نصیب ہو کہ سری رام کی پناہ میں آگئے ۔ تم اپنے خاندان کے لیے باعثِ فخر ہو ۔ تم اس سری رام کی پناہ میں ہو جو جنگ میں بہادر اور صلح میں نرم خو ہے ۔ جاؤ بھائی اب مجھے میرے حال پر چھوڑ دو ۔ میری موت میری منتظر ہے ۔ میں بدنصیب ہوں اور بھلے برے میں تمیز نہیں کرسکتا ۔ دوست دشمن کو پہچان نہیں سکتا ۔"

اپنے بھائی کے یہ الفاظ سن کر وبھیشن واپس چلا گیا اور سری رام کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا "پربھو ! کمبھ کرن آرہا ہے جس کا جسم پہاڑ کے مانند ہے اور جو بڑا جنگجو ہے ۔" طاقتور بندر یہ سنتے ہی خوش ہو کر دوڑے ۔ انھوں نے درخت ، پتھر اور پہاڑ اٹھا لیے اور انھیں اس قوی ہیکل دیو کی طرف پھینکنے لگے ۔ اس طرح بندروں نے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی ۔ لیکن اس پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوا ۔ نہ اس نے اپنی جگہ سے جنبش کی نہ اس کے تیور بدلے ۔ آخر ہنومان نے آگے بڑھ کے اس کے ایک گھونسہ مارا جس سے وہ زمین پر گر پڑا اور تکلیف کے عالم میں سر پٹکنے لگا ۔ لیکن ذرا ہی دیر میں وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ہنومان پر جوابی حملہ کیا ۔ ہنومان چکرائے اور ایک دم زمین پر گر پڑے ۔ اس کے بعد اس نے نل ، نیل اور دوسرے بہادروں کو گرایا ۔ آخر بندر گھبرا گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی ۔ اس نے انگد ، سگریو اور دوسرے بہادر سرداروں کو بھی زیر کر دیا ۔ آخر اس نے بندروں کے راجا کو بغل میں دبایا اور چل دیا ۔

اور اس نے ایک خوفناک آواز نکالی جو شیر کی چنگھاڑ سے ملتی جلتی تھی۔ غصّے کے عالم میں اس نے پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ لیا اور انھیں بندروں کی فوج پر دے مارا۔ سری رام نے ان پہاڑوں کو اپنی فوج کی طرف آتے دیکھا تو انھیں اپنے تیروں سے منتشر کر دیا اور وہ خاک کی طرح ہوا میں اُڑ گئے۔ رگھوپتی نے ایک بار پھر کمان میں تیر جوڑے۔ تیروں کی باڑھ ایک ساتھ نکل کر کُمبھ کرن کے سیاہ جسم میں اس طرح پیوست ہو گئی جیسے بجلی بادل میں جذب ہو جاتی ہے۔ خون کا فوارہ اس کے جسم سے اس طرح جاری ہوا جیسے پہاڑ کی چوٹی سے دریا گرتا ہے۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر بندر اور بھالو اس کی طرف دوڑ پڑے لیکن وہ دیو انھیں آتا دیکھ کر بڑے زور سے ہنسا اور خوفناک چیخ کے ساتھ اس نے ایک تنومند ہاتھی کی طرح ہزاروں بندروں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔

بندروں کے دل اس طرح ادھر ادھر بھاگنے لگے جیسے بھیڑیے کو دیکھ کر بھیڑیں بھاگتی ہیں بندر اور بھالو خوف زدہ ہو کر یہ کہتے ہوئے بھاگ رہے تھے کہ یہ دیو قحط کی طرح بھیانک ہے۔ اور بار بار سری رام سے مدد کی درخواست کرتے۔ سری رام نے اُن کی فریاد سنی تو وہ اپنا تیر کمان لے کر اس سے مقابلہ کرنے کے لیے بڑھے۔ ان کی فوج ان کے پیچھے تھی۔ سو تیر انھوں نے اپنی کمان میں جوڑے۔ وہ اڑ کر اس طرح اس کے جسم میں پیوست ہو گئے کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تیر اس کے جسم میں کھب گئے تو وہ غصّے میں تپتا ہوا دوڑا۔ اس کے قدموں سے زمین لرزنے لگی۔ پہاڑ کانپنے لگے۔ اس نے ایک پہاڑ کو اکھاڑ کر اٹھا لیا لیکن پربھو کے حکم سے وہ ہاتھ جو پہاڑ اٹھائے ہوئے تھا ٹوٹ کر گر پڑا۔ اب اس کی حالت ایسی تھی جیسے بازو کٹ جانے کے بعد مندرا پہاڑ کی۔ اس نے پربھو کی طرف غضبناک نظروں سے دیکھا جیسے ترلوک کی نگل جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ ایک چنگھاڑ کے ساتھ منہ کھول کے دوڑا۔ آسمان کے دیوتا

انھیں آنکھوں سے کچھ دکھائی دے رہا تھا اور نہ کانوں سے اس کی آواز سنائی دے رہی تھی
اسُر فوج کو جب پتہ چلا کہ کُمبھ کرن نے بھالوؤں اور بندروں کی فوج کو شکست دیدی ہے
تو اس کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ بھی جنگ کے میدان میں آپہنچی۔ سری رام نے اپنے
ساتھیوں کے دل کی حالت کا اندازہ کیا اور اس کمک کو بھی دیکھا جو کُمبھ کرن کو پہنچی تھی۔
کنول جیسی آنکھوں والے رام نے کہا" سنو سگریو، وبھیشن اور لچھمن! تم فوج کا خیال رکھنا۔
میں جا کے ذرا اس کی طاقت دیکھنا چاہتا ہوں۔"

سری رام نے اپنی کمان جسے سارنگ کہا جاتا ہے اپنے ہاتھ میں لی اور ترکش کمر پہ
لٹکا لیا اور دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ سری رام کی کمان سے ایسی خوفناک
آواز نکلی کہ دشمن کی فوجوں کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ جب انھوں نے کمان سے تیر
چھوڑے تو یوں محسوس ہوا کہ ہزاروں پردار ناگ نکل کے ادھر ادھر اڑنے لگے ہوں۔ چاروں
طرف ان گنت تیر اڑنے لگے۔ خوفناک اسُر مر مر کے گرنے لگے۔ ہاتھ پاؤں، سر، سینہ
سب الگ الگ پڑے تھے۔ ہزاروں سورما ٹکڑے ہوئے پڑے تھے۔ دشمن زخمی ہو ہو کے
ہوا میں چکّر کھاتے تھے اور پھر زمین پر آرہتے تھے۔ ان میں جو زیادہ جیالے تھے وہ زخمی
ہو کے گرتے اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے۔ جب تیر ان کے لگتے تھے تو وہ بادل کی طرح گرجتے
تھے۔ ایسے بھی تھے جو تیر کی شکل دیکھ کر ہی بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ بہت سے بے سروں
کے جسم ادھر ادھر دوڑتے نظر آتے تھے اور پکڑو پکڑو مارو مارو کی آوازیں سنائی دیتی تھیں
ذرا سی دیر میں سری رام کے تیروں نے دشمن کی فوج کا صفایا کر دیا وہ سارے دشمنوں کو
مار کے پھر لوٹ آئے اور سری رام کے ترکش میں داخل ہو گئے۔

کُمبھ کرن نے جب یہ دیکھا کہ اسُر فوج کا دیکھتے دیکھتے خاتمہ ہو گیا تو وہ غضبناک ہو گیا۔

سری رام نے ایسے بُرے آدمی کو بھی اپنی پناہ میں جگہ دی۔ شیوجی بولے صرف احمق ہی ہوگا جو ایسے رحیم و کریم کے آگے سر نہ جھکائے۔

دن ختم ہونے پر دونوں فوجیں الگ الگ ہوگئیں۔ بڑے سے بڑے بہادر اور طاقتور کو بھی اس جنگ نے بری طرح تھکا دیا تھا۔ اسُر فوج کی بہ نسبت بندر کی فوج پھر بھی تازہ دم تھی۔ یہ سب پربھو کی عنایت تھی۔ جیس طرح گھاس آگ کی لپٹوں کو تیز کر دیتی ہے۔ اسی طرح ان کی توجہ دوستوں کے حوصلے بڑھا دیتی تھی۔ دیووں کی صفوں میں انتشار تھا اور ان کی فوج دن رات گھٹتی جا رہی تھی اور اس کا خاص سبب یہ تھا کہ وہ اپنے منہ سے اپنی تعریف آپ کرتے تھے۔ دس سروں والے راجا نے اپنے بھائی کا کٹا ہوا سر بار بار سینے سے لگایا اور بہت ماتم کیا۔ عورتوں نے اپنے سروں کے بال نوچ لیے۔ اور سینے پیٹ ڈالے۔ اس اثنا میں راون کا بڑا بیٹا میگھ ناتھ آیا اور اس نے بہت سے قصے سنا کے اپنے باپ کو دلاسا دیا۔ پھر کہنے لگا" اس وقت شیخی مارنی تو بیکار ہے لیکن میری بہادری کو کل دیکھنا۔ میرے محبوب دیوتا نے رتھ کے ساتھ جو طاقت مجھے دی ہے کل اس کا کرشمہ دکھاؤں گا۔" اس گفتگو کے دوران ہی دن نکل آیا اور بندروں کے دستوں نے پھر چاروں دروازوں کا محاصرہ کر لیا۔ ایک طرف بندروں اور بھالوؤں کی فوج بہادری کے ساتھ ڈٹی ہوئی تھی اور دوسری طرف دراز قامت دیووں کے دستے تھے جو اس طرح جمے کھڑے تھے گویا شکست کے نام سے بھی ناواقف ہوں۔ کاک بھشنڈی نے کہا کہ ہر بہادر نے فتح حاصل کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔

میگھ ناتھ دیوتا کے دئے ہوئے رتھ پر سوار ہوگیا اور اس نے ایسا خوفناک قہقہہ مارا کہ زمین اور آسمان دہل گئے۔

بھی خوف سے چلا اٹھے۔

دیوتاؤں کو خوف زدہ دیکھ کر پربھو نے اپنی کمان کا چلّہ کان تک کھینچا اور تیر چھوڑ دیا۔ تیر سے اس کا منھ بند ہو گیا۔ لیکن وہ اتنا طاقتور تھا کہ اب بھی زمین پر نہیں گرا۔ اس کے منہ میں تیر بھرے ہوئے تھے اور وہ دوڑتا پھر رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے موت کا ترکش حرکت میں ہو۔ پربھو نے پھر ایک تیر چلایا جس نے اس کے سر کو دھڑ سے الگ کر دیا۔ اس کا سر اس کے دس سروں والے بھائی کے آگے گر پڑا۔ اب اس کی حالت ایسی تھی جیسی بغیر منکے کے سانپ کی۔ اس کا دھڑ زمین پر لوٹ رہا تھا اور اس کے بوجھ سے زمین دھنسی جا رہی تھی۔ اس لئے پربھو نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اب دھڑ کے دونوں ٹکڑے اس طرح پڑے تھے جیسے آسمان سے دو پہاڑ گر پڑے ہوں اور ان کے نیچے ان گنت بندر اور بھالو دبے ہوئے تھے۔ اس کی روح ایک بجلی کی شکل میں پربھو کے منہ میں داخل ہو گئی۔ اس پر دیوتا سادھو اور سبھی حیران رہ گئے۔ دیوتا خوش ہو ہو کے ڈھول تاشے بجا رہے تھے، پربھو کی تعریف کر رہے تھے اور آسمان سے پھولوں کی بارش کر رہے تھے۔ اسی وقت منی نارد بھی آ پہنچے۔ انھوں نے کافی بلندی پر ہوا میں معلّق ہو کے سری رام کے گُن گائے اور وہ بے حد مسرور ہوئے۔ آخر منی یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گئے کہ اس کمین (راون) کا قصّہ بھی پاک کر دیجئے۔ اب سری رام میدان جنگ میں رونما ہوئے۔ بندروں اور بھالووں کے درمیان ان کا خوبصورت جسم دور سے نظر آتا تھا۔ پسینے کے قطرے ان کی پیشانی پر بہار دکھا رہے تھے۔ غصّے سے ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور تیر کمان ان کے ہاتھوں میں اس طرح تھے جیسے وہ ان سے کھیل رہے ہوں۔ تلسی داس کہتا ہے کہ شیش جی بے شمار زبانیں رکھنے کے باوجود ان کے حسن کی تعریف نہیں کر سکتے۔

کہہ کے اس نے جامونت کی طرف ترِشُول پھینکا لیکن جامونت نے وہ ترشول ہاتھ سے پکڑ لیا اور پھر اسے میگھ ناتھ کی طرف اچھال دیا۔ یہ ترشول میگھ ناتھ کی چھاتی میں اس زور سے جا کے لگا کہ دیوتاؤں کا یہ دشمن لڑکھڑایا اور اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ جامونت اس وقت غصّے میں تھے۔ انھوں نے ایک بار پھر اسے ٹانگ پکڑ کے اٹھایا اور پھر زمین پر دے پٹکا۔ اس کی ساری طاقت دھری کی دھری رہ گئی۔ پھر بھی وہ مرا نہیں کیونکہ اسے بَردان ملا ہوا تھا۔ آخر کار جامونت نے اس کی ٹانگ پکڑ کے اٹھایا اور لنکا کی طرف پھینک دیا۔ اس اثنا میں منی نارد نے گرودا (گرُڑ) کو سری رام کے پاس بھیج دیا۔ میگھ ناتھ نے تیروں سے جادو کے جو سانپ بنائے تھے اور جو سری رام کو جکڑے ہوئے تھے ان سب کو چڑیوں کے راجا (گرُڑ) نے کھا لیا۔ اس طرح یہ طلسم ٹوٹ کے رہ گیا اور بندروں کی فوج ایک بار پھر خوشی سے جھوم اٹھی۔ اب وہ پھر درخت، پتھر، چٹانیں لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ مقابلے کی تاب نہ لا کر دشمن بھاگ کھڑا ہوا اور قلعے میں گھُس گیا۔

میگھ ناتھ کو ہوش آیا تو اس کا باپ اس کے سامنے موجود تھا۔ میگھ ناتھ بے حد شرمندہ ہوا۔ وہ اپنے باپ کو لے کر قریب کے ایک پہاڑی غار میں چلا گیا اور وہاں ایک ایسی قربانی کرنے لگا جس سے وہ ناقابلِ شکست ہو جائیں۔ اس موقع پر وبھیشن پربھو کے پاس پہنچے اور ان کی خدمت میں اپنی رائے پیش کی۔ "بے پناہ طاقت والے اور بے حد و حساب کرم والے پربھو! میں ایک بات عرض کرتا ہوں خبیث میگھ ناتھ طلسم باندھنے میں بڑا ماہر ہے۔ وہ ایک ناپاک قربانی کر رہا ہے اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اسے ہرانا مشکل ہو جائے گا۔" سری رام نے اس اطلاع پر شکرگزاری کا اظہار کیا۔ پھر انگد اور دوسرے سرداروں کو

میگھ ناتھ نے تیروں، تلواروں، بھالوں، نیزوں، پتھروں اور ان گنت قسم کے ہتھیاروں کی بارش سی کر دی۔ یوں لگتا تھا جیسے پے در پے بجلیاں گر رہی ہوں۔ تیروں کی بوچھار سے آسمان میں اندھیرا چھا گیا۔ پکڑو پکڑو اور مارو مارو کی آواز سے کان بہرے ہو گئے۔ کسی کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ ان پر حملہ کدھر سے ہو رہا ہے۔ بندروں نے درخت اور پہاڑ اکھاڑ اکھاڑ کے پھینکے لیکن میگھ ناتھ دکھائی نہ دیتا تھا اس لیے اس پر حملہ کرتے کس طرح۔ بندروں کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کس طرف جائیں جس طرح اندر نے مندراؤں کو قید کر دیا تھا اور وہ بے بس ہو گئے تھے اسی طرح بندر بھی بے بس ہو کر رہ گئے۔ پون دیو کا بیٹا، انگد، نل، نیل اور تمام بہادر بے دست و پا ہو کے رہ گئے تھے۔ اب وہ لچھمن، سگریو اور وبھیشن پر حملہ آور ہوا اور ان کے جسموں کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ اس کے بعد وہ خود سری رام کے مقابل ہوا۔ اس نے سری رام کی طرف ان گنت تیر چھوڑے۔ یہ تیر ان کے جسم کے نزدیک پہنچ کر خوفناک ناگ بن گئے اور ان کے جسم سے لپٹ گئے۔ سری رام جنھیں کوئی شکست نہیں دے سکتا جنھیں کوئی قید نہیں کر سکتا وہ سانپوں کی قید میں آ گئے۔ اور وہ اس لیے کہ وہ ایک عالم انسان دکھائی دیں اور اس جنگ کو ایک شان نصیب ہو۔ اس منظر کو دیکھ کر دیوی دیوتا بھی گھبرا اٹھے۔ شیو جی بولے گرجا! یہ کس طرح ممکن ہے کہ پربھو جو ہر چیز پر قادر ہے اور جس کا صرف نام لے لینے سے ہی گرہیں کھل جاتی ہیں۔ وہ خود قید ہو کر رہ جائے؟

سری رام کے ساتھیوں کی یہ حالت بنا دینے کے بعد میگھ ناتھ (کھنند) رونما ہو گیا اور زبان سے بیہودہ کلمے نکالنے لگا۔ جامونت نے کہا "بدمعاش، ذرا ایک لمحے کو اپنی جگہ کھڑا تو رہ" یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا بولا "بیوقوف میں نے تجھے یہ خیال کر کے چھوڑ دیا تھا کہ تو بوڑھا ہے تیری یہ مجال کہ تو مجھے للکارے" یہ

گھائل کر کرکے گرا دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے خوفناک ترشول سے لچھمن پر حملہ کیا۔ لیکن اننت دیو درمیان میں آ گئے۔ انھوں نے اپنے تیر سے ترشول کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اب ہنومان اور انگد اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے خوفناک حملہ کیا لیکن اسے زخمی نہ کر سکے۔ انھیں خیال ہوا کہ اس دیو کو کسی طرح شکست نہیں دی جا سکتی اُدھر وہ ایک خوفناک چنگھاڑ کے ساتھ دوڑا۔ جب لچھمن نے اسے نہ ٹلنے والی موت کی طرح آگے بڑھتے دیکھا تو انھوں نے اپنی کمان سے تیر چلا دیا۔ جب اس نے تیر کو بجلی کی طرح اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر اس نے یہ کیا کہ روپ بدل بدل کر جنگ کرتا اور نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ بندروں نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کسی طرح قابو میں نہیں آ رہا تو وہ گھبرا گئے۔ آخر لچھمن جی بے حد غصے میں بھر گئے۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ اب فوراً اس کا کام تمام کر دینا ضروری ہے۔ انھوں نے سوچا بہت دیر اس کے ساتھ کھیل ہو چکا۔ آخر انھوں نے سری رام کا نام لے کر اپنی کمان میں تیر جوڑا اور سیدھا اس کی چھاتی کا نشانہ لے کر داغ دیا۔ تیر اس کے سینے میں پیوست ہو گیا اور مرتے وقت وہ سارے روپ بدلنا بھول گیا اور اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے "رام کہاں ہے؟ لچھمن کہاں ہے؟" انگد اور ہنومان نے اس فتح پر لچھمن کو مبارکباد دی۔

ہنومان نے اسے آسانی سے اٹھا لیا اور اسے لنکا کے صدر دروازے پر رکھ کے واپس آ گئے۔ اس کی موت کی خبر سن کر دیوتا اور گندھرو اپنی اپنی رتھوں میں آسمان پر نمودار ہوئے۔ انھوں نے خوشی کے باجے بجائے۔ پھولوں کی بارش کی اور سری رام کی تعریف کے گیت گائے۔ اس کے بعد وہ سب اپنی اپنی قیام گاہوں

طلب کیا۔ "بھائیو! تم سب لچھمن کے ساتھ جاؤ۔ اس قربانی میں رخنہ ڈالو اور لچھمن! اس سے جنگ کرنا اور مار ڈالنا تمھارا کام ہے۔ مجھے دیوتاؤں کو پریشان دیکھ کر سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ہوشیاری سے، ترکیب سے، بہادری سے کسی بھی طرح اسے مار ڈالنا اے پیارے بھائی اب تمھارا کام ہے۔ جامونت، سگریو اور وبھیشن! اپنی فوجوں کا خیال رکھنا اور ان کا حوصلہ بلند رکھنا تمھارا کام ہے۔" سری رام نے اپنا حکم سنا دیا تو بہادر، فرمانبردار اور نڈر لچھمن نے کمان سنبھالی، کندھے پر ترکش لٹکایا، دل میں سری رام کو جگہ دی اور گرجدار آوازمیں بولے "اگر آج میں میگھ ناتھ کو مارے بغیر لوٹ آؤں تو میں سری رام کا خادم نہ کہلاؤں۔ اگر سو شیو بھی اس کی مدد کو آئیں گے تب بھی میں رام کا نام لے کر اسے مار کر لوٹوں گا۔ یہ کہہ کے لچھمن نے سری رام کے قدموں پر سر جھکایا (یہ سری رام دراصل اننت دیو اور شیش کے سوا کوئی نہیں تھے) اور انگد، نیل، میند، نل اور ہنومان جیسے بہادروں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

وہاں پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ وہ آگ کے سامنے بیٹھا خون اور زندہ بھینسوں کی قربانی چڑھا رہا ہے۔ بندروں نے سب چیزوں کو منتشر کر دیا۔ تاہم اس دیو نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ اس پر طنزاً بندر اس کی تعریف کرنے لگے۔ ادھر بندروں نے اس کے بال کھینچے، لاتیں ماریں اور ادھر ادھر ہو گئے۔ میگھ ناتھ طیش میں بھر گیا اور ترشول لے کر ان کے پیچھے دوڑا۔ اب یہ صورت تھی کہ بندر آگے آگے اور وہ پیچھے پیچھے۔ لچھمن جی اس مہم کی نگرانی کر رہے تھے۔ میگھ ناتھ ڈراونی آوازیں نکال نکال کے حملہ آور ہوتا تھا۔ پون دیو کا بیٹا اس پر حملہ آور ہوا پھر انگد نے حملہ کیا لیکن وہ دیو کسی طرح قابو میں نہ آتا تھا بلکہ اس نے اپنے ترشول سے ان کو

امید ہو سکتی ہے۔

نسیچروں کی وہ فوج روانہ ہو گئی جس کا شمار کر لینا آسان کام نہیں۔ ہاتھی سوار، گھوڑا سوار، رتھ سوار اور پیادے سب اس کی فوج میں شامل تھے اور ان کے دستوں کی گنتی ممکن نہ تھی۔ یہ فوج ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلّح تھی اور اس کے سر پہ رنگ برنگے پھریرے لہرا رہے تھے۔ بے شمار ہاتھی غصّے میں بپھرے ہوئے اس طرح آگے بڑھ رہے تھے جیسے بارش سے لدے بادل آگے بڑھتے ہیں۔ سپاہیوں کی وردیاں الگ الگ رنگ کی تھیں اور یہ سارے سپاہی فنونِ جنگ میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ غرض یہ فوج ایسی تھی کہ جو دیکھے وہ دہل جائے۔ پہاڑ بھی انھیں دیکھ کر لرز گئے۔ اس فوج کے چلنے سے اتنی دھول اُڑی کہ آسمان اَٹ کے رہ گیا۔ ہوا کی سانس رُک گئی۔ جنگ کے ڈھول اس زور شور سے بج رہے تھے جیسے بادل گرج رہے ہوں۔ سارے بہادر شیروں کی طرح چنگھاڑے اور ہر ایک نے اپنی بہادری کا دعویٰ کیا۔ راون نے بہ آوازِ بلند کہا "سنو، میرے بہادرو! بندروں اور بھالوؤں کی فوج کا صفایا کر دو۔ میں ان دونوں بھائیوں کا کام ابھی تمام کیے دیتا ہوں"۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ بندروں کو جب اس کا علم ہوا تو انھوں نے سری رام کی دُہائی دی۔ دراز قامت بندر اور بھالو جو موت کی طرح خوفناک تھے ہاتھوں میں پہاڑ، پتھر، درخت اور مختلف ہتھیار لے کر اس طرح دوڑے جیسے رنگ برنگے پہاڑ دوڑ رہے ہوں۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے "فتح رام کی ہوگی جو دشمن فوج کے لیے شیر کے مانند ہیں"۔ اور برابر سری رام کی صفات بیان کر رہے تھے۔ دونوں طرف کی فوجیں اپنی اپنی جے کار کرتی ہوئی ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔

کو لوٹ گئے۔ لچھمن جی سری رام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راون کو بیٹے کی موت کی خبر ملی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ مندودری نے سینہ پیٹ پیٹ کر اور چیخ چیخ کر اس کی موت پر ماتم کیا۔ لنکا کے سارے باشندے غم سے دم بخود ہو گئے ہر ایک راون کو بُرا بُرا کہہ رہا تھا۔ دس سر والے راون نے عورتوں کو طرح طرح دلاسا دیا۔ "ہمت سے کام لو۔ موت ایک دن سب کو آنے والی ہے۔ دنیا خود فانی ہے"۔

راون خود کتنا بھی بُرا سہی لیکن اس نے نصیحت کی جو باتیں اس وقت کہیں وہ واقعی عقل کی باتیں تھیں۔ ایسے لوگ بہت ہیں جو دوسروں کو عقل کی باتیں بتائیں نیک کاموں کی ہدایت کریں لیکن ایسے کم ہیں جو خود عقل اور نیکی کے راستے پر چلیں جب رات بیت گئی اور دن نکل آیا تو بندروں کی فوج پھر چاروں دروازوں پر حملہ آور ہو گئی۔ دس سر والے راجا نے اپنے مشیروں کو طلب کیا اور بولا "جس کا دل دشمن سے مقابلہ کرنے میں خوف کھاتا ہو وہ اب بھی الگ ہو سکتا ہے لیکن جو جنگ کے میدان میں پیٹھ دکھا کے بھاگے گا وہ کڑی سزا پائے گا۔ میں نے اپنی طاقت پر بھروسا کر کے جنگ مول لی ہے اور میں دشمن کو منہ توڑ جواب دوں گا"۔ یہ کہہ کر وہ اپنی صبا رفتار رتھ میں سوار ہوا۔ جنگ کے باجے بجنے لگے۔ وہ بہادر جس کا مقابلہ جنگ میں کوئی نہ کر سکتا تھا طوفان کی طرح آگے بڑھے۔ اُس وقت بہت سے بُرے شگون ظاہر ہوئے لیکن راون کو اپنی طاقت پر اتنا گھمنڈ تھا کہ اس نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ اس کے ہاتھ سے ہتھیار گرے۔ اس کی فوج کے سورما گھوڑوں اور ہاتھیوں سے گرے۔ خوف زدہ گیدڑوں، گِدھوں اور خچروں نے آوازیں نکالیں۔ کتّے بھونکے اُلّووں نے موت کا پیغام سنایا مگر راون پر اثر نہ ہوا سوچنے کی بات ہے کہ جو اس کا دشمن ہو جو ساری دنیا پر رحم و کرم کی بارش کرنے والا ہے، اس کی بھلائی کی کیا

دینے کی فکر میں تھے۔ بھالوؤں نے دشمنوں کو زیر کر کے ان کے اوپر ریت کے اونچے اونچے پہاڑ بنا دئے تھے۔ غصے میں بھرے بندر میدانِ جنگ میں ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے موت کے سفیر ہوں۔ ان کے جسموں سے خون ٹپک رہا تھا۔ ان کے منہ سے جو آوازیں نکل رہی تھیں وہ بجلی کی کڑک سے مشابہ تھیں۔ وہ اپنے دانتوں سے دشمنوں کو کاٹ کاٹ کر زیر کیے دے رہے تھے۔ دشمنوں کے ایک ایک عضو کو انھوں نے بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ بھالوؤں اور بندروں کی خوفناک آوازوں سے دشمنوں کے اوسان خطا ہوتے جا رہے تھے۔ جب راون نے دیکھا کہ مقابل فوج آگے بڑھی چلی آ رہی ہے تو اس نے اپنے دس ہاتھوں میں دس کمان لے لیے اور دس ہاتھوں سے ان میں تیر لگا دیے۔ پھر یہ چیختا ہوا آگے بڑھا "ہٹ جاؤ۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔"

دس سروالا جب اپنے رتھ میں سوار آگے بڑھا تو اس کے غیظ و غضب کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ لیکن بندروں کا غول بھی ہنسی خوشی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ بندروں کے ہاتھوں میں درخت پتھر اور چٹانیں تھیں اور وہ ان چیزوں کو راون کی طرف برابر پھینک رہے تھے۔ رتھ سے ٹکرا کے پتھر اور چٹانیں بھی چور چور ہو گئیں۔ راون جنگ لڑنے کے لیے بے چین تھا اور بہت غصے میں تھا۔ وہ اپنی جگہ جما کھڑا تھا۔ پھر وہ غصے میں بپھرا ہوا آگے بڑھا اور بہادر بندروں کو بری طرح کچلنے لگا۔ بہت سے بندر اور بھالو انگد، ہنومان اور آخر سری رام سے مدد مانگتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ وہ چلا چلا کر کہتے تھے "بچاؤ۔ بچاؤ۔ یہ دیو ہمیں موت کی طرح نگلے لے رہا ہے۔" جب راون نے دیکھا کہ سب بندر بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے اپنی دسوں کمانوں میں تیر جوڑے۔ اس کی کمان سے تیر اس طرح نکلے جیسے پردار زہریلے ناگ ادھر ادھر اڑتے ہیں۔ چاروں طرف تیر ہی تیر بھر گئے اور بندروں کی سمجھ میں نہ آتا تھا

وبھیشن نے راون کو رتھ پر سوار اور سری رام کو بغیر رتھ کے دیکھا تو ان کے حوصلے کسی حد تک پست ہوئے۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کر سری رام سے کہا "ہمارا دشمن راون رتھ پر سوار ہے اور محفوظ ہے جبکہ آپ کے پاس کوئی رتھ نہیں۔ آپ کا جسم اور آپ کے پیر سب غیر محفوظ ہیں۔ پھر اسے کیسے شکست دی جا سکے گی؟" سری رام نے جواب دیا "سن عزیز، وہ رتھ جو فتح کا راستہ دکھاتی ہے وہ کوئی اور ہی رتھ ہے۔ اس رتھ کے پہیے ہیں بہادری اور جرات۔ نیکی اس رتھ کے پرچم ہیں۔ بھگوان کی تعریف وتوصیف اس کے رتھ بان ہیں۔ قناعت و رضا دہ تلواریں ہیں جو دشمن کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔ شعور، رحم وکرم، فیاضی اور طاقت اس رتھ کے گھوڑے ہیں۔ عفو و درگذر اس کے مددگار ہیں۔ بے غرضی یہاں ڈھال کا کام دیتی ہے۔ دانش وعقل تیر کمان کا کام دیتے ہیں۔ مستقل مزاجی ترکش ہیں۔ نیکوں کی قدر زرہ بکتر بن جاتی ہے۔ فتح کے لیے ان کے علاوہ اور کن ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔" پربھو کے یہ الفاظ سن کر وبھیشن نے ان کے کنول جیسے پاؤں پکڑ لیے اور بولے "آپ کا اقبال بلند ہو۔ آپ نے اس موقع پر اتنی اچھی تقریر کر کے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میدانِ جنگ میں دوبدو لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ دونوں طرف کی فوجیں اپنے اپنے آقا کا نام لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہی تھیں۔

برہما، سدّھ اور دیوتا اس جنگ کو دیکھنے کے لیے اپنے اپنے رتھوں پر سوار ہو کر آسمانوں میں آ گئے۔ اُدما (شیوجی بولے) میں خود بھی ان میں شامل تھا جو اس جنگ کو دیکھنے اور سری رام کی مہموں سے اپنی آنکھیں روشن کرنے کے لئے وہاں موجود تھے۔ دونوں طرف کے بہادر اتنے جوش میں تھے کہ جنگ لڑنے کے لیے پاگل ہوئے جا رہے تھے اور ایک دوسرے کے اعضا نوچ نوچ کر پھینک

وہ اس کے نزدیک پہنچے تو اس نے ایک گھونسہ مار کے انھیں بھی گرا دینا چاہا۔

انھوں نے جھک کر اپنے گھٹنے پکڑ لیے لیکن وہ زمین پر گرے نہیں۔ وہ سنبھلے اور انھوں نے اٹھ کے راون کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ وہ دیو اس طرح گر پڑا جیسے بجلی زدہ پہاڑ۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ بندر کی طاقت کا قایل ہو چکا تھا ہنومان بولے "اے دیوتاؤں کے دشمن! اگر تو ابھی تک زندہ ہے تو مجھ پر اور میری طاقت پر لعنت"۔ اس کے بعد ہنومان لچھمن کو اٹھا کے سری رام کے پاس لے گئے۔ دس سر والا دیو یہ دیکھ کے حیران رہ گیا۔ سری رام بولے " بھائی! یہ بات ذہن میں رکھو کہ تم موت کو شکست دینے والے اور دیوتاؤں کی حفاظت کرنے والے ہو"۔ یہ الفاظ سن کر لچھمن جی اٹھ بیٹھے اور تیر ان کے سینے سے غایب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ تیر کمان لے کر دشمن کے مقابلے میں آکر ڈٹ گئے۔ بڑی تیزی سے انھوں نے راون کے رتھ کو چکنا چور کر دیا۔ اور رتھ بان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ راون کے سینے میں انھوں نے سو تیر اتار دیے۔ وہ تکلیف سے بے قابو ہو کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا رتھ بان آگے بڑھا۔ اس نے راون کو اپنے رتھ میں لٹایا اور اسے لنکا کی طرف لے گیا۔ لچھمن جی نے اپنے بھائی کے پاس جا کے اپنا سر ان کے قدموں پر جھکا دیا۔ راون کو جب ہوش آیا تو اس نے یگیہ (قربانی) کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بھی کیسا بیوقوف تھا کہ سری رام کو ناخوش کر دینے کے باوجود فتح حاصل کرنا چاہتا تھا۔

وبھیشن کو اس کے ارادے کا علم ہوا تو وہ فوراً سری رام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھیں راون کے ارادے سے باخبر کیا۔ "پربھو! راون ایک یگیہ کی تیاری میں مصروف ہے۔ اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اسے موت کے

کہ وہ بھاگ کر کس طرف پناہ لیں۔ بندر اور بھالو بے حد پریشان تھے اور بُری طرح چیخ چلاّ رہے تھے "رگھوبیر، رحم و کرم کے سمندر، غم زدوں کا سہارا، ہماری مدد کرو"۔ لچھمن نے یہ حالت دیکھی تو اپنا ترکش کمر سے کسا، ہاتھ میں کمان لی اور سری رام کے قدموں پر سر جھکا کے جنگ کے لیے روانہ ہو گئے۔

لچھمن بولے "ذلیل، کمینے تجھے ان بندروں کو نشانہ بناتے شرم نہیں آتی۔ آ ادھر میری طرف دیکھ میں تیری موت ہوں" وہ بولا "ہاں ہاں میں خود تیری ہی تلاش میں تھا۔ تو میرے بیٹے کا قاتل ہے۔ آج تجھے مار کے میں اپنے دل کو سکون پہنچاؤں گا۔" یہ کہہ کے اس نے خوفناک تیروں کی بوچھار کر دی۔ لیکن لچھمن نے اس کے ایک ایک تیر کے سو سو ٹکڑے کر دیے۔ اب راون نے اڑ کر لگنے والے ہتھیار لچھمن کی طرف پھینکے لیکن لچھمن نے ریزہ ریزہ کر کے ان سب کو ناکارہ بنا دیا۔ پھر لچھمن نے تیر چلایا تو رتھ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور رتھ بان بھی موت سے ہمکنار ہو گیا۔ راون کے دسوں سروں میں سو سو تیر پڑ گئے۔ پھر انھوں نے سو تیروں سے اس کا سینہ چھید دیا۔ راون بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ہوش آنے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس نے وہ بھالا پھینکا جو اسے برہما نے دیا تھا۔ وہ بھالا سیدھا جا کے اننت (لچھمن) کے سینے میں جا کے لگا وہ شدید تکلیف سے بے قابو ہو کے زمین پر گر پڑے۔ راون نے ان کے جسم کو اٹھا کر لے جانا چاہا لیکن ان کا جسم اتنا بھاری ہو گیا کہ اس سے ہل بھی نہ سکا۔ وہ بھی کتنا بے وقوف تھا کہ اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جس کے ہزار سروں میں سے ایک پر ساری دنیا کا بوجھ تھا۔ اور یہ بوجھ اس کے لیے ریت کے ایک حقیر ذرّے کے برابر تھا۔ اسے یہ علم نہ تھا کہ یہ تینوں دشاؤں کا آقا ہے۔ پون دیو کے بیٹے نے یہ دیکھا تو سخت سست کہتے ہوئے دوڑے لیکن جب

کھیل نہ کرو۔ دیوی اس وقت سخت مضطرب ہے۔" رگھوبیر دیوتاؤں کی یہ بات سن کر مسکرائے۔ وہ اُٹھے۔ تیر کمان ہاتھ میں لیا۔ ان کے سر پہ جٹائیں پھولوں میں لپٹی بہار دکھا رہی تھیں۔ ان کا سانولا بدن بارش بھرے بادل کا سماں پیش کر رہا تھا۔ انھوں نے کپڑے کی ایک پٹی سے ترکش کو اپنی کمر سے کس لیا۔ اپنی سارنگ کمان کو انھوں نے ہاتھ میں لیا۔ انھوں نے کمان کو ہاتھ لگایا تو زمین آسمان لرزنے لگے۔ چاروں طرف ہیبت چھا گئی۔ دیوتا طرح طرح کی مدح سرائی کرنے لگے۔

تھوڑی دیر میں دیووں کی زبردست فوج آ پہنچی۔ بندروں کی فوج نے جب اس جتھے کو آتے دیکھا تو وہ پوری طاقت سے اس پر حملہ آور ہوئی۔ ہتھیاروں کی چمک سے آنکھیں چندھیانے لگیں۔ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی آواز اور ان کے ساتھ رتھوں کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور بجلی کی کڑک کا گمان ہوتا تھا۔ بندروں کی قطاریں دور تک دکھائی دیتی تھیں۔ گرد اس طرح اٹھ رہی تھی کہ اس پر ابر کا گمان ہوتا تھا۔ تیر اس طرح برس رہے تھے جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہو۔ پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کے ادھر ادھر گر رہے تھے۔ رگھوپتی نے تیروں کی بوچھار چھوڑی اور دیووں کی فوج زخمی ہو کر تڑپنے لگی نسیچر زخموں کی تاب نہ لا کر چیخنے اور بھاگنے لگے۔ وہ تیر کھا کر زمین سے اچھلتے اور چکرا چکرا کر گر پڑتے۔ خون میں نہائے ہوئے نسیچر ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔ اس گندے خون سے سارا میدانِ جنگ پُر تھا۔ سارا منظر بڑا خوفناک تھا۔ دشمن سپاہیوں کے جسم کے ٹکڑے اِدھر اُدھر خون میں تیرتے پھر رہے تھے۔

بھوت پریت۔ جن اور خبیث روحیں اس خون میں تیرتی پھر رہی تھیں چیل، کوّے اور گدھ جسموں کے ٹکڑے لیے اور انھیں بھنبھوڑتے پھر رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے

گھاٹ نہ اتارا جاسکے گا۔ اس لیے فوراً کچھ بہادر اور مستعد بندروں کو روانہ کیجئے تاکہ وہ اس کے ارادوں کو ناکام بنادیں اور اسے واپس لوٹنے پر مجبور کر دیں۔" چنانچہ دن نکلتے ہی ہنومان، انگد اور دوسرے بہادر بندروں کو اس طرف روانہ کر دیا گیا۔ یہ بندر آرام سے اچھل کود کرتے لنکا میں گھس گئے اور راون کے محل میں جا اترے۔ اُسے یگیہ میں مصروف پاکر بندر غصّے میں بپھر گئے۔ "بے شرم! تو وہاں سے بھاگ کر یہاں آگھسا اور اب دھیان لگائے بیٹھا ہے" یہ کہہ کے انگد نے اس کے لات ماری لیکن راون نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا وہ یگیہ میں اتنا گم تھا۔ جب بندروں نے یہ دیکھا کہ وہ متوجہ ہی نہیں ہوتا تو انھوں نے اس کے کاٹنا اور اسے لاتوں سے مارنا شروع کر دیا۔ انھوں نے اس کی رانیوں کو بھی ستایا۔ وہ پریشان ہو کے چیخنے اور چلاّنے لگیں۔ آخر وہ موت کی طرح غضبناک ہو کے اٹھا اور بندروں کی ٹانگیں پکڑ کے باہر پھینک دیا۔ جب اس کو احساس ہوا کہ بندروں نے اس کی تپسّیا بھنگ کر دی ہے تو اسے بڑا ملال ہوا۔ اس کے یگیہ کو خراب کر کے بندر سری رام کی خدمت میں لوٹ آئے۔ راون اس وقت بہت طیش میں تھا۔ اب اسے زندگی کی کوئی امید نہ رہ گئی تھی۔

اب وہ چلا تو بہت سے بُرے شگون نظر آئے۔ گِدھ اُڑ اُڑ کے اس کے سر پہ بیٹھے۔ لیکن اس کے سر پہ تو موت سوار تھی۔ اس نے کسی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے حکم دیا کہ جنگ کے ڈھول بجائے جائیں۔ نسیچروں کی ان گنت فوج پھر نظر آنے لگی۔ اس فوج میں ہاتھی سوار، گھوڑا سوار، رتھ سوار اور پیادے بھی موجود تھے۔ یہ سب سری رام پہ حملہ آور ہوئے۔ اس موقع پہ دیوتاؤں نے سری رام سے التجا کی" راون نے ہمیں بڑی ایذائیں پہنچائی ہیں۔ رام! اب اس سے

بندر اور بھالو خوف زدہ ہو گئے۔ سری رام سمجھ گئے کہ ان کی فوج کس مخمصے میں مبتلا ہے انھوں نے اپنی کمان سے ایک تیر چھوڑا اور دیکھتے دیکھتے سارا طلسم ہوا ہو گیا۔ اب اب سری رام نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کے کہا "میرے بہادرو! اب تم سب بہت تھک چکے ہو۔ اب تم دشمن سے میرا مقابلہ دیکھو۔"

یہ کہہ کے رگھوپتی نے برہما کے کنول جیسے قدموں پر اپنا سر جھکایا اور اپنے رتھ کو آگے بڑھا دیا۔ یہ دیکھ کر راون کو بہت غصّہ آیا اور وہ مقابلے کے لیے آگے بڑھا۔ اس نے گرجدار آواز میں سری رام کو جنگ کی دعوت دی۔ بولا "سن سادھو! میں اُن جیسا نہیں ہوں جن کو تو شکست دے چکا ہے۔ میرا نام راون ہے جس کا نام سارے جہان میں شہرت رکھتا ہے۔ بڑے بڑے علاقوں کے رکھوالے میری قید میں ہیں۔ تو نے کھر، دشن اور وِرادھ کو مارا اور بیچارے والی کو اس طرح مار ڈالا جیسے کوئی شکاری شکار کرتا ہے۔ تو نے میری فوج کا صفایا کر دیا۔ کُمبھ کرن اور میگھ ناتھ کو ختم کر دیا۔ آج میں تجھ سے ان سب باتوں کا بدلہ لوں گا۔ تیری خیر اسی میں ہے کہ یہاں سے فرار ہو جا۔ آج میں یقیناً تجھے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ جس راون سے تیرا مقابلہ ہے وہ بڑا بے رحم ہے۔" سرتاپا رحم سری رام راون کی یہ بیہودہ گفتگو سن کے سمجھ گئے کہ اب اس کی موت قریب ہے۔ وہ مسکرا کے بولے "تیری تمام ڈینگیں سچ ہیں۔ لیکن زیادہ بڑھ بڑھ کے نہ بول۔ آ اگر ہو سکے تو اب اپنی بہادری دکھلا۔" راون یہ الفاظ سُن کر ہنسنے لگا۔ ظاہر ہے موت اس کے سر پہ منڈلا رہی تھی۔

اب راون نے تیزی کے ساتھ تیر چھوڑنے شروع کر دیے۔ یہ تیر اس طرح نکلے جیسے آسمان سے بجلی گرتی ہے۔ ان تیروں نے زمین آسمان کی ہر جگہ کو گھیر لیا۔ سری رام

سے کہتے تھے کہ آج خوب پیٹ بھر کے کھالو کیونکہ کھانے کی افراط ہے۔ خاک اور خون میں لت پت زخمی سپاہی دم توڑ رہے تھے۔ کناروں پر کھڑے گدھ مردہ جسموں کے ٹکڑے خون میں سے اس طرح نکال رہے تھے جیسے مچھلیوں کا شکار کر رہے ہوں۔ بہت سی لاشوں پر پرندے بیٹھے تھے۔ جیسے وہ دریا سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ یوگنیاں کھوپڑیوں میں خون جمع کرتی پھر رہی تھیں۔ بُری روحیں آسمان میں رقص کر رہی تھیں۔ چمنڈائیں مُردوں کی کھوپڑیاں ہوا میں بجاتی پھر رہی تھیں۔ گیدڑ دانت نکالے مردہ لاشوں کو جھنجھوڑتے پھر رہے تھے۔ بے سروں کے دھڑ میدان میں لڑکھڑا رہے تھے اور کٹے ہوئے سروں سے "جے جے" کی آوازیں آرہی تھیں۔ یہ سری رام کی عنایت تھی کہ بندروں نے اپنے دشمن کو کچل دیا تھا۔ بہادر میدان میں پڑے ہوئے ابد کی نیند سو رہے تھے۔ راون نے دل میں سوچا "میرے تمام ساتھی مارے گئے اور اب میں تنہا ہوں۔ بندر اب بھی ان گنت ہیں۔ اس لیے مجھے اب ان گنت طلسم تعمیر کرنے چاہئیں"۔

دیوتاؤں نے پربھو کو پیادہ پا چلتے دیکھا تو انھیں ملال ہوا۔ اندر دیو نے فوراً اپنا رتھ بھیجا جسے ماتالی لے کر آیا۔ یہ بڑا پُرشکوہ تھا۔ کوشل پور کا راجا بہت خوش ہو کے اس میں سوار ہوا۔ بہت خوبصورت اور طاقتور گھوڑے اسے کھینچ رہے تھے۔ ان گھوڑوں کی رفتار اتنی تیز تھی جتنی خیال کی رفتار۔ بندروں نے جب سری رام کو رتھ میں سوار دیکھا تو وہ خوش ہو کر دوڑے۔ راون کو یقین ہو گیا کہ وہ بندروں کو شکست نہیں دے سکتا تو اس نے طلسم باندھنے کا تہیہ کیا۔ سری رام تو اس طلسم کے فریب میں نہ آئے لیکن ان کی ساری فوج لچھمن سمیت اسے اصل سمجھ بیٹھی۔ بندروں کو دشمن کی فوج میں بے شمار رام اور لچھمن نظر آنے لگے۔ ان گنت رام اور لچھمن اس طرف دیکھ کر

حال راون کا ہوا۔ اب راون نے سری رام کے رتھ کے گھوڑوں کو نشانہ بنایا۔ اور انھیں الٹ دیا۔ سری رام نے اپنے گھوڑوں کو اٹھایا۔ اب وہ بہت غصّے کے عالم میں تھے۔ انھوں نے تیز رفتاری سے تیر چھوڑے۔ شہد کی مکھیوں کے ڈنک جیسے آسانی کے ساتھ پھولوں کی پنکھڑیوں میں گھس جاتے ہیں اس طرح وہ تیر راون کے سروں میں گھس گئے۔ پربھو نے اس کے ایک ایک ابرو میں دس دس تیر پہنا دیے۔ دیکھتے دیکھتے خون کے نالے بہنے لگے۔ حالانکہ اس کے جسم سے خون کے فوارے جاری تھے لیکن پھر بھی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ رام چندر جی کو ایک بار پھر تیر چھوڑنا پڑا۔

رام چندر جی کے تیر ناگوں کی طرح پھیل گئے اور راون کے سر اور ہاتھ ان سے کٹ کٹ کے گرنے لگے۔ لیکن وہ گرتے ہی پھر ٹھیک ہو گئے اور انھیں ایک بار پھر تیر چلانے پڑے اور وہ پھر تازہ دم ہو گئے۔ یہ چیز بار بار ہوتی رہی مگر پربھو بھی اس عمل سے اس طرح خوش ہوئے جیسے کوئی کھیل کھیل رہے ہوں۔ نئے ہاتھ اور سر پیدا ہوتے اور کٹ کے الگ ہو جاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف ہاتھ اور سر ہی نظر آتے تھے جو کیتوؤں اور راہوؤں کی طرح لگتے تھے۔ عجب منظر تھا۔ چاروں طرف خون میں لت پت سر اڑتے نظر آتے تھے اور زمین پر نہ گرتے تھے۔ یہ سر تیروں میں پروئے ہوئے تھے۔ اس لیے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سورج کی شعاعیں راہوؤں کے سروں کے پار ہو گئی ہوں۔ سر رام اس منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

راون اپنے سروں کا بار بار پیدا ہونا اور کٹنا دیکھ کر اپنی موت تو بھول گیا اور غصّے میں بھر گیا۔ اب وہ دس کمانیں اپنے ہاتھوں میں لے کر آگے بڑھا۔ اس نے تیروں کی بوچھار کی تو سری رام کا رتھ نظر آنا بند ہو گیا اور یہ کیفیت ہوئی جیسے سورج بادلوں میں

نے بھی ایک تیر چھوڑا۔ اس تیر کے چھوٹتے ہی راون کے چھوڑے ہوئے سارے تیر فنا ہو گئے۔ راون مایوس ہو کر دانت پیسنے لگا۔ اب اس نے ایک خوفناک نیزہ پھینکا لیکن سری رام نے ایک تیر چلایا تو یہ نیزہ اسی کی طرف اُلٹ گیا۔ اب اس نے لوہے کے بھاری گولے پھینکے لیکن سری رام نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ اس کی ساری تدبیریں اسی طرح ناکام ہو گئیں جس طرح بُرے لوگوں کی تدبیریں ناکام ہو جایا کرتی ہیں۔ راون نے سری رام کے رتھ بان متالی کو سو تیروں سے چھید ڈالا۔ وہ سری رام کی جے بولتا ہوا زمین پر گر پڑا۔ سری رام نے اسے اٹھایا اور وہ غصے کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔ جب میدانِ جنگ میں سری رام نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اس کی طرف تیر چھوڑے تو وہ تیر ان کی کمان سے اس طرح نکلے کہ ہر ایک تیر دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا چاہتا تھا۔ آدم خور نشیچر سری رام کی کمان کی آواز سن کر خوف سے کانپنے لگے۔ مندودری کا دل لرز اٹھا۔ سمندر، دنیا کو اٹھا لینے والا کچھوا، مختلف سمتوں کی نگہداشت کرنے والے ہاتھی سب خوف زدہ ہو گئے۔ یہ دلکش منظر دیکھ کر دیوتا مسکرانے لگے۔ سری رام نے ایک بار پھر تیروں کی بوچھار کر دی۔

سری رام کی کمان سے نکلے ہوئے تیر ناگوں کی طرح ادھر ادھر بکھر گئے۔ پہلے حملے میں انھوں نے راون کے رتھ بان اور رتھ کے گھوڑوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر انھوں نے رتھ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور اس پر لہرانے والے پرچموں کے چیتھڑے بکھیر دیے۔ راون حالانکہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا لیکن وہ فوراً دوسرے رتھ پر سوار ہو گیا اور دانت پیستا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اُس نے اُڑ کر لگنے والے طرح طرح کے ہتھیار سری رام کی طرف پھینکے۔ جو آدمی دوسرے کا بُرا چاہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ بس یہی

مدِ مقابل کو پرِ کاہ سے زیادہ اہمیت نہ دے رہا تھا۔ اُوما (شنکر دیو نے کہا) وبھیشن کبھی بھی راون سے اُلجھنے کا ارادہ نہ کرتا۔ اگر سری رام کی طاقت اس کے ساتھ نہ ہوتی۔ اب وہ اپنے بھائی سے اس طرح دست و گریباں تھا جیسے موت کسی کی روح قبض کر رہی ہو۔

وبھیشن بہت تھک چکا تھا۔ جب ہنومان نے یہ صورت دیکھی تو وہ اپنے ہاتھ میں ایک بھاری چٹان لے کے دوڑے۔ انھوں نے پتھر سے راون کا رتھ رتھ بان اور گھوڑے سب کچل کے ڈال دیے۔ پھر اس کے سینے پر بھرپور وار کیا۔ راون حالانکہ پورا تھر تھر کانپ رہا تھا مگر وہ اپنی جگہ جما کھڑا تھا۔ اتنی دیر میں وبھیشن سری رام کے پاس پہنچ گیا۔ اب راون نے ہنومان پر حملہ کیا۔ ہنومان دُم پھیلا کے ہوا میں اونچے اُٹھ گئے۔ راون نے ان کی دُم پکڑ لی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی ہوا میں معلق اٹھ گیا۔ ہنومان نے پلٹ کر راون پر وار کیا اور دونوں میں لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے ہوا میں معلق اس طرح الجھے ہوئے تھے جیسے سوت پہاڑ اور سمیرو پہاڑ۔ جب ہنومان اس پہاڑ کو کسی طرح زیر نہ کر سکے تو انھوں نے سری رام کو یاد کیا اور ان سے مدد مانگی۔ اس کے بعد ہنومان پھر راون پر حملہ آور ہوئے۔ دونوں زمین پر آ رہے اور زمین پر لڑائی شروع ہو گئی۔ بندر اور بھالو ہنومان کی مدد کے لیے دوڑ پڑے لیکن راون نے اپنی طاقت سے بہتوں کو کچل دیا۔ بندروں اور بھالوؤں نے چاروں طرف سے پھر یورش کی۔ یہ دیکھ کر راون نے پھر مایا جال پھیلایا۔

ایک لمحے کے لیے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور پھر ذرا سی دیر میں ظاہر ہوا۔

چھپ جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر دیوتا بھی خوف زدہ ہو کر چیخنے لگے۔ پربھو نے ایک بار پھر اپنے تیر کو جنبش دی۔ ادھر بندر پریشان ہو کر چیخنے لگے اور دریافت کرنے لگے۔ "لچھمن کہاں ہیں؟ سگریو کہاں ہیں؟ کوشل کے راجا کہاں ہیں؟ راون کے سروں نے پکار پکار کے کہا "رام کہاں ہے؟ رام کہاں ہے؟" یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر بندر بھاگنے لگے۔ اِدھر سری رام نے تیر چلایا اور اُدھر راون نے تاک کے ایک نیزہ وبھیشن کی طرف پھینکا۔ یہ نیزہ اس تیزی سے وبھیشن کی طرف چلا جیسے اجل کا پیغام ہو۔

سری رام نے یہ خوفناک اور اچوک نیزہ وبھیشن کی طرف آتے دیکھا تو وہ سوچنے لگے کہ جو میری پناہ میں آیا ہوا ہے اس کی مدد کرنی اور اسے مصیبت سے بچانا لازمی ہے۔ انھوں نے وبھیشن کو اپنے پیچھے کر لیا اور خود اس نیزے کے سامنے آ گئے۔ جب وہ نیزہ آ کے ان کے سینے میں لگا تو وہ ذرا دیر کے لیے بے ہوش ہو گئے۔ حالانکہ پربھو کے لیے یہ ایک ادنیٰ سا کھیل تھا لیکن دیوتا غم سے چلّا اٹھے۔ وبھیشن نے جب یہ دیکھا کہ سری رام بُری طرح زخمی ہو چکے ہیں تو وہ غصّے کے عالم میں گرز لے کے دوڑا۔ "اے احمق! کمین! تو نے دیوتاؤں، انسانوں، سادھوؤں اور ناگوں سب کو تکلیف پہنچائی ہے۔ تو نے شیو دیو کو اپنے سر پیش کر کے ان کے بدلے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ تو اب تک موت کے پنجے سے بچا ہوا ہے لیکن اب تیری موت یقینی معلوم ہوتی ہے۔ تو سری رام کی دشمنی پر آمادہ ہے اور اس کے باوجود خوشی کا متمنّی ہے۔" یہ کہہ کے وبھیشن نے اپنے بھائی کے سینے پر گرز مارا۔ اس ضرب کی تاب نہ لا کر راون زمین پر گر پڑا اور اس کے سارے منہ خون اگلنے لگے۔ لیکن جلد ہی وہ سنبھل گیا اور پوری طاقت سے حملہ آور ہوا۔ دونوں دیو قامت پہلوان لڑائی میں ایک دوسرے سے الجھ گئے۔ وبھیشن کو سری رام کی عقیدت نے طاقت دی تھی۔ اس لیے وہ اپنے

راون نے یہ سب دیکھا کہ دیوتا خوش ہو رہے ہیں اور سری رام کی مدح سرائی کر رہے ہیں تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا کہنے لگا "احمقو! تم نے ہمیشہ میرے ہاتھوں شکست کھائی ہے" یہ کہہ کر وہ غرور میں چور اوپر اٹھا۔ دیوتا خوف زدہ ہو گئے اور بھیانک آواز نکال کے بھاگے۔ راون نے کہا "بدبختو! تم مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو؟" دیوتاؤں کو تکلیف میں دیکھ کر انگد آگے بڑھا اور اس نے راون کی ٹانگ پکڑ کے اسے دے پٹخا۔ زمین پر اسے دے مارنے کے بعد انگد سری رام کے پاس پہنچ گیا۔ دس سر والے راون نے اپنی دس کمانوں میں دس تیر جوڑے اور خوفناک آواز کے ساتھ چھوڑ دیے۔ سری رام کے بہت سے سپاہی زخمی ہو گئے۔ راون اپنی اس طاقت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ سری رام نے اپنے تیر سے اس کے دسوں سر قلم کر دیے لیکن ان کی جگہ نئے سر پیدا ہو گئے۔ اس کے سر اس طرح بڑھتے تھے جیسے کسی متبرک مقام پر کوئی برا کام کرنے سے گناہ بڑھتے ہیں۔

بندروں اور بھالوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ہاتھ اور سر کٹ جانے کے باوجود راون نہیں مرتا تو انھیں بہت غصہ آیا۔ "اس احمق کے ہاتھ اور سر کٹ جاتے ہیں مگر اسے موت نہیں آتی"۔ یہ کہہ کر وہ غصے کی حالت میں راون پر چڑھ دوڑے۔ بالی کا بیٹا (انگد)، پون دیو کا بیٹا (ہنومان)، نل، نیل، سگریو، دوئی ود سب نے درخت اور چٹانیں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف پھینکنی شروع کر دیں۔ لیکن راون نے ان سب کو ہاتھوں سے روک لیا اور انھیں پھر اسی فوج کی طرف پھینک دیا۔ بہت سے بندر راون کی کھال اُدھیڑے دے رہے تھے۔ بہت سے بندر راون کے لاتیں مارتے تھے اور بھاگ جاتے تھے۔ نل اور نیل اس کے سروں پر چڑھ گئے اور پنجوں سے اس کے سر نوچنے لگے۔ جب اس کے جسم سے خون بہنے لگا۔ تو راون اسے دیکھ کر پریشان ہوا۔

مگر اس طرح کہ ہر لمحے اپنا روپ بدلتا تھا۔ سری رام کی فوج میں جتنے بندر اور بھالو تھے اس بدذات نے اتنے ہی روپ بدلے۔ بے شمار راون دیکھ کر بھالو اور بندر بھاگنے لگے۔ بندروں میں رکنے اور مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رہ گئی تھی۔ وہ یہ کہتے ہوئے بھاگے "لچھمن مدد کرو۔ رگھوبیر مدد کرو۔" چاروں طرف بے شمار راون غم و غصّے سے چنگھاڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ دیوتا بھی خوف زدہ ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہونے لگے "بھائیو! اب فتح کی کوئی امید نہیں رہ گئی نیکوں کے اتنے بڑے مجمعے کو اکیلے راون نے زیر کر لیا۔ اب ایک راون کے لاکھوں راون ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں پہاڑوں کی گپھاؤں میں پناہ لینی چاہئے۔" برہما۔ وشنو اور پہنچے ہوئے لوگ جانتے تھے کہ پربھو کی طاقت برقرار تھی اور اس میں ذرہ برابر کمی بھی نہیں آئی تھی۔ لیکن بندر جو کچھ دیکھ رہے تھے اس پر یقین کر رہے تھے۔ وہ اور بھالو ہمت ہار بیٹھے اور مدد کے لیے چیخ پکار کرنے لگے "مہربان پربھو! ہماری حفاظت کرو۔" بہادر ہنومان، انگد، نل، نیل یہ سب وہ تھے جو راون کے مختلف روپوں کو برابر کچل رہے تھے۔ کوشل دھیش مسکرائے انھوں نے اپنی کمان سے ایک تیر چھوڑا اور راون کی جو ہزار شکلیں اِدھر اُدھر نظر آ رہی تھیں وہ ذرا دیر میں ناپید ہو گئیں۔

پلک جھپکتے سری رام نے راون کے سروں کو اس طرح غائب کر دیا جس طرح [illegible] کی کرنیں اندھیرے کو غائب کر دیتی ہیں۔ دیوتا یہ دیکھ کر خوش ہو گئے کہ میدانِ جنگ میں صرف ایک راون رہ گیا ہے وہ واپس آ گئے اور سری رام پر پھول برسانے لگے۔ پربھو نے ہاتھ اٹھا کر بندروں اور بھالوؤں کو پکارا۔ وہ سب آ کر ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اب طلسم چھٹ چکا تھا اس لیے ان کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔

انھوں نے یہ سنا کہ راون کے سر اور ہاتھ کٹ جانے کے بعد دوبارہ پیدا ہو جاتے تھے تو انھیں بہت تشویش ہو گئی۔ ان کا دل فکر مند ہو گیا اور ان کی پریشانی کی پرچھائیاں ان کے چہرے پر صاف نظر آنے لگیں۔ وہ ترجٹا سے یوں مخاطب ہوئیں "ماتا! تو مجھے بتاتی کیوں نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ دنیا کو کس طرح اس مصیبت سے نجات مل سکے گی؟ یہ کیا بات ہے کہ پربھو کی کمان سے نکلے ہوئے تیر راون کا کام تمام نہ کر سکے معلوم نہیں قدرت کیا دکھانا چاہتی ہے۔ یہ میری بدقسمتی ہے جس نے مجھے ان کے قدموں سے جدا کیا اور یہ بھی میری بدنصیبی ہی ہے جو راون کو مرنے سے بچائے ہوئے ہے۔ جس قسمت نے سونے کا نقلی ہرن نمودار کیا وہی اب یہ تماشے دکھا رہی ہے۔ یہ سب قسمت ہی کے تماشے ہیں کہ مجھے طرح طرح کی ایذائیں برداشت کرنی پڑیں، میرے منہ سے لچھمن کے خلاف سخت کلمات نکلے جن کی تکلیف مجھے آج بھی اس طرح بے دم کر دیتی ہے جیسے تیروں کی تکلیف۔ آج مجھے اپنے مالک سے جدائی کی تکلیف سہنی پڑ رہی ہے۔ ایسے تکلیف دہ حالات میں بھی میں زندہ ہوں اور یہ بھی قدرت ہی کا تماشا ہے کہ راون نہیں مر رہا۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بھگوان ہی اس کو مرنے سے روک رہا ہے۔" اس طرح جنک کی بیٹی نے اپنے رنج و غم کا اظہار کیا اور وہ برابر پربھو کو یاد کرتی رہیں۔ ترجٹا نے جواب دیا "سن، راجکماری! اگر کوئی تیر دیوتاؤں کے اس دشمن کے سینے میں لگ گیا تو وہ یقیناً مر جائے گا۔ سری رام یہ بات جانتے ہیں مگر وہ اس کے سینے میں یہ سوچ کر تیر نہیں مارتے کہ یہاں جانکی رہتی ہے۔" سیتا جی کو ترجٹا کی ان باتوں سے خوشی بھی ہوئی اور غم بھی ہوا۔ یہ دیکھ کر ترجٹا پھر مخاطب ہوئی "سن، اے حسینہ! اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ راون کی موت کس طرح آئے گی۔ جب راون کے سر بار بار کٹیں گے تو وہ فکر مند ہو کر تجھے بھول جائے گا۔ تیرا خیال اس کے دل سے نکل جائے گا۔ بس اسی وقت پربھو اس کے

اس نے ہاتھ اٹھا کے بندروں کو پکڑنا چاہا مگر وہ ہاتھ نہ آتے تھے اور اُچک اُچک کے ایک سر سے دوسرے سر پہ پہنچ جاتے تھے۔ وہ اس طرح یہ کام کر رہے تھے جیسے شہد کی دو مکھیاں اڑ اڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ بیٹھتی ہوں۔ آخر کار اس نے غصّے میں آ کر دونوں کو پکڑ لیا اور زمین پہ پٹخ دیا لیکن انھوں نے اس کا بازو مروڑ دیا اور کود کر بھاگ نکلے۔ اس نے پھر دس کمانیں سنبھال لیں اور انھیں زخمی کر دیا۔ جب اس نے بندروں کو زخمی کر دیا اور رات سر پہ آ گئی تو وہ بہت خوش ہوا۔ بندر بے ہوشی کے عالم میں تھے۔ جامونت نے دیکھا کہ سب بندر بے ہوش ہو چکے ہیں تو وہ بہت سے ریچھوں کو لے کر آگے بڑھا۔ ان کے ہاتھوں میں پیڑ، پہاڑ اور پتھر تھے اور یہ انھیں برابر دشمن کی طرف پھینک رہے تھے۔ اس پہ راون غصّے سے بپھر گیا اور بہتوں کو ٹانگ پکڑ کے اٹھا لیا اور انھیں زمین پہ دے دے کے مارنے لگا۔ جامونت نے جب یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے تو اسے غصّہ آیا اور اس نے راون کے سینے پہ ایک لات جڑی۔ اس زبردست چوٹ نے راون کو بے ہوش کر دیا اور وہ چکرا کے رتھ سے نیچے گر پڑا۔ اس کے بیسوں ہاتھوں میں ایک ایک بھالو اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے رات کو کنول کی پتیوں میں شہد کی مکھیاں آرام کر رہی ہوں۔ اسے بے ہوش پا کر بھالوؤں کے راجا نے اس کے ایک لات اور رسید کی اور سری رام کے پاس آ پہنچا۔ یہ دیکھ کر کہ اب رات ہو گئی ہے۔ رتھ بان نے راون کو رتھ میں ڈال لیا اور اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا۔ بندر اور بھالو ہوش میں آ گئے تو وہ سری رام کے پاس آ پہنچے۔ اُدھر راون کے گرد دیو جمع تھے۔

اسی رات ترجٹا سیتا جی کے پاس پہنچی اور انھیں سارا قصہ سنایا۔ جب

بھیانک شکلیں نظر آنے لگیں۔ ان کے ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ بہت سی یوگنیاں بھی نظر آئیں جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اور خون سے بھری ہوئی کھوپڑیاں تھیں جن سے وہ گھونٹ گھونٹ کرکے خون پی رہی تھیں۔ یوگنیاں خون پیتی جاتی تھیں، ناچتی جاتی تھیں اور پکڑو مارو کی آوازیں نکالتی جاتی تھیں۔ ان کی بھیانک آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔ منہ کھول کے یہ خوفناک شکلیں بندروں کو نگلنے کے لیے دوڑیں اور بندر خوفزدہ ہوکر بھاگ لیے۔ لیکن بندر جس طرف بھی جاتے انھیں آگ کے بھیانک شعلے اٹھتے دکھائی دیتے۔ اس طرح بندر اور بھالو پریشانی میں گرفتار رہتے تھے۔ اب راون نے ان کے اوپر ریت کی بارش کرنی شروع کردی۔ بندروں کو اس طرح خوفزدہ کرنے کے بعد دس سروں والے راون نے پھر ڈراونی آواز نکالی۔ لچھمن اور سگریو سمیت سارے بہادر بیہوش ہو گئے۔ بہت سے ہاتھ ملنے اور "رام رام رگھوپتی۔ رگھوپتی" پکارنے لگے۔ اس طرح سری رام کی فوج کو خوف زدہ کرنے کے بعد راون نے دوسرا کرشمہ کر دکھایا۔ دیکھتے دیکھتے ہزاروں ہنومان نمودار ہو گئے اور انھوں نے سری رام کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان ہنومانوں کے ہاتھوں میں پتھر اور درخت تھے۔ وہ دانت نکال نکال کے چیخ رہے تھے "اسے پکڑ لو۔ اسے مارو۔ اسے جانے نہ دینا" ان سب کے درمیان کوشل کے راجا چاند کی طرح جگمگا رہے تھے۔ ان کا سانولا بدن ان بندروں کے درمیان اس طرح نظر آرہا تھا جیسے تمال کا درخت ہو اور اس کے چاروں طرف قوسِ قزح نے دائرے بنا رکھے ہوں۔ دیوتاؤں کے دلوں میں غم اور خوشی کے عجیب طرح کے ملے جلے جذبات تھے۔ وہ سب جے جے کے نعرے لگا رہے تھے۔ سری رام کو یہ سب دیکھ کر بہت غصہ آیا۔ انھوں نے ایک تیر سے سارے طلسم کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے ختم ہوجانے کے بعد بھالو اور بندر بہت خوش ہوئے۔ وہ پھر میدانِ جنگ کی طرف لوٹ آئے۔ درخت اور چٹانیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ سری رام نے تیروں کی بوچھار کردی۔ راون کے ہاتھ اور سر کٹ کٹ کے زمین پر گر پڑے۔ ہزار شیش، شاردا وید اور شاعر اس جنگ کا بیان نہیں کر سکتے جو سری رام اور راون کے درمیان ہوئی۔

سینے کو اپنے تیر کا نشانہ بنا دیں گے۔"

اس طرح بہت سی باتوں سے ترجٹا نے سیتا جی کو دلاسا دیا اور پھر اپنے گھر کی طرف واپس چلی گئی۔ سری رام کی محبت دیکھ کر سیتا جی محبت کے جذبات میں گم ہوگئیں اور اپنے آقا سے اپنی جدائی پر افسوس کرنے لگیں۔ انھوں نے رات اور چاند کو طرح طرح بُرا بھلا کہا۔ "رات اتنی لمبی ہوگئی ہے کہ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی۔" جدائی کی تکلیف میں شدّت پیدا ہوئی تو ان کی بائیں آنکھ اور بایاں بازو پھڑکنے لگا۔ سیتا جی ان نیک شگن پر مطمئن سی ہوگئیں۔ انھوں نے دل میں کہا سری رام سے میں جلد ہی جا ملوں گی۔ راون کو اپنے محل میں آدھی رات کو ہوش آیا اور وہ رتھ بان پر برس پڑا "کم بخت، بیوقوف، احمق! تو مجھے میدانِ جنگ سے اٹھا لایا۔" رتھ بان نے اس کے پاؤں پکڑ لیے اور طرح طرح اس کے غصّے کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دن نکلتے ہی راون پھر رتھ میں سوار ہوگیا اور میدان جنگ کی طرف چل دیا۔ راون کے آنے کی خبر سے بندروں میں جوش و خروش پھیل گیا سارے بہادر دوڑ دوڑ کے پیڑ اور پہاڑ اکھاڑ لائے اور راون کی طرف دوڑے۔ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ تھا انھوں نے وہ پھینک پھینک کے راون کو مارا۔ وہ دیو جب ان کا مقابلہ نہ کرسکا تو مڑا اور بھاگ لیا۔ بھالوؤں اور بندروں نے راون کا پیچھا کیا اور ساتھ کے ساتھیوں کو بھگا کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پھر انھوں نے ناخنوں سے اس کو نوچنا اور دانتوں سے کاٹنا شروع کیا۔ کچھ سوچ کے راون پھر نظروں سے اوجھل ہوگیا اور ذرا دیر میں پھر اپنے طلسم کا کرشمہ دکھایا۔

جب راون نے اپنے طلسم کا مظاہرہ کیا تو بھوت پریت دیو چڑیل اور بہت سی

اکتیس تیر چھوڑ دیے جن کی ہیئت موت کے ناگوں سے کم نہ تھی۔

ایک تیر نے امرت چوس لیا۔ باقی نے اس کے دس سروں اور بیس ہاتھوں کو نشانہ بنایا۔ سری رام کے تیر راون کے سروں اور بازوؤں کو لے اڑے اور راون کا بے سروں اور بے بازوؤں کا جسم میدانِ جنگ میں ناچنے لگا۔ جب وہ دیوانہ وار دوڑا تو اس کے بوجھ کے نیچے زمین دھنسنے لگی۔ آخر سری رام نے ایک تیر سے اس کے جسم کو بھی دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مرتے ہوئے بھی اس کے منہ سے یہی نکلا "رام کہاں ہے جو میں اس سے جنگ کروں؟" جب یہ دیو زمین پر گرا تو زمین بھی گھوم گئی۔ سمندر، دریا، مختلف سمتوں کے نگہبان ہاتھی اور پہاڑ لرز گئے۔ آخر اس کے جسم کے دونوں حصے زمین پر بے حس و حرکت ہو گئے اور ان کے نیچے ان گنت بندر اور بھالو دب کے رہ گئے۔ سری رام کے تیر راون کے سروں اور بازوؤں کو مندودری کے آگے رکھ کر لوٹ آئے اور ترکش میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر دیوتا باجے بجانے لگے۔ اس کی روح پربھو کے منہ میں داخل ہوئی۔ شمبھو اور برہما اس منظر کو دیکھ کر مسرور ہوئے۔ چاروں طرف جے جے کار ہونے لگی۔ دیوتاؤں اور سادھوؤں نے پھول برسائے اور دنیا کو مصیبت سے نجات دلانے والے پربھو کے گن گائے۔

راون کی بڑی رانی مندودری نے جوں ہی اپنے شوہر کے سر دیکھے وہ غم سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اس کی دوسری رانیاں بھی اٹھیں اور روتی دوڑتی ہوئی مندودری کے پاس پہنچیں۔ انھوں نے سہارا دے کر مندودری کو اٹھایا اور سب روتی ہوئی اس جگہ پہنچیں جہاں راون کا جسم پڑا تھا۔ اپنے شوہر کی ایسی بری حالت دیکھ کر وہ سب چیخ پڑیں۔ ان کے بال ادھر ادھر اڑنے لگے۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ سب سینہ پیٹ پیٹ کے اس کی شان و شوکت کو یاد کرنے لگیں۔ بڑی رانی بولی "میرے دیوتا! تمھاری طاقت

چھوٹی سی مکھی عظیم آسمان کی سیر نہیں کر سکتی تلسی داس کا بھی یہی حال ہے کہ وہ سری رام کی ساری جہات کیسے بیان کر سکتا ہے۔ اس نے صرف چند چیزوں کا ذکر کر دیا ہے۔ لنکا کے راجا کے سر اور بازو بار بار کٹتے تھے مگر وہ کسی طرح مرتا نہ تھا۔ پربھو کے لیے یہ محض کھیل تھا۔ دیوتا اور سدھ آسمان سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

راون کے بازو اور سر کٹتے اور ان کی جگہ نئے سر اور بازو نمودار ہو جاتے۔ بڑی جد و جہد کے باوجود اس دشمن کا خاتمہ نہ کیا جا سکا۔ اب سری رام نے وبھیشن کی طرف دیکھا۔ اُوما! (شیوجی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا)، دراصل پربھو جو خود موت کو موت کی نیند سلا سکتے ہیں صرف اپنے خادم کی عقیدت کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ "داناؤں کے دانا، جانداروں اور بے جانوں کے حکمراں، غریبوں کے مددگار، بے سہاروں کا سہارا، دیوتاؤں اور سادھوؤں کو خوشی بخشنے والے! اصلیت یہ ہے کہ اس کے جسم کے ایک حصے میں امرت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے موت نہیں آ رہی۔" وبھیشن کے یہ الفاظ سن کر وہ خوش ہوئے۔ خوفناک تیر انھوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اس وقت بہت سے برے شگون ظاہر ہوئے۔ بڑی تعداد میں گدھے، گیدڑ اور کتے بولنے لگے۔ چڑیاں چیخنے لگیں جیسے زمین پر کوئی مصیبت آنے والی ہو۔ آسمان کے مختلف گوشوں سے ستارے ٹوٹنے لگے۔ آسمان کے کناروں پر سرخی چھا گئی اور اچانک سورج کو گہن لگ گیا حالانکہ چاند طلوع نہیں ہوا تھا۔ مندودری کا دل زور سے دھڑکا اور مورتیوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ہوا زور زور سے چلنے لگی اور آسمان میں تیز بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ زلزلہ سا آ گیا۔ بادلوں سے خون، بال اور گرد برسنے لگی۔ کون تھا جو ان نحوستوں کو گن سکے۔ دیوتا ان چیزوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور جے جے کار کرنے لگے۔ دیوتاؤں کی پریشانی کا اندازہ کر کے سری رام نے اپنی کمان میں تیر جوڑا۔ سری رام نے کمان کا چلّہ کان تک کھینچا اور [illegible]

مندودری کے الفاظ سن کر سادھو، سدھ اور سبھی خوش ہوئے۔ سری رام کا جلوہ دیکھ کر برہما، شیو، نارد، سنک، اور اس کے تینوں بھائی سنندن، سناتن اور سنت کمار اور تمام بڑے بڑے سادھو سنت جو سچائی کی تبلیغ کرتے رہے ہیں، سب خوش ہو گئے۔ عورتوں کو اس طرح روتے دیکھ کر وبھیشن غمگین دل کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اپنے بھائی کو اتنی خراب حالت میں دیکھ کر اسے غم ہوا۔ اس اثنا میں سری رام نے اپنے چھوٹے بھائی لچھمن کو حکم دیا۔ انھوں نے وبھیشن کو طرح طرح دلاسا دیا۔ اب وبھیشن نے سری رام کی طرف دیکھا۔ انھوں نے شفقت اور ہمدردی کی نظر ڈالی اور کہا "اب غم کرنا چھوڑ دو اور اس کی کریا کی تیاری کرو۔" حکم سن کر اس نے وہاں کے دستور کے مطابق آخری رسمیں ادا کرنے کا انتظام کیا۔ سب کارروائی انجام دینے کے بعد راون کی رانیاں اور باقی سب بھی واپس چلے گئے۔ ان کے دلوں میں سری رام کے لیے اس وقت بہت احترام اور عقیدت تھی۔

وبھیشن نے ایک بار پھر سری رام کی خدمت میں حاضر ہو کے سر جھکایا۔ انھوں نے چھوٹے بھائی کو بلا کے حکم دیا "تم، سگریو، انگد، نل، نیل، جامونت، ہنومان اور سب جو جو ہوشیار ہو وبھیشن کے تلک کی تیاری کرو۔" پھر وہ وبھیشن سے مخاطب ہوتے ہوئے "مجھے اپنے باپ کا حکم بجا لانا ہے اس لیے میں تو شہر میں داخل ہو نہیں سکتا۔ لیکن بندروں کو بھیجتا ہوں اور اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ کر دیتا ہوں جسے میری جگہ ہی سمجھنا چاہیے۔" اپنے آقا کا حکم سن کے بندر شہر کی طرف روانہ ہو گئے اور وبھیشن کے تلک کی تیاری کرنے لگے۔ انھوں نے بڑے احترام کے ساتھ اسے تخت پر بٹھایا اور اس کا تلک کیا۔ پھر ان سب نے نئے راجا کی تعریف کی۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کر اس کے آگے سر جھکایا۔ پھر وہ مع وبھیشن کے رگھوبیر کے پاس لوٹ آئے۔

کے آگے زمین لرزتی تھی۔ چاند، سورج اور آگ تمہاری شان کے آگے ہیچ تھے۔ تمہارے جسم کا بوجھ نہ شیش سے اٹھ سکتا تھا اور نہ دھرتی کو اٹھا لینے والے کچھوے سے۔ آج یہ جسم زمین پر پڑا ہوا سڑ رہا ہے۔ سمندروں کا دیوتا وَرُن، دولت کا دیوتا کبیر، دیوتاؤں کا دیوتا اندر اور پون دیو کوئی بھی تمہارا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ تم نے اپنی طاقت سے یم کو بھی شکست دیدی تھی۔ آج تم بے یار و مددگار زمین پر پڑے ہوئے ہو۔ تمہاری اولاد اور تمہارے عزیز بھی وہ طاقت رکھتے تھے جو بیان سے باہر ہے۔ آج تمہاری یہ بُری حالت اس لیے ہے کہ تم نے سری رام کا بُرا چاہا اور ان کی عداوت مول لی۔ آج تمہاری اولاد میں سے کوئی باقی نہیں جو تمہاری موت پر ماتم بھی کر سکے۔ بھگوان کی بنائی ہوئی ساری خلقت پر تمہارا راج تھا۔ آٹھوں دِشاؤں کے محافظ ڈر کے تمہارے آگے سر جھکاتے تھے۔ آج تمہارے جسم کے ٹکڑوں کو گیدڑ کھا رہے ہیں۔ سری رام کے دشمنوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔ میرے آقا! تمہارے سر پر موت اس طرح منڈلا رہی تھی کہ تم نے میری بات پر دھیان ہی نہ دیا اور ساری کائنات کے جانداروں اور بے جانوں کے راجا کو معمولی آدمی سمجھتے رہے۔ شری ہری کو تم نے معمولی انسان خیال کیا۔ وہ ہری جس کے غصّے کی آگ دشمنوں کو جنگل کی طرح جلا کے بھسم کر دیتی ہے۔ تم نے اس سراپا رحم کی حمد و ثنا نہ کی جس کی تعریف کرتے شیو اور برہما اور دوسرے دیوتا تھکتے نہیں۔ تمہارا یہ جسم شروع ہی سے گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا اور دوسروں کو ایذا پہنچانے کے شوق [illegible] آخر سری رام نے تمہاری آتما کو اپنے اندر جگہ دی ہے۔ میں اس کے آگے جو یقیناً برہما ہے عقیدت سے سر جھکاتی ہوں۔ میرے آقا! سری رام سے بڑھ کر کسی کی ذات نہیں اس نے تمہیں وہ جگہ دی جس پر جوگیوں کو بھی رشک آنا چاہیے۔

ہونٹوں پر آنے لگا۔ بولیں "میں تجھے کیا دوں۔ ترلوک میں کوئی ایسی چیز نہیں جو ایسی خوشخبری سن کر انعام کے طور پر دی جا سکے۔" وہ بولے "سن ماتا! مجھے سارے جہاں کی بادشاہی آج مل گئی کیونکہ سری رام اور ان کے بھائی دشمن کو میدان میں شکست دینے کے بعد خیر و عافیت سے ہیں اور خوش ہیں۔" وہ بولیں "ہنومان! دنیا کی ساری خوبیاں اور نیکیاں سدا تجھ میں رہیں۔ کوشل کے راجا اور ان کے بھائی ہمیشہ تجھ پر مہربان رہیں۔"

"ہنومان! اب کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اپنی آنکھوں سے سری رام کے سانولے نرم جسم کے درشن کروں۔" یہ بات چیت کرنے کے بعد ہنومان جی سیتا جی کے پاس سے رخصت ہو کر سری رام کی خدمت میں آ پہنچے اور انھیں سیتا جی کی خیریت کی اطلاع دی۔ یہ سن کر انھوں نے انگد اور وبھیشن کو طلب کر کے کہا "تم دونوں پون دیوتا کے بیٹے کے ساتھ جاؤ اور سیتا کو اعزاز و اکرام کے ساتھ یہاں لے آؤ۔" یہ سب فوراً روانہ ہوئے اور وہاں جا پہنچے جس جگہ سیتا جی موجود تھیں۔ سیکڑوں خادمائیں انکسار اور عاجزی کے ساتھ ان کی خدمت کے لیے تعینات تھیں۔

وبھیشن نے ان خادماؤں کو ہدایات دیں۔ ان خادماؤں نے طرح طرح سے سیتا جی کو غسل کرایا۔ قسم قسم کے زیورات سے انھیں آراستہ کیا گیا۔ پھر ایک سجی سجائی پالکی مہیا کی گئی۔ سیتا جی خوشی خوشی اس میں سوار ہو گئیں۔ ان کا ذہن برابر سری رام کی طرف لگا ہوا تھا۔ پالکی کے چاروں طرف محافظوں کا دستہ چل رہا تھا۔ وہ محافظ بھی اپنی قسمت پر رشک کر رہے تھے۔ بندر اور بھالو بھی ان کے درشن کرنے کے لیے آئے تو محافظوں نے ڈپٹ کر انھیں بھگا دیا۔ رگھوپتی نے وبھیشن کو ہدایت کی کہ سیتا جی کو پیدل لایا جائے تاکہ سب ان کے درشن کر سکیں۔ بندر اور بھالو انھیں دیکھ کر بہت مسرور ہوئے

کے بعد انھوں نے سارے بندروں کو بلا کے ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کیا جس سے وہ بے حد احسان مند ہوئے۔ پربھو کی شیرینی بھری باتوں سے سب کے دل خوش ہو گئے۔ سری رام ان سب سے یوں مخاطب ہوئے "یہ سب تمھاری طاقت کا کرشمہ ہے کہ دشمن زیر ہو گیا اور آج اس کی جگہ وبھیشن تخت نشین ہو گیا۔ تمھارے احسان ترلوک میں ہمیشہ قائم رہیں گے۔ جو کوئی تمھاری اور تمھارے ساتھ میری تعریف کرے گا وہ اس ہستی کے سمندر کو آسانی سے پار کر لے گا۔" بندر پربھو کی باتیں سنتے تھے مگر ان کا دل نہ بھرتا تھا۔ انھوں نے پربھو کے آگے ہاتھ جوڑے اور بار بار ان کے پاؤں پکڑے۔

اس کے بعد سری رام نے ہنومان کو بلایا اور ان سے کہا "تم فوراً لنکا جاؤ اور جو کچھ ہوا ہے وہ سیتا کو سنا دو اور پھر اس کی خیریت کی خبر لے کر لوٹ آؤ"۔ ہنومان فوراً لنکا میں داخل ہو گئے۔ لنکا کے باشندوں کو ان کے آنے کی خبر ملی تو سب ان سے ملنے کے لیے دوڑے چلے آئے۔ وہ سب ہنومان کے ساتھ بڑی عاجزی سے پیش آئے اور انھیں سیتا جی کی خدمت میں لے گئے۔ ہنومان سیتا جی کے ادب میں دور ہی ٹھہر گئے اور وہیں سے ان کو پرنام کیا۔ سیتا جی سمجھ گئیں کہ یہ سری رام کا خاص ایلچی ہے۔ "بتاؤ پیارے بیٹے! میرے آقا، ان کے چھوٹے بھائی اور بندروں کی فوج سب خیریت سے ہیں نا؟" وہ بولے "جی ہاں، وہ اور باقی سب خیریت سے ہیں۔ دس سروں والے دیو کو میدانِ جنگ میں شکست دے کر مار ڈالا گیا۔ اب اس کی جگہ وبھیشن تخت نشین ہے۔ اس کال کے آخر تک یہاں اسی کا راج رہے گا۔" ہنومان جی کی یہ باتیں سن کر سیتا جی کا دل خوشی سے معمور ہو گیا۔ خوشی سے ان کا سارا بدن کانپنے لگا۔ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے اور رام چندر جی کا نام بار بار

بھی اس وقت بہت خوش تھے اور سری رام کی عظمت کا ذکر کر رہے تھے۔

اس کے بعد اندر دیو کا رتھ بان ماتلی سری رام کی اجازت سے آسمان میں اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ روانہ ہونے سے پہلے اس نے سری رام کے قدم چھوئے۔ دیوتاؤں کو ہمیشہ اپنے مطلب کی فکر رہتی ہے۔ اب وہ اس طرح سری رام کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسے حق کے سب سے زیادہ متلاشی یہی ہوں۔ وہ بولے "کمزوروں کے مددگار، رحیم، رگھو بیر! تم ہمیشہ دیوتاؤں کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرتے رہے ہو۔ یہ شریر جو اپنی شرارت اور خباثت سے ساری دنیا کو پریشان کیے رکھتا تھا اور ہمیشہ بدی کے راستے پر چلتا تھا اپنے گناہوں کے سبب کیفر کردار کو پہنچ چکا ہے۔ تم کبھی نہ فنا ہونے والے، کبھی نہ بدلنے والے، فتح نہ ہو سکنے والے اور رحم کرنے والے ہو۔ یہ تم ہی ہو جس نے کہیں مچھلی کا روپ اختیار کیا، کہیں کچھوے کا، کہیں شیر انسان کا اور کہیں پرسورام کا۔ دیوتا جب کبھی مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں، تم نے کوئی نہ کوئی روپ اختیار کر کے انھیں مصیبت سے نجات دلائی ہے۔ یہ دیوتاؤں کا دشمن حریص مغرور، لالچی اور ہوس کا غلام تھا۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ اس کی آتما کو بھی تمھیں میں جگہ ملی۔ اس مقام کے مستحق تو ہم دیوتا ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے ذاتی اغراض میں گھر کر ہم تمھاری عبادت سے غافل رہے اور پیدائش و موت کے طوفان میں گھرے رہے۔ ہمیں مکتی دو کیونکہ ہم تم سے پناہ مانگنے آئے ہیں۔" یہ درخواست کرنے کے بعد دیوتا اور سدھ جس جگہ تھے وہیں ہاتھ جوڑے کھڑے رہے۔ تب جوش سے معمور برہما نے اپنی عبادت شروع کی۔

"رام تمھارا اقبال بلند ہو۔ تمھاری جے ہو۔ تم مصیبتوں کو ہر لینے والے ہری ہو۔ تم

اور دیوتاؤں نے ان پر پھولوں کی بارش کی۔ پہلے سیتاجی آگ میں تھیں۔ اب سری رام نے انھیں روشنی میں لانا چاہا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے سیتاجی سے خفگی کے کلمات کہے۔ ان باتوں کو سن کر وہ خادمائیں جو ان کے ساتھ آئی تھیں افسوس کرنے لگیں۔

سیتاجی من، کرم و بچن ہر اعتبار سے پاک تھیں۔ انھوں نے سری رام کے آگے سر جھکا دیا اور لچھمن سے بولیں کہ جلدی آگ جلاؤ تاکہ یہ رسم بھی ادا ہو جائے۔ لچھمن نے دیکھا کہ سیتاجی نے اپنے پتی سے جدائی کی کیسی تکلیف اٹھائی ہے اور اب انھیں اس امتحان سے گزرنا پڑ رہا ہے تو وہ ملول ہو گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کے کچھ کہنا چاہا مگر کہہ نہ سکے۔ سری رام کی آنکھوں میں حکم پا کر لچھمن نے آگ جلائی اور جلدی جلدی خشک لکڑیاں لا کر اس میں رکھ دیں۔ سیتاجی اس آگ کو دیکھ کر گھبرائی نہیں بلکہ ان کا دل خوش ہو گیا۔ وہ بولیں "اگر میں نے من، کرم اور بچن میں اپنے پتی کے سوا کسی اور کے بارے میں نہیں سوچا ہے تو یہ آگ جو دلوں کا حال جانتی ہے میرے لیے شری کھنڈ کی طرح سرد ہو جائے"۔

یہ الفاظ دہراتی ہوئی سیتاجی دہکتی آگ میں گھس گئیں اور وہ آگ واقعی سرد پڑ گئی۔ اور آگ میں سے یہ الفاظ سنائی دینے لگے "سری رام کا اقبال بڑھے جن کے قدموں کو عظیم شیو دیو بھی پوجتے ہیں۔ شکوک و شبہات کے داغ اس آگ میں جل گئے۔ دیوتا، سدھ اور سادھو بھی آسمان سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ اب آگ نے انسانی روپ اختیار کر لیا اور سیتاجی کا ہاتھ پکڑ کے اس طرح سری رام کو پیش کر دیا جیسے دودھ کے سمندر نے شری وشنو کو لکشمی دیوی پیش کی تھی۔ سری رام کے پاس کھڑی وہ بے حد سندر لگ رہی تھیں۔ دیوتاؤں نے فضا میں خوشی کے باجے بجائے اور ان پر پھول نچھاور کیے۔ کنّر خوشی کے گیت گانے لگے۔ سری رام اور سیتاجی کے ملاپ کا یہ منظر بہت سہانا تھا۔ [illegible]

رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ رام چندر جی کو اندازہ ہوگیا کہ ان کے باپ کو اب بھی ان سے اتنی ہی محبت ہے جتنی پہلے تھی۔ چنانچہ انھوں نے توجہ سے راجا کی طرف دیکھا اور انھیں کبھی نہ فنا ہونے والا گیان دیدیا۔ اوما! دشرتھ کو مکتی اس لیے حاصل نہ ہوئی تھی کہ وہ بھگتی کے باوجود اپنی ہستی کو علیحدہ خیال کرتے تھے۔ سری رام اور بھگوان کی وحدانیت کا واضح ہونا ضروری ہے۔ دشرتھ نے بار بار سری رام کے آگے سر جھکایا اور خوش خوش اپنی اصلی رہایش گاہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اندر دیوتا نے پربھو، ان کے بھائی اور جانکی کو محفوظ اور خوش وخرم دیکھا تو بھگوان کی تعریف کرنے لگے۔

" وہ حسن جو سری رام کی شکل میں مجسم ہوگیا ہے سدا امر رہے۔ یہ وہ ذات ہے جو اپنی پناہ میں آنے والوں کی نگہداشت کرتی ہے۔ تیر کمان اور ترکش اس کے کندھے پر آویزاں رہتا ہے۔ وہ امر رہے جس نے دشن، کھر اور نساچروں کی فوج کا صفایا کر دیا۔ پربھو! چونکہ تم نے ان کا صفایا کر دیا اس لیے اب دیوتا پوری طرح خوش اور مطمئن ہیں۔ زمین کو اس بوجھ اور مصیبت سے نجات دلانے والے کا سدا بول بالا رہے۔ راون کو موت کے گھاٹ اتارنے والے کی جے ہو۔ نساچر فوج کو شکست دینے والے کی جے ہو۔ راون کا غرور حد سے بڑھ گیا تھا۔ دیوتا اور گندھرو سب اس کے ہاتھوں عاجز تھے۔ وہ بڑی سفاکی کے ساتھ سادھو سدھ، انسان، پرند، ناگ — سب کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا کرتا تھا۔ وہ بدذات تھا اور دوسروں کو ستا کر سکھ حاصل کیا کرتا تھا۔ آج اسے اپنی شرارتوں کا پھل مل گیا ہے۔ کنول جیسی بڑی بڑی آنکھوں والے پربھو سنو، مصیبت زدوں کے ہمدرد اور رکھوالے سنو، میرا غرور بھی حد سے بڑھ گیا تھا اور میں کسی کو اپنے برابر خیال نہ کرتا تھا۔ مجھے اپنے اس غرور سے بہت تکلیفیں پہنچیں۔ آج تمھارے کنول جیسے قدم دیکھ کر میرا غرور آپ سے آپ رخصت ہوگیا۔ بہت سے لوگ نرگن برہما کی طرف دھیان لگاتے ہیں جیسے ویدوں

رگھوبیر ہو جو تیر کمان والا ہے۔ تم اوصاف کا مجموعہ ہو اور ہر وقت ہر جگہ موجود ہوتے ہو۔ کام دیو اور سدھوں کا حسن تم میں جمع ہے۔ سادھو اور شاعر تمھارے وصف بیان کرتے ہیں۔ تم سے سب کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے تم نے راون کو اس طرح قابو میں کیا جیسے گرودا سانپوں کو قابو میں کر لے۔ تم اپنے عقیدت مندوں کو خوشی عطا کرتے ہو۔ ان کا غم اور خوف دور کرتے ہو۔ تم عقل و دانش کے پتلے ہو۔ تمھارا دھرتی پر اترنا سب کی بھلائی کے لئے ہے۔ تم نہ کبھی پیدا ہوئے، نہ تمھاری کبھی شروعات ہوئی۔ تم رحم کا منبع ہو۔ تم رگھو خاندان کے لئے باعثِ افتخار ہو۔ تم نے دشن کو شکست دی۔ وبھیشن کو تاج و تخت بخشا۔ تم غرور اور مایا سے مبرّا ہو۔ میں لگاتار تمھاری اطاعت کرتا ہوں تمھارے بازوؤں کی قوت عظیم ہے۔ ان میں بدوں کو ختم کرنے کی زبردست طاقت ہے تم غریبوں کے ہمدرد ہو۔ میں سیتا کے ساتھ تمھاری پوجا کرتا ہوں۔ تم بار بار کے جنم سے نجات دلاتے ہو۔ تیر کمان والے! تمھاری آنکھیں کنول کے مانند ہیں۔ تم مختلف شکلوں میں نظر آتے ہو۔ مجھ پر رحم کرو۔ تم کرم کرنے والے ہو۔ میری وہ شکتی چھین لو جو مجھے دنیا کو تم سے الگ کر کے دکھاتی ہے۔ اس کی وجہ سے میں سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

برہما سری رام سے اپنا دلی مقصد بیان کر کے ان سے یہ درخواست کر ہی رہے تھے کہ انھیں سدا رام کے بھگت کا درجہ حاصل رہے کہ اتنے میں راجا دسرتھ کا نورانی جسم (یعنی روح) وہاں آپہنچا۔ وہ اپنے بیٹے کو اس عالم میں دیکھ کر اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے۔ سری رام اور ان کے چھوٹے بھائی نے جھک کر باپ کو پرنام کیا اور انھوں نے بھی اپنے دونوں بیٹوں کو دعائیں دیں۔ سری رام بولے "پتاجی! یہ آپکی نیکیوں کا صلہ تھا کہ ہم نے نساچر راجا راون کو شکست دیدی۔" بیٹے کے یہ الفاظ سن کر وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ محبت کے آنسو ان کی آنکھوں سے جاری ہو گئے۔ بدن کے

بار بار کے جنموں سے نجات مل گئی۔ بندر اور بھالو در اصل بندر اور بھالو نہ تھے بلکہ دیوتا تھے۔ وہ امر تھے اس لیے پھر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بتاؤ ایسا رحیم سوائے رام کے کون ہوگا جو اپنے دشمنوں پر کرم کرے اور انھیں جنموں کے چکّر سے نجات دلا دے۔ حد تو یہ ہے کہ راون جیسا بُرا بھی سری رام کے آگے آیا تو اُسے بھی ایسی جگہ ملی جس پر بڑے بڑے دیوتا رشک کریں۔ دیوتاؤں نے یہ منظر دیکھ کر پھولوں کی بارش کی اور اپنے اپنے خوبصورت رتھوں میں سوار ہو کر رخصت ہو گئے۔ اس وقت موقع مناسب سمجھ کر شمبھو بھی سری رام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ تری پور کو موت کی نیند سلانے والی اس ہستی نے جس کی کنول جیسی خوبصورت آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھرے تھے اور جس کے بدن کے رونگٹے خوشی سے کھڑے ہو گئے تھے اس نے ہاتھ جوڑ کے سری رام سے یہ التجا کی۔

" تیر کمان والے رگھوبیر مجھے اپنی پناہ میں لے لو۔ تم اس آندھی کے مانند ہو جو لاعلمی اور جہالت کے بادلوں کو منتشر کر دیتی ہے۔ تم ایک ایسی آگ ہو جو شکوک و شبہات کے جنگل کو جلا کے راکھ کر دیتی ہے۔ دیوتاؤں کو خوشی تمھارے دم سے میسّر آتی ہے۔ تم برائیوں کے اندھیرے کو دور کرنے والے سورج ہو۔ تم نرگن بھی ہو اور سگن بھی۔ تم اس شیر کے مانند ہو جو نفس، غصّہ، غرور اور حرص کو ہاتھیوں کے جھنڈ کی طرح چیر کر پھینک دیتا ہے۔ تم اپنے عقیدت مند کے دل میں ہمیشہ موجود رہتے ہو۔ تم اپنے بھائی اور شریک حیات کیساتھ ہمیشہ میرے دل میں موجود رہو۔ جب اجودھیا میں تمھارا تلک ہوگا تو میں اس منظر کو دیکھنے کے لیے ضرور حاضر ہوں گا۔"

جب شمبھو یہ التجا کر کے واپس چلے گئے تو وبھیشن رگھوپتی کے پاس آیا۔ اس نے پربھو کے قدموں پر سر جھکا کے یوں اپنا مدعا بیان کیا " سارنگ کمان رکھنے والے پربھو!

یں نظر نہ آنے والا بتایا گیا ہے۔ لیکن میرا دھیان اسی کی طرف لگا ہے جو رام یا راجا کوشل کے روپ میں نمودار ہوا۔ جس کا بھائی اس کے ساتھ ہے۔ ویدیہی اس کے ساتھ ہے۔ میری التجا ہے کہ وہ ہمیشہ میرے دل میں موجود رہے اور مجھے اس سے گہری عقیدت رہے۔ تم نے ہمیشہ مدد مانگنے والوں کی مدد کی ہے۔ میری یہ دعا قبول کر لو کہ میں ہمیشہ تمھارے قدموں سے لگا رہوں۔ رام، رگھوبیر میں تمھارا پجاری ہوں۔ تم سب کو خوشی دینے والے ہو۔ برہما اور شنکر بھی تمھاری تعریف کرتے ہیں۔ سری رام مجھ پر عنایت کی نظر ڈال دو اور مجھے ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لو۔"

اندر دیوتا کی یہ درخواست سن کر سری رام نے یوں جواب دیا "دیوتاؤں کے راجا! سنو، وہ بندر اور بھالو جو جنگ میں ہماری طرف سے لڑے اس وقت میدانِ جنگ میں مردہ پڑے ہیں۔ نساچروں نے انھیں قتل کر دیا۔ انھوں نے میری خدمت کرنے کے لیے اپنی جانیں گنوائی ہیں۔ اس لیے، اے دیوتاؤں کے سردار! ان سب کو تم زندہ کر دو۔" کاگ بھشنڈی نے کہا کہ اے پرندوں کے راجا پربھو کی یہ باتیں بھی عجیب تھیں۔ صرف سمجھ دار ہی ان باتوں کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔ پربھو چاہیں تو تریلوک کے سارے جانداروں کو پل بھر میں موت کی نیند سلا دیں اور پھر چاہیں تو پل بھر میں ان کو نئے سرے سے زندگی بخش دیں۔ وہ تو صرف اندر کی عزت بڑھانا چاہتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے اندر سے کہا کہ مردوں کو زندہ کر دو۔ اندر نے بندروں اور بھالوؤں پر امرت چھڑک دیا اور ان سب میں جان پڑ گئی۔ وہ خوش ہوتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور سری رام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ امرت دونوں طرف کے مقتول سپاہیوں پر پڑا لیکن بندروں اور بھالوؤں میں تو جان پڑ گئی لیکن نساچر اسی طرح بے حس و حرکت پڑے رہے۔ مرتے وقت ان کے ذہنوں میں سری رام کا خیال تھا اس لیے انھیں

ایک رتھ میں لدوائے۔ اس پر طرح طرح کے قیمتی لباس اور پوشاکیں بھی رکھیں۔ پھر وہ اس رتھ کو لے کر جس کا نام پشپک تھا، سری رام کے پاس آئے۔ اسے دیکھ کر سری رام مسکرائے اور انھوں نے کہا "وبھیشن! تم اس رتھ میں سوار ہو کر ہوا میں پرواز کرو اور پھر اوپر سے ان سب چیزوں کو زمین پر برسا دو" وبھیشن نے ایسا ہی کیا۔ جب آسمان سے ان چیزوں کی بارش ہوئی تو جس بندر کو جو چیز پسند آئی وہ اس نے اٹھا لی۔ بندروں نے قیمتی پتھر اٹھا اٹھا کے منہ میں بھر لیے۔ شاید وہ یہ سمجھے کہ یہ کوئی کھانے کی چیز ہے لیکن آخر کار انھوں نے وہ پتھر اپنے منہ میں سے نکال نکال کر پھینک دیے۔ سری رام اور ان کے بھائی اس منظر سے لطف اندوز ہوئے۔ سری رام کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ ویدوں میں بھی ان کے لیے "نیتی نیتی" آیا ہے۔ وہ بندروں کے اس کھیل سے محظوظ ہوئے۔ اوما! سری رام بھگتی سے جس قدر خوش ہوتے ہیں اتنے وہ یوگ، جاپ، خیرات، قربانی، برت کسی بھی چیز سے نہیں ہوتے۔

بندروں نے جب یہ طرح طرح کی اور رنگ برنگی چیزیں پائی تو انھوں نے اپنے جسموں پر انھیں سجا لیا اور گویا اس طرح سج بن کر وہ سری رام کے پاس آئے۔ سری رام نے بندروں کو طرح طرح کا لباس پہنے دیکھا تو بہت زور سے ہنسے اور دیر تک بار بار ہنستے رہے۔ انھوں نے سب بندروں پر محبت بھری نظر ڈالی اور اس طرح سب کو گویا انعام دے دیا۔ پھر وہ بولے " یہ سب تمھاری بہادری کے سبب ہی ممکن ہوا کہ راون کو شکست دیدی گئی اور اس کی جگہ وبھیشن کو تخت نشین کر دیا گیا۔ اب تم سب اپنے اپنے گھر کو لوٹ جاؤ۔ تم ہمیشہ میرا دھیان اپنے دل میں بسائے رکھنا۔ رگھوبیر کی اس عنایت اور مہربانی سے بندر بہت متاثر ہوئے۔ وہ بولے " پربھو! جو کچھ تم کہو وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ ترلوک کے راجا تمھیں ہو۔ تم نے در اصل ہمیں کمزور دیکھ کر ہمیں اپنی امان میں

سنو، تم نے راون کو اور اس کے سارے لاؤ لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ترلوک میں تمھاری دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نیچ اور کم ظرف تھا۔ پھر بھی تم نے مجھ پر اپنی نوازشوں کی بارش کر دی۔ اب میری درخواست ہے کہ آپ اپنے مبارک قدموں سے اس غریب کے گھر کو عزت اور پاکی بخشیں۔ اس کے بعد راج محل، باغات اور خزانوں کا معائنہ کریں۔ اور انعام کے طور پر اس میں سے جو کچھ چاہیں بندروں کو بخش دیں۔ مجھے اس طرح خدمت کا موقع عطا کریں اور پھر مجھے بھی اپنی خدمت کرنے کے لیے اجودھیا کو لے جائیں۔" سری رام جو رحم و کرم کے پتلے ہیں اور جن کا دل بے حد نرم ہے، انھوں نے یہ الفاظ سنے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ بولے "سنو بھائی تم جو کچھ کہتے ہو وہ درست ہے تمھارے محل، تمھارا خزانہ سب کچھ میرا ہے۔ لیکن جب مجھے بھرت کا خیال آتا ہے اور اس کی تکلیفیں یاد آتی ہیں تو مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اس نے سادھوؤں کا لباس پہن لیا ہے سادھوؤں کی سی زندگی گزارتا ہے۔ ہر طرح اپنے جسم کو تکلیف پہنچاتا ہے اور ہر وقت میرے نام کا جاپ کرتا رہتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں جلد ہی اس سے مل سکوں گا۔ ورنہ اگر میں بنباس کی مدت پوری کرنے کے بعد وہاں پہنچوں گا تو میں اسے جیتا نہ پاؤں گا" سری رام کو جب اپنے بھائی کی محبت کا خیال آیا تو ان کا بدن خوشی سے کانپنے لگا۔ پھر وہ بولے "جہاں تک تمھارا معاملہ ہے۔ رہی دنیا تک تمھارا راج یہاں قایم رہے گا اور میں تمھارے دل میں بسا رہوں گا۔ اور آخر کار ایک نیک اور پاک انسان کی طرح تم نجات پاؤ گے۔"

سری رام کے الفاظ سن کر وبھیشن نے ان کے پاؤں پکڑ لیے۔ بندر اور بھالو بھی یہ منظر دیکھ کر مسرور ہوئے اور وہ بھی سری رام کے پاؤں پکڑ کے گن گانے لگے۔ اس کے بعد وبھیشن اپنے محل کو لوٹ گئے اور وہاں پہنچ کے انھوں نے قیمتی پتھر اور ہیرے جواہرات

بیٹے میگھ ناد کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ یہاں وہ راکھشش مرے پڑے ہیں جنھیں ہنومان اور انگد نے مارا تھا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں کمبھ کرن اور راون مرے تھے جنھوں نے دیوتاؤں اور سادھوؤں کی زندگی عذاب بنا دی تھی۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم نے پل تعمیر کرایا تھا اور شیوجی کی مورتی نصب کرائی تھی۔" سری رام اور سیتا جی دونوں نے شمبھو کو پرنام کیا۔ سری رام وہ ساری جگہیں سیتا جی کو دکھاتے رہے جہاں جہاں انھوں نے قیام کیا تھا اور جس جس راستے سے وہ گزرے تھے۔

ذرا سی دیر میں یہ رتھ دنڈک کے خوبصورت جنگل میں پہنچ گیا۔ اگستیا جیسے بہت سے بڑے بڑے سادھو یہاں رہتے تھے۔ سری رام سب کی کٹیوں پر گئے۔ ان سب کی دعائیں لینے کے بعد وہ چترکوٹ آگئے۔ یہاں بھی انھوں نے سب سادھوؤں کو پرنام کیا اور پھر یہ رتھ اپنے راستے پر اڑ چلا۔ راستے میں پربھو نے جانکی جی کو وہ جمنا دکھائی جس میں اشنان کرنے سے کلجگ کے سارے پاپ دھل جاتے ہیں۔ اس کے بعد انھیں پوتر ندی گنگا نظر آئی۔ سری رام بولے "سیتا! پرنام کرو! وہ دیکھو پریاگ نظر آرہا ہے جو سارے تیرتھ استھانوں کا راجا ہے۔ اس کے درشن سے ہی جنم جنم کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ لو۔ اب تربینی کے درشن کرو۔ یہاں گنگا، جمنا اور سرسوتی گلے ملتے ہیں۔ یہاں انسان کے دکھ دور ہوتے ہیں اور سری ہری تک پہنچنے کا زینہ ہے۔ اب اجودھیا کے پاک شہر کا دیدار کرو۔ یہاں غموں سے نجات ملتی ہے اور جنموں کے چکر سے مکتی ملتی ہے۔ رام چندر جی اور سیتا جی دونوں نے اجودھیا کو پرنام کیا۔ سری رام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ سری رام کو اس وقت جو خوشی حاصل ہوئی تھی وہ بیان سے باہر تھی۔ انھوں نے تربینی میں اتر کر اشنان کیا۔

لے لیا۔ لیکن یہ باتیں سن کر شرم سے ہمارا سر جھکا جا رہا ہے۔ مچھروں اور بُھنگوں کا جھرمٹ گرودا کی مدد کیسے کر سکتا ہے" بندروں اور بھالوؤں کو اندازہ ہو گیا کہ رام چندر جی انھیں اپنے ساتھ اجودھیا کو لے جانے والے نہیں۔ اس خیال سے ان کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ بندر اور بھالو رخصت ہو گئے۔ ان کے دلوں میں سری رام کی محبت ہمیشہ کے لیے گھر کر چکی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ واپس جانے کے لیے یوں مجبور تھے کہ پربھو کی اطاعت ان پر لازم تھی۔ سگریو، نیل، جمبوان، انگد، نل، ہنومان، فوجی بہادر اور وبھیشن جذبات سے اسقدر مغلوب تھے کہ ان کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ سب پلک جھپکائے بغیر سری رام کو لگاتار دیکھے جا رہے تھے۔

سری رام، لچھمن اور سیتا جی سب ہوائی رتھ میں سوار ہو چکے تھے۔ سری رام نے ان کی یہ بے پناہ محبت دیکھی تو ان کو بھی اپنے ساتھ رتھ میں سوار کر لیا۔ سری رام نے دل ہی دل میں برہمنوں کے آگے سر جھکایا اور رتھ کو شمال کی طرف پرواز کرنے کا حکم دے دیا۔ جب رتھ ہوا میں اونچا اٹھا تو سری رام کی جے جے کار سے ساری فضا گونج اٹھی رتھ میں ایک قیمتی تخت رکھا ہوا تھا جس پر سری رام مع سیتا جی کے رونق افروز ہو گئے۔ ان کا چہرہ اس طرح دمک رہا تھا جیسے میرو پہاڑ پر بجلی چمک رہی ہو۔ اب یہ رتھ پوری رفتار کے ساتھ پرواز کرنے لگا۔ دیوتا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ پھولوں کی بارش کرنے لگے۔ سمندروں، جھیلوں، دریاؤں اور تالابوں کا پانی شفاف ہو گیا۔ یہ ایک نیک شگن تھا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اچھے شگن ظاہر ہونے لگے۔ ہر ایک کا دل خوشی سے معمور تھا۔ آسمان دور دور تک صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سری رام سیتا جی سے مخاطب ہو کر بولے "دیکھ سیتا یہی وہ جگہ ہے جہاں لچھمن نے راون کے

سری رام نے وہ سلوک کیا جو وہ اپنے بھائی بھرت سے کرتے۔ کیسی حیرت کی بات ہے کہ یہ نادان تلسی داس ایسے رحم وکرم والے پربھو کی یاد سے غافل رہا۔ بہرحال یہ کہانی جس میں راون کو موت کے گھاٹ اتار دینے والے کی مہمات۔ بیان کی گئی ہیں، تلسی داس کی عقیدت کا معمولی سا اظہار ہیں۔ یہ وہ مہمات ہیں جن کے گیت دیوتا سادھو اور سدّھ خوش ہو ہو کے گاتے ہیں۔ جو کوئی سری رام کی جنگوں کے واقعات کو توجہ اور عقیدت کے ساتھ سنتا ہے اسے عقل اور خوشی حاصل ہوتی ہے، اس کے دکھ دور ہوجاتے ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہے جسے کلجگ کہتے ہیں۔ اس سے محفوظ رہنے کا راستہ ایک ہی ہے وہ یہ کہ سری رام کی یاد سے غافل نہ رہا جائے۔

یہاں سری رام نے ان برہمنوں اور بندروں کو جو ان کے ساتھ تھے طرح طرح کے انعام و اکرام سے نوازا۔

سری رام نے ہنومان کو ہدایات دیں "تم ایک چھاتر (مذہب کا طالب علم) کا روپ اختیار کرلو اور ہم سے آگے آگے چل کر اجودھیا میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں پہنچ کے بھرت کو ہمارے یہاں آنے کی اطلاع دو اور ان کی خیر خبر لے کر واپس آجاؤ۔" پون دیوتا کا بیٹا فوراً روانہ ہوگیا۔ اس کے بعد سری رام نے بھاردواج کو بلایا۔ منی نے آکر طرح طرح سری رام کی پوجا کی اور ان کے اوصاف بیان کیے۔ پھر انھیں طرح طرح دعائیں دیں۔ سری رام نے بھی ہاتھ جوڑ کر انھیں پرنام کیا۔ پھر وہ رتھ میں سوار ہوکر اپنے سفر پر روانہ ہوگئے۔ نشد سردار کو معلوم ہوا کہ رام چندر جی آئے تھے۔ اس نے حیرت سے پوچھا "کشتی کہاں ہے؟" اس اثنا میں سری رام کی اڑن سواری نے دریا کو پار کیا۔ بھگوان کے حکم سے دریا کے دوسرے کنارے پر یہ رتھ زمین پر اتر آیا۔ یہاں سیتا جی نے طرح طرح اس دریا کی پوجا کی اور اس دریا کی دیوی کے قدموں پر گر پڑیں۔ گنگا جی نے ان کا سہاگ سدا قایم رہنے کی دعا دی۔ گہا کو جب پربھو کے آنے کی خبر ملی تو وہ ان کے قدموں پر سر جھکانے کے لیے دوڑا دوڑا آیا۔ سری رام کے ساتھ سیتا جی کو دیکھ کر وہ ان کے قدموں پر گر پڑا۔ سری رام اس کی عقیدت اور محبت سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے گہا کو اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔

گہا کو سینے سے لگا کر سری رام نے اس کی خیریت پوچھی۔ اس نے کہا "اب میری خوشی میں کیا کمی ہو سکتی ہے کہ وہ قدم میرے سامنے ہیں، جنھیں دیکھنے کی برہما اور شنکر بھی آرزو کرتے ہیں۔ میں تمھارا ادنیٰ پجاری ہوں۔ نشد جو ذات کا کمتر تھا اس کے ساتھ

گھل کر کمزور ہو گئے تھے۔ آج ہر طرف مبارک شگن نظر آ رہے تھے۔ ہر دل خوشی سے معمور تھا۔ سارا شہر جگمگا رہا تھا جیسے وہ سری رام کی آمد کا اعلان کر رہا ہو۔ کوشلیا اور دوسری رانیاں اپنے دل میں خوشی محسوس کر رہی تھیں۔ انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی کوئی آکر سری رام، سیتا جی اور لچھمن کے آنے کی خوشخبری سنا دے گا۔ بھرت کی داہنی آنکھ اور داہنا بازو بار بار پھڑک رہا تھا۔ یہ بھی کسی خوشی کے ہونے کی علامت ہے۔ اس لیے وہ بہت خوش تھے لیکن اگلے ہی لمحے وہ پریشان ہو اٹھے۔

بھرت کو اس بات کی فکر تھی کہ سری رام کے بن باس کی مدت اگلے ہی دن ختم ہونے والی تھی۔ چنانچہ وہ اس خیال میں تھے کہ کیا بات سری رام کی واپسی کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں۔ وہ اس سوچ میں تھے کہ "کہیں انھوں نے مجھے اپنے دل سے نکال تو نہیں دیا کیونکہ جو خوبیاں انسان میں ہونی چاہئیں واقعی وہ مجھ میں نہیں لچھمن خوش نصیب ہیں کہ وہ اپنے آقا کے قدموں سے لگے ہوئے ہیں۔ سری رام نے شاید مجھے غیر مخلص سمجھا۔ اسی لیے مجھے انھوں نے اپنے ساتھ رکھنا پسند نہیں کیا۔ میری ذات سے انھیں جو تکلیفیں پہنچی ہیں اگر اس کا بدلہ دیا جائے تو مجھے بار بار جنم لینے کے چکر سے کبھی نجات نہ مل سکے گی۔ لیکن مجھے کچھ امید اس لیے ہے کہ سری رام نرم دل رکھتے ہیں۔ وہ کمزوروں کے دوست ہیں اور اپنے بھگتوں پر ہمیشہ کرم کی نظر رکھتے ہیں۔ مجھے اس کا پکا یقین ہے کہ میں سری رام سے ضرور ملوں گا۔ نیک شگن بھی یہی بتا رہے ہیں۔ لیکن بن باس کی مدت گزر گئی اور میں پھر بھی زندہ رہا تو لوگ مجھے نفرین کہیں گے۔" بھرت کا دل سری رام کی جدائی کے غم میں ڈوبا جا رہا تھا اسی اثنا میں پون دیوتا کا بیٹا برہمن کے بھیس میں خوشخبری لے کر آیا۔ اس نے دیکھا کہ بھرت کش گھاس پر بیٹھے ہیں۔ سر پر جٹائیں ہیں۔ غموں نے جسم

ساتواں حصہ : اتر کانڈ

میں سیتا کے شریک حیات اور رگھو خاندان کے چشم و چراغ سری رام کی دن رات مدح سرائی کرتا ہوں۔ وہ سری رام جن کے بدن کا رنگ مور کے گردن کی طرح سانولا ہے اور جس پر برہمن کے مبارک قدم کا نشان ہے۔ یہی ثبوت ہے کہ مرتبے میں سب دیوتاؤں سے اعلیٰ اور شان و شوکت میں سب سے بلند ہیں۔ کنول جیسی آنکھوں والے رام سادھوؤں کے پیلے رنگ کے لباس میں ملبوس ہیں۔ کمان ان کے ہاتھ میں، تیروں کا ترکش ان کے کندھے پر لٹکا ہوا ہے اور وہ ہوا میں اڑنے والے رتھ پر سوار ہیں۔ اس رتھ کا نام پشپک ہے۔ ان کے بھائی لچھمن اور بہت سے بندر ان کے ساتھ ہیں۔ کوشل کے راجا کے قدموں سے برہما کو بھی پیار ہے اور شیوجی کو بھی۔ میں سری شنکر کے آگے سر جھکاتا ہوں جن کا جسم چنبیلی کے پھول کے مانند ہے اور چاند کو بھی شرماتا ہے۔ ان سے جو مراد مانگی جائے اسے وہ پورا کرتے ہیں۔

سری رام کے بن باس کی مدت اگلے دن ختم ہونے والی تھی۔ شہر کے سب باشندے ان کے منتظر تھے اور فکرمند بھی ہو چلے تھے۔ سری رام کی جدائی میں ان کے بدن گھل

ہے کہ نہیں؟" جواب میں ہنومان نے سری رام کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ ان کی مہربانیوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ بھرت کی طرف سے غافل نہیں ہیں۔

آخر کار بھرت کے قدموں پر سر جھکا کے ہنومان سری رام کی طرف لوٹ گئے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کے ہنومان نے انھیں اجودھیا کی خبر سنائی۔ یہ سن کر سری رام اپنے اڑنے والے رتھ میں سوار ہوئے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اُدھر بھرت نے اجودھیا میں یہ خبر اپنے گورو وششٹ منی کو سنائی۔ پھر محل میں جا کے یہ بتایا کہ رگھوپتی خیریت کے ساتھ اجودھیا کو آرہے ہیں۔ یہ خبر سن کر سب رانیاں اٹھیں اور خوشی سے دوڑ پڑیں۔ بھرت نے انھیں دلاسا دیا۔ شہر کے مردوں عورتوں کو جب یہ خوشخبری ملی تو وہ بھی جوش و خروش میں گھروں سے باہر نکل پڑے۔ عورتوں کے ہاتھوں میں سونے کی تھالیاں تھیں۔ ان تھالیوں میں دہی، دُروا گھاس، گروچنا، پھل پھول اور تلسی کی پتیاں تھیں۔ وہ سب خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔ بوڑھوں اور بچوں کو یہ لوگ گھروں پر چھوڑ آئے تھے۔ لوگ ایک دوسرے سے بےچین ہو ہو کر سوال کر رہے تھے کہ سری رام کو کس کس نے دیکھا ہے۔ سری رام کی آمد نے سارے شہر کو حسین اور بارونق بنا دیا تھا۔ سرجو کا صاف و شفاف پانی ناچتا ہوا بہہ رہا تھا۔ بھرت اپنے ساتھ سادھوؤں، عزیزوں، اپنے بھائی شتروگھن، گورو وششٹ اور نامور شہریوں کو لے کر سری رام کا استقبال کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ بہت سی عورتیں چھتوں پر چڑھ کر سری رام کے وِمان (اُڑن رتھ) کا انتظار کرنے لگیں۔ جب انھیں وہ رتھ نظر آیا تو سب خوش ہو کر گیت گانے لگیں۔ جس طرح پورن ماشی کا چاند سمندر کے لیے خوشیاں لیکر آتا ہے اسی طرح سری رام کی اجودھیا میں آمد وہاں کے باشندوں کے لیے بے حساب خوشیاں لیکر آئی تھی۔

کھلا دیا ہے۔ ہونٹوں پر رام کا نام ہے۔

ہنومان نے یہ حال دیکھا تو انھیں بہت خوشی ہوئی۔ جذبات کی شدت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ وہ بولے "وہ ذات جس کے لیے تم دن رات گھل رہے ہو، جس سے ملنے کے لیے تم بیتاب ہو۔ وہ ذات یہاں آ پہنچی ہے۔ دیوتاؤں، سادھوؤں اور نیک لوگوں کے دشمنوں کو شکست دینے کے بعد وہ لچھمن اور سیتا جی کے ساتھ بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔" بھرت یہ الفاظ سن کر اپنے سارے دکھ درد بھول گئے۔ ایسا لگا جیسے مدتوں کے پیاسے کو امرت نصیب ہو گیا ہو۔ بولے "میرے پیارے دوست! تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟ تم میرے لیے بہت ہی بڑی اور بہت اچھی خبر لائے ہو۔" ہنومان جی بولے "اے ہمدرد اور نیک انسان! سنو، میں پون دیوتا کا بیٹا ہوں، ایک بندر ہوں اور ہنومان میرا نام ہے۔ سری رام جو سارے سنسار کا بھلا کرنے والے ہیں، میں ان کا ادنیٰ خادم ہوں۔" یہ الفاظ سن کر بھرت اٹھے اور انھوں نے گرم جوشی سے ہنومان کو گلے سے لگا لیا۔ وہ اس وقت اتنے خوش تھے کہ خوشی ان کے سینے میں سما نہ رہی تھی۔ انکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ان کے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا تھا۔ بولے: ہنومان! تمھاری صورت دیکھ کر ہی میرے سارے دکھ دور ہو گئے۔ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آج تمھیں پا کر میں نے سری رام کو پا لیا۔" بھرت بار بار سری رام کی خیر و عافیت معلوم کرتے تھے۔ پھر وہ بولے "بولو بھائی میں تمھیں انعام میں کیا دوں؟ میں نے بہت سوچا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ جو کام تم نے کیا ہے اس کے عوض دنیا کی بڑی سے بڑی چیز بھی دی جائے تو کم ہے۔ غرض میں تمھارا قرض چکا نہیں سکتا۔ تم مجھے ان کے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتاؤ۔ یہ بتاؤ میرے حال پر ان کی عنایت کی نظر

قدموں پر اس طرح گرے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ آخر کار پربھو نے زبردستی انھیں زمین سے اٹھا کے اپنے سینے سے لگا لیا۔ بھرت کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ان کا جسم لرز رہا تھا اور خوشی سے ان کے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا تھا۔

سری رام نے بھرت کو بڑی محبت سے اپنے سینے سے لگا لیا۔ سری رام جو ترلوک کے راجا ہیں۔ دونوں بھائیوں کے ملاپ کا منظر اتنا سہانا تھا کہ اس کی کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ سری رام نے طرح طرح بھائی سے اس کی خیریت پوچھی لیکن بھرت کے منہ سے جواب میں کوئی لفظ نکل ہی نہ سکا۔ بھرت کو جو خوشی اس وقت حاصل تھی وہ دنیا میں کسی کو کم ہی نصیب ہوئی ہوگی۔ آخر کار بہ ہزار دقّت بھرت کے منہ سے یہ الفاظ نکلے "اب سب کچھ ہر طرح ٹھیک ہے کیونکہ مجھے اپنے بھگوان کے درشن ہو گئے ہیں۔ یہ میرے آقا کا کرم ہے کہ اس نے مجھ پر مہربانی کی۔" بھرت کے بعد سری رام لچھمن سے ملے اور اسی طرح انھیں محبت کے ساتھ اپنے سینے سے لگایا۔ بھرت اور شتروگھن نے سیتا جی کے قدموں پر ادب کے ساتھ سر جھکایا۔ اور روحانی خوشی حاصل کی۔ یہ منظر دیکھ کر اجودھیا کے باشندوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ سری رام کی جدائی سے جو تکلیف پہنچی تھی وہ ذرا دیر میں رخصت ہو گئی۔ سری رام کو احساس ہوا کہ سبھی لوگ ان سے ملنے کے لیے بیتاب ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنی ایک کرامت دکھائی۔ وہ بیشمار جسموں میں نمودار ہو گئے اور ہر ایک سے اس طرح ملاقات کی کہ وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ اس طرح سری رام نے تمام باشندوں کے دلوں سے جدائی کی تکلیف دور کر دی۔

پربھو کے رازوں سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ اس طرح ملاقات کرنے کے بعد سری رام اجودھیا میں داخل ہوئے۔ جب وہ محل کے سامنے پہنچے تو ان کی مائیں بیتاب ہو کر گھروں سی باہر نکل آئیں۔

سری رام، راگھو خاندان کے چشم و چراغ جو کنول کے لیے سورج کا حکم رکھتے ہیں، بندروں کو اجودھیا شہر دکھانے لگے "سنو سگریو، انگد اور وبھیشن! اجودھیا کا یہ شہر مبارک بھی ہے اور خوبصورت بھی۔ میری رہائش گاہ بیکنٹھ کی پرانوں اور ویدوں میں طرح طرح سے تعریف کی گئی ہے لیکن وہ جگہ مجھے اجودھیا سے زیادہ عزیز نہیں۔ یہ بات سب کو نہیں معلوم۔ میرے دل کا یہ راز کچھ ہی لوگ جانتے ہیں۔ یہی خوبصورت جگہ میری جنم بھومی ہے۔ اس کے شمال میں سرجو ندی بہتی ہے۔ اس میں اشنان کرنے سے آدمی بغیر کسی تکلیف کے میری رہائش گاہ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہاں کے رہنے والے بھی مجھے بیحد عزیز ہیں۔" سری رام کے یہ الفاظ سن کر بندر بہت خوش ہوئے سب نے ایک زبان ہو کر کہا "یہ اجودھیا کی خوش بختی ہے کہ سری رام اس کی تعریف کرتے ہیں۔" سری رام نے دیکھا کہ شہر کے باشندے ان کے استقبال کو چلے آتے ہیں تو انھوں نے رتھ کو زمین پر اترنے کا اشارہ کیا۔ زمین پر اترنے کے بعد انھوں نے پشپک کو حکم دیا کہ وہ کبیرا کو لوٹ جائے۔ سری رام کا حکم سن کر اڑن رتھ کبیرا کی طرف روانہ ہو گیا۔

بھرت کے ساتھ شہر کے سبھی لوگ سری رام کے استقبال کو آئے۔ ان سب کے بدن سری رام کی جدائی میں نڈھال ہو گئے تھے۔ جب انھوں نے وام دیو، وششٹ اور دوسرے لوگوں کو دیکھا تو انھوں نے تیر کمان پھینک دیا اور اپنے بھائی لچھمن کو ساتھ لیکر وہ اپنے گورو کے پاؤں چھونے کو دوڑے۔ اس وقت جذبات کی اتنی شدت تھی کہ ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ وششٹ نے انھیں سینے سے لگا لیا اور خیر و عافیت پوچھنے لگے۔ سری رام نے جواب دیا کہ "آپ کا کرم ہو تو ہر طرح خیر و عافیت ہے۔" ان کے بعد سری رام باقی سادھوؤں سے ملے۔ سب برہمنوں کے چرن چھوئے بھرت بھی پربھو کے قدموں پر گر پڑے۔ پربھو کے قدموں کو تو دیوتا، سادھو، شنکر اور برہما بھی چھوتے ہیں۔ بھرت سری رام

"میرے گورو وشِشٹ بہت احترام کے لائق ہیں۔ سب ان کے پیر چھوؤ۔ یہ انھیں کی دعاؤں کا اثر تھا کہ راکششوں کی شکست ہوئی۔" اس کے بعد وہ گورو وشِشٹ سے مخاطب ہوئے "گورو دیو! یہ میرے ساتھیوں کے خلوص اور ان کی بہادری کا سبب تھا کہ دشمن زیر ہوا۔ انھوں نے مجھے منزل تک پہنچانے کے لیے وہ کام کیا جو کشتیاں مسافروں کو پار لگانے میں کرتی ہیں۔ میرے لیے انھوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا۔ یہ مجھے بھرت سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔" یہ الفاظ سن کر حاضرین کی خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ ہر لحظہ انھیں نئی خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ سب نے کوشلیا کے قدموں پر سر جھکائے اور انھوں نے بھی سب کو دعائیں دیں۔ انھوں نے کہا "تم سب بھی مجھے رام کی طرح عزیز ہو۔" یہ الفاظ سن کر حاضرین کی خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ ہر لحظہ انھیں نئی خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ سب نے کوشلیا کے قدموں پر سر جھکائے اور انھوں نے بھی سب کو دعائیں دیں۔ انھوں نے کہا "تم سب بھی مجھے رام کی طرح عزیز ہو۔" اس کے بعد جب سری رام محل کے اندر گئے تو پھولوں کی ایسی بارش ہوئی کہ آسمان نظر آنا بند ہو گیا اس منظر کو دیکھنے کے لیے سب اپنے بالاخانوں اور برآمدوں میں آگئے۔

یہ وقت سب ہی کے لیے بڑی خوشی کا وقت تھا اور کیوں نہ ہوتا جب انسان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے جب وہ اپنے مقاصد حاصل کر لیتا ہے تو اسے اور اس کے سارے متعلقین کو سچی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سری رام نے اس وقت وہ مقصد حاصل کر لیا تھا جو صرف ان کے لیے ہی نہیں بلکہ سارے سنسار کے لیے خوشی کا باعث تھا۔ بھگوان کے نیک بندوں اور سری رام کے پجاریوں کو دشمنوں سے نجات مل گئی۔ سچ کی جیت اور جھوٹ کی ہار ہو گئی تھی۔ اب سادھوؤں کو ستانے والا کوئی نہ رہا تھا۔ اس لیے ہر ایک کا دل خوشی سے معمور تھا۔

سمترا کو اس پر بڑا فخر تھا کہ ان کا بیٹا، لچھمن جی جان سے سری رام پر فدا ہے۔ چنانچہ سمترا نے اپنے بیٹے کو بڑے پیار سے گلے لگالیا۔ کیکئی نے جب سری رام کو گلے لگایا تو وہ بہت بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ لچھمن سب رانیوں کے گلے لگے اور ان کی دعائیں لیں۔ لیکن جب وہ کیکئی سے ملے تو ان کی تلخی میں اور اضافہ ہو گیا۔ سیتا جی نے بھی سب رانیوں کو نمسکار کیا اور خوش ہو کے ان سب کے چرن چھوئے۔ ان سب نے بھی سیتا جی کو دل سے دعائیں دیں اور کہا "بھگوان کرے تمھارا سہاگ سدا قائم رہے"۔ اس وقت سب کی نظریں سری رام کے قدموں پر جمی تھیں اور ان سب کے دل بھر آئے تھے لیکن یہ سوچ کر ضبط سے کام لے رہے تھے کہ یہ خوشی کا وقت ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں ٹپکنے چاہئیں۔ انھوں نے سونے کی تھالیوں میں دیے رکھ کر سری رام کی آرتی اتاری۔ ان کے اوپر سے طرح طرح کی چیزیں نچھاور کی گئیں۔ سب کے دلوں میں خوشی کا دریا موجزن تھا۔ کوشلیا جی بار بار اپنے بیٹے کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھیں جو رحم وکرم کا مجسمہ ہیں۔ وہ برابر یہ سوچے جا رہی تھیں کہ انھوں نے لنکا کے راجا کو کس طرح موت کے گھاٹ اتارا ہوگا۔ ان کی سمجھ میں یہ نہ آرہا تھا کہ ان دونوں نرم و نازک بچوں نے ایسی شخصیتوں کا مقابلہ اور ایسے دشمنوں کا سامنا کیسے کیا ہوگا۔ وہ جب خوش ہو ہو کر اپنے بیٹے کی طرف دیکھتیں تو ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔

لنکا کے راجا وبھیشن، بندروں کے راجا سگریو، نل، نیل، جمباوان، انگد، ہنومان اور دوسرے بندر سورما جو نیکیوں کے پتلے تھے وہ سب انسانی روپ اختیار کر چکے تھے۔ وہ سب بھرت کی محبت، ان کے احترام، ان کی نیکی اور ان کے ضبط کے قایل ہو چکے تھے۔ جب انھوں نے شہریوں کا طور طریقہ اور ان کی رام بھگتی دیکھی تو وہ سب بے حد خوش ہوئے۔ رگھوپتی نے اپنے تمام ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا

شاعروں نے سری رام کی مدح سرائی شروع کر دی۔ تم سگن (ذاتِ متصف) بھی ہو اور نرگن (ذاتِ مطلق) بھی۔ تمھاری جے ہو۔ تمھارے روپ نرالے ہیں۔ تم وہ اوتار ہو جس نے اپنے زورِ بازو سے دس سر والے نسیچر کا خاتمہ کر دیا۔ تم انسانی روپ میں نمودار ہوئے اور تم نے اسے فنا کر دیا جو نیکوں کا دشمن تھا اور زمین پر بوجھ بنا ہوا تھا۔ غریبوں کے مددگار، رحم دل دیوتا تمھاری جے ہو۔ ہم تمھاری اور تمھاری شریک حیات دونوں کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ ہری یہ تمھاری مایا ہے کہ دیوتا، ناگ، انسان بلکہ سارے جاندار اور بے جان وقت، کرم اور گن کے چکّر میں گرفتار رات دن نجات کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ جن پر تمھارا کرم ہو جاتا ہے وہ ان تینوں سے چھٹکارا پا لیتے ہیں۔ پربھو! تم مصیبتوں سے نجات دلانے والے ہو ہماری مدد کرو۔ جو اپنی عقل پر گھمنڈ کر کے تمھاری عقیدت سے محروم رہتے ہیں، ان کا بیڑا پار نہیں لگتا۔ اس کے برعکس جو ہر طرف سے مایوس ہو کر تم سے لَو لگاتا ہے اسے آواگون کے چکّر سے نجات مل جاتی ہے۔

اے نجات دلانے والے رام! ہم تمھارے قدموں کی پرستش کرتے ہیں جن کی دھول سے چھو کر اہلیہ کو نجات مل گئی۔ تم ایسا درخت ہو جس کی جڑیں برہما میں پیوست ہیں اور جو ہمیشہ سے موجود ہے اور جس کے اوپر چار چھالیں چڑھی ہوئی ہیں، جس کے چھ تنے ہیں، پچیس شاخیں ہیں، ان گنت پتے اور پھول ہیں۔ یہ پھل دو طرح کے ہیں تلخ اور شیریں۔ اس پر ایک بیل چڑھی ہوئی ہے جو پھولوں سے لدی رہتی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ برہما کو دیکھا نہیں جا سکتا وہ سمجھتے ہیں کہ بھگوان انسانی روپ میں نمودار نہیں ہوتا۔ وہ ایسا سمجھتے ہیں تو انھیں سمجھنے دو۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں بھگوان! کہ تم انسانی روپ میں ہمارے سامنے ہو اسی لیے ہم تمھارے آگے سر جھکاتے ہیں۔

یہ گن گانے کے بعد وید نظروں سے اوجھل ہو گئے اور ستیہ لوک کی طرف چلے گئے۔ سنو گرڑ!

منی وشسٹ نے پربھو کو دیکھا تو ان کی خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے ایک خوبصورت تخت منگایا۔ یہ سورج کی طرح چمکتا تھا اور اس کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی۔ سری رام نے سب برہمنوں کو پرنام کیا اور تخت پر بیٹھ گئے۔ سادھوؤں نے سری رام اور سیتا جی کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے ویدوں سے منتروں کا جاپ کیا۔ دیوتاؤں نے ان کی جے کے نعرے لگائے۔ منی وشسٹ نے سب سے پہلے خود سری رام کے ماتھے پر تلک کا نشان لگایا اور پھر سب سادھوؤں نے ایسا ہی کیا۔ رانیاں اپنے بیٹے کا تلک دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور انھوں نے سری رام کی آرتی اتاری۔ انعام واکرام سے انھوں نے برہمنوں کی جھولیاں بھر دیں اور فقیروں کو اتنا دیا کہ انھوں نے بھیک مانگنا چھوڑ دیا۔ دیوتاؤں نے جب سری رام کو اجودھیا کے تخت پر بیٹھتے دیکھا تو انھوں نے خوشی سے ڈھول بجائے۔ ان باجوں کی آواز سے آسمان گونج اٹھا۔ گندھرو اور کنر گانے لگے۔ اپسرائیں ناچنے لگیں۔ بھرت، لچھمن اور شترگھن، سری رام کے پاس وبھیشن، انگد اور ہنومان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں چھتر، چوریاں، پنکھے، تیر کمان اور ڈھال تلوار تھے۔ سری رام سیتا جی کے پاس بیٹھے تھے ان کا بدن گھٹا کی طرح رعب دار تھا۔ ان کا لباس پیلا تھا اور وہ دیوتاؤں کی تعریفوں سے بھرے گیت گا رہے تھے۔ طرح طرح کے زیورات ان کے جسم کی شوبھا بڑھا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں کنول کی طرح تھیں، سینہ کشادہ تھا اور بازو لمبے لمبے تھے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنھیں ان کی شکل دیکھنی نصیب ہو جائے۔ کاک بھشنڈی نے کہا سن گرُڑ وہ منظر ایسا تھا کہ شیش اور شاردا بھی اس کا بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ وید اس کا بیان کرتے نہیں تھکتے۔ لیکن اس کی اصل عظمت سے شیو جی کے سوا کون واقف ہے۔ سری رام کے گُن گانے کے بعد دیوتا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ اس کے بعد وید شاعروں کا روپ بھر کے سری رام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سری رام نے بڑی محبت کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ حاضرین میں سے کوئی بھی اس راز کو سمجھ نہ سکا۔

لگتے ہیں۔ اس طرح انھیں سچی خوشی حاصل ہو جاتی ہے۔ تم لوگوں کے دلوں میں اس طرح رہتے ہو جیسے شہد کی مکّھی کنول کے پھول میں بیٹھی ہوتی ہے۔ سری رام میں تم سے پناہ کا خواستگار ہوں۔ میں تمھارے اور سیتا جی کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ بس میری درخواست اتنی ہے کہ مجھے اپنی عقیدت سے نواز دے۔ یہ دعا کرنے کے بعد اے اوما! شیو جی خوش خوش کیلاش کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد سری رام نے تمام بندروں کو رہائش کی ایسی جگہیں عنایت فرمائیں جو اُن کے لیے مناسب تھیں۔ کاک بھشنڈی نے کہا: سُن پرندوں کے راجا اس کہانی کو سننے سے دل پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ تناسخ کا خوف دل سے جاتا رہتا ہے۔ سری رام کے تذکرے کی کہانی سُن کر دل کو سچّی خوشی ملتی ہے۔ ہر طرح کی خوشحالی حاصل ہوتی ہے۔

اس کہانی کے سننے والوں کو اس دنیا میں خوشی حاصل ہوتی ہے اور مرنے کے بعد انھیں بہت اونچا رتبہ ملتا ہے یعنی وہ سری رام کے علاقے میں پہنچتے ہیں۔ میں نے پربھو کی جو یہ کہانی سنائی ہے اس کے سننے سے آواگون کے خوف سے دل کو نجات مل جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی کشتی ہے جو انسانوں کا بیڑا پار لگا دیتی ہے۔ کوشل پور یعنی اجودھیا میں دن رات جشن منائے جا رہے تھے۔ ہر طبقے کے لوگ بے حد خوش تھے۔ ہر ایک کو سری رام کے قدموں سے پیار تھا۔ سارے ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت کی چیزیں مہیا کر دی گئی تھیں۔ برہمنوں کو طرح طرح کے انعام و اکرام سے نوازا گیا تھا۔ سارے بندر برہما کی محبت اور ہر طرح کی مسرّت کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہر وقت سب سری رام کے قدموں سے دھیان لگائے رہتے تھے۔ دن بڑی تیزی کے ساتھ گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ چھ مہینے بیت گئے۔

جس طرح کسی سنت کے دل میں کسی کی برائی نہیں آتی۔ اسی طرح ان بندروں کے دل میں

اس کے بعد شمبھو سری رام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے تھے اور ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

شمبھو بولے: رام اور رام کی شریک حیات سیتا تمھاری جے ہو۔ تم دنیا کی مشکلوں سے چھٹکارا دلانے والے ہو۔ اپنے اس خادم کی رکشا کرو۔ یہ تناسخ کے خوف میں گرفتار ہے۔ اے اجودھیا کے راجا، اے دیوتاؤں کے حکمراں، سب کے آقا، میں تمھاری پناہ میں آیا ہوں۔ میری حفاظت کرو۔ راون جس کے دس سر اور بیس ہاتھ تھے اُسے موت کے گھاٹ اتار کے تم نے دنیا کو بہت سی مشکلوں سے نجات دلادی ہے۔ پربھو! نسیچروں نے دنیا کو عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تمھارے بے خطا تیروں نے انھیں جلا کے بھسم کر دیا۔ تمھارے تیر کمان کی خوبصورتی بیان نہیں کی جاسکتی۔ غرور، جہالت، بے دینی کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ تم سورج کی طرح نمودار ہوئے اور تم نے اس اندھیرے کو دور کر دیا۔ انسانی ہرنوں کا شکار کرنے کے لیے شکاری کمیں گاہ میں چھپا ہوا ہے اور اس کے کلیجے کو حرص و ہوس کے تیر سے چھید ڈالنا چاہتا ہے۔ پربھو! اس شکاری کا خاتمہ کر دو اور ان بیچاروں کی زندگی بچالو۔ جو اس جنگل میں راستہ بھٹک رہے ہیں۔ لوگ پریشانیوں اور دکھوں میں مبتلا ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمھارے قدموں کو بھول جائیں۔ کیونکہ یہ طے ہے کہ جسے تمھارے قدموں سے لگاؤ نہیں وہ جنگل میں راستہ بھٹکتا پھرتا ہے اور اسے نجات حاصل نہیں ہوتی جو تمھارا عقیدت مند نہیں اس کم بخت کو سچی خوشی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ جو تمھاری کہانیاں سن کے سکون حاصل کرتے ہیں وہ مصیبتوں سے بچے رہتے ہیں۔

تم سے عقیدت رکھنے والے حرص و ہوس، لالچ، غرور، مصیبت سب بلاؤں سے آزاد رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سادھو لوگ تج کر تمھارے قدموں کی پرستش کرنے

اور اپنے دل میں ان کا تصور بسا لیا اس کے بعد وہ سب روانہ ہو گئے۔ سب کے بعد انگد اٹھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ رکھے تھے اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

وہ بولا "دانشمند، رحم دل، پریشان حالوں کے ہمدرد، اور مددگار پربھو! سنو تمھارے ہی حکم سے میرا باپ بالی مجھ سے جدا ہوا اور دوسری دنیا میں چلا گیا۔ تم نے بے سہاروں کو سہارا دینے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اس لئے مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کرو۔ تم ہی میرے پربھو ہو تم ہی میرے گورو ہو اور تم ہی میرے ماں باپ۔ میں تمھارے کنول جیسے قدموں کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔ میرے آقا تمھیں بتاؤ تم سے دور میرا گھر میرے کس کام کا۔ اس بچے کو جسے نہ کچھ گیان ہے نہ عقل ہے نہ طاقت ہے اپنے اس خادم کو اپنے قدموں میں پڑا رہنے دو۔ میں ایک خدمتگار کی حیثیت سے تمھارے گھر کے سارے کام کاج کرونگا۔ تمھارے قدموں کو دیکھ کر مجھے نجات مل جائے گی۔" یہ کہہ کر وہ ان کے قدموں پر گر پڑا اور دُہائی دینے لگا۔ سری رام تو رحم دلی کا مجسمہ ہے انھیں اس کے حال پر ترس آیا۔ انھوں نے اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر اپنے گلے لگا لیا۔ پربھو نے اپنے گلے کا ہار اتار کے اس کے گلے میں ڈال دیا۔ اپنی پوشاک اسے پہنا دی اور اسے طرح طرح سے دلاسا دے کے رخصت کر دیا۔

بھرت اور ان کے بھائی شترگھن اور لچھمن سری رام کے بھگتوں کی قدر کرتے تھے۔ انھیں ان سب کی خدمات کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے وہ خود انھیں رخصت کرنے گئے۔ انگد سری رام پر ایسا فریفتہ تھا کہ وہ انھیں بار بار مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا وہ بار بار زمین پر سر رکھتا تھا اسے امید تھی کہ شاید سری رام اس سے رک جانے کو کہیں۔ آخر وہ ان کا ارادہ ٹوٹ گیا اور بار بار منت سماجت کر کے ان سے رخصت

کبھی اپنے گھر کا خیال نہ آتا تھا۔ یہاں کی خوشیوں میں گم ہو کر وہ سب کچھ بھول گئے تھے۔ انھیں خواب میں بھی کہیں اور کا خیال نہ آتا تھا۔ آخر پربھو نے اپنے سب ساتھیوں کو طلب کیا۔ سب نے حاضر ہو کر ادب سے سر جھکایا۔ سری رام نے انھیں اپنے برابر جگہ دی اور نرم لہجے میں ان سے یوں مخاطب ہوئے " تم نے جی جان سے میری خدمت کی ہے۔ لیکن یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں تمھارے منہ پر تمھاری تعریف کروں۔ تم نے میری خاطر گھر بار چھوڑے، عیش و آرام چھوڑا۔ اس لیے تم مجھے بہت عزیز ہو۔ میرا چھوٹا بھائی، میرا راج، میری متاع، سیتا، میری زندگی، میرا گھر، میرے عزیز و اقارب سب مجھے پیارے ہیں۔ لیکن تم سب سے زیادہ عزیز ہو۔ میں تم سے غلط نہیں کہتا۔ صرف دل کی بات ظاہر کرتا ہوں۔ ہر مالک اپنے خادم سے محبت کرتا ہے لیکن مجھے اپنے خادموں سے خاص لگاؤ ہے۔ میرے ساتھیو اب تم سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ ہاں میرے دھیان سے کبھی غافل نہ رہنا اور مجھے ہمیشہ جی جان سے چاہتے رہنا۔

پربھو کے الفاظ سن کر سب خوشی میں ایسے بے خود ہوئے کہ انھیں ہوش کی خبر نہ رہی۔ سب ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور پلک جھپکائے بغیر انھیں دیکھتے رہے۔ اس وقت محبت کے جذبے نے انھیں بے قابو کر دیا تھا۔ پربھو نے ان کی یہ کیفیت دیکھی اور ان سے نصیحت آمیز گفتگو کی۔ لیکن وہ سب خاموش سنتے رہے۔ جواب میں ان کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا کیونکہ پربھو ان کے آگے موجود تھے۔ وہ لگاتار ان کے قدموں کو تکتے رہے۔ سری رام نے قیمتی پتھر اور قیمتی پوشاکیں منگائیں جو بہت خوبصورت تھیں۔ بھرت نے اپنے ہاتھوں سے سب سے پہلے سگریو کو انعام دیا پھر سری رام کے حکم سے لچھمن نے وبھیشن کو تحفہ دیا۔ انگد خاموش بیٹھا رہا۔ اور اس نے جنبش نہیں کی۔ پربھو نے اس کی محبت دیکھی تو کچھ نہ بولے۔ آخر سری رام نے جاموان نیل اور باقی لوگوں کو اپنے ہاتھ سے تحفے دئے۔ سب نے اپنی نظریں سری رام کے قدموں پر گاڑ دیں۔

نہ کوئی غریب تھا نہ دکھی۔ ہر طرف مبارک شگون ظاہر ہوتے تھے۔ سب عمدہ، پاک اور نیک تھے۔ کوئی مغرور نہ تھا۔ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف ہر کوئی کرتا تھا۔ ساری دنیا میں کوئی ایسا نہ تھا جسے کسی طرح کی شکایت ہو۔

سات سمندروں سے گھرا ہوا جو یہ سنسار ہے اس سب پر سری رام کی حکومت تھی۔ اجودھیا ان کا پایۂ تخت تھا۔ ان کی سلطنت میں جو عیش و آرام میسّر تھا شیش اور شاردا اس کے بیان کی قدرت نہیں رکھتے۔ سب فیاضی سے کام لیتے تھے اور جی کھول کر خیرات کرتے تھے۔ مرد عورت، بچے بوڑھے سب برہمنوں کا ادب کرتے تھے۔ عورتیں اپنے شوہروں کی وفادار تھیں اور مرد بھی ایک ہی شادی کرنے کا عہد کر چکے تھے۔ ڈنڈ اور بھید کا کہیں وجود نہ تھا۔ فتح کرنے کی بات کی جاتی تھی تو صرف کسی کے دل کی۔ جنگل تک کے درخت پورے سال پھل پھول دینے لگے تھے۔ پرند اور چوپائے تک ایک دوسرے کی دشمنی بھول کر آپس میں دوست ہو گئے تھے۔ چڑیاں ہر وقت چہچہاتی تھیں اور چوپائے ہر طرف بے فکر گھومتے پھرتے تھے۔ ہر وقت ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چلتی تھی جس میں خوشبو گھلی ہوئی ہوتی تھی۔ شہد کی مکھیاں پھولوں پر بھنبھناتی رہتی تھیں۔ جنھیں خواہش ہو ان کے لیے پیڑوں اور بیلوں سے شہد خود بخود ٹپکنے لگتا تھا۔ گائیں اتنا دودھ دینے لگی تھیں کہ سب کا دل بھر جائے۔ ساری دھرتی ہریالی سے ڈھکی رہتی تھی۔ پہاڑوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ پربھو کا راج ہے تو انھوں نے اپنے اندر چھپے ہیرے جواہرات اگل دیے۔ دریا ایسا پانی بہا کر لاتا تھا جو ٹھنڈا اور میٹھا ہو۔ سمندر اپنے کنارے پر موتی اگل دیا کرتا تھا تاکہ لوگ جمع کر لیں اور مالا مال ہو جائیں۔ تالابوں کا پانی صاف و شفّاف تھا اور ان میں کنول تیرتے رہتے تھے۔ چاند زمین پر اپنی کرنوں کی بارش کرتا تھا۔ سورج کی روشنی میں بس اتنی گرمی ہوتی تھی جتنی کی ضرورت

ہوا۔ بھرت اور ان کے بھائی سب کو رخصت کر کے لوٹ آئے۔ ہنومان اپنے مالک کو رخصت کرنے گیا تھا۔ اس نے اپنے آقا کے پیر چھوئے اور اس کی دعائیں لیں۔

رگھوپتی نے نشادپتی گہا کو بلایا اور اسے طرح طرح کے انعام و اکرام سے نوازا۔ اور کہا "اب تم اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ لیکن میری یاد سے غافل نہ ہونا میں تمھیں بھائی بھرت کی طرح سمجھتا ہوں۔ کبھی کبھی تم یہاں آتے رہنا۔" گہا یہ الفاظ سُن کر بہت مسرور ہوا اور سری رام کے قدموں پر گر پڑا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ سری رام کے قدموں کا تصوّر اپنے دل میں بسا کر وہ اپنے گھر واپس لوٹا۔ اور اپنے رشتہ داروں کو پربھو کی عنایت کے قصّے سنائے۔ یہ قصّے سن سن کر سب لوگوں نے ان کی جے جے کار کی۔ سری رام کے تلک سے سب کو بے پناہ خوشی حاصل ہوئی اور سب کے غم دور ہو گئے۔ ایک دوسرے کی دشمنی کو سب نے ختم کر دیا۔ اپنی اپنی ذات کے مطابق سب اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ لوگ ویدوں کی تعلیم پر عمل کرتے تھے اور خوشی حاصل کرتے تھے۔ کسی کے دل میں کوئی خوف نہ تھا۔ کسی کے دل میں کوئی غم نہ تھا۔

رام کے راج میں کہیں کوئی ایسا نہ تھا جسے کسی طرح کا غم ہو۔ کسی طرح کی تکلیف ہو۔ جتنے باشندے تھے سب ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے ہر ایک ویدوں کے مطابق زندگی گزارتا تھا اور اپنے فرائض انجام دیتا تھا۔ دھرم کی چاروں بنیادیں ـــــ سچائی، پاکیزگی، ہمدردی، سخاوت ـــــ پوری طرح استوار تھیں۔ گناہ کا کوئی تصوّر بھی نہ کر سکتا تھا۔ مرد عورت سب سری رام کی عبادت میں مشغول تھے اور سب نجات کے سزاوار تھے۔ نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی کو موت آتی تھی اور نہ کسی طرح کی تکلیف ہوتی تھی۔ ہر ایک دل دماغ مسرور اور جسم صحت مند تھا۔

رکھے گئے۔ ان دونوں کا پرانوں اور ویدوں میں ذکر ملتا ہے۔ یہ دونوں بھائی جنگ میں فاتح ہوتے تھے۔ ویسے یہ بہت نرم خو اور نیک دل تھے۔ صورت شکل میں بھی ان کا جواب نہ تھا۔ دراصل یہ رام چندرجی کے ہی حُسن کا عکس تھے۔ رام چندرجی کے بھائیوں کے بھی دو دو بیٹے ہوئے۔ یہ سب بھی خوبصورت اور نیک سیرت تھے۔ برہما جس کے بھیدوں کا جاننا مشکل ہے، اس نے ایسے مکمل انسانوں کو جنم دیا جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

ہر صبح سرجو ندی میں اشنان کرنے کے بعد پربھو برہمنوں اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ مُنی وششٹ انھیں ویدوں اور پرانوں کے قصے سناتے تھے۔ سری رام سب کچھ جاننے کے باوجود ان قصوں کو بڑے غور سے سنا کرتے۔ اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتے۔ رانیاں اس منظر کو دیکھ کر خوشی سے پھولی نہ سماتیں۔ بھرت اور شتروگھن پون دیو کے بیٹے کے ساتھ جنگل کی طرف نکل جاتے اور وہاں کسی پرسکون جگہ بیٹھ کر ہنومان سے سری رام کے اوصاف بیان کرنے کو کہتے۔ دونوں بھائی بہت خوش ہوتے اور ہنومان کی باتوں کو بار بار سنتے۔ ہر گھر میں ویدوں اور پرانوں کا جاپ ہوتا۔ سری رام کے کارنامے بیان کیے جاتے۔ مرد عورت سب ان کے اوصاف بیان کرتے نہ تھکتے۔ دن رات یہ شغل جاری رہتا۔ اس وقت اجودھیا کے باشندوں کو جو خوشی حاصل تھی اس کا بیان شیش کے بس کی بات بھی نہیں۔

نارد اور سنک وغیرہ کوشل کے راجا کے درشن کرنے کے لیے روز اجودھیا آتے انھیں دیکھ کر وہ دنیا کے سب غم فراموش کر دیتے۔ شہر کے لوگوں نے اپنے دروازوں پر اور راستوں میں رنگولیاں بنا رکھی تھیں۔ شہر کے چاروں طرف خوبصورت دیوار تھی۔

ہو۔ بادلوں سے جب اور جتنی بارش کا مطالبہ کیا جائے اتنی بارش کرنے کے لیے وہ ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ یہ سب اس لیے تھا کہ ہر طرف رام راج تھا۔

پربھو نے گھوڑوں کی بے شمار قربانیاں کیں اور برہمنوں کو بہت دان دیا۔ سیتا جی ہر وقت بہت خوش رہتیں اور اپنے شوہر کے خیال میں گم رہتیں۔ وہ پربھو کی دیا سے واقف تھیں اور ہر وقت اپنے دل سے اُن کے قدموں کی شان بڑھاتی رہتی تھیں۔ محل میں بے شمار خادم اور خادمائیں موجود تھیں لیکن سری رام چندر جی کا ہر کام وہ خود ہی انجام دیتی تھیں۔ وہ ہر کام ایسا اور اس طرح کرتی جس سے سری رام کو دلی خوشی حاصل ہو۔ انھیں کسی طرح کا غرور نہ تھا۔ اس لیے وہ کوشلیا اور اپنی دوسری ساسوں کی خدمت کے لیے ہمیشہ مستعد رہتی تھیں۔ سیتا جی دراصل لچھمی تھیں اور دنیا جانتی ہے کہ لچھمی کی تعریف تو برہما اور سب دیوتاؤں نے کی ہے۔ لچھمی جو کسی دیوتا کی طرف نظر بھر کے نہیں دیکھتی وہ اپنا مرتبہ بھول کے سری رام کی خدمت میں مصروف تھی۔

پربھو کے سب چھوٹے بھائی جی جان سے ان کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ ان سب کو سری رام سے اتنی محبت تھی کہ اس کا بیان نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ہر وقت اپنے بڑے بھائی کے قدموں پر نظریں جمائے رہتے تھے کہ پتہ نہیں کہ وہ کب کس بات کا حکم دیدیں۔ سری رام کو بھی اپنے بھائیوں سے بہت پیار تھا۔ شہر کے سبھی باشندوں کو وہ خوشی حاصل تھی جس کا تصوّر دیوتا بھی نہیں کرسکتے۔ سب رات دن بھگوان کی پوجا میں مشغول رہتے اور سری رام کی نظرکرم کے امیدوار رہتے۔

سیتا جی نے دو پیارے پیارے بیٹوں کو جنم دیا۔ اُن کے نام لَو اور کُش

ذرا فاصلے پر ایسے گھاٹ بھی تھے جہاں ہاتھی گھوڑے پانی پیتے تھے۔ عورتوں کے پانی بھرنے کے لیے خوبصورت گھاٹ بنائے گئے تھے۔ وہاں مرد غسل نہ کر سکتے تھے۔ شاہی گھاٹ سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ یہاں چاروں ذاتوں کے لوگ غسل کر سکتے تھے۔ اس کے پاس ہی خوبصورت باغات تھے۔ گھاٹوں کے قریب ہی بھگوان سے لو لگانے والے پنڈت اور منی رہتے تھے جو دنیا کی حرص سے آزاد اور دنیا کی آلایش سے پاک تھے۔ شہر کی خوبصورتی بیان سے باہر تھی۔ اس شہر کے درشن کرنے والے کے گناہ بھی معاف ہو جاتے تھے۔ خوبصورت تالابوں کا شمار نہ تھا۔ ان کے چاروں طرف خوبصورت سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ جھیلوں میں کنول تیرتے رہتے تھے۔ پرند ہر طرف چہچہاتے تھے۔ باغات راہ چلتوں کو متوجہ کر لیتے تھے۔ غرض اجودھیا کا حسن تعریف سے باہر تھا۔

ہر گھر میں سری رام کے گن گائے جاتے تھے۔ بات چیت بھی ہوتی تو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے "سری رام ضرورت مندوں کے مددگار ہیں۔ ان کی عبادت کرنی ضرور ہے۔ وہ اپنے بھگتوں کی رکشا کرتے ہیں۔ ان کی آنکھیں کنول کے پھولوں کو شرماتی ہیں۔ ان کا تیر کمان دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ دنیا ان کے درشن سے اس طرح فائدہ اٹھاتی ہے جیسے کنول کے پھول سورج سے۔ حرص، ہوس، خود غرضی اور بدی کو وہ اس طرح نابید کر دیتے ہیں جیسے گروڑ سانپوں کو نگل جائے۔ آؤ سب مل کے سری رام اور سیتا کے گن گائیں"۔ سری رام کے دم سے ترلوک میں اُجالا ہو گیا۔ اس سے ساری دنیا کو فیض پہنچا۔ برے شگون نظر آنے بند ہو گئے۔ جب سری رام کے کرم کا سورج چمکتا ہے تو عیب معدوم اور نیکیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔

ایک دن سری رام، ان کے بھائی اور ہنومان باغ کی سیر کو گئے۔ پیڑ پودے سرسبز

جس پر رنگ برنگ کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے نو سیاروں کی زبردست فوج نے اندر دیوتا کے شہر امراوتی کا محاصرہ کر لیا ہو۔ شہر کی سج دھج ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ صاف شفاف سفید رنگ کے محلات اتنے بلند تھے کہ آسمان کو چھوتے تھے۔ ان کے کلسوں کی آب و تاب چاند سورج کو شرماتی تھی۔ خوبصورت غرفے ہر طرف بہار دکھاتے تھے۔ ہر گھر میں ہیرے جواہرات اور موتی موجود تھے جو چراغوں کا کام دیتے تھے۔ ڈیوڑھیاں مونگے اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی تھیں۔ سارے محل اور مکان بہت وسیع اور کشادہ تھے۔ ہر مکان میں ایک وسیع دالان تھا جس میں سری رام کی تصویر بنی ہوتی تھی۔

ہر مکان میں ایک پائیں باغ تھا جس میں قسم قسم کے پیڑ پودے لگے تھے۔ ان کی صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا۔ پیڑ پودوں کی تراش خراش بہت توجہ کے ساتھ کی جاتی تھی۔ یہ پیڑ پودے بہترین پھل اور پھول دیتے تھے اور ہر سال ان پر بہار رہتی تھی شہد کی مکھیاں ہر طرف اپنی میٹھی آواز میں بھنبھناتی تھیں۔ ہر وقت ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چلتی تھی۔ اس ہوا میں عجب طرح کی خوشبو بسی ہوتی تھی۔ مور، سارس، ہنس، کبوتر اور طرح طرح کے پرند ہر وقت اڑتے پھرتے تھے۔ چھتوں پر مور ناچتے رہتے تھے۔ بچے طوطوں اور میناؤں کو "رام، رگھوپتی" دہرانا سکھاتے تھے۔ شاہی محل کے دروازے بہت شاندار تھے۔ چوراہے، سڑکیں، بازار، گلی کوچے سب بارونق تھے۔ بازاروں کی شان تو بیان سے باہر تھی۔ شہر کی دولت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا تھا کیونکہ وہاں تو خود لچھمی کا راج تھا۔ بیوپاری بہت خوش نظر آتے تھے۔ یہی حال شہر کے باقی لوگوں کا تھا شہر کے شمال میں صاف شفاف اور شیریں دریا سرجو بہتا تھا اس کے کنارے خوبصورت اور کیچ سے پاک تھے۔

سنک اور اس کے بھائی برہما کے علاقے کو لوٹ گئے۔ یہ کیا راز تھا۔ یہ جاننے کے لیے تینوں بھائی ـــ بھرت، لچھمن اور شتروگھن ـــ بہت مشتاق تھے لیکن ان میں اتنی جرأت نہ تھی کہ سری رام سے کچھ سوال کرتے۔ آخر انھوں نے سوالیہ نظروں سے ہنومان کی طرف دیکھا۔ پربھو تو غیب کا حال جانتے ہیں۔ وہ ان کے دلوں کا راز پا گئے۔ وہ دیر تک اپنے بھائیوں کو گیان کی باتیں بتاتے رہے۔ بولے " سادھو وہ ہوتے ہیں جنھیں دنیا کے عیش و آرام کی کوئی فکر نہ ہو۔ وہ نیکیوں کا مجسمہ ہوتے ہیں۔ دوسروں کو دکھ میں دیکھ کر انھیں دکھ ہوتا ہے اور دوسروں کو خوشی میں دیکھ کر انھیں خوشی ہوتی ہے۔ وہ کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔ وہ دل کے نرم اور سب کے ہمدرد ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے لَو لگاتے ہیں۔ ان کے مزاج میں انکسار ہوتا ہے۔

برے لوگوں کی صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ان کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے سے دکھ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ بُرے کا دل ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ اُسے دوسروں کو آرام میں دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ انھیں کسی کی تکلیف کی خبر ملے تو اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے انھیں راستے میں پڑی دولت مل گئی ہو۔ غصّہ، نفرت، لالچ، فریب، بے رحمی، بدکرداری، ـــ یہ وہ لعنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ یہ لوگ معاملے کے خراب ہوتے ہیں۔ فریب ان کی خوراک ہوتی ہے اور وہی ان کا ناشتہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی مور کے مانند ہوتے ہیں جس کا ظاہر حسین ہوتا ہے۔ جس کا دل سخت ہوتا ہے اور جو زہریلے سے زہریلے سانپ کو نگل جاتا ہے۔ یہ فطرت کے بُرے ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کی دولت اور دوسروں کی بیویوں پر نظر رکھتے ہیں۔ دوسروں کو بدنام کرکے انھیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہ گنہگار آدمی کے روپ میں راکشس ہوتے ہیں۔

و شاداب تھے اور پھلوں پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔ اس موقع کو مناسب سمجھ کر مُنی سنک اور اس کے تینوں بھائی۔ سنندن، سناتن اور سنت کمار وہاں آپہنچے۔ وہ سب بھگوان سے لَو لگانے والے لوگ تھے۔ یہ چاروں یکجا ایسے لگ رہے تھے جیسے چاروں وید ایک جگہ جمع ہوں۔ ان کے جسموں پر لنگوٹ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور ان چاروں کا کام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ جہاں کہیں سری رام کا ذکر ہو رہا ہو وہاں موجود رہیں اور شوق کے ساتھ ان کے کارناموں کا بیان سنیں۔ اے بھوانی، یہ چاروں بھائی مُنی اگستیہ کی کُٹیا میں رہے تھے اور مُنی کی زبانی پربھو کے وہ قصے سنے تھے جس سے گیان بڑھتا ہے۔ سری رام نے بڑھ کے ان کا سواگت کیا اور ان کے آگے سر جھکایا۔ ان کی خیریت پوچھی۔

سری رام کے بعد ان کے تینوں بھائیوں۔ بھرت، لچھمن اور شتروگھن نے بھی انھیں نمسکار کیا اور انھیں دیکھ کر سچی خوشی حاصل کی۔ سری رام کے بے مثال حُسن کو دیکھ کر چاروں بھائیوں کی خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ وہ دیر تک پلک جھپکائے بغیر ان کو دیکھتے رہے۔ پربھو نے پوری طرح ان کی عزت افزائی کی اور بولے "مہارشیو! سنو، مجھے آج تمھارا سواگت کر کے دلی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ تمھارے درشن کرنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسے نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے سے آواگون کے چکر سے نجات مل جاتی ہے۔" چاروں بھائیوں نے سری رام کی یہ محبت بھری گفتگو سنی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے طرح طرح پربھو کے اوصاف بیان کیے۔ اور پھر ان سے درخواست کی کہ وہ ان چاروں کو اپنی ہمیشہ قایم رہنے والی عقیدت عطا کریں۔ اس کے بعد وہ لوگ رخصت ہو گئے۔

میں آجاتے ہیں۔ یہ ان گنت نیکیاں اور بدیاں سب مایا کی پیدا کی ہوئی ہیں"۔

سری رام کی یہ گفتگو سن کر تینوں بھائی بہت خوش ہوئے اور ان کے دل سے محبت کا پاک دریا بہہ اٹھا۔ وہ بار بار اپنے بڑے بھائی سے احترام کا اظہار کرتے تھے۔ ہنومان کے دل میں محبت کا دریا موجزن تھا۔ اس کے بعد رگھوپتی اپنے محل کو روانہ ہو گئے۔ روزانہ اسی طرح کا کوئی نہ کوئی مشغلہ جاری رہتا۔ مُنی نارد اکثر آتے اور سری رام کے متبرک کارناموں کا بیان کرتے۔ کچھ دنوں بعد وہ برہم لوک گئے۔ اور وہاں جا کر پربھو کے سارے کارنامے بیان کیے۔ انھیں سُن کر برہما جی کو خاص مسرت حاصل ہوئی۔ اور اُس نے منی سے کہا کہ وہ ان کے گن بار بار بیان کرے۔ سنک اور اس کے تینوں بھائی برہما کے دھیان میں گم تھے مگر وہ منی کی باتیں سن کر اپنی سمادھی بھول گئے اور اس کی باتیں سننے لگے۔ کوئی پتھر کا دل ہی ہو سکتا ہے جو سری ہری کی کہانیوں سے لطف اندوز نہ ہو۔

ایک دن رگھوناتھ کے بلانے پر مُنی وششٹھ، بڑے بڑے برہمن اور شہری راجا کے دربار میں جمع ہوئے۔ جب سب حیثیت کے مطابق اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو آواگون کے چکّر سے نجات دلانے والے پربھو نے ان سے کہا "بھائیو! میری بات غور سے سنو۔ میں تم پر اپنا اختیار جتانا نہیں چاہتا۔ اگر میں کوئی بات غلط کہوں تو وہیں مجھے ٹوک دینا۔ جو میرا حکم مانے وہی میرا عقیدت مند ہے اور وہی مجھے عزیز ہے۔ یہ بھگوان کا بڑا کرم ہے کہ اس نے تمھیں انسان کا جسم عطا کیا۔ انسانی جسم ایسی چیز ہے جو دیوتاؤں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اسی روپ میں آنے کے بعد روح کو بار بار پیدا ہونے کے چکّر سے نجات ملتی ہے۔ اگر انسانی روپ میں جنم لینے کے بعد بھی کسی کو نجات نہ ملے تو یہ اُس کی بد قسمتی ہے۔

لالچ ہی ان کا اوڑھنا اور لالچ ہی ان کا بچھونا ہوتا ہے۔ یہ ہوس کے غلام ہوتے ہیں۔ نرک کا انھیں کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اگر یہ کسی کی تعریف سنتے ہیں تو ان کا دل تڑپ جاتا ہے۔ ہاں جب یہ سنتے ہیں کہ کوئی تکلیف میں مبتلا ہے تو وہ پھولے نہیں سماتے۔ یہ ایسے اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں کہ انھیں اپنے عزیز و اقارب کی خوشی اور ان کے ملال کا بھی کچھ خیال نہیں ہوتا۔ نہ انھیں اپنے ماں باپ کا خیال ہوتا ہے، نہ گرو کا اور نہ برہمن کا۔ یہ خود تو برباد ہیں ہی دوسروں کو برباد دیکھنا چاہتے ہیں۔ سری ہری کے [illegible] انھیں کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ یہ بدی کے سمندر اور بدکرداری کے مجسمے ہوتے ہیں۔ ویدوں کی تعلیم پر انھیں اعتماد نہیں ہوتا۔ انھیں ہر ایک سے پرخاش ہوتی ہے۔ لیکن برہمنوں کے یہ خاص طور پر دشمن ہوتے ہیں۔ ریاکاری ان کی رگ رگ میں رچی بسی ہوتی ہے۔ ان کا دل فریب اور مکّاری کا گہوارہ ہوتا ہے۔ ظاہر میں یہ نیک اور سیدھے سادے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے لوگ تریتا جگ اور ست جگ میں نظر نہیں آتے لیکن کلجگ میں ان کی کمی نہیں ہوتی۔

دوسروں کے کام آنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔ اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ میں نے جو کچھ بتایا یہ ویدوں اور پرانوں کی تعلیم ہے۔ عقلمند اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ جو لوگ انسانی روپ میں جنم لینے کے باوجود دوسروں کو دکھ دیتے ہیں انھیں آواگون کے سخت مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ حرص میں گرفتار اور خودغرضی میں مبتلا ہونے کے بعد وہ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اگلی دنیا میں انھیں جو زندگی ملنے والی ہے اس کو برباد کر دیتے ہیں۔ میں مایا کے روپ میں نمودار ہو کے انھیں ان کے گناہوں کی سزا دیتا ہوں۔ ہشیار لوگ یہ جانتے ہیں کہ آواگون کے چکر میں کیسی کیسی تکلیفیں [illegible] پڑتی ہیں۔ اس لئے نجات پانے کے لئے وہ میری امان

سری رام کی یہ امرت جیسی گفتگو سن کے سب ان کے قدموں پر گر پڑے۔ سب بول اٹھے" رحم و کرم کا سمندر! تم ہی ہمارے ماں باپ ہو۔ تم ہی ہمارے گورو ہو۔ تم ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو۔ تمھیں ہمارا شریر ہو اور تمھیں ہماری سانس ہو۔ ہم مصیبت میں ہوں تو تم ہی ہماری مدد کرتے ہو۔ تمھارے اور تمھارے سچے عقیدت مندوں کے سوا اس دنیا میں اور کوئی نہیں جو سیدھا اور سچا راستہ دکھا سکے سب اپنی اپنی غرض کے بندے ہیں"۔ سری رام اپنے عقیدت مندوں کے یہ محبت بھرے الفاظ سن کر خوش ہوئے۔ اس کے بعد سب پربھو سے اجازت لے کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ راستے میں سب پربھو کی کہی ہوئی باتیں دہراتے رہے۔ اوما! اجودھیا کے سب رہنے والے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت خوشیوں کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رام چندر جی برہما کے سوا اور کوئی نہ تھے۔ برہما جو سچائی، نیکی اور فیاضی کا مجسمہ ہیں وہاں راج کرتے تھے۔

ایک دن منی وششٹ اس محل میں آئے جہاں سری رام موجود تھے۔ رگھوناتھ نے بڑے احترام کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا، ان کے چرن دھوئے اور ان کے چرنوں کا دھوون نوش کیا۔ منی نے ہاتھ جوڑ کے کہا" سنو رام! تم رحم و کرم کا بے کراں سمندر ہو جب میں تمھارے کارناموں کا تصور کرتا ہوں تو میں حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہوں۔ تمھاری عظمت کا مکمل بیان کرنے سے تو وید بھی قاصر رہے۔ میں کس طرح اس کا بیان کر سکتا ہوں۔ کسی خاندان کا پروہت ہونا کوئی اچھی بات نہیں لیکن جب مجھے علم ہوا کہ بھگوان اوتار کے روپ میں نمودار ہونے والے ہیں تو میں نے سوچا کہ اس سے زیادہ خوش نصیبی کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی اس لیے میں نے اس کام کو خوشی سے قبول کیا۔ بھگوان! جتنے بھی مذہبی کام ہیں۔ جاپ، تپ، جوگ، پوتر دریاؤں میں اشنان، ویدوں، پرانوں اور منتروں کا پاٹھ جتنی بھی چیزیں ہیں یہ سب تمھاری عقیدت مندی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اپنی ناسمجھی کی تکلیف آدمی کو برداشت کرنی پڑتی ہے اور پھر وہ وقت، قسمت اور بھگوان کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

بھائیو! جسمانی عیش و آرام ہی سب کچھ نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ سورگ کی لذت بھی لافانی نہیں۔ جو لوگ دنیا کے عیش و آرام کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ نادان ہیں اور امرت کے بدلے زہر لیتے ہیں۔ جو پارس کو پھینک دے اور اس کی جگہ معمولی پتھر کو قبول کر لے اسے کون احمق نہ کہے گا۔ اگر تم سچی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری صلاح پر عمل کرو۔ میرے قدموں سے عقیدت رکھو۔ ویدوں اور پرانوں میں یہی تعلیم دی گئی ہے۔ نجات حاصل کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ یہ راستہ دشواریوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس پر چلنا مشکل ہے۔ اس راستے کو پار کرنے کے لیے رشیوں اور منیوں کا سہارا بھی ضروری ہے۔ رام کے بھگتوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ برہمنوں کی خدمت کی جائے۔ بھگوان اور دیوتا اس سے خوش ہوتے ہیں جو بے غرضی سے برہمنوں کی سیوا کرتا ہے۔ ہاتھ جوڑ کے میں ایک راز کی بات اور بتانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ شنکر کی پوجا کے بغیر مجھ تک رسائی مشکل ہے۔

بھگتی کے راستے پر چلنے کے لیے نہ جوگ کی ضرورت ہے، نہ جاپ کی، نہ تپسیا کی اور نہ برت کی۔ اس کے لیے ایک پاک صاف دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی خود کو میرا بھگت کہتا ہے لیکن میرے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتا، بتاؤ وہ میرا عقیدت مند کیسے ہو سکتا ہے۔ جو کسی سے عداوت نہ رکھے، جسے غرور نہ ہو، جو غصے میں نہ بھر جاتا ہو، جو سادھوؤں کی صحبت کو پسند کرتا ہو، جو دنیا کو ہیچ پوچ سمجھتا ہو، وہ مجھے عزیز ہے۔ جسے میرا ذکر پسند ہو وہ مجھے عزیز ہے۔"

پانی سے سیراب ہوتی ہے۔ اسی طرح تمھارے درشنوں سے برہمنوں کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ بے سہارا اور مصیبت زدہ تمھاری امان پاتے ہیں۔ کھر دوشن اور ویرادھ کو ختم کر کے تم نے دھرتی کا بوجھ کم کر دیا ہے۔ دشرتھ کے بیٹے! تم نے راون کو موت کے گھاٹ اتارا۔ تمھاری عظمت کے گیت ویدوں، پرانوں اور تنتروں میں گائے گئے ہیں۔ دیوتا، سادھو اور منی تمھارے اوصاف بیان کرتے نہیں تھکتے۔ تمھارا رحم و کرم جھوٹے غرور کا سر کچل دیتا ہے تم اجودھیا کے انمول رتن ہو۔ تمھارا نام ہی کلجگ کے سارے عیبوں کو دور کر دیتا ہے۔ تمھارے نام کے جاپ سے دنیوی آلائشوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ تلسی داس کے آقا اس غلام کو اپنی امان میں لے لو۔" منی نارد نے ان الفاظ میں رام گن گائے اور پھر اپنے مقام کی طرف لوٹ گئے۔

شنکر بولے: سن گرجا! میں نے یہ سارا واقعہ اپنی صلاحیت کے مطابق بیان کر دیا ہے۔ رام چندر جی کی کہانیاں ان گنت ہیں اور بیان کرنے سے باہر ہیں۔ وید اور شاردا بھی ان سب کو نہیں گنا سکتے۔ رام اور ان کے اوصاف اننت ہیں۔ ان کے تو نام بھی اتنے ہیں کہ ان کا گننا ممکن نہیں۔ سمندر کے قطرے گنے جا سکتے ہیں، ریت کے ذرّوں کا شمار کیا جا سکتا ہے، لیکن ان کے کارنامے نہیں گنائے جا سکتے۔ جو ان کا قصّہ دہراتا ہے وہ ہری کے دوار جا پہنچتا ہے۔ جو اس قصّے کو سنتا ہے وہ سری رام کا بھگت کہلاتا ہے۔ بھشنڈی نے پرندوں کے راجا کو جو کہانی سنائی تھی وہ میں نے یہاں دہرا دی ہے۔ اس طرح میں نے سری رام کے بے شمار اوصاف میں سے چند بیان کر دیے ہیں۔ بھوانی (پاروتی) اب مجھے بتاؤ کہ میں آگے کیا سناؤں۔ اوما نے جی لگا کے یہ کہانی سنی اور خوش ہو کے نہایت شیریں اور نرم الفاظ میں کہا "میں خوش نصیب ہوں کہ میں نے سری رام کی کہانی سنی جس کو سننے سے آواگون کا خوف دل سے دور ہو جاتا ہے۔ تمھاری

کیا مٹی کو مٹی سے صاف کیا جا سکتا ہے؟ کیا پانی کو متھنے سے مکھن نکل سکتا ہے۔ اگر عقیدت مندی کے پانی سے دل کو نہ دھویا جائے تو دل کی غلاظت دور نہیں ہو سکتی۔ جو تمھارے قدموں سے پیار کرتا ہے صرف وہی عقلمند ہے، نیک ہے اور سچائی کا طلبگار ہے۔ بھگوان! میری تم سے یہ درخواست ہے کہ مجھے اپنے قدموں کا بے حساب پیار عطا کر دو۔"

یہ درخواست کرنے کے بعد منی وششٹ اپنے گھر کو لوٹ گئے۔ سری رام اس گفتگو سے اپنے دل میں بہت خوش ہوئے۔ اب انھوں نے ہنومان، بھرت اور باقی دونوں بھائیوں کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر چلے گئے۔ رتھ اور ہاتھی گھوڑے فوراً ان کی خدمت میں پیش کر دیے گئے۔ یہ ہاتھی گھوڑے اور رتھ انھوں نے اپنے عقیدت مندوں میں تقسیم کر دیے۔ اس کام سے فارغ ہوئے تو سری رام تھک چکے تھے۔ وہ آرام کرنے کے لیے آم کے کنج میں چلے گئے۔ بھرت نے فوراً اپنی چادر وہاں بچھا دی اور سری رام اس پر آرام کرنے لگے۔ ان کے سب بھائی ان کے گرد آ بیٹھے۔ پون دیو کا بیٹا پنکھا جھلنے لگا۔ سری رام نے اس وقت اپنے دل میں بے پناہ خوشی محسوس کی اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ہنومان سے زیادہ سری رام کا عقیدت مند اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اتنے میں منی نارد آ پہنچے۔ ان کے ہاتھ میں بانسری تھی۔ وہ اس پر سری رام کی عظمت کے گیت گانے لگے۔

انھوں نے کہا " اے کنول جیسی آنکھوں والے پربھو! دکھ درد سے نجات دلانے والے، اپنی ایک نظر سے خوشیوں کا خزانہ عطا کر دینے والے۔ اے سانولے سلونے ہری! جیسے شہد کی مکھی میں کنول کا رس ہوتا ہے اس طرح تمھارے دل میں سری ہری موجود ہیں۔ تم وہ ہو جس نے راکششوں کو شکست دے دی۔ تم سادھوؤں اور رشیوں کو خوشی عطا کرتے ہو۔ گناہ تمھارے درشن سے دور ہو جاتے ہیں جیسے پیاسی کھیتی بادلوں کے

اپنی آخرت عزیز ہو۔ پھران ہزاروں میں سے کوئی ایک ایسا ہوگا جس کی آتما پرماتما میں مل جائے۔ پھران لوگوں میں سے جن کی آتما پرماتما میں مل جاتی ہے مشکل سے کوئی ایسا ہوگا جسے سری رام سے سچی عقیدت ہو۔ ذرا مجھے بتاؤ تو سہی کہ ایک کوّے کو ایسی عقیدت کیسے حاصل ہوئی۔ پھر مجھے یہ بھی بتاؤ کہ ایسا دانشمند، سری رام کا ایسا عقیدت مند اور نیکیوں کا ایسا مجسّمہ کوا کیسے بن گیا۔

اس کے بعد مجھے یہ بھی سمجھاؤ کہ کوّے نے یہ پرکشش قصہ کہاں سے سنا۔ اے کام دیو کے قاتل مجھے یہ بھی بتاؤ کہ تم نے یہ کہانی کہاں سے سنی۔ یہ سب باتیں جاننے کے لئے میں بے چین ہوں۔ گروڑ جو دانشمندی کا مجسّمہ ہے اور نیکی کی مورت ہے۔ اسے سری ہری کی خدمت کرنے سے کیسے فرصت ملی کہ اس نے منیوں کا ساتھ چھوڑا اور ایک کوّے سے سری رام کی کہانی سنی۔ پھران دونوں کی آپس میں گفتگو کیسے ہوئی۔ شیوجی گوری کی یہ دلکش گفتگو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور انھوں نے نہایت اخلاق سے جواب دیا "تم واقعی بہت خوش نصیب ہو کہ تمھارے خیالات بہت پاک ہیں اور تمہیں سری رام سے سچی عقیدت ہے۔ اب میں تمھیں ایک بہت متبرک کہانی سناتا ہوں۔ یہ کہانی سننے والے کے دل سے شک دور ہو جاتا ہے اور اس کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ ایسے سوال پرندوں کا بادشاہ کوّے سے بھی کیا کرتا تھا۔ اب میں تمھیں نہایت احترام کے ساتھ سارا واقعہ سناتا ہوں۔ اُوما اب تم توجہ کے ساتھ سنو۔

اے حسین اور خوبصورت آنکھوں والی خاتون سنو! تم نے پہلے پہل دکش کے گھر میں جنم لیا تھا۔ اور ستی تمہارا نام تھا۔ دکش نے ایک یگیہ کیا۔ اس میں تمہاری اہانت ہوئی۔ غصے کے سبب تم نے جان دیدی اس وقت میرے خادموں نے اس یگیہ کو

عنایت سے مجھے میری زندگی کا مقصود مل گیا اور مجھے فریب سے نجات مل گئی سری رام کی عظمت کا مجھے احساس ہوگیا ہے ۔ میں نے ان کے کتنے قصے سنے مگر میرا دل نہیں بھرا ۔ یہ قصے امرت کی طرح میرے کانوں کے راستے میرے دل میں ٹپکتے رہے مگر مجھے سیری حاصل نہ ہوئی ۔

جو لوگ سری رام کی کہانی سن کر سیر ہو جاتے ہیں وہ اس سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہو سکتے ۔ وہ مہاتما جنھیں دنیا کے آواگون سے نجات مل چکی ہے وہ بھی رام کتھا سنتے نہیں تھکتے ۔ جو لوگ دنیا کے سمندر کو پار کر لینا چاہتے ہیں ان کے لئے رام کہانی ایک کشتی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ سری ہری کی تعریف ہر ایک کے دل و دماغ کو مسرت بخشتی ہے ۔ کیا دنیا کے اندر کوئی ایسا آدمی ہے جس کے کان سننے کی طاقت رکھتے ہوں پھر بھی وہ رگھوپتی کے کارناموں سے خوشی حاصل نہ ہوئی ہو ۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ لوگ احمق ہیں اور اپنی روح کے قاتل ہیں جنھیں رگھوپتی کی کتھا اپنی طرف متوجہ نہیں کرتی ۔ تمھاری سنائی ہوئی یہ داستان سن کر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی ۔ تم نے مجھے یہ بتایا تھا کہ کاگ بھشنڈی نے یہ دلکش کہانی گروڑ کو سنائی تھی ۔ بھشنڈی کو گیان وگیان حاصل تھا اور اسے سری رام سے عقیدت تھی ۔ مجھے اس بات پر شک ہوتا ہے کہ کوّے کی شکل رکھنے والے کو سری رام سے کیسے عقیدت ہو سکتی ہے ۔

راکشش تری پور کو موت کے گھاٹ اتارنے والے! ہزار آدمیوں میں ایک ایسا ہو سکتا ہے جو نیک ہو ۔ لاکھوں آدمیوں میں ایک ایسا ہو سکتا ہے جسے دنیاوی عیش و آرام سے رغبت نہ ہو اور جسے مذہب سے لگاؤ ہو ۔ ویدوں میں بھی یہی آیا ہے کہ لاکھوں میں کوئی ایک دانشمند ہو سکتا ہے ۔ لاکھوں میں مشکل سے ایک ایسا ہو سکتا ہے جسے

تو مُنی نارد نے گرُوڑ کو روانہ کیا۔ اس کے اوپر ایک طرح کی مایوسی طاری ہوگئی اس عالم میں مُنی نارد نمودار ہوئے اور انھوں نے اسے برہمن کے پاس جانے کی صلاح دی۔ جب وہ برہما کے پاس پہنچا تو انھوں نے اسے شنکر کے پاس جانے کی صلاح دی۔ جب وہ میرے پاس آیا تو میں کُبیر کے گھر جا رہا تھا میں نے اسے سری ہری کے قصّے سننے کا مشورہ دیا میں نے اسے بتایا کہ نیل گری پہاڑ پر کاک بھشنڈی رہتا ہے اس کے پاس جاؤ اور سری ہری کے اوصاف سنو۔

گرُوڑ وہاں پہنچ گیا جہاں بھشنڈی کی رہائش تھی۔ بھشنڈی۔ جو عقل و دانش میں یکتا اور سری ہری کی عقیدت مندی میں پختہ تھا۔ اس پہاڑ کو دیکھ کر اسے عجیب طرح کی خوشی حاصل ہوئی اور اُسے مایا سے نجات مل گئی۔ اس کے دل سے فکر مایوسی اور بے یقینی دور ہوگئی۔ اس نے تالاب میں غسل کیا۔ اس کا پانی پیا اور برگد کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اب اس کے دل میں خوشی کا دریا موجزن تھا سن رسیدہ پرند وہاں جمع ہونے لگے تاکہ وہ سری رام کے دلکش کارناموں کا ذکر سن سکیں۔ بھشنڈی قصّہ شروع کرنے والا ہی تھا کہ گرُوڑ وہاں آ پہنچا۔ پرندے یہ دیکھ کر خوش ہوئے کہ ان کا بادشاہ بھی وہاں موجود ہے۔ کاگ بھی اس کی آمد سے بہت خوش ہوا۔ اور اس نے بڑے ادب کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اس کی خیر و عافیت پوچھی اور پھر اسے لے جاکے ایک مناسب جگہ بٹھایا۔ پھر اس کی پوجا کرنے کے بعد عرض کیا "میرے آقا! تمھارے درشن کا موقع ملا یہ میری خوش قسمتی ہے۔ بتایئے اس طرف کیسے آنا ہوا؟" چڑیوں کے بادشاہ نے جواب دیا " تم خوش نصیبی کی تصویر ہو۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ خود شیو دیو تم سے ہم کلام ہوئے۔

بھنگ کر دیا۔ یہ سب بات پہلے ہی تمھارے علم میں ہے۔ اس واقعہ سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ اس غم کو بھلانے کے لئے میں جنگلوں میں پہاڑوں پر اور دریاؤں کے کنارے گھومتا پھرا لیکن مجھے کہیں بھی سکون نہ ملا۔ بہت دور شمال میں سمیرو پہاڑ سے بھی آگے ایک پہاڑ نیل گری ہے اس کی چار سنہری چوٹیاں ہیں۔ ان چاروں چوٹیوں پر ایک ایک درخت برگد، پیپل، پلکس اور آم کا ہے۔ سب سے اوپر ایک تالاب ہے جس کی سیڑھیاں ہیرے جواہرات کی بنی ہیں۔ اس کا پانی ٹھنڈا شفاف اور میٹھا ہے۔ اس میں کنول تیرتے رہتے ہیں جو مختلف رنگوں کے اور خوبصورت ہیں۔ ہنس وہاں گانے گاتے رہتے ہیں اور شہد کی مکھیاں میٹھی آوازیں بھنبھناتی رہتی ہیں۔

اسی پہاڑ کے اوپر کاگ بھشنڈی رہتا ہے۔ یہ ایسا پہاڑ ہے جس پر مایا کے فریب کا گذر نہیں۔ لالچ اور حرص جو دنیا میں ہر جگہ ہے وہاں اس کا کام نہیں۔ وہاں یہ کوا ہری کی پوجا میں اپنی زندگی گزارتا ہے۔ پیپل کے پیڑ کے نیچے یہ دھیان لگا کے بیٹھ جاتا ہے اور پلکس کے درخت کے نیچے جاپ کرتا ہے۔ آم کے درخت کے نیچے وہ سری ہری کی پوجا کرتا ہے۔ اور برگد کے درخت کے نیچے وہ بھگوان ہری کے قصے سناتا ہے۔ ان قصوں کو سننے کے لئے طرح طرح کے پرندے وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ جب وہ سری رام کے کارنامے بیان کرتا ہے تو صاف دل ہنس انھیں توجہ سے سنتے ہیں۔ جب میں نے یہ سماں دیکھا تو یہ قصے سننے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی میں نے بھی ہنس کا روپ اختیار کر لیا وہاں رہ کر میں نے یہ قصہ سنا اور پھر کیلاش کو لوٹ آیا۔

اب یہ بھی سنو! کہ گرڈ نے کس طرح اس کوے کو بلا کے یہ قصہ سنا۔ جب رگھوپتی نے راون کے بیٹے میگھ ناتھ سے جنگ کا کھیل کھیلا اور بظاہر اس کے ہاتھوں ہزیمت اٹھائی

کس طرح اپنے بدن سے رہائی پائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ منی اگستیہ کو کس طرح پربھو کا وصال نصیب ہوا۔

کاگ بھسنڈی نے بتایا کہ دنڈک جنگل کو پاک کر دیا گیا۔ جٹایو نے بھگوان سے دوستی کا حق ادا کیا۔ سری رام نے پنچ وٹی میں قیام کیا اور سادھوؤں کے خوف و ہراس کو دور کیا۔ شورپنکھا کی تباہی کا قصہ بھی بیان ہوا، کھر اور دُشن کی موت کا بھی ذکر ہوا۔ پھر اس نے بتایا کہ راون کو ان سب واقعات کا علم ہو گیا۔ پھر ماریچ سے اس کی گفتگو کا سارا ذکر ہوا۔ پھر سیتا جی کو ہر لے جانے کا واقعہ بیان ہوا۔ پھر اس نے بتایا کہ سری رام سیتا جی جدائی کے سبب بہت غمگین رہے۔ انھوں نے گِدھوں کے راجا کی تکلیف دور کی، کبندھ کا خاتمہ کیا، سبری کو اونچا رتبہ عطا کیا۔ پھر وہ مغموم، پمپا جھیل کے کنارے پہنچے۔ پھر بھسنڈی نے مُنی نارد اور ہنومان سے ان کی ملاقات کا ذکر کیا۔ کشکندھا کے تخت پر انھوں نے سگریو کو بٹھایا۔ پھر پربرشن پہاڑ پر ان کے قیام کا ذکر کیا۔ انھیں دنوں برسات شروع ہو گئی۔ سگریو کی وعدہ خلافی اور غفلت پر سری رام کو غصہ آیا۔

پھر کاگ نے بتایا کہ سگریو نے بندروں کی فوج روانہ کی۔ لنکا میں اس فوج نے تہلکہ مچا دیا۔ سیتا جی کی تلاش شروع ہو گئی۔ پھر ایک غار میں جٹایو کے بڑے بھائی سمپاتی سے ملاقات کا ذکر کیا۔ پھر ہنومان سمندر کو پار کر کے لنکا پہنچے۔ وہاں اشوک باغ میں انھوں نے سیتا جی کو قید پایا اور انھیں پربھو کا پیغام پہنچایا۔ انھوں نے طرح طرح دس سروں والے راون اور اس کے حامیوں کو ستایا اور آخر کار اپنی دُم سے ساری لنکا کو آگ لگا دی اور پھر اسی طرح سمندر کو عبور کر کے چلے آئے۔ ہنومان لے واپس آکر سری رام کو

سنو، میں جس لیے آیا تھا وہ مقصد تو پہلے ہی پورا ہو چکا۔ تمھاری متبرک صورت دیکھتے ہی میرے شکوک و شبہات سب دور ہو گئے۔ اب میری تم سے یہ درخواست ہے کہ مجھے رام کتھا سناؤ“۔ گروڑ کی یہ درخواست سن کر جس میں خلوص تھا، صداقت تھی، عقیدت تھی، کاک بھسنڈی بہت خوش ہوا۔ اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ رام چرت کا آغاز کیا۔ پھر اس نے نارد کا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد راون کی تخت نشینی کا سنایا۔ اس کے بعد اس نے سری رام کے بچپن کے واقعات سنانے شروع کیے۔ ان کے کھیل کود اور لڑکپن کے ذکر سے دونوں کو بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ یہ واقعات ختم کرنے کے بعد اس نے سری رام کی شادی کا حال سنایا۔

اس نے بتایا کہ سری رام کی تخت نشینی کی تیاریاں کس طرح شروع ہوئیں۔ پھر اس میں کس طرح کھنڈت پڑ گئی۔ اس کا سبب وہ بردان تھا جو راجا دشرتھ نے کیکئی کو دیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ سری رام کے بن باس سے اجودھیا کے باشندوں کو جدائی کی کیسی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ اس کے بعد سری رام اور لچھمن کی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ وہ کس طرح شہر چھوڑ کے نکل کھڑے ہوئے۔ دریا پار کر کے پریاگ پہنچے۔ پھر بالمیکی سے ان کی ملاقات کا اور چترکوٹ میں ان کے قیام کا ذکر کیا۔ پھر سُمنت وزیر کے واپس اجودھیا آنے کا ذکر کیا۔ پھر یہ بتایا کہ راجا دشرتھ کی موت کے بعد بھرت کس طرح سارے لوگوں کو لے کر سری رام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کس طرح انھیں واپس لانے میں ناکام رہا۔ تاہم وہ ان کے کھڑاؤں ساتھ لے آیا اور انھیں سنگھاسن پر رکھ کر سلطنت کا کاروبار دیکھنے لگا۔ اس کے بعد کاک بھسنڈی نے بھرت کے طرزِ زندگی پر روشنی ڈالی، اندر کے بیٹے جینت کی شرارت کا ذکر کیا۔ پھر مُنی اتری سے پربھو کی ملاقات کا حال سنایا۔ اس نے واردھ کی موت کا بھی ذکر کیا۔ یہ بھی بتایا کہ مُنی سر بھنگ نے

کہ بھگوان کے بھگت ایسی نجات دلانے والی کتھا اس وقت سناتے ہیں جب کوئی جی لگا کے سننے والا موجود ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ سننے والا نیک ہو، ذہین ہو، سری رام سے عقیدت رکھتا ہو اور ہری کا پجاری ہو۔ کاگ بھسنڈی کو پرندوں کے راجا سے بہت محبت تھی۔ اس نے کہا "آقا! تم ہر طرح اس کے لائق ہو کہ میں تمھاری پوجا کروں۔ تم سری رام کے سچے بھگت ہو۔ تمھارے دل میں کبھی بھی کوئی شک شبہ نہ تھا۔ یہ سب تم میری عزت افزائی کے لیے کہتے ہو۔ یہ کتھا سننے کے لیے میرے پاس بھیج کر سری رام نے مجھے عزت بخشی ہے۔ جہاں تک تمھارے خیالات کا تعلق ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مُنی نارد، بھو، ورانچی، سنک سبھی اس میں مبتلا رہ چکے ہیں۔ دنیا میں کون ایسا ہے جسے ہوس نے اپنا شکار نہ بنایا ہو، غصے نے اپنا نشانہ نہ بنایا ہو۔ لالچ اور حرص نے اچھے اچھے منیوں اور بڑے بڑے بھگتوں کو ورغلایا ہے۔ عورت کے حُسن نے اچھے اچھوں کو اسیر کیا ہے۔

دنیا کا جال ایسا ہے جس نے ہر ایک کو کسی نہ کسی حد تک ضرور قید کر لیا ہے۔ کوئی حسد میں مبتلا ہوا، کوئی غصے میں، کوئی لالچ میں۔ مایا نے ہر ایک کو ورغلایا۔ خواہشوں نے ہر ایک کے جسم کو اندر ہی اندر اس طرح کھایا جس طرح گُھن لکڑی کو اندر ہی اندر کھا لیتا ہے۔ دولت، شہرت اور عورت کی خواہش نے کیسے کیسے لوگوں کو اپنا غلام بنایا۔ حد یہ ہے کہ شیو اور چار چہرے والے برہما بھی ان سے خوف زدہ رہے۔ پھر دوسروں کا تو کیا ذکر ہے۔ مایا کا جال ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی فوج دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہے۔ غصہ اور لالچ اس فوج کے سالار ہیں۔ ریاکاری، فریب اور حسد اس کے سردار ہیں۔ مایا کو بنانے والے بھی خود سری رام ہی ہیں حالانکہ اس کی اصلیت کچھ بھی نہیں۔ اس سے نجات پانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ سری رام کی عقیدت کو دل میں جگہ دی جائے۔

سیتا جی کی خیریت کی خبر دی۔ اب ان کی فوج سمندر کے کنارے خیمہ زن ہوئی۔ وِبھیشن سری رام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بتایا کہ سمندر کو کس طرح مطیع کیا جا سکتا ہے۔ کاگ نے بتایا کہ سمندر کو عبور کرنے کے بعد بالی کے بیٹے انگد کو سری رام نے اپنا سفیر بنا کے راون کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد مقابلے کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح کمبھ کرن اور میگھ ناتھ کی شکست ہوئی۔

آخر نسیچر فوج کو مکمل شکست ہو گئی۔ پھر راون کی موت، مندودری کی آہ و فریاد، وبھیشن کی تخت نشینی، دیوتاؤں کے رنج و ملال کا خاتمہ اور آخر کار سیتا جی کا سری رام کے پاس پہنچنا بیان کیا۔ پھر بتایا کہ سری رام پُشپک نام کے ہوائی رتھ میں سوار ہوئے۔ بندر بھی ان کے ساتھ سوار تھے۔ اس کے بعد وہ فضا میں پرواز کرتے ہوئے اجودھیا پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس نے سری رام کے تلک کا قصہ سنایا۔ اس طرح بھسنڈی نے سارا قصہ سنا دیا۔ گروڑ کا دل خوشی اور عقیدت مندی سے معمور ہو گیا۔ اس نے کہا رام کتھا سن کر میرے دل کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔ کاگ! تمھاری عنایت سے مجھے سری رام کی مکمل عقیدت حاصل ہو گئی۔ جب میں نے یہ سنا کہ سری رام کو جکڑ لیا گیا تو بد عقیدتی نے میرے دل میں سر اٹھایا۔ میں نے ان کے اندر انسانوں کی سی یہ بات دیکھی تو میں شک میں مبتلا ہو گیا۔ اس کا ایک فائدہ بھی ہوا۔ اگر میں شک میں مبتلا نہ ہوتا تو تم سے کیسے ملاقات ہوتی اور میرے دل کا شک کیسے دور ہوتا۔ مجھے یہ شاندار کتھا سننے کا موقع کہاں ملتا۔ یہ سری رام کا کرم ہے کہ مجھے تمھارے درشن ہوئے۔

گروڑ کی اس گفتگو سے کاگ بھسنڈی بہت محظوظ ہوا۔ خوشی سے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اوما! اصلیت یہ ہے

بھگوان کو مطلق روپ میں سمجھ لینا آسان ہے لیکن انھیں سگن روپ میں پہچاننا بہت مشکل بات ہے۔ اچھے اچھے منی ان کے کارنامے سن کر حیران رہ جاتے ہیں۔

میرے مالک، پرندوں کے راجا! سری رام کی عظمت کا اور حال سنو۔ میں اپنی ادنیٰ صلاحیت کے مطابق تمھیں ان کی عظمت سے متعلق ایک قصہ سناتا ہوں۔ میں تمھیں بتاؤں گا کہ میں خود کس طرح مایا کے جال میں گرفتار رہا۔ گروڑ! تم سری رام کے بھگت ہو اور ان کی کتھا سننے کے شوقین۔ اس لیے تم مجھے بے حد عزیز ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم سے کوئی بات نہیں چھپاتا۔ میں تمھیں ایک بہت پتے کی بات بتاتا ہوں۔ سری رام کا مزاج ایسا ہے کہ وہ کسی کے غرور کو پسند نہیں کرتے۔ غرور بہت سی برائیوں کی جڑ ہے اور اس کے سبب طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ کسی بچے کے پھوڑا نکل آئے تو اس کی ماں سخت دل ہو جاتی ہے اور اس کے چیرا لگوا کے خراب مادّہ نکلوا دیتی ہے۔ اسی طرح سری رام اپنے بھگتوں کے دل سے غرور دور کر دیتے ہیں۔ چیرا لگنے سے بچے کو وقتی طور پر تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن اسے آرام ہو جاتا ہے۔ غرور دور ہو جانے سے اسی طرح خود آدمی کا اپنا ہی بھلا ہوتا ہے۔ تلسی داس ایسے پربھو کی پوجا کیوں نہ کرے۔

پرداروں کے راجا! سُن، جب سری رام اجودھیا میں انسانی شکل میں رونما ہوئے اور انھوں نے انسانی روپ میں اپنا چمتکار دکھایا تو میں اجودھیا پہنچا اور ان کے بچپن کے کھیل تماشے دیکھتا رہا۔ میں پانچ سال تک وہاں رہا۔ رام کا بچپن مجھے جی جان سے پسند آیا۔ میں ٹکٹکی باندھ کے ان کا چہرہ دیکھتا رہتا تھا اور اس طرح اس دنیا میں آنے کا صلہ پاتا تھا۔ میں نے ایک چھوٹے سے کوّے کا روپ اپنا کر کافی وقت سری رام کی خدمت میں گزارا۔ بچپن میں جب وہ ادھر ادھر جاتے تو میں بھی اُن کے قریب ہی اُڑتا رہتا۔ کھاتے میں

وہ مایا جس نے ساری دنیا کو اپنے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے، اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ سری رام کے ابرو کے اشاروں پر ناچتی ہے۔ اے پرندوں کے راجا! یہ ہے سری رام کا مرتبہ۔ وہ دانشمندی، نیکی اور لطافت کا مجسمہ ہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ وہ سب عیبوں سے پاک ہیں۔ وہ ہر ایک کے دل میں موجود ہیں۔ وہ غلطیوں سے پاک ہیں کیونکہ جہاں سورج ہو وہاں تاریکی کا گزر نہیں ہو سکتا۔ اپنے عقیدت مندوں کی بہتری کے لیے انھوں نے ایک انسان راجا کا روپ اختیار کیا اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ جس طرح کوئی اداکار اسٹیج پر آتا ہو تو طرح طرح کے روپ بدلتا ہے۔ اسی طرح سری رام نے بھیس بدل کر اس دنیا میں اپنا جلوہ دکھایا۔

اے سانپوں کے دشمن! سری رام کے یہ کرشمے ہیں جنھیں دیکھ کر ان کے عقیدت مند محظوظ ہوتے ہیں اور دشمن خوف زدہ بھی ہوتے ہیں اور حیران بھی۔ جن کے دل و دماغ پاک نہیں ہیں وہ ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ جنھیں یرقان کی بیماری ہے انھیں چاند پیلا دکھائی دیتا ہے اور یہ صورت اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک ان کی بیماری ختم نہ ہو جائے۔ جو آدمی حیران ہو کر سدھ بدھ کھو بیٹھا ہو وہ یہی سمجھتا ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے کشتی میں سفر کرنے والا یہی سمجھتا ہے کہ وہ ٹھہرا ہوا ہے۔ باقی ساری دنیا چل رہی ہے۔ بچے جب چکر لگاتے ہیں تو انھیں دنیا گھومتی دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح لوگ خود غلطی کرتے ہیں اور بھگوان کو دوشی ٹھہراتے ہیں۔ وہ لوگ جو مایا کے غلام ہیں اور جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں وہی لوگ شک شبہے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ حرص، غصّہ، لالچ، ضد کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں وہ رگھوپتی کا درجہ کیسے پہچان سکتے ہیں۔ یہ سب تاریکی میں گھرے ہوئے ہیں۔ انھیں روشنی کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

مگر بار بار لوٹ کے مجھے دیکھتے بھی جاتے۔ جب میں انھیں عام بچوں کی طرح کھیلتے دیکھتا تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا۔ ساتھ ہی میں حیران بھی ہوتا۔ وہ جو سرتا پا دانش ہو، سارے سربستہ راز جس پر عیاں ہوں کیا وہ ایسے بچّوں کی طرح کھیل سکتا ہے۔ گرُدڑ! جیسے ہی یہ شک میرے دل میں پیدا ہوا، سری رام کی مایا نے ان کی ایما سے مجھ پر قابو پا لیا۔ لیکن اس مایا نے نہ تو مجھے تکلیف پہنچائی اور نہ اس کے سبب میں آواگون کے چکّر میں گرفتار رہا جیسا کہ دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے۔

غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ میرے حال پر ان کا غیر معمولی کرم تھا۔ سری رام کے سوا ہر ایک مایا جال میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ اگر یہ وصف اوروں میں بھی ہو تو بھگوان اور جیو میں کیا فرق رہ جائے۔ آدمی مایا کے جال میں پھنس سکتا ہے۔ ہاں جس پر سری ہری کا کرم ہو وہ اس سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جو رام چندر جی کے وصف بیان کیے بغیر نروان حاصل کرنا چاہے وہ ایسا انسان ہے جو دُم اور سینگ نہیں رکھتا۔ چاند کی چمک اور ستاروں کی روشنی کے علاوہ اگر سارے پہاڑ آگ بن جائیں تب بھی وہ رات کو شکست نہیں دے سکتے۔ یہ کام تو سورج ہی کر سکتا ہے۔ اے پرندوں کے راجا! بالکل اسی طرح انسان کا معاملہ ہے۔ سری ہری کے گُن گائے بغیر وہ مکتی حاصل نہیں کر سکتا۔ پربھو کے غلام کو برہما کا گیان حاصل ہوتا ہے جسے ودّیا کہتے ہیں۔ اسی لیے اسے زوال نہیں ہوتا۔ ودّیا کے سبب پربھو سے اس کی عقیدت میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب سری رام نے مجھے اس شک میں مبتلا پایا تو وہ مُسکرائے۔ اس بات کو نہ ان کے چھوٹے بھائی سمجھ سکے اور نہ ان کے ماتا پتا۔ سری رام نے اپنے سانولے جسم کو نرم و نازک ہاتھ پیروں پر ٹکا دیا اور وہ رینگتے ہوئے مجھے پکڑنے کے لیے بڑھے۔

جو کچھ ان کے ہاتھ سے گر پڑتا وہ میری خوراک ہوتی۔ اجودھیا میں راجا کا محل بہت ہی خوبصورت ہے۔ یہ سونے کا بنا ہوا ہے اور اس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ صحن جس میں چاروں بھائی کھیلا کرتے تھے وہ بہت خوبصورت تھا۔ سری رام یہیں کھیلتے پھرتے اور ان کی ماں انھیں کھیلتے دیکھ کر خوشی سے پھولی نہ سماتیں۔ ان کا بدن سانولے رنگ کا تھا۔ اس میں زمرّد کا سا رنگ جھلکتا تھا۔

سری رام کے پاؤں کنول کے پھولوں کی طرح نازک تھے۔ ان کے ناخنوں کی چمک چاند کو شرماتی تھی۔ پازیب ان کے پیروں کا حسن بڑھاتی اور دلکش آواز پیدا کرتی تھی۔ ان کے کشادہ سینے پر قیمتی ہیرے جواہرات بہار دکھاتے رہتے تھے۔ ان کے ہاتھوں کی خوبصورتی دل کو لبھا لیتی تھی۔ ان کے لمبے لمبے بازو زیوروں سے سجے رہتے تھے۔ ان کے شانے شیر کے بچے کے شانوں سے ملتے تھے اور ان کی گردن ہنس کی گردن سے مشابہ تھی۔ ان کی ٹھوڑی اور ان کا چہرہ بے حد حسین تھا۔ ان کے اس وقت تک صرف دو دانت نکلے تھے اور وہ تُتلا تُتلا کر بولتے تھے۔ ان کی ناک باریک اور خوبصورت تھی۔ گال پُرکشش تھے اور ان کی آنکھیں کنول کے پھولوں کی طرح خوبصورت تھیں۔ پیشانی کشادہ تھی۔ ابرو کمان کے مانند تھے۔ ان کے جسم پر ہلکا پیلا لباس ہوتا تھا۔ بال چاروں طرف بکھرے ہوتے تھے۔

بچپن میں سری رام چاروں طرف ناچتے اور کھیلتے پھرتے تھے۔ میرے ساتھ وہ طرح طرح سے کھیلتے تھے۔ وہ مجھے پکڑنے کے لیے دوڑتے اور میں اُڑ جاتا۔ پھر وہ مجھے مٹھائی کا ٹکڑا دکھاتے۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو وہ خوشی سے ہنس دیتے میں اُڑ جاتا تو وہ رونے لگتے۔ جب میں ان کے پیروں پر سر رکھنے کے لیے آگے بڑھتا تو وہ بھاگ جاتے۔

میں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ رام ایک ہی ہیں۔

مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں کئی جنموں تک ان سنساروں کی سیر کرتا رہا۔ ان سب کی سیر کر کے آخر کار میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ جب میں لوٹ کر آیا تو جیسا کہ میں تمھیں بتا چکا ہوں مجھے پتہ چلا کہ سری رام نے پھر اس سنسار میں جنم لیا ہے۔ میں دوڑا ہوا اجودھیا گیا تاکہ ان کے جنم کے جشن کا نظارہ کر سکوں۔ (یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ سب واقعات سری رام کے پیٹ کے اندر ہی پیش آئے)۔ وہاں کی عجیب و غریب چیزیں دیکھ کر میری حیرت کا ٹھکانا نہ رہا۔ مجھ پر عجب طرح کی گھبراہٹ طاری ہوئی۔ میری گھبراہٹ کو دیکھ کر سری رام ہنسے۔ ان کی ہنسی کے ساتھ ہی میں اُن کے مُنہ سے باہر آ گیا۔ اب سری رام نے پھر بچوں کی طرح میرے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے دل سے طرح طرح کے سوال کیے لیکن میرے دل کو سکون نصیب نہ ہوا۔

سری رام کے یہ بچپن کے کھیل دیکھ کر اور ان کرشموں کا خیال کر کے جو میں ان کے پیٹ میں دیکھ چکا تھا، مجھے سدھ بدھ نہ رہی۔ آخر کار میں چلّا اٹھا "اپنے عقیدت مندوں کو سہارا دینے والے! میری رکشا کرو۔ مجھے اس بے چینی سے نجات دو۔" اتنا کہہ کے میں زمین پر گر پڑا۔ جب پربھو نے یہ دیکھا کہ میں محبت کے سبب بے قابو ہو گیا ہوں تو انھوں نے اپنی مایا کو قابو میں کر لیا۔ وہ مصیبت زدوں کی مدد کرنے والے ہیں۔ انھوں نے اپنا کنول جیسا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا اور مجھے ساری تکلیفوں سے نجات دلا دی۔ اپنے غلاموں کی مدد کرنے والے سری رام نے مجھے بچا لیا اور جو غلطی مجھ سے ہو گئی تھی اس کا ازالہ کر دیا۔ جب میں نے ان کی شان و شوکت کا خیال کیا جسے میں اپنی نظروں سے دیکھ آیا تھا تو میرا دل خوشی سے معمور ہو گیا۔ ان کی محبت دیکھ کر میرا دل دھڑکنے لگا۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

سری رام جب مجھے پکڑنے کے لیے رینگتے ہوئے بڑھے تو میں اُڑ گیا۔ انھوں نے مجھے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ میں ہوا میں اونچا اٹھ گیا لیکن مجھے اپنے چاروں طرف سری ہری کے بڑھے ہوئے ہاتھ نظر آئے۔ میں اُڑ کے برہم لوک چلا گیا۔ اس وقت اے گروڑ! جب میں نے مُڑ کر دیکھا تو سری رام کی انگلیوں اور میرے جسم کے بیچ بس دو انگلیوں کے برابر فاصلہ تھا۔ میں ساتوں منزلوں کو عبور کر کے اتنے اوپر پہنچ گیا جتنے اوپر میں پہنچ سکتا تھا۔ پربھو کا ہاتھ یہاں بھی میرے بالکل نزدیک تھا۔ اب تو میں خوف زدہ ہو گیا۔ میں نے ڈر کے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو میں کوشل پور میں تھا۔ سری رام نے دیکھا کہ میں واپس آ گیا ہوں تو وہ ہنس پڑے۔ اور میں فوراً ان کے منہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پیٹ میں لاکھوں سنسار آباد ہیں اور ایک سے زیادہ ایک حیران کن ہیں۔ ان دنیاؤں میں ہزاروں برہما اور ہزاروں شو ہیں، بے شمار ستارے ہیں۔ ان گنت چاند سورج ہیں۔ بے شمار لوک پال، مایا اور کال ہیں۔ دریاؤں، پہاڑوں اور سمندروں کا شمار نہیں۔ کروروں دیوتا، سدّھ، ناگ، انسان اور کِنّر موجود ہیں۔

وہاں میں نے ایسی حیران کرنے والی چیزیں دیکھیں جن کے بارے میں نہ میں نے کبھی کچھ سنا تھا اور نہ کبھی کچھ سوچا تھا۔ اس لیے جو کچھ میں نے دیکھا اس سب کو میں کس طرح بیان کر سکتا ہوں۔ وہاں لاکھوں دنیائیں آباد تھیں۔ میں نے ایک ایک دنیا کی سو سو سال تک سیر کی۔ ہر لوک کا اپنا برہما تھا، اپنا شیو، اپنا وشنو، اور اپنا منو۔ انسان، حیوان، دیوتا، گندھرو، کِنّر، راکشش، پرند، سانپ، دیو — سبھی کچھ موجود تھا۔ ہر لوک کے اپنے دریا، سمندر، پہاڑ اور جنگل تھے۔ ہر دنیا میں اس کا اپنا اجودھیا اور دریا سرجو موجود تھا۔ ہر اجودھیا کے اپنے باشندے تھے۔ ہر دنیا میں سری رام کے والدین اور بھائی موجود تھے۔ ہر دنیا میں سری رام اپنے لڑکپن کے کھیل کھیل رہے تھے لیکن یہ

دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تو نے سب سے زیادہ قیمتی چیز مانگ لی۔ سن پرند! میری دیا سے اب ساری نیکیاں تیرے دل میں رہیں گی۔ عقیدت، روحانی دانشمندی، گیان، وگیان، بیراگ، جوگ، چرتر، بھید اور وبھاگ — یہ سب چیزیں تجھے حاصل جائیں گی۔ تجھے اس کے لیے کوشش اور تپ کی ضرورت نہ ہوگی۔ مایا سے جو عیب پیدا ہوتے ہیں وہ تجھ میں پیدا نہ ہو پائیں گے۔ یہ سمجھ لے کہ میں ہی برہما ہوں جس کا نہ آغاز ہے نہ انجام، جسے نہ پیدائش ہے نہ موت۔ سن کاگ بھسنڈی! مجھے اپنے بھگتوں سے بہت پیار ہے۔ یہ بات سمجھ لے اور میرے قدموں سے لَو لگا۔"

انھوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "اب میری سب سے متبرک تعلیم کی طرف متوجہ ہو۔ میری یہ تعلیم نہ صرف سچی اور قابلِ فہم ہے بلکہ اس کا ویدوں اور دوسری متبرک کتابوں میں ذکر ملتا ہے۔ میں اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ اسے غور سے سُن اور اپنے دل پر نقش کرلے۔ اور میرے سوا کسی کی پرستش نہ کر۔ یہ سنسار اور اس کی ساری چیزیں مایا کا جال ہیں۔ مجھے اس دنیا کی سب چیزوں سے پیار ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ سب میری بنائی ہوئی ہیں۔ لیکن انسان مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ انسانوں میں مجھے سب سے زیادہ برہمن عزیز ہیں خاص طور پر وہ جنھیں ویدوں کا علم ہو۔ ان میں سے وہ برہمن مجھے اور بھی زیادہ عزیز ہیں جو ویدوں کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان میں سے وہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں جو دنیاوی عیش و عشرت پر لات مارتے ہیں، پھر وہ جو اپنے فرائض پورے کرتے ہیں اور دانشمندی سے کام لیتے ہیں اور آخرکار مجھے سب سے زیادہ پسند وہ ہیں جو مجھ سے کبھی نہ ختم ہونے والی سچی عقیدت رکھتے ہیں۔ جو مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور میرے سوا کسی اور سے لَو نہیں لگاتے۔ اگر ورنچی بھی مجھ سے عقیدت نہ رکھے تو مجھے اس سے بھی اتنا ہی لگاؤ رہ جائے گا جتنا باقی تمام مخلوقات سے۔ اگر حقیر ترین مخلوق بھی مجھ سے عقیدت رکھے تو وہ مجھے اتنی ہی عزیز ہوتی ہے۔ بتا ایسا کون ہے جو اپنے وفادار، جانثار اور دانشمند خادم سے محبت نہ کرے۔

میں ہاتھ جوڑ کے ان کی عبادت میں مشغول ہو گیا ۔

پربھو مجھ سے بہت خوش تھے ۔ انھوں نے کہا " کاگ بھسنڈی ! تیرا جو جی چاہے مجھ سے بردان مانگ لے ۔ تو کہے تو میں تجھے اتنی طاقت دیدوں کہ تو ذرّے کی برابر چھوٹا ہو جائے ، چاہے تو تجھے کُبیر کی سی دولت دیدوں ، تو کہے تو مکتی دیدوں جو ساری خوشیوں کی بنیاد ہے ۔ تو چاہے تو روحانی عقل یا وگیان دیدوں ، چاہے تو تجھے نیکیوں کا مجسمہ بنا دوں ۔ کاگ ! میں تجھ سے بہت خوش ہوں ۔ اس لیے تو جو بھی مانگے گا میں تجھے وہ دیدوں گا ۔" پربھو کی یہ محبت بھری باتیں سن کر میری خوشیوں کا ٹھکانا نہ رہا مگر میں نے اپنے دل میں سوچنا شروع کیا : " یہ سچ ہے کہ پربھو نے مجھے سبھی کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ میرا جو جی چاہے میں وہ مانگ لوں لیکن حیرت ہے انھوں نے اپنی عقیدت دینے کا ذکر نہیں کیا ۔ اگر سب کچھ حاصل ہو مگر رام کی عقیدت حاصل نہ ہو تو یہ ایسا ہی ہے جیسے طرح طرح کے کھانے موجود رہیں مگر ان میں نمک نہ ہو ۔ یہ سوچ کر میں نے پربھو سے عرض کی " مجھے اپنے قدموں سے ایسی عقیدت عطا کر دو جو کبھی ختم نہ ہو ۔ تم فیاض ہو ، رحم دل ہو ، گیانی ہو ۔ ہر ایک کے دل کا حال جانتے ہو ۔ مجھے تمھاری عقیدت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ۔ مجھے اپنے قدموں کی وہ عقیدت دیدو ، ویدوں اور پرانوں میں جس کی تعریف آئی ہے ۔ یہ وہ چیز ہے جو سب کو نصیب نہیں ہوتی ۔ ہاں پربھو جسے تم چاہتے ہو یہ اُسے مل جاتی ہے ۔

رگھوپتی نے کہا " ایسا ہی ہو " ۔ اس کے بعد وہ بولے " سن کاگ بھسنڈی ! بلاشبہ تو ہوشیار ہے ۔ اسی لیے تو نے یہ بردان مانگ لیا ۔ اس سنسار میں تجھ سے بڑھ کر خوش نصیب کوئی اور نہیں ۔ اچھے اچھے سادھو سنتوں کو یہ چیز نصیب نہیں ہوتی چاہے وہ کتنی ہی کوشش کر لیں ۔ اور چاہے وہ گیان دھیان اور تپسیا میں اپنے جسم کو کتنا ہی گھلا دیں ۔ مجھے تیری ہوشیاری

یعنی یہ کہ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار پہن لیا، سانپوں کا زیور پہن لیا۔ خوشبو کی جگہ راکھ مل لی اور لباس کی جگہ شیر کی کھال پہن لی۔ جن لوگوں کو سری رام کے قرب کی خوشی نصیب ہوئی ہے انھیں برہما سے جا ملنے کی خوشی بھی اس کے آگے ہیچ لگی ہے۔ دنیا کی مادّی خوشیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے مزید کچھ دنوں تک اجودھیا میں قیام کیا اور پربھو کے بچپن کے کھیلوں سے لطف اندوز ہوا۔ ان کی عنایت سے مجھے ان کے قدموں سے عقیدت کا بردان ملا۔ پھر میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ جب سے پربھو نے مجھے اپنا بنایا اس وقت سے میں مایا کے جال میں گرفتار نہیں ہوا۔ میں تمھیں تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہوں کہ سری ہری کی مایا نے مجھے کس طرح اپنی کٹھ پتلی بنایا۔ پرندوں کے سردار! اب میں تمھارے سامنے اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ جب تک ہم سری ہری کی پوجا نہ کریں اس وقت تک ہماری مصیبتیں ختم نہیں ہو سکتیں۔ سری رام کی عظمت کو سمجھے بغیر بھگوان کی عظمت کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ گیان کے بغیر وشواس میں مضبوطی پیدا نہیں ہوتی۔ وشواس کے بغیر محبت پیدا نہیں ہو سکتی محبت نہ ہو تو عقیدت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ کاگ کے آقا! یہ ایسی ہی بات ہے جیسے پانی کے بغیر چکنائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ گورو کے بغیر گیان حاصل نہیں ہو سکتا۔ بیراگ کے بغیر دانشمندی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ویدوں اور پرانوں میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ سری ہری سے عقیدت کے بغیر سچی خوشی نہیں مل سکتی۔ گروڑ! اگر دل میں قناعت نہ ہو تو سکون میسّر نہیں آ سکتا۔ پانی نہ ہو تو کشتی کیسے تیر سکتی ہے خواہ تم کتنا ہی زور کیوں نہ لگا لو۔

قناعت نہ ہو تو خواہشات ختم نہیں ہو سکتیں۔ جب تک خواہشیں باقی ہیں سچی خوشی کا خواب کبھی نہیں دیکھا جا سکتا اور خواہشات سے نجات اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک سری رام سے لگاؤ نہ ہو۔ مٹی نہ ہو تو درخت جڑ کیسے پکڑ سکتا ہے۔ وگیان کے بغیر سکون نہیں

ویدوں کا کہنا ہے کہ یہی سب سے سچّا اصول ہے۔"

سری رام نے اپنی بات جاری رکھی "ایک باپ کے بہت سے بیٹے ہوتے ہیں۔ یہ مزاج، اطوار اور کردار کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ کوئی لائق ہوتا ہے کوئی نیک، کوئی مالدار، کوئی بہادر، کوئی فیاض، کوئی دانشمند۔ لیکن باپ ان سب سے برابر پیار کرتا ہے۔ اگر کوئی بیٹا ایسا ہو جو اپنے باپ سے سچی محبت اور گہری عقیدت رکھتا ہو تو باپ اسے سب سے زیادہ پسند کرے گا۔ یہی صورت میری ہے۔ مجھے ساری مخلوق سے محبت ہے لیکن سب سے زیادہ پیار اس سے ہے جو مجھ سے عقیدت رکھتا ہے۔ میری مخلوق میں جاندار، بے جان، انسان، دیوتا، دیو، راکشس سبھی شامل ہیں۔ کاگ! میں تجھ سے سچ کہتا ہوں جو مجھ سے عقیدت رکھے وہ مجھے اپنی جان کے برابر عزیز ہے۔ یہ بات دل میں رکھ اور سب کچھ بھول کر میری پوجا کر۔"

"یاد رکھ وقت تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ مجھے ہمیشہ یاد رکھ اور ہمیشہ میرا دھیان لگائے رکھ"۔ میں نے پربھو کے یہ امرت میں ڈوبے ہوئے الفاظ سنے مگر میرا دل نہیں بھرا۔ خوشی سے میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت میری خوشی بیان سے باہر تھی۔ صرف آنکھیں ٹکٹکی باندھے انھیں دیکھے جا رہی تھیں۔ مگر وہ اتنی صلاحیت نہ رکھتی تھیں کہ اسے بیان کر سکیں۔ اپنی نصیحت آمیز باتوں سے مجھے زبردست خوشی بخشنے کے بعد پربھو پھر بچوں کی طرح کھیلنے لگے۔ ذرا دیر میں انھوں نے اپنی ماتا جی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے وہ بھوکے ہوں۔ وہ تیزی سے دوڑیں اور انھیں اٹھا کے، پیار کر کے اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر انھیں اپنی گود میں لٹا کر دودھ پلانے لگیں۔ وہ دودھ پلاتی جاتی تھیں اور لوری سناتی جاتی تھیں۔ اجودھیا کے مرد عورت ہر وقت خوشیوں میں گم رہتے تھے۔ یہ وہ خوشی تھی جسے حاصل کرنے کے لیے شوجی نے وہ روپ اختیار کیا جو ناپسندیدہ تھا۔

بڑھ کر ہے۔ ہزاروں متبرک مقامات پر جا کر وہ پاکی حاصل نہیں ہو سکتی جو سری رام کی بدولت حاصل ہو جاتی ہے۔ ان کا نام لے لینے سے ہی سیکڑوں گناہ دُھل جاتے ہیں۔ رگھوپتی ہزار ہمالیاؤں کی طرح اٹل اور عظیم ہیں۔ وہ ہزار سمندروں کی گہرائی رکھتے ہیں۔ لاکھوں گائیں مل کر لوگوں کی خواہشوں کو اس طرح پورا نہیں کر سکتیں جس طرح وہ کر سکتے ہیں۔ لاکھوں شارداؤں میں وہ ذہانت نہیں ہو سکتی جو ان میں موجود ہے۔ جان کا تحفّظ وہ ہزار وشنوؤں سے زیادہ کر سکتے ہیں اور اسے نشٹ کرنا چاہیں تو وہ لاکھوں رُدروں سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ وہ لاکھوں کُبیروں سے زیادہ دولت کے مالک ہیں۔ لاکھوں مایائیں دنیا کی تخلیق نہیں کر سکتیں جس طرح وہ کر دیتے ہیں۔ وہ لاکھوں شیشوں سے زیادہ دنیا کو سہارا دے سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ساری کائنات پر سری رام کا راج ہے۔ وہ اننت ہیں اور کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

کوئی ایسا نہیں جو ان کی برابری کا دعویٰ کر سکے۔ اگر کوئی سری رام کی برابری کر سکتا ہے تو وہ سری رام ہی ہیں۔ وید یہی بتاتے ہیں۔ اگر لاکھوں جگنوؤں سے سورج کو تشبیہ دی جائے تو اس کا رتبہ کم ہی ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے منیوں نے اپنے تخیّل کے مطابق سری رام کی تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور سری رام نے اسے محبت کے ساتھ سنا ہے اور خوشی محسوس کی ہے خواہ اس تعریف میں کتنی ہی کمی کیوں نہ ہو۔

مل سکتا۔ ایتھر کے بغیر آکاش تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ عقیدت کے بغیر نیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تپ کے بغیر اونچا درجہ نہیں مل سکتا۔ پانی کے بغیر لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جیسے آگ کے بغیر رنگ نہیں چڑھتا۔ اسی طرح نیکوں کی صحبت کے بغیر دانش نہیں مل سکتی۔ آواگون کے خوف سے نجات اسی طرح مل سکتی ہے کہ سری رام کی پوجا کی جائے۔ وشواس کے بغیر بھگتی ممکن نہیں اور اس کے بغیر سری رام کی توجہ نہیں ہوتی اور ان کی توجہ کے بغیر انسان کو خواب میں بھی آرام نصیب نہیں ہو سکتا۔ اے گرُوڑ! دنیا کی ساری چیزوں کا خیال چھوڑ کے اپنی توجہ اُس کی طرف کر دو۔

اے پرندوں کے راجا! اس طرح مجھے اس کتھا کا علم ہوا اور اسے میں نے اپنی بساط کے موافق بیان کر دیا۔ مجھ میں اتنی صلاحیت کہاں کہ میں کوئی کہانی وضع کر دوں۔ یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سری رام کی عظمت، ان کا نام، ان کی خوبصورتی، ان کے اوصاف بے شمار ہیں اور ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ وہ خود اننت ہیں۔ رشی مُنی سری ہری کی تعریف اپنی حیثیت کے مطابق کرتے ہیں لیکن وید، شیش اور خود شیو پورے طور پر تعریف نہیں کر سکتے۔ پرندے آسمان میں اڑتے ضرور ہیں مگر اس کے کنارے تک نہیں پہنچ سکتے۔ سری رام کی عظمت لا انتہا ہے اس لیے کوئی اس کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ لاکھوں کام دیو اتنا حُسن نہیں رکھتے جتنا ان کے اندر موجود ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کو کچلنے میں کمال رکھتے ہیں۔ لاکھوں اندر اتنی طاقت نہیں رکھتے جتنی ان میں ہے۔ ان کا جلال لاکھوں سورجوں کو مات کرتا ہے۔ ان کی نرمی لاکھوں چاندوں کی روشنی سے بڑھ کر ہے۔ ان کی عقیدت سارے خوف دل سے دور کر دیتی ہے۔

اس کے رازوں کو جان لینا آسان نہیں۔

ان کی گہرائی لاکھوں پاتالوں سے زیادہ ہے۔ ان کا غضب لاکھوں یاماؤں سے

نہیں نکل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرا دماغ شک میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ساری کائنات جس میں جاندار، بے جان اور ناگ، انسان، دیوتا سب شامل ہیں لازمی طور پر موت کا شکار ہوتی ہے۔ وقت، جو ان گنت دنیاؤں کو ختم کر دیتا ہے، ناقابلِ تسخیر ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ ایسا ظالم وقت تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرے مالک! بتاؤ یہ کوئی روحانی طاقت ہے یا یوگ کا کرشمہ ہے۔ تمھارا آشرم دیکھ کر ہی میرے سارے اندیشے دور ہو گئے تھے۔ محبت کے ساتھ مجھے ساری بات سمجھاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔

شیوجی بولے: اوما! کاگ بھسنڈی گروڑ کے یہ الفاظ سن کر خوش ہوا اور بہت محبت کے ساتھ جواب دیا" سانپوں کے دشمن! واقعی تم بہت ذہین ہو۔ تمھارا سوال سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ تمھارا یہ سوال سن کر مجھے اپنے پچھلے جنم یاد آ گئے۔ اب میں اپنا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا۔ گروڑ! اسے توجہ اور احترام کے ساتھ سنو۔ بھگوان کی پوجا، نیک دلی سے تپسیا، یگیہ کرنا، اپنے حواس پر قابو رکھنا، برت، دان، یوگ، وگیان ـــ ان سب کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سری رام کی عقیدت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بغیر دائمی سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ مجھے اپنے اس جسم میں ہی سری رام کی عقیدت حاصل ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنا یہ جسم مجھے بہت عزیز ہے۔ انسان کو جس شکل اور جسم میں اپنا مدعا حاصل ہو، وہ شکل اور وہ جسم اسے بہت عزیز ہوتے ہیں۔ اے سانپوں کے دشمن! یہ مسلّم اصول ہے، ویدوں نے اسے تسلیم کیا ہے اور شاستر اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ اگر کوئی حقیر بھی دوست ہو تو وہ ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ریشم کا کیڑا کتنا حقیر ہوتا ہے لیکن وہ ہمارے لیے خوبصورت ریشم تیار کرتا ہے اور اس ریشم سے ہمارے لیے نرم نرم پوشاک بنتی ہے۔ اس لیے اس ننھے سے کیڑے کو سب پسند کرتے ہیں۔

پرندوں کا راجا بھسنڈی کی دلکش باتوں کو سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے پر پھڑ پھڑانے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کا دل خوشی سے معمور ہو گیا کیونکہ اس وقت اس کے دل میں سری رام کی محبت بسی ہوئی تھی۔ اسے اپنی پچھلی بے یقینی کا خیال آیا تو اسے بہت تاسف ہوا۔ اسے اس بات پر ملال تھا کہ اس نے لافانی برہما کو فانی انسان خیال کیا۔ بار بار اس نے کاگ کے قدموں پر سر جھکایا اور اس سے اور بھی زیادہ پیار کرنے لگا کیونکہ وہ سری رام کو عزیز تھی۔ روحانی رہبر کے بغیر اس وجود کے سمندر کو کوئی پار نہیں کرسکتا خواہ وہ ورنچی اور شنکر ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بولا "میرے بزرگ! مجھے شکوک و شبہات کے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ مجھ پر فریب کے بہت سے حملے ہوئے لیکن سری رام نے جو اپنے بھگتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور انھیں خوشی عطا کرتے ہیں تمھارے پاس بھیج کر مجھے بچا لیا۔ تمھاری عنایت سے میرے شکوک و شبہات دور ہو گئے۔ اور پربھو کا راز میری سمجھ میں آ گیا" طرح طرح سے کاگ بھسنڈی کی پوجا کرنے، ہاتھ جوڑنے اور بار بار ان کے آگے سر جھکانے کے بعد گروڑ بڑی نرمی کے ساتھ پھر بولا "اپنی لاعلمی کی وجہ سے میں تم سے ایک سوال اور کرتا ہوں۔ تم مجھے اپنا خادم سمجھتے ہوئے سمجھا کر جواب دینا"

اس کے بعد وہ بولا "تم صداقت سے باخبر ہو، عقل کے پتلے اور ذہانت کے مجسمے ہو۔ تم دھرم کی باتوں سے واقف ہو اور لاعلمی کی تاریکی کو پار کر چکے ہو ان سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ تم سری رام کے چہیتے خادم ہو۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمھیں کوے کا جسم کیوں ملا۔ اس کا راز مجھے سمجھا کر بتاؤ۔ میں نے خود شیودیو سے یہ سنا ہے کہ مہا پرلے میں بھی جب کہ خود برہما کی مدت بھی پوری ہو جاتی ہے تم فنا نہیں ہوتے۔ مجھے یقین ہے کہ شیوجی کی زبان سے کوئی لفظ غلط اور فضول

ریاکار تھا۔ حالانکہ میں سری رام کی راجدھانی میں رہتا تھا لیکن میں ان کی عظمت سے ذرا بھی واقف نہ تھا۔ اب مجھے اجودھیا کی عظمت کا پتہ چلا ہے۔ ویدوں، تنتروں اور پرانوں میں ذکر ہے کہ جو کوئی بھی اجودھیا میں رہتا ہے وہ سری رام کا پجاری ہو جاتا ہے۔ انسان کو اجودھیا کی شان و شوکت کا اندازہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب سری رام مع اپنے تیر کمان کے اس کے دل میں رونق افروز ہو جائیں۔ وہ کلجگ بڑا برا زمانہ تھا۔ اے سانپوں کے دشمن! اس زمانے میں ہر مرد عورت گناہوں میں مبتلا تھی۔ کالی نے ساری نیکیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ تمام متبرک گرنتھ ناپید ہو گئے تھے۔ بہروپیوں نے طرح طرح کے مذاہب ایجاد کر دیئے تھے۔ لوگ بدکاریوں اور گناہوں کے فریب میں آ گئے تھے۔ لالچ نے سب کو ہڑپ کر لیا تھا۔ اب میں تمھیں بتاتا ہوں کہ کلجگ میں کیا ہوتا ہے۔

چاروں آشرموں کا جو فرق ہے اور جو فرائض ہیں اُن کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ مرد عورت سب ویدوں کے خلاف چلنے میں خوشی حاصل کرتے ہیں۔ برہمن ویدوں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ راجا اپنی رعایا کا خون بہاتے ہیں۔ ویدوں کے احکامات پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ ہر ایک اپنا راستہ الگ اختیار کر لیتا ہے اور اسی کو صحیح خیال کرتا ہے۔ اصل پنڈت وہی سمجھا جاتا ہے جو دوسروں کی دولت ہڑپ کر لے۔ جھوٹ موٹ کا مذہبی لبادہ اوڑھ لینے والا ہی مذہبی آدمی خیال کیا جاتا ہے۔ کلجگ میں جھوٹے اور فریبی آدمی کو ہی لائق سمجھا جاتا ہے۔ ایسے زمانے میں اسی کو اچھا سمجھا جاتا ہے جس نے ویدوں کے بتائے ہوئے راستے کو ترک کر دیا ہو۔ جو لمبے ناخن بڑھا لے، لمبی لمبی جٹائیں رکھ لے اسی کو سادھو سمجھا جاتا ہے۔ گندہ لباس اور زیورات پہننے والے، اچھا برا سب کچھ کھا لینے والے سادھو ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کلجگ میں مکمل انسان اور

ساری مخلوق کا اپنا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ جی جان سے سری رام کے قدموں سے عقیدت پیدا کرے۔ وہ جسم مبارک ہے جس میں رہ کر کوئی رگھوپتی کی پوجا کر سکے۔ عقلمند اور سمجھدار لوگ اس کی تعریف نہیں کرتے جو سری رام کا دشمن ہو چاہے وہ برہما کی شکل اختیار کر کے ہی کیوں نہ نمودار ہو۔ مجھے اسی جسم میں سری رام کی عقیدت حاصل ہوئی، اس لیے، اے میرے آقا! اسے میں بہت عزیز رکھتا ہوں۔ میری موت خود میری مرضی پر منحصر ہے لیکن میں اس جسم کو چھوڑنے کے لیے رضامند نہیں کیونکہ ویدوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ بغیر فانی جسم کے پربھو کی عبادت ممکن نہیں۔ میری کم نگاہی نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی جب تک میں سری رام کا معتقد نہیں ہوا مجھے چین کی نیند نصیب نہیں ہوئی۔ میں نے بہت سے جنموں میں جاپ، تپ، دان اور یگیہ کیا۔ مالک! پرندوں کی وہ کونسی شکل ہے جس میں میں نے جنم نہ لیا لیکن مجھے کبھی بھی وہ سکون اور اطمنان حاصل نہ ہوا جو آج میسّر ہے۔ مجھے کتنے ہی جنم ایسے ملے جن میں شیوجی کی دیا سے میں کسی طرح کے بھرم میں مبتلا نہ رہا۔

سنو گروڑ! اب میں تمہیں اپنے پہلے جنم کا حال سناتا ہوں۔ یہ حال ایسا ہے کہ جسے سن کر پربھو کے قدموں سے عقیدت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ عقیدت سارے دنیوی مصائب کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ میرے ایک جنم میں ایسا ہوا کہ دنیا کلجگ سے گزر رہی تھی۔ ہر طرف گناہوں کا دور دورہ تھا۔ مرد عورت سب بدی کی زندگی گزار رہے تھے اور ویدوں کی تعلیم کے برعکس عمل کر رہے تھے۔

اس کلجگ میں میرا جنم اجودھیا میں ہوا اور مجھے ایک شودر کا جسم ملا۔ میں شیوجی کا دل و جان سے عقیدت مند تھا۔ دوسرے دیوتاؤں سے نفرت تھی اور میں مغرور بھی تھا۔ میرے دل میں بہت سی برائیاں بھری ہوئی تھیں اور میں بہت

کلجگ میں یہی سب کچھ ہوتا ہے۔ یہ لوگ خود تو بُرے ہوتے ہی ہیں اور خود تباہ ہوتے ہیں لیکن ان لوگوں پر بھی تباہی لاتے ہیں جو سیدھے اور سچے راستے پر چلنے والے ہیں۔ جو ویدوں میں عیب نکالتے ہیں اور ان پر تنقید کرتے ہیں، ان کی جگہ دوزخ ہے۔ نیچ ذات کے لوگ مثلاً تیلی، کمھار، کرات، کول وغیرہ سر منڈا کے سنیاسی بن بیٹھتے ہیں۔ یہ لوگ عام طور پر ایسا اس وقت کرتے ہیں جب ان کی بیوی مرجائے اور ان کے پاس کچھ اثاثہ نہ رہ جائے۔ یہ لوگ برہمنوں سے اپنی پوجا کراتے ہیں۔ ان کی زندگی اس دنیا میں بھی برباد رہتی ہے اور دوسری دنیا میں بھی انھیں سزا ملتی ہے۔ برہمنوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ ان پڑھ، بیوقوف لالچی اور حریص ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نیچ ذات کی عورتوں سے شادی کرتے ہیں جو کردار کی بھی اچھی نہیں ہوتیں۔ شودر جاپ اور تپ کرتے ہیں۔ اونچی جگہوں پر بیٹھ کے پرانوں کا پاٹھ کرتے ہیں۔ ہر آدمی وہ طور طریقہ اختیار کرتا ہے جس کو اس کا جی چاہے غرض یہ کہ برائیوں کا ایک ایسا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوتا ہے جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کلجگ میں سارے برن یعنی فرقے گڈ مڈ ہو جاتے ہیں اور متبرک قوانین کا ہر کوئی توڑ ڈالتا ہے۔ لوگ گناہوں میں غرق ہوتے ہیں اور خوف دکھ، بیماری، تباہی صلہ کے طور پر پاتے ہیں۔ گمراہی انھیں ایسے راستے پر ڈال دیتی ہے کہ وہ سری رام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ رام بھگتی ہی ایسا راستہ ہے جس کی ویدوں نے تلقین کی ہے اور جس پر چل کر انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

لوگ اپنے لیے مکانات تعمیر کرتے ہیں، انھیں آراستہ کرتے ہیں لیکن اپنے دل کے گھر کی پاکیزگی اور آراستگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے دل کی نجاست انھیں اس قابل ہی نہیں چھوڑتی۔ فقیر دولت مند بن بیٹھتے ہیں اور پیسے

پوجا کے لائق سمجھا جاتا ہے۔ بدکردار لوگوں کا احترام ہوتا ہے۔ گندہ خیالات کے لوگ کلجگ میں قابل احترام بن بیٹھتے ہیں۔

جس طرح بندر اپنے سدھانے والے کے اشاروں پر ناچتا ہے اسی طرح لوگ عورتوں کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ شودر برہمنوں کو تعلیم دینے لگتے ہیں اور انہیں مذہب کی باتیں سکھانے لگتے ہیں۔ یہ لوگ خود جنیو پہننے لگتے ہیں اور تحفے تحائف قبول کرنے لگتے ہیں۔ ہر طرف حرص و ہوس کا دور دورہ ہوتا ہے۔ لوگ برہمنوں، سادھوؤں، دیوتاؤں اور ویدوں کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بدنصیب بیویاں اپنے شوہروں کو دھوکا دینے لگتی ہیں۔ یہ اپنے خوبیوں والے اور خوبصورت شوہروں کو دھوکا دیکر دوسروں سے تعلق قائم کر لیتی ہیں۔ شوہروں والی بیویاں زیور نہیں پہنتیں اور بیوائیں طرح طرح کے زیورات سے لدی رہتی ہیں۔ چیلے اور گورو بالکل بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں۔ ایک کو سنائی نہیں دیتا اور دوسرے کو سجھائی نہیں دیتا۔ روحانی پیشوا جو اپنے پیرو سے رقم اینٹھے اور اسے تکلیف سے نجات نہ دلا سکے اس کی جگہ دوزخ ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کو ایسی تعلیم دیتے ہیں جو صرف پیٹ بھرنے کے کام آتی ہے۔ مرد عورت برہم گیان کے سوا دوسری کوئی بات نہیں کرتے لیکن اصلیت یہ ہے کہ لالچ کے سبب وہ اپنے گورو کو قتل کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ شودر برہمنوں سے بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا ہم تم سے کم ہیں۔ اصلی برہمن تو وہ ہے جو برہما کی اصلیت کو سمجھے۔

برہما کی صفت نیکیوں کا مجسمہ وہ لوگ سمجھے جاتے ہیں جو عیبوں کے پتلے ہوں، فریب دینے میں ماہر ہوں۔ دوسروں کی بیویوں پر نظر رکھتے ہوں۔

طلبگار ہوتی ہیں لیکن نیکی سے دور ہوتی ہیں۔ یہ حماقت کا مجسمہ ہوتی ہیں۔ یہ عقل سے نابلد ہوتی ہیں اور ان کے مزاج میں نرمی نہیں ہوتی۔ مرد طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور انھیں خوشی حاصل نہیں ہو پاتی۔ یہ مغرور ہوتے ہیں اور بے بات دوسروں سے جھگڑتے ہیں۔ مردوں کی عمر کم ہوتی ہے۔ ان کے آخری دن قریب ہوتے ہیں لیکن یہ اپنے غرور کے سبب قیامت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ کلجگ میں لوگ پاگل ہو جاتے ہیں۔ لوگ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی بھی عزت نہیں کرتے۔ لوگوں کے مزاج میں قناعت اور سکون نہیں ہوتا۔ ہر طبقے کے لوگ گداگری کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ ہر جگہ حسد، غصہ اور لالچ کا چلن ہوتا ہے۔ ہر طرف مایوسی چھائی ہوتی ہے۔ ہر جگہ غم کی حکومت ہوتی ہے۔ چاروں ذاتوں کے جو فرائض مقرر کیے گئے ہیں وہ نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ ضبط و تحمل، خیرات، دانشمندی ناپید ہوتی ہے۔ حماقت اور فریب کا دور دورہ ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ کلجگ میں برائیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ سری ہری کے نام سے البتہ ان سب چیزوں سے نجات مل سکتی ہے۔

ست جگ میں سب جوگی اور وگیانی ہوتے ہیں اور سب ہی عقل کے پتلے ہیں اس لیے اس جگ میں سب مرد عورت سری ہری کی طرف دھیان لگا کے سمندر کو عبور کر لیتے ہیں۔ تریتا جگ میں لوگ مختلف طرح کے یگیہ کرتے ہیں اور بھگوان کی پوجا کر کے اپنا بیڑا پار لگاتے ہیں۔ دواپرا جگ میں لوگ سری رام کی طرف دھیان لگا کے مکتی پاتے ہیں کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ کلجگ سے چھٹکارا پانے کی صورت یہی ہے کہ سری ہری کے گن گائے جائیں۔ کلجگ میں جوگ، تپ، یگیہ اور گیان کسی کام نہیں آتے۔ ساری امید ہوتی ہے تو صرف بھگتی سے۔ ان کی پوجا کرنے سے نجات مل جاتی ہے۔ آواگون کے چکر سے نجات

والے کنگال ہو جاتے ہیں۔ میرے مہربان گروڈ! کلجگ کی تباہیاں بیان سے باہر ہیں۔ لوگ یہ کرتے ہیں کہ اچھے گھر کی اور نیک بیوی کو گھر سے نکال دیتے ہیں اور کسی نوکرانی کو گھر میں ڈال لیتے ہیں۔ ساری نیکی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ بیٹے اپنے ماں باپ کا خیال صرف اسی وقت تک رکھتے ہیں جب تک وہ اپنی بیوی کا منہ نہیں دیکھتے۔ سسرالی رشتہ داروں کو پاکر یہ لوگ اپنے عزیزوں کو بھول جاتے ہیں بلکہ انھیں دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔ راجا نیکی کے راستے کو تیاگ کر گناہ کے راستے پر چلتے ہیں۔ یہ اپنی رعایا پر طرح طرح مظالم برپا کرتے ہیں۔ حقیر سے حقیر انسان شریف بن بیٹھتا ہے اگر کسی طرح دولت اس کے ہاتھ لگ جائے۔ برہمن کی پہچان صرف جنیو اور سادھوؤں کی پہچان صرف اس کا ننگا پن رہ جاتا ہے۔ سادھو وہی ہے جو ویدوں اور پرانوں کو قبول نہ کرے اور کلجگ میں ہری کا بھگت وہی کہلاتا ہے۔ شاعر بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ لوگ ناپید ہوتے ہیں جو ان کے فن کی قدر کر سکیں۔ دوسروں میں عیب نکالنے والے بیشمار موجود ہوتے ہیں لیکن ایسے لوگ جو دوسروں کے اوصاف کی قدر کر سکیں یا خود اوصاف رکھتے ہوں، نظر نہیں آتے۔ کلجگ میں برابر قحط پڑتا رہتا ہے۔ غلّہ ناپید ہونے کی وجہ سے برابر موتیں ہوتی رہتی ہیں۔

سنو گروڈ! کلجگ میں حسد، ضد، ریاکاری، نفرت، لالچ، غرور، دکھاوا۔ ان سب چیزوں کو عروج ہوتا ہے۔ لوگ جاپ، تپ، دان، یگیہ، برت کرتے بھی ہیں تو اس کے پیچھے کوئی بُرا مقصد ہوتا ہے۔ دیوتا بارش نہیں کرتے نہ کھیتوں میں غلّہ اگاتے ہیں۔

عورتوں کے جسموں پر زیور نہیں ہوتا اور ان کی بھوک زبردست ہوتی ہے۔ ان کے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہوتا لیکن کسی طرح یہ رئیس ہوتی ہیں۔ یہ خوشی کی

لگاتار شیوجی کی پوجا کیا کرتا تھا۔ اس کے سوا اسے کوئی کام نہ تھا۔ وہ بہت نیک تھا اور صداقت سے آشنا تھا۔ وہ شمبھو کی پوجا کرتا تھا مگر سری ہری سے بیر نہ رکھتا تھا۔ میں اس کی خدمت کرنے لگا لیکن میرا دل صاف نہ تھا۔ وہ برہمن نیکی کا پتلا تھا۔ مجھے بظاہر اتنا منکسر پایا تو وہ برہمن مجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھ کے تعلیم دینے لگا۔ اس نے مجھے بہت سی عقل کی باتیں بتائیں اور بہت سے نیک مشورے دیے۔ اس نے مجھے منتر بھی یاد کرائے۔ میں شیوجی کے مندر میں جا کر منتر کا جاپ کیا کرتا تھا۔ میرا دل غرور اور مکر سے پاک نہیں تھا۔ جب بھی میں سری ہری کے کسی پجاری کو یا کسی برہمن کو دیکھتا تو میرا دل نفرت سے بھر جاتا۔ سری ہری سے مجھے بیر تھا۔ میرا گورو میری یہ حرکت دیکھ کر روز مجھے بُرا بھلا کہتا تھا لیکن میں اس کی لعن طعن سن کر اور بھی غصے سے پھنکنے لگتا تھا۔ کسی ریاکار کو کوئی مفید مشورہ کیسے بھا سکتا ہے۔

ایک دن میرے گورو نے مجھے بلایا اور ہر ممکن طرح سے مجھے سمجھایا۔ بولا ”میرے بیٹے! شیوجی کی پوجا کا واحد مقصد یہ ہے کہ سری رام کے قدموں سے کبھی نہ ختم ہونے والا اعتقاد پیدا ہو جائے۔ میرے بیٹے! خود برہما (خالق) اور شیوجی سری رام کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ انسان بیچارہ تو ہے کس گنتی میں۔ اے بدنصیب! تو اس سے عداوت رکھ کے خوشی کا طالب ہے جس کے قدموں سے برہما اور شیوجی پیار کرتے ہیں۔ اپنے گورو کے یہ الفاظ سن کر اور ہری کی اس طرح تعریف سُن کر میں آگ بگولا ہو گیا۔ میں جاہل اور نیچ ذات کا تو تھا ہی میں نے اس کی بات کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ میرا حال وہ تھا جیسے کسی زہریلے سانپ کو دودھ پلاؤ تو وہ اور بھی خوفناک ہو جاتا ہے۔ میں مغرور تھا، بدطینت اور خبیث تھا۔ اس کے علاوہ

مل جاتی ہے۔ اس نام میں یہ طاقت ہے کہ سب دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ کلجگ میں ایک بات یہ ہوتی ہے کہ جو نیکیاں کی جائیں ان کا صلہ تو ملتا ہی ہے جن نیکیوں کا ارادہ کیا جائے ان کا انعام بھی ملتا ہے۔ اس کے برعکس جو برائیاں کی نہ جائیں صرف ان کا ارادہ کیا جائے، ان کی سزا نہیں ملتی۔ اس جگ یعنی کلجگ میں لاکھ برائیاں سہی لیکن اتنی خوبی ضرور ہے کہ رام سے لو لگاؤ تو کام بن جاتا ہے۔

صداقت کی موجودگی، دل کی پاکیزگی، روحانی نشاط — یہ وہ چیزیں ہیں جو ست جگ میں پائی جاتی ہیں۔ دلی مسرت اور ذوق عمل تریتا جگ میں پائی جاتی ہیں۔ بہت زیادہ تمس اور تھوڑا سا رجس — یہ وہ چیزیں ہیں جو کلجگ میں نظر آتی ہیں۔ سمجھدار لوگ ہر جگ کی خصوصیات کو سمجھ لیتے ہیں۔ اور خود کو نیک کاموں میں مصروف کر دیتے ہیں۔ جو سری رام کے قدموں سے لگاؤ رکھتا ہو اس پر وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایک مداری جو تماشے دکھاتا ہے اس سے سری رام کا سچا بھگت دھوکے میں نہیں پڑ سکتا۔ نیکی اور بدی سب ہری کی مایا ہے۔ نیکی کی طرف رہنمائی سری ہری کی عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کر اور دل سے تمام بُری خواہشات کو دور کر کے انسان کو سری ہری کی پوجا کرنی چاہیئے۔

اے پرندوں کے راجا! کلجگ کے اس زمانے میں بہت برسوں تک میں اجودھیا میں رہا۔ آخر وہاں ایک خوفناک قحط پڑا اور میں مصیبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہاں سے دوسری جگہ گیا۔ میں اُجین چلا گیا۔ میری حالت خستہ تھی۔ میں ملول تھا اور بالکل کنگال تھا۔ کچھ وقت گزرنے پر میں نے کچھ اثاثہ جمع کر لیا اور اسی جگہ شمبھو کی پوجا کرنے لگا۔ وہاں ایک برہمن تھا جو ویدوں کے دستور کے مطابق

ہے۔ لیکن میں تجھے شاپ دیتا ہوں۔ میں تجھے سزا دیے بغیر نہیں رہوں گا۔ میرے ویدوں کی تعلیم میں رخنہ پڑ جائے اگر میں تجھے مزہ نہ چکھاؤں۔ جو بیوقوف اپنے دل میں اپنے گورو کی طرف سے کدورت رکھتے ہیں وہ جگ جگ کے لیے دوزخ کی آگ میں جلتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کمتر درجے کے جسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تکلیف انھیں دس ہزار جنموں تک برداشت کرنی پڑتی ہے۔ کم بخت! تو سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا رہا اور تو گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس لیے تجھے سانپ کا جسم ملے گا۔ جا اور کسی بڑے درخت کے سوراخ میں جگہ لے۔ شیوجی کی یہ خوفناک بددعا سنی تو اس کی چیخ نکل گئی۔ پھر جب اس نے مجھے خوف سے کانپتے دیکھا تو اُسے سخت اذیت ہوئی۔

میرا گورو میرے لیے ہاتھ جوڑ کر زمین پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا: جنوب مشرق کی سمت کے نگہبان، ساری کائنات کے حکمران، ویدوں کی شکل میں نمودار ہونے والے قادرِ مطلق برہما! شیوجی! میں تمھارا پجاری ہوں۔ میں تمھارے آگے سر جھکاتا ہوں۔ وقت کو ختم کر دینے والے، کیلاش پر حکومت کرنے والے! تمھاری گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے۔ تمھارا سفید جسم اس طرح چمکتا ہے جیسے برف سے ڈھکا ہمالیہ پہاڑ۔ ہزاروں کام دیووں کا حسن تمھارے حسن پر نثار ہے۔ مقدس دریا گنگا تمھارے سر پر چمکتا ہے۔ تمھارے ابرووں پر ہلال چمکتے ہیں اور تمھاری گردن سے ناگ لپٹے رہتے ہیں۔ تمھاری کمر کے گرد شیر کی کھال لپٹی رہتی ہے۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کی مالا پڑی رہتی ہے۔ تم تک صرف محبت کے راستے سے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ میں بھوانی کے شریکِ حیات سے امان چاہتا ہوں جو اننت ہے، ناقابلِ تقسیم ہے۔ لاکھوں سورجوں کی روشنی جس کے آگے ہیچ

کم ذات بھی تھا۔ میں رات دن اپنے گورو کو تکلیف پہنچانے کے منصوبے بنانے لگا۔ میرا گورو ایسا نیک تھا کہ اس کے دل میں میرے خلاف کوئی غصہ نہ تھا۔ بلکہ اس نے بار بار مجھے نصیحت کی۔

بُرا آدمی سب سے پہلے یہ کام کرتا ہے کہ جو اس کی بھلائی میں کوشاں رہا ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دھواں جو آگ سے پیدا ہوتا ہے جب وہ بڑھ کر بادل کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اسی آگ کو بجھا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ خاک زمین پر پڑی ہوتی ہے تو بہت حقیر ہوتی ہے لیکن جب وہ ہوا سے اڑ کر اوپر جا پہنچتی ہے تو پہلے خود ہوا کو لپیٹ میں لیتی ہے اور پھر اس طرح زمین پر اترتی ہے کہ بادشاہوں کی آنکھوں میں گھسنے سے بھی نہیں چوکتی۔ عقل مند آدمی اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد بُروں کی صحبت سے دور رہتے ہیں۔ عقل مندوں اور عالموں نے کہا ہے کہ بُروں کی نہ تو دوستی اچھی اور نہ دشمنی اچھی۔ بُروں سے دور رہنا چاہیے۔ ان سے اس طرح دور رہنا چاہیے جیسے کتوں سے۔ میرے گورو کی نصیحت نہایت عمدہ تھی لیکن میں بُرا جو ٹھہرا۔ اس لیے میرے اوپر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک دن میں ہر کے مندر میں شیو کے نام کا جاپ کر رہا تھا۔ اس اثنا میں میرا گورو آیا۔ میں مغرور تو تھا ہی۔ میں نے کھڑے ہو کے اُسے پرنام بھی نہیں کیا۔ وہ اتنا نیک تھا کہ اس نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ میرے خیال سے اس کے دل میں کسی طرح کا غصہ بھی پیدا نہ ہوا۔ لیکن گورو کا ادب نہ کرنا ایسی گستاخی تھی کہ برداشت سے بھی باہر تھی۔

اچانک مندر میں ایک آواز گونجی: بدنصیب، مغرور احمق! حالانکہ تیرے گورو کے مزاج میں غصہ نہیں ہے۔ وہ نہایت حلیم اور نرم دل ہے۔ وہ عقل کا پتلا

اذیت نہ ہوگی۔"

۱

اس کے بعد وہ آواز مجھ سے مخاطب ہو کر یوں گویا ہوئی "سن شودر! کسی جنم میں تو پچھلے جنم کو نہیں بھولے گا۔ سب سے پہلے تو سری رام کی راجدھانی میں پیدا ہوا تھا اس کے بعد تو میری پوجا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس عظیم الشان شہر میں پیدا ہونے اور میری پوجا کرنے کے سبب تیرے دل میں سری رام کی عقیدت پیدا ہوگی۔ یہ بات یاد رکھ کہ برہمنوں کی خدمت سری ہری کو خوش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آئندہ برہمنوں کی اہانت مت کرنا اور سادھوؤں کو بھگوان کے برابر ماننا۔ برہمنوں سے عداوت رکھے تو میرا اپنا ترشول بھی پگھل جائے۔ اس نصیحت کو گرہ میں باندھ لے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو اس دنیا میں کچھ بھی پالینا تیرے لیے مشکل نہ ہوگا۔ میں تجھے ایک اور چیز دیتا ہوں تو جہاں چاہے گا آسانی کے ساتھ پہنچ سکے گا۔" شیوجی کے یہ الفاظ سن کر گورو بہت خوش ہوا اور اس نے کہا ایسا ہی ہو۔ مجھے نصیحت کرنے کے بعد وہ سری شمبھو کے نقش قدم اپنے دل پر جمائے اپنے گھر کی طرف رخصت ہوگیا۔ میں وندھیاچل کے پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ وہاں میں مختلف روپ اختیار کرتا رہا۔ میں ایک روپ اختیار کرتا اور اسے اس طرح آسانی سے اتار پھینکتا جیسے کوئی شخص پرانے کپڑے اتار دیتا ہے۔ اور نئے پہن لیتا ہے۔ اب عقل مجھے گمراہ نہ ہونے دیتی تھی۔ میں کوئی بھی شکل اختیار کرتا خواہ وہ جانور کی ہوتی، آدمی کی ہوتی یا دیوتا کی ہوتی، میں ہر شکل میں سری رام کے اوصاف بیان کرتا رہتا تھا۔ ایک چیز کو میں کبھی نہ بھلا سکا اور وہ تھی میرے گورو کی نرم مزاجی اور شفقت۔

آخری جسم جو مجھے ملا وہ ایک برہمن کا تھا۔ ویدوں اور پرانوں میں بتایا گیا ہے

ہے۔ جس کے ہاتھ میں ترشول ہے۔ جو کائنات کے ہر چکر کے بعد اسے قیامت سے روشناس کراتا ہے۔ جس سے نیکوں کو دائمی خوشی ملتی ہے۔ جو تری پُر کو ختم کرنے والا ہے۔ دل سے تمام شکوک و شبہات کو دور کرنے والا ہے۔ جس کے قدموں کو پوجے بغیر سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے کرم کے بغیر اس دنیا میں اور اگلی دنیا میں سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ تمام جانداروں کے دل میں وہی بستا ہے۔ مجھے جوگ آتا ہے نہ جاپ اور نہ تپ۔ شمبھو! میں تو تم سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری رکشا کرو۔ مجھے بڑھاپے اور آواگون کی تکلیف سے نجات دو۔ برہمن نے ہر سے یہ پرارتھنا کی۔ یہ دعا جو بار بار دہراتا ہے شمبھو اس پر کرم کرتے ہیں۔

شیوجی نے برہمن کی یہ دعا سنی اور اس کی عقیدت دیکھی۔ اب مندر میں پھر ایک آواز گونجی: برہمن! ایک بردان مانگ لے۔ برہمن بولا "میرے آقا! اگر تم مجھ پر مہربان ہو اور اپنے خادموں پر شفقت فرماتے ہو تو پہلے تو مجھے یہ بردان دو کہ میں سدا تمھارے قدموں سے پیار کرتا رہوں۔ دوسرا بردان یہ دو کہ تمھاری مایا سے متحیر ہو کر جاندار جو ایک رحم سے دوسرے رحم میں پہنچتا رہتا ہے، اس سے ناراض نہ ہو۔ شنکر دیو اس جاندار پر رحم کرو۔ جلد ہی اس کے لیے تمھارا شاپ تمھاری دعا بن جائے۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ اسے سچی خوشی حاصل ہو"۔ برہمن کے یہ عقیدت سے معمور الفاظ سن کر آواز آئی "ایسا ہی ہو۔ حالانکہ اس نے بہت بڑا پاپ کیا ہے اور میں نے بہت غصّے میں اسے شاپ دیا ہے لیکن تیری نیکی اور تیری اچھائی کو دیکھتے ہوئے، میں اس پر ایک کرم کروں گا۔ میرا شاپ تو پورا ہوگا لیکن اسے ان جنموں میں

گیتوں سے مجھے اور بھی طاقت حاصل ہوتی ۔ میرو پہاڑ پر برگد کے درخت کے نیچے منی لومس بیٹھے تھے ۔ انھیں دیکھ کر میں نے عقیدت سے سر جھکایا اور انھیں پرنام کیا ۔ انھوں نے مجھ سے آنے کا سبب پوچھا ۔ میں نے کہا "آپ تو سب کے دل کا راز جانتے ہیں ۔ مجھے یہ بتائیے کہ بھگوان کی پوجا کا سب سے بہتر طریقہ کون سا ہے ؟"

میرا سوال سن کر اس مہامنی نے سری رام کے بہت سے اوصاف بیان کیے ۔ وہ خود ہر وقت بھگوان سے لو لگائے رہتے تھے ۔ جب انھوں نے مجھے اپنی نصیحت کا مستحق پایا تو انھوں نے مجھے عقل کی بہت سی باتیں بتائیں ۔ انھوں نے کہا کہ برہما اننت ہے اور نرگن ہے ۔ وہ دل پر حکمرانی کرتا ہے ، ساری خواہشوں سے آزاد ہے ۔ اس کی کوئی شکل نہیں ۔ وہ ناقابلِ تقسیم ہے ۔ اس کی کسی سے مثال نہیں دی جا سکتی ۔ اس کا سمجھ لینا آسان نہیں ۔ میں نے کہا "تم میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ۔ اس کی اور تمھاری مثال ایسی ہے جیسی سمندر اور قطرے کی ۔ ویدوں میں تو یہی کہا گیا ہے ۔" اس کے جواب میں انھوں نے جو کچھ کہا وہ میری سمجھ میں نہ آ سکا ۔ میں نے کہا "مجھے تو یہ بتائیے کہ ذات متصف کی پوجا کس طرح کی جائے ۔ سری رام کی پرستش کرنے میں مجھے زیادہ لطف آتا ہے ۔ مجھے تو یہ بتاؤ کہ میں پربھو کو اپنی آنکھوں سے کب اور کس طرح دیکھ سکتا ہوں پہلے میں اجودھیا کے راجا کے درشن کر لوں اس کے بعد میں برہما کے بارے میں تمھاری باتیں سن لوں گا ۔

انھوں نے پھر برہما کی تعریف کی اور بتایا کہ اسے انسانی روپ میں دیکھنا

کہ یہ وہ عزت ہے جو دیوتاؤں کو بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ اس جنم میں جب میں بچہ تھا تو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل بھی ایسے کھیلتا جس میں سری رام کے بچپن کے واقعات دکھائے گئے ہوں۔ جب میں بڑا ہوا تو میرے پتا نے مجھے تعلیم دی۔ میں چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا تھا، چیزوں پر غور کرتا تھا لیکن اس طرف میرا دل نہ لگتا تھا۔ دنیا کی کوئی چیز مجھے نہ بھاتی تھی۔ میرا دھیان صرف سری رام کے قدموں کی طرف لگا رہتا تھا۔ بتاؤ میرے مالک! ایسا کون ہوگا جو گائے کو چھوڑ دے اور اس کی جگہ گدھی لے لے۔ میں سری رام کی محبت میں ایسا گم تھا کہ کسی چیز میں دل لگتا ہی نہ تھا۔ میرے پتا مجھے سکھانے کی ساری کوششیں کر کر کے ہار گئے۔ جب میرے ماتا پتا اس دنیا سے چل بسے تو میں جنگل چلا گیا تاکہ پربھو کے دھیان میں وقت گزار سکوں۔ جنگل میں جب کوئی سادھو ملتا تو میں اس کا احترام کرتا اور اس کے آشرم میں حاضری دیتا۔

میں ان سے کہتا کہ سری رام کے بارے میں کچھ سنائیے۔ پھر جو کچھ وہ سادھو سناتے میں پوری توجہ کے ساتھ سنتا۔ اس طرح میں سری ہری کی تعریفیں سنتا رہا۔ شمبھو کی دیا سے مجھے یہ سہولت حاصل تھی کہ میں جہاں چاہتا چلا جاتا۔ دولت، عورت، شہرت کسی چیز کی مجھے خواہش نہ تھی۔ میرے دل میں صرف ایک ہی آواز سر اٹھاتی تھی۔ میں کہا کرتا تھا کہ مجھے زندگی کا اصل مقصد اس وقت حاصل ہوگا جب مجھے پربھو کے قدموں کے درشن ہو جائیں گے۔ مجھے دن رات یہ انتظار تھا کہ بھگوان اس شکل میں نمودار ہوں جیسے دکھا جاتے۔ میرے دل کی یہ خواہش برابر بڑھتی گئی۔ جب مجھے اپنے گورو کے الفاظ یاد آتے تو سری رام کی عقیدت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ میں ہر طرف ان کے گیت گاتا پھرتا۔ ان

نہیں کیا۔ تیری خاصیت کوّے کی سی ہے جو کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اس لیے تجھے فوراً کوّے کا روپ ملنا چاہیے۔" میں نے سر جھکا کے ان کا شاپ سنا لیکن نہ مجھے کسی طرح کا ڈر لگا نہ کسی قسم کی شرمندگی ہوئی۔ میں فوراً کوا بن گیا۔ میں نے احترام سے منی کے قدموں پر سر جھکایا اور سری رام کے قدموں کی طرف دھیان لگائے ہوئے اڑ گیا۔

اوما! جو سری رام کے قدموں سے لو لگاتے ہیں اور لالچ، غرور، غصّے سے آزاد رہتے ہیں انھیں ساری دنیا میں ہر جگہ پربھو کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس لیے وہ کسی سے عداوت بھی نہیں رکھتے۔

پرندوں کے راجا! اصلیت تو یہ ہے کہ اس منی کا بھی قصور نہ تھا۔ سب کے دلوں میں تحریک پیدا کرنے والے سری رام ہی تو ہیں۔ منی کے پردے میں سری رام میری عقیدت کا امتحان لے رہے تھے۔ منی نے جب پربھو سے میری عقیدت دیکھی تو انھوں نے مجھے رام بھگتی کے کئی منتر سکھائے۔ انھوں نے ہی مجھے یہ بھی بتایا کہ سری رام کے بچپن پر کس طرح دھیان لگایا جا سکتا ہے۔ مجھے پربھو کا بچپن سب سے زیادہ عزیز ہے۔ منی نے مجھے کچھ دنوں اپنے آشرم میں ٹھہرایا اور مجھے رام چرت مانس سنایا۔ پھر مجھ سے کہا "سری رام کے یہ حالات مجھے سری شمبھو نے بتائے ہیں۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ تم سری رام کے سچے بھگت ہو۔ اس لیے میں نے یہ قصہ تجھے سنا دیا۔ میرے بچے! یہ قصہ کسی ایسے کے سامنے نہ دہرانا جس کے دل میں سری رام کا پیار نہ ہو۔" منی نے مجھے بہت سی نصیحتیں کیں اور میں ان کے قدموں پر سر جھکائے توجہ کے ساتھ سنتا رہا۔ آخر منی نے اپنی متبرک ہتھیلی سے میرے سر کو چھوا اور خوش ہو کے مجھے دعائیں دیں اور کہا "تیرے دل میں رام بھگتی اس طرح جاگزیں ہوگی کہ اس میں کسی طرح کمی نہ آئے گی۔ تو ہمیشہ پربھو کو عزیز

ممکن نہیں۔ وہ تو ذاتِ مطلق ہے۔ میں ان کی رائے سے اتفاق نہ کرسکا۔ ان سے تکرار کرنے لگا۔ اس سے ان کے چہرے پر خفگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ غصہ بڑے بڑے رشیوں منیوں کو بھی آتا ہے۔ صندل کو بھی بہت گھسا جائے تو اس سے بھی آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ منی بار بار روحانی باتیں بتاتے رہے۔ میں نے بھی اپنے دعوے کی دلیل میں بہت سی باتیں کیں۔ میں نے کہا "اگر دوسروں کی بھلائی کی خواہش کی جائے تو کیا اس سے تکلیف حاصل ہو سکتی ہے؟ کسی کے پاس پارس پتھر ہو تو کیا وہ غربت کے سبب مرسکتا ہے؟ کیا حاسد جلن اور فکر سے نجات پا سکتا ہے؟ کیا بوالہوس عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہے؟ کوئی برہمنوں کو ایذا پہنچائے تو کیا اس کی خوشی برقرار رہ سکتی ہے؟ بروں کی صحبت میں رہ کر عقل سیکھی جا سکتی ہے؟ بدکردار کو خوشی مل سکتی ہے؟ جو بھگوان تک جا پہنچے ہیں کیا وہ پھر آواگون کے چکر میں گرفتار ہو سکتے ہیں؟ کیا سیاست کا شعور رکھے بغیر سلطنت چلائی جا سکتی ہے؟ جو سری رام کے کارنامے بیان کرے اس کے گناہ برقرار رہ سکتے ہیں؟ سری رام کی عظمت کا ذکر ویدوں اور پرانوں میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ قیمتی چیز کوئی اور ہو سکتی ہے؟ اگر کوئی انسان ہو کر سری رام سے عقیدت نہ رکھتا ہو تو اس سے بڑا کوئی نقصان ہو سکتا ہے؟ بدگوئی اور چغلی سے بڑا کوئی گناہ اور ہمدردی سے بڑھ کر کوئی ثواب ہو سکتا ہے؟"

غرض میں منی سے الجھتا رہا اور ان کی تعلیمات کو میں نے احترام کے ساتھ نہیں سنا۔ میں بار بار سگن بھگتی کی خوبیاں بیان کرتا رہا۔ آخر کار وہ غصے میں بھر گئے اور بولے "احمق! میں جو کچھ تجھے سمجھاتا رہا۔ تو نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ بار بار مجھ سے بحث میں الجھتا رہا۔ میں نے تجھ سے جو مصدقہ باتیں کہیں تو نے ان پر یقین

سری رام سے عقیدت مندی کی شان نرالی ہے۔ مجھے اپنے اس جسم سے بہت پیار ہے کیونکہ میں اسی جسم میں تھا کہ پربھو کی مجھ پر عنایت ہوئی اور مجھے ایسا بردان ملا جس کا پانا بڑے بڑے منیوں کے لیے مشکل ہے۔ بھجن کی یہ شان ہوتی ہے۔

جو لوگ اس عقیدت کو اہمیت نہیں دیتے اور عقل ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں وہ نادان ہیں۔ اسے کیا کہا جائے جو اپنے گھر کی گائے کو تو چھوڑ دے اور آک کے پودے سے دودھ نکالے۔ سنو گروڑ! جو لوگ حماقت سے بھکتی کو اہمیت نہیں دیتے اور اس کے بغیر اس دنیا کے سمندر کو پار کر لینے کے خواب دیکھتے ہیں وہ نادان ہیں۔" اے بھوانی! گروڑ بھسنڈی کے یہ الفاظ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا: "میرے آقا! تمھاری عنایت سے شک، غم، غلطی، فریب — ہر چیز میرے دل سے دور ہو گئی۔ میں نے سری رام کے اوصاف سنے تو مجھے ذہنی سکون میسر آگیا۔ اے محبت کے سمندر! بس میرا تم سے ایک سوال اور ہے۔ اس کا جواب مجھے سمجھا کر دو۔ منی کہتے ہیں اور ویدوں پرانوں میں بھی یوں ہی آیا ہے کہ کسی چیز کا حاصل کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا عقل کا۔ منی لومس نے تمھیں کتنی فہمایش کی لیکن تم عقل کو وہ رتبہ نہیں دیتے جو تم بھکتی کو دیتے ہو۔ مجھے سمجھاؤ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔" بھسنڈی اس کا سوال سن کر خوش ہوا اور اس نے نہایت نرمی سے جواب دیا "دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں ہی مکتی حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

بڑے بڑے منی ان دونوں میں فرق بتاتے ہیں۔ گیان، وگیان، براگ، مردانہ طاقت رکھتے ہیں۔ عورتیں یقیناً کمزور ہوتی ہیں۔ لیکن مرد وہی کہلا سکتے ہیں جو

رہے گا۔ تو غرور سے ہمیشہ آزاد رہے گا۔ ہمیشہ جسم بدلنے پر تو قادر رہے گا اور تیری موت جو نجات ہے خود تیرے اختیار میں رہے گی، عقل کبھی تیرا ساتھ نہ چھوڑے گی۔ جس آشرم میں تو رہے گا اس سے آٹھ آٹھ کوس فاصلے تک لاعلمی اور جہالت نہ آسکے گی۔

وقت اور قسمت کبھی تجھے تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔ پربھو کی زندگی کے سارے واقعات، ان کے سارے کارنامے جو ویدوں اور پرانوں میں بیان ہوئے ہیں، وہ سب تیرے علم میں رہیں گے۔ تیرے دل میں رام بھگتی کا جو شعلہ روشن ہے اس میں برابر اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ جو خواہش تیرے دل میں پیدا ہوگی وہ سری ہری کی عنایت سے فوراً پوری ہو جائے گی۔" جب منی نے اپنی گفتگو کا سلسلہ منقطع کیا تو ایک آسمانی آواز سنائی دی۔ یہ آواز یقیناً برہما کی تھی: "اے روشن ضمیر منی! تیری یہ بات سچی ثابت ہوگی۔ اس کے دل میں میری عقیدت ہر طرح پختہ ہے۔" میں یہ غیبی آواز سن کر بہت خوش ہوا اور میرا اعتقاد اور مضبوط ہوگیا۔ میں نے بار بار منی کے قدموں پر سر جھکایا اور ایک بےمثال بردان لے کر اپنے آشرم کو لوٹ آیا۔ سنو گرڈ! میں اس آشرم میں اتنے دنوں سے رہ رہا ہوں کہ یہ سنسار بہتّر مرتبہ بسا اور اکہتر مرتبہ اجڑا۔ میں دن رات پربھو کے گن گاتا رہتا ہوں اور عقل رکھنے والے پرند انھیں غور سے سنتے رہتے ہیں۔ جب جب سری رام اجودھیا میں جنم لیتے ہیں میں وہاں جا پہنچتا ہوں اور ان کے بچپن کے دنوں سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ پھر ان کے بچپن کا تصور دل میں لیے ہوئے میں اپنے آشرم میں آپہنچتا ہوں۔ لو اب تمھیں معلوم ہوگیا کہ مجھے کوّے کا جسم کس طرح ملا اور تمھارے باقی سوالوں کا جواب بھی میں نے دیدیا۔

گئی اور اس نے خود کو طوطے یا بندر کے جسم میں اسیر کرلیا۔ مادّہ اور روح کو ایک دھاگے نے باندھ رکھا ہے اور یہ دھاگا فرضی ہے۔ اس وقت سے یہ روح اس دنیا کی ایک چیز ہوکر رہ گئی ہے۔ یہ گرہ جب تک کھل نہ جائے اسوقت تک انسان سچی خوشی نہیں حاصل کرسکتا۔ ویدوں اور پرانوں نے اس گرہ کو کھولنے کی بہت سی ترکیبیں بتائی ہیں۔ لیکن یہ گرہ ایسی ہے کہ کھلنے کے بجائے روز بروز سخت ہوتی جاتی ہے۔ دل کے اندر لاعلمی اور گمراہی کی تاریکی چھائی ہوئی تو یہ گرہ دکھائی بھی نہیں دیتی پھر اس کے کھلنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر بھگوان ایسے حالات پیدا کر دے کہ ان گرہوں کے کھلنے کی صورت پیدا ہو جائے تب بھی اس کے کھلنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔

فرض کرلو کہ سری ہری کی عنایت سے کسی کے دل میں گائے ستو کے روپ میں گھر کرلے اور اسے جپ کی ہریالی کی غذا ملتی رہے۔ تپ کا عمل جاری رہے برت رکھا جاتا رہے اور وہ تمام کام انجام پاتے رہیں جو اچھے اور پسندیدہ ہیں۔ ان کاموں سے پرہیز کیا جائے جو ناپسندیدہ ہیں یا جن کی ممانعت ہے۔ تب بھی یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ گائے جب اپنے چھوٹے سے بچے کو دیکھتی ہے تو اس کے تھنوں سے دودھ کی دھار بہ نکلتی ہے۔ اس کا دودھ نکالنے کے لیے خاموشی اس رسّی کا کام کرتی ہے جس سے اس کی پچھلی ٹانگیں باندھ دی گئی ہوں عقیدہ اس برتن کا کام کرتا ہے جس میں دودھ نکالا جا رہا ہو۔ ایک پاک صاف دماغ اسی آدمی کا کام کرتا ہے جو دودھ نکال رہا ہو۔ اور یہ آدمی ہر ضرورت کے وقت مدد کرنے کے لیے موجود ہوتا ہے۔ پاکی اور نیکی کا یہ دودھ نکال کر اسے بے خواہشی کی آگ پر جوش دیا جانا چاہیے۔ اس کے بعد اسے

مضبوط دل و دماغ رکھتے ہوں۔ فریب میں مبتلا نہ ہوتے ہوں۔ ہوس کے غلام عورتوں کے دام سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی عورت کا چاند سا چہرہ دیکھ کر اس کے فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جسے رام کے قدموں سے عقیدت ہو وہ اس دام سے بچ سکتا ہے۔ یہ بھگوان وشنو کی مایا ہی تو ہے جو عورت کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ یہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں کسی طرفداری کو دخل نہیں۔ میں وہی کہہ رہا ہوں جو ویدوں اور پرانوں میں لکھا ہے۔ منی بھی یہی کہتے آئے ہیں۔

ایک عورت دوسری عورت کے حسن سے متاثر نہیں ہوتی۔ گروڑ! یہ بھی عجیب بات ہے۔ مایا اور بھکتی کا نسوانی گروہ سے تعلق ہے۔ یہ بات تو ہر کوئی جانتا ہے۔ بھکتی وہ چیز ہے جو سری رام کو عزیز ہے۔ مایا کی حیثیت صرف ایک ناچنے والی لڑکی کی ہے۔ چونکہ پربھو کا رجحان بھکتی کی طرف ہے اس لیے مایا اس سے خوف زدہ رہتی ہے۔ جس کے دل میں بھکتی موجود ہو اس کو دیکھتے ہی مایا خوف سے لرز جاتی ہے اور اس کو اپنے قابو میں نہیں لا سکتی۔ اس بات کو جان کر ہی منی بھکتی کو ساری خوشیوں کا خزانہ قرار دیتے ہیں۔ سری رام کا یہ راز ہر کوئی نہیں جان سکتا۔ بھکتی کی اہمیت کو جو کوئی جان لیتا ہے وہ دنیا کے فریب میں کبھی مبتلا نہیں ہو سکتا۔ بھکتی وہ چیز ہے جس کے بارے میں سن کر پربھو کے قدموں سے کبھی نہ ختم ہونے والا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

گروڑ! اب وہ ان کہی کہانی سنو جسے بیان نہیں کیا جا سکتا بلکہ جسے صرف وجدان کے ذریعے سنا جا سکتا ہے۔ روح، لافانی ایشور کا ایک حصہ ہے جس کے اوپر مایا کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ ایسی روح مایا کے سبب خود اپنے جال میں پھنس

دامنوں سے ہوا دے کر اس چراغ کو گل کرنے کی کوشش کرنے لگتی ہیں۔ اگر عقل با شعور ہے تو وہ سمجھ لیتی ہے کہ یہ میری دشمن ہیں اور اس لیے ان کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتی۔ اگر اس طرح ان خبیث طاقتوں کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو پھر عقل کو گمراہ کرنے کے لیے دیوتاؤں کو بھیجا جاتا ہے۔ یہ دیوتا اس کی توجہ ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دل کے ایوان کے لیے حواسِ خمسہ کھڑکیوں کا کام کرتے ہیں۔ ہر کھڑکی پر ایک دیوتا کی حکومت ہوتی ہے۔ جب حرص و ہوس دل میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ دیوتا ان کھڑکیوں کو چوپٹ کھول دیتے ہیں۔ جب بدی کی ہوا کے یہ جھونکے دل کے ایوان میں داخل ہو جاتے ہیں تو وہ چراغ خود بخود بجھ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدی غالب آجاتی ہے، عقل متحیر ہو جاتی ہے۔ یہ چراغ گل ہو جائے تو اسے پہلے کی طرح روشن کرنا مشکل ہوتا ہے۔ دانش کا چراغ گل ہو جانے پر روح پھر اذیتوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسے پھر آواگون کے چکروں سے گزرنا پڑتا ہے۔ سری ہری کی مایا کو پار کر لینا بہت مشکل کام ہے لیکن اس کی مہربانی ہو تو پھر یہ کام کچھ مشکل نہیں۔

بگیان کا راستہ تلوار کی دھار کے مانند ہے۔ آدمی اس پر سے ذرا دیر میں گر پڑتا ہے۔ جو احتیاط کے ساتھ اس پر چلتا ہے وہ سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پر جا پہنچتا ہے۔ سلامتی کا یہ دوسرا کنارہ وہی ہے جسے مکتی کہتے ہیں۔ پرانوں، ویدوں اور تنتروں میں بتلایا گیا ہے کہ نجات کا حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ رام بھگتی کے ذریعہ یہ مراد بے مانگے مل جاتی ہے۔ چاہے ہم کتنی ہی

قناعت وتحمل کی پھونکوں سے ٹھنڈا کیا جانا چاہیے۔ دور اندیشی اور خود انضباطی کے دہی کو اس دودھ میں ملایا جانا چاہیے۔ اس دہی کو مسرت کے برتن میں بلویا جانا چاہیے۔

غور وفکر کی دہی کو اسے بلونے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اس دہی کو باندھنے کے لیے سچائی اور خوش اخلاقی کے دھاگوں کو استعمال کیا جانا چاہیے اور اس طرح خالص، عمدہ اور پاک مکھن نکالا جانا چاہیے۔ جوگ کی آگ جلاکر اس میں ماضی کے تمام کرموں کے ایندھن کے طور پر جلا دینا چاہیے۔ اور اس مکھن کو اس آگ کی لپٹیں تیز کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ جب دنیاوی خواہشیں اس آگ میں جل کر بھسم ہو جائیں تو باقی ماندہ گھی کو عقل و دانش کی مدد سے ٹھنڈا کر لینا چاہیے۔ پھر اس گھی سے غور وفکر کا چراغ روشن کرنا چاہیے۔ اس چراغ میں جلانے کے لیے ست، رجس اور تمس کی بتی بنانی چاہیے۔ تحمل کی مدد سے اسے بٹنا چاہیے اس چراغ کی روشنی سے جہل، گمراہی اور غرور کی تاریکی دور ہو جائے گی۔ بدی کے کیڑے اس کی آگ میں جل جائیں گے۔

اس چراغ کی روشنی اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ "میں برہما سے الگ نہیں ہوں"۔ اس طرح دوئی کا اندھیرا ختم ہو جائے گا۔ اسی چراغ کی روشنی میں دل کے اندر بدھی براجمان ہو جاتی ہے۔ اور روح کو اپنا مدعا حاصل ہوتا ہے۔ مایا جب اس طرح گرہ کو کھلتے دیکھتی ہے تو وہ بہت سی دشواریاں پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ ردھیوں اور سدھیوں کو بھیجتی ہے تاکہ وہ مشکلات پیدا کر دیں۔ یہ کسی نہ کسی طرح قریب آجاتی ہیں اور اپنے

کی عنایت کے بغیر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسے حاصل کرنے کے لیے آسان تدبیریں موجود ہیں مگر بدنصیب لوگ اس کے لیے صحیح راستہ اختیار نہیں کر پاتے۔ وہ مشکل راستے کو اپناتے ہیں اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔

ویدوں اور پرانوں میں سری رام کی کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ خوش نصیب لوگ انھیں سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں۔ اور صلہ پاتے ہیں۔ یہ نعمت حاصل کرنے کی جو بھی سچے دل سے خواہش کرتا ہے یہ اسے حاصل ہو کے رہتی ہے۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ سری رام کا سچا خادم ان سے اونچا رتبہ پالیتا ہے۔ سری رام سمندر ہیں تو ان کا پجاری بارش کا قطرہ۔ سری رام صندل کا درخت ہیں تو ان کا پجاری وہ ہوا جو اس خوشبو کو دور دور پہنچا دیتی ہے۔ ساری روحانی خوشیوں کا دارومدار ہے کہ رگھو کی عقیدت حاصل ہو جائے۔ اسے حاصل کرنے میں سنتوں اور سادھوؤں سے بڑی مدد ملتی ہے۔ اے گروڈ! جو ان لوگوں سے دوستی کرتا ہے اور ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ اسے ان کے کرم سے یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ ویدوں کو دودھ کے سمندر سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔ روحانی دانش مندر پہاڑ کے مانند ہے اور سنت دیوتاؤں کی طرح اس سمندر کو متھ کے اس سے بھکتی کا مکھن نکالتے ہیں۔ دانش مند رام بھکتی سے تمام برائیوں کی جڑ کاٹ پھینکتے ہیں۔

اس کے بعد پرندوں کے راجا گروڈ نے محبت بھرے لہجے میں کہا "میرے مہربان مالک! اگر تم مجھ پر شفقت فرماتے ہو تو مجھے اپنے خادموں میں شمار کرو اور میرے ان سوالوں کا جواب دینے کی تکلیف گوارا کرو۔ پہلی بات تو مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کونسی شکل ہے جس کا حاصل کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کے بعد یہ بتاؤ

کوشش کرلیں، پانی زمین پر آئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اے پرندوں کے راجا! اسی طرح مکتی سری ہری کی بھکتی سے الگ نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد سری ہری کے عقیدت مند، نجات پر اپنی اس عقیدت مندی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے اثر سے بغیر کسی کوشش کے لاعلمی اور گمراہی کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ جس بھکتی سے اتنے فائدے حاصل ہوتے ہوں کون ایسا نادان ہے جو اسے حاصل کرنا نہ چاہے۔ دنیا کے سمندر کو وہی عبور کر سکتا ہے جو سری رام سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسی ایک سچا خادم اپنے آقا سے رکھتا ہے۔ اس اہمیت کو سمجھ لینا چاہیے اور اس نصیحت پر عمل کرنا چاہیے۔ رگھوپتی چاہیں تو جاندار کو بے جان اور بے جان کو جاندار بنا سکتے ہیں۔ ان کی پوجا سے ہی سچی خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔

میں نے گیان کے مسلمہ اصولوں کی بہت وضاحت کے ساتھ سمجھایا۔ اب میں بھکتی کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔ بھکتی ایک انمول موتی کی طرح ہے۔ دلوں کی مراد بر لانے والا یہ چمکدار موتی ایسا ہے جو دن رات روشنی بکھیرتا رہتا ہے۔ اسے اسے روشن رہنے کے لیے نہ تیل کی ضرورت ہے اور نہ بتی کی۔ جس کے دل میں ایسا موتی موجود ہو نہ غربت اس کے پاس رہ سکتی ہے اور نہ حرص و ہوس۔ لالچ کا کوئی جھونکا اس چراغ کو گل نہیں کر سکتا۔ لاعلمی اور گمراہی کا اجالا اور مایوسی کے پتنگے اس سے دور رہتے ہیں۔ جب دل میں بھکتی موجود ہو وہاں کوئی بھی بدی گزرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ زہر بھی ایسی جگہ پہنچے تو امرت ہو جائے۔ اس ہیرے کے بغیر سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب دل میں یہ ہو وہاں کسی غم کا گزر بھی ممکن نہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اسے حاصل کرنے کے لیے اپنی بہترین کوششیں صرف کر دیتے ہیں۔ یہ انمول ہیرا اس دنیا میں موجود ضرور ہے مگر سری رام

سادھو کی صحبت اس دنیا میں پل بھر کو بھی میسّر آجائے تو غنیمت ہے۔ گروڑ! ذرا خیال کرو کیا میں اس قابل ہوں کہ سری رام کی پوجا کر سکوں۔ میں کیا حقیر پرندہ تھا لیکن پربھو کی عنایت نے مجھے کیسا درجہ دیا۔ انھوں نے مجھے اپنی غلامی میں قبول کیا اور مجھے یہ موقع دیا کہ مجھے تم جیسے سادھو کی صحبت نصیب ہو۔ میرے مالک! میں نے اپنی بساط کے مطابق مختصر رام کتھا سنا دی یہ قصّہ اتنا وسیع ہے جتنا سمندر۔ اسے کون بیان کر سکتا ہے؟

کہ سب سے بڑی مسرت کیا ہے۔ اور سب سے بڑا غم کون سا ہے۔ تم سادھوؤں اور بدقماشوں دونوں کی خصوصیت سے آگاہ ہو۔ مجھے دونوں کی خصوصیات سے باخبر کرو۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بتاؤ کہ ویدوں نے سب سے بڑی نیکی کس چیز کو قرار دیا ہے اور سب سے بڑی بدی یا سب سے بُرا گناہ کس چیز کو ٹھہرایا ہے۔ تم ہر بات سے واقف ہو۔ مجھے یہ بھی بتاؤ کہ وکیا چیز ہے جو دماغ کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔"

پانی کو متھ کے مکھن نکالا جا سکتا ہے اور ریت کو نچوڑ کے تیل نکالا جا سکتا ہے مگر رام بھکتی کے بغیر دنیا کے اس سمندر کو پار نہیں کیا جا سکتا۔ پربھو چاہیں تو مچھر کو برہما کا درجہ دیدیں۔ اور وہ چاہیں تو برہما کو کم رتبہ کر دیں۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد دانش مند لوگ شک و شبہ کو ترک کر کے سری رام کی پوجا کرتے ہیں۔ اب میں تمھیں اپنی سوچی سمجھی رائے دیتا ہوں اور میری بات غلط نہیں ہو سکتی سری رام کی پوجا کرنے والوں کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ اور انھیں مکتی حاصل ہو جاتی ہے۔ گروڑ! میں نے اپنی صلاحیت کے مطابق رام کتھا سنا دی ہے۔ یہ قصہ کہیں میں نے تفصیل سے سنایا اور کہیں اختصار کے ساتھ۔ اس سلسلے کی سب سے ضروری بات یہ ہے کہ سب کام بھول کر صرف سری رام کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے۔ سری رام مجھ جیسے ناکارہ کو اپنی غلامی میں قبول کر لیتے ہیں پھر کیا سبب ہے کہ کوئی ان کا در چھوڑ کر کہیں اور جائے۔

گروڑ! تم سراپا عقل کے پتلے ہو۔ تم عیبوں سے دور ہو۔ اس کے علاوہ تم نے مجھ سے رام کہانی سن کر میرے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ ایسی کہانی ہے جسے سن کر شُک، سنک اور شمبھو بھی روحانی مسرت حاصل کرتے ہیں